۷۸۶

دیوان حسن سجزی دہلوی

پیدائش سنہ ۶۵۳ ہجری — وفات سنہ ۷۳۸ ہجری

(بسرپرستی)

عالیجناب راجہ راجایان راجہ سرکشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ
کے۔سی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ای صدراعظم باب حکومت
سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن

(باہتمام)

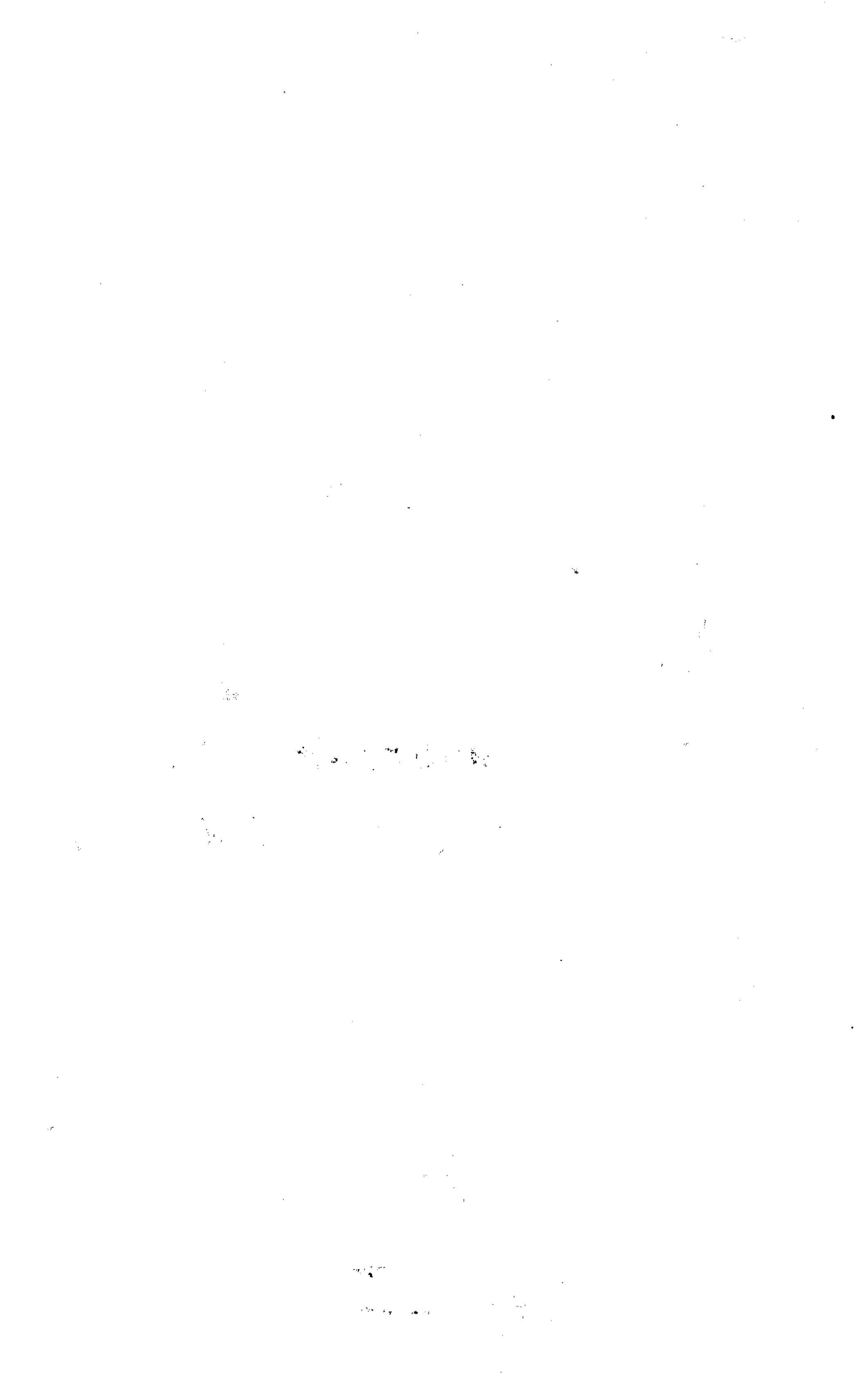
افقل العباد مسعود علی محوی بی۔اے (علیگ) سابق مشن جج سرکار آصفیہ

بمکتبۂ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن

طبع سنہ ۱۳۵۲ھ شد

فہرست مضامین

کلیات حضرت امیر حسن سجزی دہلوی





راجہ راجایان سرمہا راجہ بہادر کشن پرشاد یمین آصف‌الدولہ

سید یعقوب بزمی بی-اے مسعود علی محوی بی-اے

مرزا نظام شاہ لبیب تیموری

ملاحظہ ہو ضمیمۂ دیباچۂ صفحۂ ۱۰۸ و ۱۰۹

تمہید چکیدۂ خامہ فیض شمامہ عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ یمین السلطنۃ کے۔ سی۔ آئی۔ ای جی۔ سی۔ آئی۔ ای صدر اعظم سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن دام اقبالہٗ و اجلالہٗ

مست توام از بادہ و جام آزادم   صید توام از دانہ و دام آزادم
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی   ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم

بندہ آزاد **شاد** نے آنکھ کھول کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی علم نوازی اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار ہمت افزا داستانیں سنی ہیں، اور ایسی فضا میں پرورش پائی ہے جو اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے مملو تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ ابتدا سن شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل کا، خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں، دل و جان سے شیفتہ اور فریفتہ رہا ہے، اور ان کی تعظیم و تکریم، اور خدمت و عظمت، جس طرح اور جس حد تک ہو سکے، اپنے لیے سعادت دارین کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔ حضرت امیر حسن سجزی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادتمندی کے چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بلند پایہ تصوف، اُن کی دلکش اور درد انگیز شاعری، ان کا دکن کا توطن اور مدفن ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات مجمع الصفات اور ان کے

کلام بلاغت نظام سے ایک خاص اُنس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے دیوان جو امتداد زمانہ سے روز بروز کم یاب ہوتے جاتے ہیں۔ ذاتی کتب خانہ کے علاوہ دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریتہً منگائے اور بعض نسخے خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور نا تمام ہیں۔ ابتک کوئی ایسا نسخہ نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے جتنے نسخے دیکھے گیے ان میں سے اکثر چند روز کے مہمان نظر آئے، بعضوں کی سیاہی اُڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نامآور شاعر کا کلام صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپوا دیا جائے تاکہ وہ ایک مزید مدت کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے مصارف، اور تلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا کے ذمے رہا۔ اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ) سابق سشن جج سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبان قدیم سے ہیں براہِ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ الحمد للہ کہ دو ڈھائی سال کی لگاتار محنت

کے بعد یہ کلیات موجودہ شکل میں مرتب ہو کر چھپ گیا ہے اور ان علمی یادگاروں میں سے ایک یادگار ہے جو ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰحضرت قدر قدرت **نواب میر عثمان علی خاں** ادام اللہ سلطنتہٗ کی مسیحا دمی سے از سرِ نو زندہ ہورہی ہیں، اور جن کی روشن خیالی اور علم پروری کی روشنی سے سرزمین دکن کا ذرہ ذرہ منور ہوتا جاتا ہے۔ محویؔ صاحب نے خوب کہا ہے۔

از نیر توجہ گیتی فروز او — شمع علوم زندگی از سر گرفتہ است

آراست ہم معاش ازاں ہم معاد ملک — بنگر بیک کرشمہ دو کشور گرفتہ است

کشن پرشاد عفی اللہ عنہ

حیدرآباد دکن

۱۳۴۲ف

امیر حسن
اور
اُن کا زمانہ

امیر حسن علا سجزی کے حالاتِ زندگی پر ہمارے دوسرے مشاہیر شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرائے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں، اور اس لیے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیر الاولیا کے مؤلفوں کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے، اور بدقسمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے اُن معتبر مولفین کے اقتباسات جنھوں نے اِس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود اُن کے الفاظ میں پیش کر دیں اور بعدہ جو کچھ ہمیں امیر حسن اور ان کے عہد اور معاصر بادشاہوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جو ۷۵۸ھ ہجری میں ختم ہوئی)

نہ صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ اُن کے ہم صحبت اور دلی دوست ہیں اس لئے ہم انھیں کی تاریخ سے ابتدا کرتے ہیں، مولانا موصوف سلطان علاءالدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) "درعصر علائی شعرائے بودند کہ بعد از ایشاں بلکہ پیش از "
" ایشاں چشم روزگار مثل ایشاں ندیدہ است لاسیما۔ امیر خسرو....... "
" دوم شاعرے از شعرائے یگانہ درعصر علائی امیر حسن سجزی بودہ است "
" و اورا تالیفات نظم و نثر بسیار است وبسلامتی ترکیب و روانی سخن "
" آیت بودہ است۔ و ازبسکہ غزلہائے وجدانی درغایت روانی بسیا "
" گفتہ است اورا سعدی ہندوستان خطاب شدہ بود۔ امیر حسن مذکور "
" باوصاف واخلاق مرضیہ متصف بودہ است۔ وبعزت خداوندان "
" مکارم اخلاق کہ در لطائف و ظرائف ومجلسہا و استحضار اخبار "
" سلاطین واکابر وعلمائے بزرگ دہلی واستقامت عقل وزی وزیست "
" صوفیہ ولزوم قناعت واعتقاد پاکیزہ وخوش بودن وخوش گزرانیدن "
" بے اسباب دنیا وتجرد وتفرد از علایق دنیا ہیچوں اوکسی راکمتر دیدہ ام "
" وسالہا مرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور تردد ویگانگی بودہ است۔
' ونہ ایشاں بے صحبت من توانستندے بود ؛ من توانستمے کہ مجالست "
" ایشاں راگزرانم۔ واز صحبت من میان ایشاں ہر دو اتحاد قرابتے شد "
" ودرخانہائے یکدیگر آمدوشد کردن گرفتند۔ و ازنہایت اعتقادے کہ "
" امیر حسن بخدمت شیخ (سلطان المشایخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ) داشت "

"انچہ در مدت ارادت خود در مجالس شیخ شنیدہ است عین ملفوظ شیخ در چند"
"جلد جمع کردہ است وآنرا "فوائد الفواد" نام نہادہ۔ و ایں فوائد الفواد او"
"دستور صادقان ارادت شدہ است و امیر حسن را نیز چند دیوان است"
"وصحایف بہ نثر و مثنویات بسیار است وچناں شیریں مجلس و ظریف و"
"خوشباش و مزاجدان و مؤدب و مہذب بود کہ مارا راحتے وانسے کہ"
"بمجالست او می شد از مجالست غیر او نیافتیم"۔

دوسرا اقتباس محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیر خورد کی کتاب "سیر الاولیا" سے دیا جاتا ہے۔ امیر خورد اور ان کے والد اور نانا بھی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے معاصر اور مرید ہیں اور اس لحاظ سے مولانا ضیاء الدین برنی کی طرح انہیں بھی امیر حسن سے ذاتی واقفیت کا موقع حاصل تھا۔ انھوں نے امیر موصوف کا ذکر اپنی لاجواب کتاب میں جابجا کیا ہے۔ ایک جگہ تو مولانا ضیاء الدین برنی کی وہ عبارت جسے ہم اوپر دے چکے ہیں بجنسہ نقل کر دی ہے دوسری جگہ حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اقتباس (۲) "منہم۔ آں ملک الملوک فضلا۔ آں بلطافت طبع"
"دلربا۔ یعنی امیر حسن علاء سجزی کہ غزلیات جگر سوز او از حقیق دلہائے عاشقاں"
"آتش محبت بیروں می آرد، واشعار دل پذیر او راحتے بدلہائے سخنوراں"
"میرساند، ولطائف روح افزائے او مایہ اہل ذوق است، وسخن ایں بزرگ"
"چاشنی شیخ سعدی دارد، وو بیتے دریں گفتہ است۔"
"حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است ؛ کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است"

"واین بزرگ پیوستہ میان شعرا متمکن و متجمل بود۔ و ہیچ کس لطیفہ و نظمے"
"بہ بدیہہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہ زادگان گوش بر ہر لطف"
"اومی داشتند۔ و سر ہمہ سعادتہا آں بود کہ در سلک بندگان حضرت"
"سلطان المشایخ منسلک شد۔ و بنظر خاص سلطان المشایخ مخصوص"
"گشت۔ وقتے ایں بزرگ بخدمت سلطان المشایخ آمدہ چند عزیزے"
"حاضر بودند۔ سلطان المشایخ روئے بسوئے ایں بزرگ کرد و فرمود"
"کہ ایں ساعت ذکر فضلا داشتم کہ تو در آمدی۔ و از ملفوظات روح افزائے"
"سلطان المشایخ فوایدے بنوشت و عین تقریر سلطان المشایخ بقدر"
"امکان رعایت کرد کہ امروز آں فوائد الفواد مقبول اہل دلاں عالم"
"شدہ است و دستور عاشقاں گشتہ، و شرق و غرب عالم گرفتہ سلطان الشعراء"
"امیر خسرو علیہ الرحمہ کرات گفتے کاشکے تمامی کتب کہ عمر دراں صرف کردہ ام"
"برادر امیر حسن رابودے و ملفوظات سلطان الشایخ کہ جمع کردہ اوست"
"مرا بودے تا من بداں در دنیا و آخرت فخر و مباہات کردمے۔ و ایں بزرگ"
"دریں عالم مجرد زیست۔ در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا مدفن یافت رحمۃ اللہ علیہ"

ہندوستان غلاموں، خلجیوں اور تغلقوں کے ابتدائی دورِ حکومت تک علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ علماء، فضلا، شعراء، اور متصوفین کے طبقہ اور زمرہ میں سربرآوردہ ہستیاں موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال (۷۹۰ھ ہجری) کے بعد سے تغلقوں کی سلطنت میں ضعف آنا شروع ہوگیا اور اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تیموری طوفان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لرزاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والا کون تھا۔ اور یہ درخت جو امن و اطمینان کی سرزمین اور قدردان پادشاہوں اور امیروں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بار آور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنت تیموریہ کے قیام (سنہ ۹۳۲ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصًا شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چمنستان ویران اور سنسان نظر آتا ہے۔ نہ علمائے عظام کے حلقے ہیں اور نہ صوفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں ہیں بھی تو وہ قعر گمنامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روشناس عالم کرے۔ ایسے کس مپرسی کے زمانہ میں بیچارے حسن کے حسن صورت اور سیرت کی داستان سنانے والا کہاں سے آئے۔ سلطنت مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندوستان نے پھر ایک گونہ امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی چمن میں جو اس وقت تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے۔ اور ان خوش نوا بلبلوں نے جو اس وقت تک دم بخود تھیں پھر چہچہانا شروع کیا۔ ہمایوں کے عہد میں حامد بن فضل اللہ المخاطب بہ جلال خاں والمعروف بہ شیخ جمالی نے جو بادشاہ کے ندما میں داخل اور مشہور شاعر صوفی اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا عبدالرحمن جامی اور مولانا جلال الدین محمد دوانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے "سیر العارفین" لکھ کر اہل دل کی بھولی ہوئی داستان از سرنو یاد دلائی۔ چونکہ حسن اس ممتاز طبقہ کے ایک رکن تھے اس لیے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے بغیر آئے نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ

کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اقتباس (۳)۔ "نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے
"حضرت ایشاں (حضرت سلطان المشائخ نظام الدین علیہ الرحمہ)
"بزیارت مزار متبرکہ حضرت سلطان المشائخ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ
"رفتہ بودند من و خدمت مولانا برہان الدین برکاب ایشاں بودیم۔ بعد از
"زیارت حضرت شیخ را برحوض شمسی گزر افتاد تا بر سر مزار بعضے بزرگاں
"کہ بالائے آں حوض آسودہ اند فاتحہ بخوانند ناگاہ خواجہ علا حسن سجزی با جمع
"یاران خود در کنارۂ حوض شراب میخورد۔ و اورا با حضرت شیخ در مبدا حال
"در بدایون آشنائی و صحبت بودہ است پیدا گشت و ایں دوبیت برزبان
"راند۔"

" سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم — گر ز صحبتہا اثر بودے کجاست
" زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد — فسق ما یاں بہتر از زہد شماست
" چوں حضرت شیخ ایں ابیات از او شنید بفور فرمود "در صحبت اثر ہاست"
" ایں سخن در دل او چناں اثر کرد کہ فی الحال سر برہنہ ناخت و خود را
" بپائے حضرت شیخ انداخت و تائب شد و بشرف ارادت مشرف
" گشت۔ و ایں خواجہ حسن دراں وقت کہ توبہ کرد ہفتاد و سہ سالہ عمر
" داشت و یکے از مقبولان و محبوبان حضرت شیخ شد...... و ایں غزل
" بعد از توبہ در قلم آوردہ است کہ مقطع آں اینست۔
" اے حسن توبہ آنگہے کردی — کہ ترا قوت گناہ نماند"

اس کے بعد کا زمانہ ہندوستان کے علمی اور ادبی عروج کا زمانہ ہے جس میں بیشمار تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں۔ ان میں سے بعض کا انتخاب ہم اور دینا چاہتے ہیں۔ اکبر کے معاصر مورخین میں سے محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ ہند کے اخیر میں بعض صوفیۂ کرام کا ذکر کیا ہے۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ اور حضرت امیر خسرو کے حالات کے ضمن میں کئی جگہ امیر حسن کا بھی ذکر آگیا ہے۔ ایک جگہ تو تقریباً وہی عبارت نقل کردی ہے جو شیخ جمالی نے سیر العارفین میں لکھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ توبہ کے وقت خواجہ امیر حسن کی عمر بجائے تہتر سال کے پچاس سال سے زائد بتائی ہے۔ دوسری جگہ جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۴)۔ "روزے شیخ نظام الدین اولیا با اصحاب خود از بازار میگذشت
"وامیر خسرو کہ در عنفوان جوانی بود نیز ہمراہ بود۔ خواجہ حسن شاعر کہ
"حسنِ جمال وافر و فضل و دانش کامل داشت در دکان خبازے
"نشستہ بود۔ چوں چشم امیر خسرو بروے افتاد منظرے دید زیبا
"وحرکات موزوں و دلربا، مرغ دلش گرفتار گشتہ نزدیک دکان
"رفتہ پرسید نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترازو می نہم
"و خریدار را میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہرگاہ زر گراں تر آید
"مشتری را راہی می نمایم۔ امیر خسرو گفت اگر مشتری مفلس باشد
"مصلحت چیست گفت درد و نیاز ہم عوض زر می ستانم۔ امیر خسرو
"از حسن کلام خواجہ حسن حیران ماندہ کیفیت حال بہ شیخ (حضرت
"نظام الدین اولیا) عرض کرد۔ و خواجہ حسن را نیز در طلب دامنگیر شدہ"

"وداں زودی ترک دکان کردہ۔ اگرچہ آں وقت مرید شیخ نشد اما بیشتر"
"از اول بکسب علوم وکمالات ظاہری مشغول گشتہ بخانقاہ شیخ متردد"
"گردید ومیان او وامیر خسرو الفت تمام بہم رسید۔ ہردو نوکری شاہزادہ"
"محمد سلطان خاں شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن وقت حکومت"
"ملتان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شدہ وخواجہ حسن"
"دوات دار گردید۔ و چوں محمد سلطان خاں شہید بدہلی می آمد"
"ہردو عزیز از خدمت شہزادہ فراغ می یافتند اکثر اوقات در ملازمت شیخ"
"بسر می بردند۔ ورفتہ رفتہ عاشقی ومعشوقی ایشاں شہرت یافتہ بجائے"
"رسید کہ صاحب غرضاں بعرض شہزادہ رسانیدند کہ ہمہ خلق ایشاں را"
"بزبان گرفتہ از اہل ملامت میدانند قابل خدمت نزدیک نیند۔"
"امیر خسرو دراں وقت غزلے کہ مطلعش ایں است گفت
"زیں دل خودکام کار من برسوائی کشید خسرو افرمان دل این دن ہیں بار آورد"
"بعدہٗ محمد سلطان خاں شہید ازروے مصلحت خواجہ حسن را از"
"مصاحبت واختلاط امیر خسرو منع فرمود۔ اما چوں سررشتہ محبت"
"میان ایشاں استحکام داشت براں منع سودے مترتب نشد۔"
"واہل غرض باز ایں معنی بمحمد سلطان خاں شہید عرض کردند۔ ودریں"
"کرت محمد سلطان اعراضی شدہ تازیانہ چند برخواجہ حسن زد۔ وخواجہ حسن"
"چوں ازانجا بیروں آمد راست بخانہ امیر خسرو رفت۔ وبمحمد سلطان خاں"
"شہید ہماندم ایں خبر رسید تعجب نمود ویکے از حضار مجلس کہ بر حقیقت حال"

"مطلع بود معروض داشت کہ محبت مجازی ایشاں بزیور حقیقت آراستہ شدا ست"
"وجمال حال اینہا بہ پردہ عفت وصلاح پیراستہ - محمد سلطان خاں شہید"
"کس فرستادہ امیر خسرو را طلب نمودہ پرسید کہ محبت شما از شائبہ ہوا مبرا"
"است یا نہ - او جواب داد کہ دوئی از میانِ ما رخت بربستہ - محمد سلطان خان"
"شہید گواہ طلبید - امیر خسرو دست از آستین برآوردہ گفت -"
"مصرع - گواہ عاشق صادق در آستیں باشد - پس محمد سلطان خان شہید"
"دید کہ اثر تازیانہ بر ہماں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بر دستِ امیر خسرو"
"ظاہر است پس سکوت اختیار نمود - و امیر خسرو فی الفور ایں رباعی خواند -"

" عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست "
" تا کرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست "
" اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت "
" نامیست مرا بر منُ باقی ہمہ اوست "

عہدِ جہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب "اخبار الاخیار" (سنہ ۱۰۰۰ ہجری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مؤلف نے ایک حد تک روایات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تالیفات بالکل معرا نظر آتی ہیں - علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں کیا ہے - جو کچھ وہ تحریر فرماتے ہیں وہ حسب ذیل ہے -

اقتباس (۵) - "امیر حسن بن علا سجزی دہلوی - و ورا درمیان فضلائے عصر"
"عزتے و مکانے دیگر بود و درمیان مریدان شیخ نظام الدین بقربت و عنایت"

"شیخ امتیازے داشت و در حسن معاملت و صفائے سریرت و سائر صفات
حمیدہ یگانۂ عصر بود، و باوصاف تصوف موصوف۔ اورا بامیر خسرو
تقدم گونہ ہست اگرچہ ہر دو مصاحب و معاصر یکدیگر بودند، اورا قصاید است
در مدح سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسرو در مدح این سلطان
کمتر چیزے تواں یافت۔ واکثر اشعار امیر خسرو در زمان سلطان غیاث الدین
بلبن در مدح خان شہید است کہ پسر اوست و حاکم ملتان بود و امیر خسرو
در ملازمت او مے بود۔ و این خان شہید التماس قدوم شیخ مصلح الدین
سعدی شیرازی از شیراز نمودہ شیخ التماس اورا مبذول نداشتہ فرمود
پیر شدیم و میل سیر ہندوستان نماندہ۔ وآنکہ در باب ملاقات امیر خسرو
باشیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد۔ و میر حسن را کتابے است مسمی
بفوائد الفواد در آنجا ملفوظات شیخ را جمع کردہ در غایت متانت الفاظ
و لطافت معانی آن کتاب درمیان خلفا، و مریدان شیخ نظام الدین
دستورے است۔ گویند کہ امیر خسرو گفتے کاشکے تمام تصنیفات من
بنام میر حسن بودے و این کتاب از من بودے و این سخن ناشی از
غایت محبتے است کہ امیر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود ....

....

مولد و منشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجردانہ
زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا مدفن یافت روضۂ او
ہم در انجاست رحمۃ اللہ علیہ وفات او در سنہ ...... است"

اِس کے بعد جس قدر تذکرے اولیا یا شعراء کے لکھے گیے ان میں یہی واقعات اُلٹ پلٹ کے لکھے جاتے رہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ناقابلِ توجہ ہیں۔ البتہ عبدالرزاق المخاطب بہ **شاہ نواز خاں** کا تذکرۃ الشعراء موسوم بہ "بہارستان" جس میں قابل مؤلف نے ایک حد تک تنقید اور تقریظ سے کام لیا ہے'۔ اِس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۶)۔ "خواجہ حسن دہلوی لقب وے نجم الدین بن علاء سجزی است" "مولد و منشائے او در دہلی است۔ میان فضلائے عصر عزتے و مکانے" "داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالتفات خاص" "مخصوص بود و بحسن معاملت و صفائے سریرت و سایر صفات حسنہ" "یگانہ زمانہ بودہ۔ آنچہ گویند در ابتدائے حال خواجہ کہ حسن و جمال وافر" "و فضل و دانش کامل داشت بر دکان خبازے نشست۔ روزے" "سُلطان المشایخ باصحاب خود ازاں راہ میگذشت۔ امیر خسرو کہ در عنفوان" "شباب بود چنین حسن دلربا دیدہ شیفتہ گردید و نزدیک دُکان رفتہ بپرسید" "کہ نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترازو مے نہم و خریدار را" "میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہرگاہ زر گراں برآید مشتری را" "راہی مینمایم۔ امیر خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست" "گفت درد و نیاز عوض مینمایم۔ امیر خسرو از حُسنِ کلام حسن حیراں" "ماند۔ و کیفیتِ حال بشیخ عرض نمود۔ بحسب اتفاق دراں زودی"

"حسن ترک دکاں کردہ بیشتر از اول بکسب کمالات صوری اشتغال نمود"
"اگرچہ دراں وقت بخدمت شیخ مرید نشد، امّا آمد و رفت میکرد۔"
"ایں حکایت از اکاذیب است۔ شیخ (عبدالحق) در اخبار الاخیار"
"آوردہ کہ بقیاس چناں درمے آید کہ امیر حسن را نسبت با امیر خسرو"
"تقدم گونہ باشد، چہ امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن قصائد غرا است"
"و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کمتر چیزے تواں یافت، اگرچہ"
"ہر دو معاصر و مصاحب یکدیگر بودند۔ چوں میانہ وے و امیر خسرو"
"الفت و محبت تمام بہم رسیدہ بود ہر دو نوکری سلطان محمد بن غیاث الدین"
"اختیار نمودہ بملتان رفتند۔ امیر خسرو بہ مصحف داری شہزادہ و خواجہ حسن"
"بدوات داری اختصاص یافتند۔ و بعد از شہادت شاہزادہ بدہلی آمدند"
"و امیر خسرو[a] در مرثیہ او نثرے نوشتہ و بیاراں دہلی فرستادہ۔ گویند خواجہ حسن"
"وقتیکہ شش از پنجاہ متجاوز بود بر حوض شمسی بالجمعے بہ تفرج مشغول بود۔"
"ناگاہ سلطان المشائخ ازاں راہ میگذشت۔ خواجہ ایں دو بیت خواند"

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم — گر ز صحبتہا اثر بودے کجا است
زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد — فسق ما ایں بہتر از زہد شما است

"شیخ فرمود صحبت را اثرہا است انشاء اللہ تعالیٰ روزی باد۔"
"چوں وقت انتباہ رسیدہ بود فوراً بپائے شیخ افتادہ از جمیع مناہی"
"توبہ نمود و مرید گشت و غزلے در سلک نظم کشید کہ مقطع اش ایں است"
"اے حسن توبہ آنگہے کردی — کہ ترا طاقت گناہ نماند"

[a] بظاہر کتابت کی غلطی ہے یہاں بجائے خسرو کے حسن ہونا چاہیے۔

"کتاب فوائد الفواد کہ مشتمل براحوال واقوال شیخ است تصنیف اوست"
"در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی - گویند امیر خسرو گفتے کاشکے"
"تمام تصانیف من بنام حسن بودے وایں کتاب از من - وایں سخن"
"از غایت محبتے است کہ نسبت بپیر داشتہ - در شعر بسیار معتقد شیخ سعدی"
"بودہ وہمیشہ تلاش آں روش میکرد چنانکہ خود گوید

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است
کہ اہل معنی گل چیں ازاں گلستانند

"لہذا اورا سعدی ہندوستان می گفتہ اند ومولانا عبدالرحمن جامی"
"در بہارستان آوردہ کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر قافیہ ہائے"
"تنگ و ردیف ہائے غریب اختیار نمودہ لاجرم از اجتماع آنہا"
"شعر وے اگرچہ در بادی الرائے آسان می نماید اما در گفتن دشوار است بنابریں"
"اشعار وے را سہل ممتنع گفتہ اند - صاحب تاریخ فیروز شاہی آوردہ"
"کہ من کسے را در لطافت و سلامت عقل و تہذیب اخلاق مثل خواجہ حسن"
"ندیدہ ام سلاطین و اغنیا بوے توجہ خاص داشتند - در آخر عمر وقتیکہ"
"سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نمودہ دیوگیر دکن را پائے تخت"
"خود قرار دادہ موسوم بدولت آباد ساخت وے نیز بدانجا شتافت"
"ودر ہماں اوان بدار الجنان منزل گزید "مخدوم اولیا" تاریخ است۔"
"در اخبار الاصفیا سال رحلت سنہ ہفتصد وسی وہفت نوشتہ کہ"
"یک سال ازاں تاریخ کم است و در بالا گھاٹ دولت آباد کہ اکثر"

"مشائخ چشت مثل شاہ منتجب الدین معروف بہ زری زر بخش و برادرش"
"شاہ برہان الدین غریب و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم دراںجا آسودہ اند"
"مدفون گردید و دراں دیار مشہور بہ حسن شیر گشتہ۔ اشعار خواجہ مشہور است"

....

ان اقتباسات کے بعد ہم عنوانات مندرجۂ حاشیہ سے مختصراً بحث کرنا چاہتے ہیں۔

امیر حسن اور انکے والد کا نام | بعض مؤلفین نے حسن کا نام جلال الدین بھی لکھا ہے مگر اجماع اسی پر ہے کہ ان کا نام نجم الدین حسن تھا، اسی کا آخری جزلے کر خود انہوں نے یا ان کے اساتذہ نے ان کا تخلص قرار دیا اور وہ ان کے حسن انتخاب اور حُسن نیت سے ایسا چمکا کہ صدیوں گزر جانے اور زمانے کے سیکڑوں پلٹے کھانے کے بعد بھی فارسی کی ادبی دنیا میں ابھی تک نہایت آب و تاب کے ساتھ روشن ہے۔

فوائد الفواد کے دیباچہ میں انہوں نے خود اپنے آپ کو "حسن علا سجزی" لکھا ہے۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ "علا" سے کیا مراد ہے۔ اور دوسرا لفظ "سنجری" ہے جیسا کہ عوام میں مشہور ہے یا "سجزی" ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق صاحب اخبار الاخیار اور شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ بہارستان نے "علا" کو ان کے والد کا نام قرار دے کر اس بحث کو مختصر کر دیا ہے، لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لفظ علاء الدین یا کسی دوسرے لفظ کا امالہ یا اختصار ہے یا ان کا نام صرف اسی قدر تھا۔ اسپرنگر جس نے اودھ کے کتب خانۂ شاہی کی کتابوں کی فہرست نہایت محنت سے مرتب کی ہے، ان کے والد کا نام صاف طور سے

علاء الدین لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اس کی کوئی سند بھی تھی یا محض "علا" کو علاء الدین کا اختصار سمجھ کر ایسا لکھ دیا ہے۔ یہ امر کہ اس سے سلطان علاء الدین خلجی سے انتساب مقصود ہے جس کے زمانہ میں انہیں ایک حد تک عروج ہوا بظاہر قرینِ قیاس نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس بادشاہ کی دوسری انتسابی اشیاء کی طرح وہ بھی لفظ "علائی" سے ظاہر کیا جاتا نہ کہ محض لفظ "علا" سے۔

دولت آباد جو ممالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد دکن کا ایک مشہور قصبہ اور امیر حسن کا مدفن ہے وہاں کے عوام الناس میں وہ "حسن شیر" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک غزل میں وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

شیر دل خواندن حسن را، لطف بود
نے سگِ خود خواں کہ جاہ دیگر است

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا اپنے مخصوص اور چہیتے مریدوں کو بعض اوقات بعض پیار کے ناموں سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو کو "ترک اللہ" فرماتے تھے۔ امیر موصوف خود ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بر زبانت چوں خطاب بندہ "ترک اللہ" رفت
دست "ترک اللہ" گیر وہم بہ الہش سپار

ممکن ہے کہ امیر حسن کو بھی سلطان المشائخ نے کسی وقت ان کے ترک و تجرد کی بنا پر "شیر دل" فرمایا ہو جیسا کہ ان کے شعر مذکورۂ بالا سے مترشح ہوتا ہے۔

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رہ گیا ہو، لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ "شاعر" کو بگاڑ کر "شیر" کر دیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے ہر شخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھا دی جاتی تھی، مثلاً ایک حسن شاعر کہلاتے تھے دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں شریک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد کھینچ لائی تھی۔ اور اس لیے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہوگا۔

لفظ "سنجری" کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کر لی ہے، ورنہ فی الحقیقت وہ "سجزی" ہے، جو "سگزی" کی معرب شکل ہے۔ "فوائد الفواد" جو اسی سال قبل دہلی کے فخر المطابع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علا سجزی لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفا کے خاندانوں کی تاریخوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب سے نکل کر ایران، افغانستان اور دوسرے قرب و جوار کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں۔ ایسے خاندان شاذ ہی ہونگے جو براہ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں۔ اس بنا پر قوی قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سجستان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں "سنجری" نہیں بلکہ "سجزی" کہنا صحیح ہوگا۔ اس قیاس کی تائید

اس سے بھی ہوتی ہے کہ دنیائے اسلام میں کوئی شہر یا قصبہ "سنجر" کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ سنجار البتہ ایک شہر ہے جس کی نسبت "صاحب معجم البلدان" لکھتے ہیں کہ وہ "جزیرہ (عراق عرب) کا ایک مشہور اور آباد شہر ہے۔ موصل سے تین روز کی مسافت پر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے .... یہ شہر اکثر اہل علم و ادب اور شعراء کا مولد اور مسکن رہا ہے۔ منجملہ ان کے ہمارے زمانہ میں اسعد ابن یحییٰ بن موسیٰ بن منصور شاعر ہیں، جو بہائے سنجاری کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں"۔ اگر حسن کے خاندان کا تعلق اس شہر سے ہوتا تو وہ بھی وہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح "سنجری" نہیں بلکہ "سنجاری" کہلاتے۔ "صاحب معجم البلدان" سیستان یا سجستان کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی سن لیجیے :-

"سجستان یا (سیستان) اقلیم سوم میں واقع ہے۔ اس کا صدر مقام زرنج ہے جو ہرات سے جانب جنوب اسّی فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ ریگستانی حصہ ہے جس میں کھجور کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے مضبوط قوی ہیکل اور بہادر ہوتے ہیں۔ رستم وہیں کا رہنے والا تھا۔ وہاں کے اہل علم جو مشہور ہوئے ہیں مثلاً ابو احمد خلف، ابی بکر الشافعی، دعلج عبداللہ بن سلیمان وغیرہ وہ سب "سجزی" کہلائے ہیں"۔

اب صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر حسن کے خاندان کا کوئی تعلق سلطان سنجر سلجوقی یا اس نام کے کسی دوسرے شخص سے ہو اور اس نسبت سے اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو "سنجری" لکھتے ہوں۔ لیکن اس کا پتا نہ کسی تاریخ سے چلتا ہے اور نہ کہیں انھوں نے اپنی کسی نظم یا نثر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اس لیے جب تک مزید انکشاف نہ ہو انھیں "سجزی" ہی کہنا مناسب ہوگا۔

امیر حسن کا مولد و منشا تمام تذکرہ نویسوں نے ان کا مولد دہلی بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ انھوں نے خاقانی کے قصیدہ پر ایک قصیدہ لکھا ہے۔ "بجرا داشتہ ومینا داشتہ" جس میں اپنی نسبت فرماتے ہیں :۔

پروردہ فضلِ ایزدش، ارشادِ غیبی مرشدش
بودہ بدایوں مولدش، دہلی است منشا داشتہ

پورا قصیدہ کلیات میں موجود ہے جو ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انکا مولد دہلی نہیں بلکہ بدایون تھا۔ بدایون اس زمانہ میں قبۃ الاسلام کہلاتا تھا اور ایک صوبہ کا صدر مقام اور معظم بالشان شہر تھا۔ یہ بتانا کہ ان کے والد وہاں کے مستقل باشندے تھے، یا کسی کاروبار کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اور امیر حسن کس عمر تک وہاں رہے، بغیر کسی مزید مواد کے محال ہے۔ شیخ جمالی نے اپنی کتاب سیر العارفین میں یہ فقرہ لکھا ہے۔

خواجہ علا سجزی با جمع یاران خود در کنارہ حوض شراب میخورد، و او را با حضرت شیخ (حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ) در عہد رحال در بدایون آشنائی و صحبت بودہ است پیدا گشت۔"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسن بدایون میں اتنی عمر تک رہے کہ ان پر بدایون میں حضرت شیخ سے آشنائی اور ہم صحبتی کا اطلاق ہو سکتا ہے، لیکن یہ بالکل لغو ہے۔ حضرت سلطان المشائخ ۶۳۳ہ ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۶) سال کی عمر یعنی ۶۴۹ہ ہجری میں دہلی تشریف لے آئے۔ اس سے دو تین سال بعد امیر حسن پیدا ہوئے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کرینگے۔ پس حسن کا مبدار

لہ سیر الاولیاء مولفہ امیر خورد

حال میں بدایوں میں حضرت شیخ سے آشنا اور ہم صحبت ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ بھی شراب خواری کے واقعہ کی طرح جس سے ہم آئندہ بحث کرینگے، بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔ دہلی میں ان کا نشو و نما ہونا مسلم ہے جیسا کہ خود ان کے بیان سے ظاہر ہے۔

سال پیدائش اور امیر خسرو سے عمر کا مقابلہ

امیر حسن کا سالِ پیدائش کسی تذکرہ یا کتاب میں نہیں ملتا۔ ہمارے اکثر تذکرہ نویس حضرات اسے ایک غیر ضروری امر خیال فرماتے رہے ہیں حالانکہ کسی شخص کی سیرۃ یا تذکرہ میں اس کا ظاہر کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جو کاوش کی تھی وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ہمارا سلسلۂ استدلال اس طرح تھا کہ امیر حسن حضرت نظام الدین اولیا کے ملفوظات موسوم بہ "فوائد الفواد" میں جو سنہ ۷۰۷ھ ہجری سے شروع ہوتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سال قبل جب سے میں مرید ہوا میں نے شیخ کے ملفوظات لکھنے شروع کیے ہیں۔ اس سے بلا شک و شبہ مرید اور تائب ہونے کا سال سنہ ۷۰۶ھ ہجری قرار پاتا ہے شاہ نواز خاں، صاحب تذکرہ "بہارستان" جو ہماری رائے میں تمام متاخر تذکرہ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں مرید ہونے کے وقت اُن کی عمر ۵۶ سال اور وفات کی تاریخ "مخدوم الاولیا" یعنی سنہ ۷۳۸ھ ہجری قرار دیتے ہیں۔ گویا سنہ ۷۰۶ھ ہجری یعنی مرید ہونے کے بعد سنہ ۷۳۸ھ ہجری تک امیر موصوف ۳۲ سال بقید حیات رہے۔ اس حساب سے ان کی عمر ۳۲ + ۵۶ = ۸۸ سال قرار پاتی ہے۔ اتنا معلوم ہو جانے کے بعد ان کے سال پیدائش کا دریافت کر لینا کچھ مشکل نہ تھا اگر ۸۸ کا عدد ۷۳۸ سے منہا کر دیا جائے تو سالِ پیدائش سنہ ۶۵۰ھ نکل آتا ہے۔ لیکن ہمارے اس حساب میں دو سال کی کمی رہ گئی تھی جیسا کہ ہمیں بعد کو معلوم ہوا۔

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے' امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ وہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انہوں نے نثر میں لکھا ہے' جس میں منجملہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ "۷۱۵ھ ہجری میں جبکہ میری عمر ۶۳ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۳ کے عدد کو ۷۱۵ سے خارج کر دیا جائے تو ۶۵۲ھ ہجری مطابق ۱۲۵۴ء نکل آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سالِ پیدائش مسلم طور سے ۶۵۱ھ ہجری ہے' جیساکہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ ششصد ہشتاد و چار شد تاریخ

مرا زسی وسہ آمد نوید سی وچہار

یعنی ۶۸۴ھ ہجری میں میرا چونتیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق' صاحب اخبار الاخیار کا یہ فرمانا کہ "امیر حسن را برامیر خسرو گونہ تقدم' ست" (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن' امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ "امیر حسن کے قصیدے غیاث الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں انکا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجوہ سے کمزور اور محل نظر ہے۔"

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح نہ کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ یا اندازہ نہیں ہوسکتا' کیونکہ یہ امر بآسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہِ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پا سکتا۔

دُوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گذرے اور جن کی تعداد نو دس سے کم نہیں، اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا، نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے۔

تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن ۶۶۴ھ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھوں نے ۶۶۴ھ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے کسی دیوان میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں بھی جو انڈیا آفس میں ہے، غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔ مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں، جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے بغیر کسی بنیاد کے یوں ہی ایک لغویات لکھدی ہوگی۔ اس خلش کو دور کرنے اور اس معمے کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اُٹھانی پڑی۔ مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ "الغ خاں"

کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سُلطان ناصرالدین محمود جو سُلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا ۶۴۳ھ ہجری م ۱۲۴۶ء میں اپنے بھتیجے سُلطان علاءالدین مسعود کی جگہ پادشاہ ہوا۔ ناصرالدین ہندوستان کے ان مسلمان بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع، عابد، زاہد اور بیحد خدا ترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سُلطان شمس الدین التمش کے "بندگان چہل گانی" میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف پادشاہوں کے زمانہ میں بازدار خاصہ، میر شکار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور خانِ اعظم "الغ خاں" کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کردیا۔ سلطان ناصرالدین کی بیس سالہ حکومت میں تمام سلطنت کا نظم ونسق اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہی مختار کُل تھا۔ اور عام طور سے "الغ خاں" کے خطاب سے پکارا جاتا تھا سلطان ناصرالدین کی وفات کے بعد خود پادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے سلطان معزالدین کی سہ سالہ پادشاہی کے بعد "خاندان غلامان" کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خلجیوں کا ستارۂ اقبال چمکا۔ ان میں پہلا پادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ اسے فریب اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاءالدین نے مار ڈالا۔ علاءالدین نے ۶۹۵ھ ہجری میں ملک کو دوسرے دعویداروں سے پاک وصاف کرکے سریر سلطنت پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں بڑا حصّہ تھا "الغ خاں" کا خطاب دیا اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا اسی لحاظ سے بیچارے شعراء کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے جس سے مولانا شیخ عبدالحیٔ کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قطعات اسی "الغ خاں" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں نہ کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خاں" کی مدح کے چند اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم جو امیر حسن کے دیوان میں "الغ خان" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

مدار مُلک کشور گیر عالم | معز الحق "الغ خان" معظم
گرامی گوہر الماس کوکب | ورا نصرٌ من اللہ نقش خاتم

"الماس" کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

معز الحق والدنیا "الغ خان" زمان داور | کہ وار داو ز تائید ازل از لامکاں دولت
فلک سر بر در ایں خانہ می مالد چو می داند | کہ ہرگز سر نہ پیچد زیں مبارک خانداں دولت

"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا ممدوح یعنی "الغ خاں" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ یہ کیفیت اگر پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین اور غیاث الدین بلبن گو رشتہ دار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔

تیسرا انتخاب اور زیادہ صحیح اور صاف ہے۔

خلق در سایۂ اقبال الغ خانی باد | سایۂ دولت شہ بر سرش ارزانی باد
شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد | شاہ اقبال تو تا حشر ہمہ ثانی باد

اس میں "ثانی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے مقرر کیا تھا اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

بزور بازوداں عالم کشادی | ازیں اقبال برخوردار بادی
مقرر بر تو ہر چہ از بازوست خاست | الغ خان معظم بازوئے راست
خضر خان و مبارک شمع گلشن | دو چشم ملک ملک از ہر دو روشن

خضر خاں اور مبارک خاں سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا ممدوح "الغ خاں" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن اور مولانا شیخ عبدالحق صاحب جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

نسب و مذہب ہمارے مکرم اور معظم دوست مولانا مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بدایون تھا اور فرمایا تھا کہ ان کا نسب معلوم ہوجائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلا سکیں کہ آیا ان کا خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ بہ سلسلۂ ملازمت وغیرہ وہاں مقیم تھے جو یندہ یابندہ ان کے کلیات کو بنظر امعان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں انھوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بحر را مایہ از چومن ابریست | بہتریں دُر و کہتریں مطرم
از سخن آبم از تواضع خاک | لاجرم مہربان و مہر درم
شکم از غصہ پارہ کرد صدف | چوں شنید آبداریٔ گہرم
باز بعضے خسان و بدد ہناں | دیں دُرر منکر اند وزیں غدرم
طعن ایں در سخن کنند مباد | ضرب شاں چیست یک شبہ پیرم

چار ما در کنند و ہفت پدر | من زیک مادر و زیک پدرم
دست در شاخ من زنند مباد | کہ بہ بیخ کسے رسد تبرم
در دنیا سرائے بولہبیت | من بہ عزت ازیں سرا بدرم
خانۂ بولہب چہ جائے قرار | چوں در مصطفٰے است مستقرم
قرشی الاصل، ہاشمی نسبم | کز ہوایش برآمد ایں شجرم

اس سے ان کا ہاشمی النسب ہونا ظاہر ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا عبدالقدیر صاحب بدایون کے سادات کے شجرے ملاحظہ فرما کر اس مسئلہ پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں گے۔

ان کا زمانہ ان کا کلام، ان کی صحبت، اور ان کی ارادت صاف بتا رہی ہے کہ وہ صوفی اور حنفی المذہب تھے۔

تعلیم سلطان غیاث الدین بلبن کا عہد جو ۶۶۴ہجری م ۱۲۶۶ء سے شروع ہو کر ۶۸۵ھ م ۱۲۸۶ء میں ختم ہوتا ہے، امیر حسن اور امیر خسرو دونوں کی تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ امیر خسرو کی تعلیم کے متعلق باوجود خود ان کی کشادہ بیانی اور باوجود ان کے حالات سے طبقۂ شعراء اور صوفیہ کو اس قدر دلچسپی کے آج تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہوں نے کیا کیا علوم پڑھے اور کن کن استادوں سے پڑھے تھے تو بیچارے حسن سے بستہ زبان اور بمقابلہ اپنے دوست امیر خسرو کے غیر معروف شخص کی تعلیم کے متعلق یہ بتانا کہ ان کی تعلیم میں کن کن بزرگوں نے حصہ لیا اور وہ کس حد تک تھی تقریباً محال ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ زمانہ علمی اور ادبی ترقی کے لحاظ سے ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔ غیاث الدین بلبن کی خوش قسمتی اور اقبال مندی تھی کہ اس کے عہد حکومت میں ایشیا کے تیس چالیس ایسے حکمران جنہیں تاتاری مغلوں کے

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس کی دربار کی زیبایش اور رونق تھے۔ بلبن ان سب کی تعظیم و تکریم میں بیحد مبالغہ کرتا تھا، اور سب کے لیے معقول وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان میں سے بعض حکمران خود ذی علم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جن کا شمار علماء اور فضلاء میں ہوتا تھا۔ انھوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قایم کر دیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل تھی۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "اس عصر کو خیر الاعصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے معتبر سادات مشہور علماء اور ذی ہمت امرا کی ذات بابرکات سے مزین تھا۔ سادات میں قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایون) اور سید منتجب الدین و سید جلال الدین پسر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات گردیز و سادات عظام کیتھل و سادات جنجیر و سادات بیانہ و سادات بدایون وغیرہ صحت نسب اور بزرگی حسب میں عدیم المثال تھے۔ طبقۂ علما اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین بلخ مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دمشقی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا سراج الدین سجزی، مولانا شرف الدین دیوالجی، صدر جہاں منہاج الدین جرجانی قاضی رفیع الدین کازرونی، قاضی شمس الدین مراحی و قاضی رکن الدین سامانہ سے بزرگ شریک تھے۔"

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہزادہ سلطان محمد (جس کے حالات سے ہم آئندہ بحث کرینگے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی۔ گو ہم امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم ونثر پر وہ بدرجۂ کمال قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریبًا مادری زبان تھی۔ عربی میں اگرچہ ان کی کوئی معتدبہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے نقرے جابجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دار کمشنری و رزیڈنسی دہلی، صاحب "قصر عارفان" جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نایاب کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی "قواعد النحو" نحو عربی میں ایک مشہور اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا ضیاء برنی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین واکابر علمائے بزرگ دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو کی ملاقات

اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ صاحب "تاریخ فرشتہ" کی روایت کے مطابق ایک دن حضرت سلطان المشائخ مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسروؒ کی جوانی کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسنؒ جمال تھے ایک نان فروش کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو انکا حسنؒ جمال دیکھ کر فریفتہ ہوگئے دکان کے پاس جاکر پوچھا کہ روٹی کس انداز سے بیچتے ہو۔ حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں روٹی رکھتا ہوں اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پلڑے میں نقد رکھے جب نقد کا پلڑا جھک جاتا ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار نادار ہو تو کیا کرتے ہو

کہا نقد کی جگہ درد و نیاز بھی قبول کرلیتا ہوں۔ امیر خسرو خواجہ حسن کا یہ انداز بیان اور حسن کلام سنکر حیران رہ گئے اور یہ کُل کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ ادھر حسن کو درد طلب دامنگیر ہوا، اسی زمانہ میں دکان بند کر کے علوم اور کمالات ظاہری کے حصول میں کوشش کرنے لگے اگرچہ اس وقت مرید نہیں ہوئے مگر شیخ کی خانقاہ میں آنے جانے لگے اور ان میں اور امیر خسرو میں گہری دوستی ہوگئی۔"

جہانتک ہم واقف ہیں اس افسانہ کو سب سے پہلے ابوالقاسم فرشتہ ہی نے شروع کیا اور وہ ایسا عام ہوگیا کہ اس سے ہمارے زمانہ کے لیسے اصحاب بھی جن سے تنقید کی بہت کچھ امید ہوسکتی تھی نہ بچ سکے۔ شاہ نواز خاں صاحب "تذکرہ بہارستان" نے البتہ اس حکایت کو "اکاذیب" میں شمار کیا ہے لیکن اس کے وجوہ نہیں بتائے ہمیں اس معاملہ میں شاہ نواز خاں کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور اس کے جو وجوہ ہمارے ذہن میں آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں۔

اول۔ فرشتہ نے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ حکایت کہاں سے ملی اور اس کے پاس اس کی صحت کی کیا سند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فارسی مورخ اور تذکرہ نویس اور خصوصاً سیرالاولیا، کے مؤلفین ماخذ یا سلسلہ روایت کی مطلق پروا نہیں کرتے مگر ان کی اس عادت کی بنا، پر ان کی ہر لکھی ہوئی حکایت قابل اعتبار نہیں متصور ہوسکتی۔

دوسرے۔ یہ حکایت ایسی دلچسپ ہے کہ اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خورد جنھوں نے امیر حسن کے چشم دید حالات لکھے ہیں کبھی اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ امیر خورد نے سیرالاولیا، میں حضرت سلطان المشائخ کی کرامتوں کا

ایک عنوان قایم کیا ہے اگرفی الحقیقت اس روایت کی کوئی حقیقت ہوتی توامیرخورد ضرور اس کا ذکر کرتے۔ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے درد طلب کا پیدا کردینا کیا کم کرامت ہوسکتی ہے۔

تیسرے۔اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیرحسن اور امیرخسرو میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جوان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمدورفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔اِس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔

چوتھے۔امیرحسن کے حُسن وجمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا ہے اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیساکہ ان کے حُسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک وتجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔وہ لکھتا ہے کہ "خواجہ حسن ..... در دکان خبازے نشستہ بود" اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ "نان فروشی" کرتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیرخسرو کا ان سے مزاحاً بھی یہ سوال کرنا کہ "نان چگونہ میفروشی" کس قدر بے موقع، خلاف تہذیب اور غیرقرین قیاس ہے۔

چھٹے۔جو لوگ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اعتقاد اور طریقۂ عمل سے واقف ہیں اور جس کی شہادت مختلف

کتابوں سے ملتی ہے وہ ایک لحظہ کے لیے بھی یہ باور کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہونگے کہ سلطان المشائخ مع اپنے خاص مریدوں کے بازار سے گذر رہے ہوں اور ان میں کوئی بھی اس کی جرأت کرسکے کہ ایک نوجوان لڑکے کو نان بائی کی دکان پر بیٹھا دیکھ کر اس سے چہل اور مذاق کرنے کے لیے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور وہ بھی امیر خسرو سے مرید جو ابتدائے ارادت سے آخر دم تک سلطان المشائخ کے شمع جمال کے پروانے تھے اور خلوت و جلوت میں سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ ان مریدوں اور معتقدوں کی ارادت اور ان کا ادب ان ابتدائی عربوں سے بالکل مختلف تھا جو حضرت سرورِ کائنات کو کھڑا چھوڑ کر خرید و فروخت کرنے اور کھیل تماشا دیکھنے کے لیے چلے جاتے تھے جس کی طرف کلام پاک میں ان الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا ہے وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا۔ ان وجوہ سے ہم فرشتہ کی اس روایت کو بھی اس کی دوسری روایت تازیانہ کی طرح، جس سے ہم آگے بحث کرینگے بالکل مہمل اور لغو سمجھتے ہیں۔

ملازمت | غیاث الدین بلبن کی اولاد میں سلطان محمد اس کا بڑا بیٹا ان لوگوں میں سے ہے جنھیں تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس نے جس آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اسکا ذکر قبل ازیں ہوچکا ہے وہ خود تعلیم یافتہ اور علم و فضل کا دلدادہ تھا۔ بادشاہ اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ ۶۶۸ھ یا ۶۶۹ھ میں غیاث الدین بلبن کا چچازاد بھائی شیر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور ملتان کا گورنر تھا فوت ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان تاتاری مغلوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روک تھام کے لیے سرحد پر ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جری، شجاع، مدبر اور قابلِ اعتبار ہو۔

سلطان بلبن نے تمام امور پر غور کر کے بالآخر شہزادہ سلطان محمد کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا، اور اسے "قاآن الملک" کا خطاب اور ولیعہدی کا چتر و تاج دیگر کثیر اتباع اور بہت سی فوج کے ساتھ ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ملتان پہنچکر سرحد کا انتظام شروع کیا۔ مغلوں کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور بہت سے اقطاع ان کے ہاتھ سے نکال لیے۔

سلطان محمد کا قاعدہ تھا کہ ہر دو سرے تیسرے سال اپنے باپ کی زیارت اور قدمبوسی کے لیے ملتان سے دہلی آتا رہتا تھا۔ سنہ ۶۷۸ ہجری کے دورہ میں وہ امیر خسرو اور امیر حسن کو جو اس وقت شاعری اور نام آوری کی اُفق پر روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگے تھے، علی الترتیب مصحف داری اور دوات داری کی معزز خدمات پر مامور کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ لوگ پانچ سال یعنی سنہ ۶۷۸ ہجری سے سنہ ۶۸۳ ہجری تک سلطان محمد کے ساتھ رہے اس شہزادہ کے عادات اور اطوار کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی جو اس شہزادہ کے معاصر اور دربار رس لوگوں سے ہم صحبت تھے جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہ شہزادہ بیحد مودب اور مہذب تھا اُس کی صحبت ہمیشہ دانشمندوں، معتبروں فاضلوں اور ہنرمندوں سے مملو رہتی تھی، اور اس میں شاہنامہ، دیوان سنائی، دیوان خاقانی، خمسہ نظامی پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحثیں ہوتی تھیں اور امیر خسرو اور امیر حسن اس کے دربار کے ملازم تھے ان لوگوں نے پانچ سال ملتان میں رہ کر اس شہزادہ کی خدمت کی ہے اور اُسکے ندما کی حیثیت سے تنخواہیں اور انعامات پائے ہیں۔ اس شہزادہ کی دانشمندی کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ اس نے چند صحبتوں میں ان دو شاعروں کے لطائف و فضائل

اور دانش و ہنر دریافت کرکے انہیں اپنے تمام ندما میں منتخب کرلیا۔ انکے کلام کو پسند کرتا، اور ان کے ساتھ دوسرے ندیموں سے زیادہ مہربانی کرتا تھا اور انہیں زیادہ انعام اور بہتر خلعت دیتا تھا۔ میں نے خود امیر خسرو اور امیر حسن کو یہ کہتے سُنا ہے کہ خان شہید سا مؤدب اور مہذب شہزادہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے دربار میں تمام تمام دن ایک نشست سے مؤدب بیٹھا رہتا اور زانو نہ بدلتا تھا ایسے مواقع پر ہم نے کبھی اسے چار زانو بیٹھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مجلس میں اسکے مُنہ سے کوئی لغو، بیہودہ یا فحش بات سُنی۔ قسم بھی اگر کبھی کھاتا تو وہ "حقا" کے لفظ سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ ...... ملتان کے قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ اس نے شیخ عثمان اور شیخ قدوہ فرزند حضرت شیخ بہاءالدین ذکریا کو بلاکر عربی غزلوں کا سماع کرایا۔ ان بزرگوں اور ان کے ساتھی درویشوں کو خوب وجد ہوا جس وقت تک ان کی یہ حالت رہی شہزادہ برابر ہاتھ باندھے کھڑا روتا رہا اس کی مجلس میں اگر شعرائے قدیم کا وعظ اور نصیحت کا کوئی شعر پڑھا جاتا تھا تو اسے بعید توجہ سے سنتا تھا اور اس طرح روتا تھا کہ لوگ حیران رہجاتے تھے۔ علم کا شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ملتان سے دو مرتبہ آدمی اور خرچ بھیجکر شیخ سعدی کو شیراز سے بلایا مگر ضعف پیری کی وجہ سے خود نہ آسکے اور ہر مرتبہ اپنا کلام اپنے قلم سے لکھ کر بھجوایا اور معذرت کی۔"

انتخاب نشان (۴) کے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حسب روایت فرشتہ امیر خسرو امیر حسن پر عاشق تھے اور ان کے ان تعلقات کی نسبت لوگوں کے خیالات بُرے تھے۔ اگر عشق کے معنی دوستی اور محبت کے نہ لیے جائیں تو یہ عاشقی

اور معشوق اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی نان پزی یا نان فروشی
کی روایت کی طرح بالکل بے سرو پا نظر آتا ہے۔ اہلِ ہوس کے وہ تعلقات جن پر
لوگوں کو نکتہ چینی اور ملامت کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمروں
کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً مساوی العمر
تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۷، ۲۸ سال
کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی مونچھیں نکل آئی ہونگی۔ پڑھے لکھے، معزز خدمتوں
پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی تہذیب اور متانت کا حال آپ سن چکے ہیں
ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابلِ ملامت و سرزنش باور کر کے امیر حسن کو امیر خسرو
سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا اور ان
کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور ہیں جنھیں کوئی
ذی عقل انسان ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتہ نے ان دونوں حضرات
کی عمروں، ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار
اور تہذیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور مہمل روایت اس کی
تاریخ میں جگہ نہ پا سکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی اور ادبی مجلس کو قائم ہوئے چودہ پندرہ
سال (از ۶۶۹ھ تا ۶۸۳ھ) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ
کے مطابق کروٹ لی، اور چشم زدن میں اس پُرلطف اور دلچسپ صحبت کو درہم
و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں تاتاریوں کو وقتاً فوقتاً دی تھیں ان کا
داغ ان کے دلوں پر تھا۔ جب ارغون خاں ہلاکو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تو تیمور خاں نامی ایک چنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار، اور اپنے قوم کے دامن سے شکستوں کی بدنامی کا داغ مٹانے کے لیے بیس ہزار سواروں کے ساتھ دیپال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا ملتان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرأت اور مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا، اور ایک گھمسان لڑائی کے بعد اُسے شکست دیدی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پانسو فتح مند سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کمیں میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا، اور اس موقع کو غنیمت سمجھکر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ نہ کرسکا، وہ سنبھلا اور اپنی مختصر جمعیت کو مرتب کرکے تاتاریوں کے حملوں کا جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے جو ملتان میں موجود اور غالباً اس معرکہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

"غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف ہندوستان و سائر سپاہی در نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را با صلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر، تکبیر گویان دست برآوردند ......" عجب نہیں کہ "نماز گاہ معرکہ" کے الفاظ نے بعد کے مورخین کو اس روایت کے بنا لینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ میں

کہیں شناز کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو ایسے مضمون کو نہ امیر حسن چھوڑ سکتے تھے اور نہ امیر خسرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معرکہ میں جو صبح سے شام تک قایم رہا ایک تیر سلطان محمد کے سینہ پر ایسا لگا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہو سکا اور اس طرح اس ہونہار اور بے مثل شہزادہ کا عین شباب میں خاتمہ ہو گیا۔ اسی واقعہ کی بنا پر سلطان محمد تاریخوں اور تذکروں میں "خان شہید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں خان شہید کے ساتھ دہلی کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے لوگوں کو تاتاری گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس معرکہ میں امیر خسرو کا شریک اور ان کا ایک مغل کے ہاتھ پڑ جانا اور دو سال کے بعد اس کی قید سے رہا ہو کر دہلی پہنچنا مسلم ہے، لیکن امیر حسن کے متعلق ہمیں ابتک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس بنا پر ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ بھی قطعاً شریک معرکہ اور گرفتاری اور قید میں امیر خسرو کے ساتھی تھے۔ ہمارے کرم استاد مولانا شبلی مرحوم نے "حیات خسرو" میں ایک فقرہ تحریر فرمایا ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حسن کو بھی تاتاری گرفتار کر کے بلخ لے گئے تھے۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ "امیر صاحب اور خواجہ حسن دہلوی بھی اس معرکہ میں شریک تھے، چنانچہ تاتاری ان کو گرفتار کر کے بلخ لے گئے۔" اگر مولانا مرحوم کا مقصد دونوں حضرات کی گرفتاری سے ہے تو غالباً مولانائے موصوف نے کسی سند کی بنیاد پر ایسا تحریر فرمایا ہوگا جس سے ہم ناواقف ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی گرفتاری کا ذکر بعض نظموں میں کیا ہے مگر حسن کے کلام میں کہیں اس کی طرف اشارہ نہیں پایا جاتا۔ اس حادثہ جانکاہ سے مسلمانوں کو مختلف حیثیتوں سے سخت صدمہ

اٹھانا پڑا۔ اس پر امیر خسرو نے نظم میں اور امیر حسن نے نثر میں نوحہ خوانی کی ہے۔ امیر خسرو کے ترکیب بند کے ہر بند کے پانچ پانچ شعر اور امیر حسن کی نثر بتمامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ترکیب بند امیر خسرو

واقع است ایں یا بلا از آسماں آمد پدید — آفتست ایں یا قیامت در جہاں آمد پدید
مجلس یاراں پریشاں شد چو برگ گل زباد — برگ ریزے گوئی اندر بوستاں آمد پدید
بسکہ آب چشم خلقے شد رواں از چار سوے — پنج آب دیگر اندر مولتاں آمد پدید
خواستم تا ز آتش دل بر زباں آرم سخن — صد زبان آتشینم در دہاں آمد پدید
جمع شد سیارہ در چشم مگر طوفاں شود — چوں ببرج آبی انجم را قراں آمد پدید

من نخواہم جز بہاں جمعیتے ایں کے شود
خود محالست ایں بنات النعش پرویں کے شود

تا چہ طالع بد کہ شاہ از مولتاں لشکر کشید — تیغ کافرکش برائے کشتن کافر کشید
چوں خبر کردندش از دشمن بداں قوت کہ داشت — بے محابا خشم در سر کرد و رایت برکشید
انچہ حاضر بود لشکر لشکرے دیگر نجست — زانکہ رستم را نشاید منت لشکر کشید
آنچناں زنگیں ہم اسماں خاک از خونشاں — کز زمیں بادِ شفق را گونہ احمر کشید
او دریں تدبیر و آگہ نہ کہ تقدیر فلک — صفحۂ تدبیر را خط مشیت در کشید

آں چہ ساعت بد کہ کافر بر سر لشکر رسید

جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید

جنگ شہ دیدی و برگردوں غبار انگیختن / بادپا بر کافراں خاکسار انگیختن

غلغلہ در انجم از جوشش سپاہ انداختن / زلزلہ در عالم از سیر سوار انگیختن

ضربت مردانہ در پہلوئے نامرداں زدن / شعلۂ آتش ز تیغ آبدار انگیختن

دیو بندی را علم جمشید وار افراختن / ملک گیری را فرس خورشید وار انگیختن

آسماں اندر تضرع زاں فزع برداشتن / آفتاب اندر تیمم زاں غبار انگیختن

اندراں وقتے کہ فرق از مرد تا نامرد بود

اے بسا کس را کہ لبہا خشک روہا زرد بود

روز را تاریکی آمد چوں بہم بر بافتند / زرد شد خورشید چوں خنجر بہ خنجر بافتند

روز نزدیک فرو رفتن شدہ از رزم تیغ / آسمانے بر سر خورشید لشکر بافتند

آبگوں شد خاک چوں جوشن بجوشن دوختند / گلستاں شد دست چوں اسپر بہ اسپر بافتند

کشتگاں افتادہ در صحرائے از اطراف سر / ہمچو صورتہا کہ در دیبائے اخضر بافتند

خواست شہ تا نطع نصرت گسترد لیکن چہ سود / کز فلک آں نطع را بر شکل دیگر بافتند

یکزماں شمشیر قتالش نیاسود از قتال

از زوال روز تا شب اندراں روز زوال

یارب آں خوں بود کاندر روئے صحرا میدوید / یا بسوئے تشنگاں موجے ز دریا می دوید

کشتہ اندر خاک جاں میکند و برخود می طپید / در گلویش موج می زد خون و بالا می دوید

این بدوزخ برد آب و آں بجنت برد جوے   گرچہ خون گبر و مومن ہر دو یکجا می دوید
شاہ لشکرکش بترتیب صف و آئین جنگ   مید وانید اشہب اقبال را تا می دوید
پائے پس می برد گردوں ہو گرفتہ فتح را   فتح ہر چند از طلایع جانب ما می دوید

کافر اندر انتظار شب کہ تا بیروں شود
ناگہاں میزان مارا پلہ دیگرگوں شود

تا چہ شب بود آں کہ از چرخ آفتاب افتادہ بود   دیو آتش در جہاں مہر شہاب افتادہ بود
روز چوں باقی نبود آں آفتاب تخت را   روز باقی بود چیزے کافتاب افتادہ بود
گر حسین کربلا را رہ بہ بے آبی فتاد   او محمد بد کہ در آتش آب افتادہ بود
کافر اندر خوں چو خر در پارگیں غلطیدہ بود   مومن اندر گل چو گوہر در خلاب افتادہ بود
فعل ایں گرگ کہن بنگر کہ از دست سگاں   شیر در زنجیر و فیل اندر طناب افتادہ بود

بے فزع بود آں قیامت را معین دیدہ ام
گر قیامت را نشاں اینست پس من دیدہ ام

دایرات آسمانی گردش پرکار کرد   مرکز اسلام را سرگشتہ چوں پرکار کرد
ذرہ را دیدی کہ آب چشمہ خورشید برد   سنگ را دیدی کہ کار لولوی شہوار کرد
با مغل ہر سال ہر دیں سرو کاریش بود   عاقبت جان گرامی در سر ایں کار کرد
دست تقدیر است گہ خوں ریزد و جاں گہ دہد   ناتوانا نیز نتواں کینہ با قہار کرد
شیر نر از نیش موری صد خروش صعب زد   پیل مست از نوک خارے صد فغان زار کرد

جمعہ بود و سلخ ذی حجہ کہ بود آں کار زار
آخر ہشتاد و سہ آغاز ہشتاد و چہار

مہر و مہ بر روئے آں فرخ لقا گریستند
روز و شب بر سالِ آں اندک بقا گریستند

بس کہ اندر عہد او ماہی و مرغ آسودہ بُود
ماہیاں در آب مرغاں در ہوا گریستند

خلق ملتاں مرد و زن مویہ کناں و موکناں
کو بکو و سو بسو و جا بجا بگریستند

از خروش گریہ و بانگ دہل شب کس نخفت
بس کہ در ہر خانۂ اہلِ عزا بگریستند

وراز آں بند بلا ناگہ اسیرے بازگشت
روئے او دیدند ہر کس بے ریا بگریستند

گریہ چنداں شد کہ موج دیدہ از جیحوں گزشت
حالِ من ایں بود حالِ دیگراں تا چوں گزشت

دست ماتم یا خود از دنداں کنم بازو کبود
یا بپوشم جامہ زیں مینائے چوں مینو کبود

ہم سیاہے شد ز ہند و ہم سفیدی شد ز ترک
بس کہ می پوشند کنوں ہم ترک ہم ہندو کبود

نیلگر را خود عروسے شد بخانہ بس کہ شد
بر مثالِ نو عروسے در عزائے شو کبود

خوبرویاں را کہ پیشانی زدند و خوں گریست
زیر ابرو سرخ شد بالا تر از ابرو کبود

بس کہ می کندند مو از فرق نازک سر بسر
شد ز آزارِ چناں کندن تہ ہر مو کبود

موئے سر تا چند ازیں غم زار و گریاں بر کنم
ایں تن چوں موئے بارے از سر جاں بر کنم

وہ کہ دل یکبارگی خوں شد برائے دوستاں
آہ از آں جمعیت راحت فزائے دوستاں

بسکہ خون بے بہا خوردہ است خاک از دوستاں
واجب است از خاک جستن خونبہائے دوستاں

خسروا ہر بار میگوئی فراخواہم درید
جامۂ جاں تا بدامن در عزائے دوستاں

جاں کہ صد جا پارہ شد از غم کجا باشد روا
پارہ را پارہ کردن از برائے دوستاں

دوستاں رفتند از بہر کہ میگوئی سخن
ختم مطلق کن سخن را از برائے دوستاں

یاد میکن رفتگانرا خاصہ در حال دعا
کت برحمت یاد ننماید مگر دال دعا

یارب آں خورشید رحمت نور در جاں بادشاں
جاں ز فیض نور چوں خورشید تاباں بادشاں

بود شاں در روز ہیجا خانِ اعظم پیشوا
پیشوائے جنت الفردوس ہم خاں بادشاں

تشنگانے را کہ جانہا شاں ز بے آبی برفت
بر سر از ابر کرم ہر لحظہ باراں بادشاں

بستگانے را کہ دشواری بر ایشاں دیر ماند
یارب امید رہائی زود آساں بادشاں

وانچہ باقی ماندہ اند وزاں بلا باز آمدہ
فضل یزداں بادشاں احسان سلطاں بادشاں

چوں محمد رفت شہ را عاقبت محمود باد
کیقبادش اسعد و کیخسروش مسعود باد

مرثیہ امیر حسن

دیباز است تا سپہر ستمگر اگرچہ مدتے عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت می پیوندد
بری گردد و روزگار نا سازگار اگرچہ رسم رضا می نہد و وعدۂ وفا می دہد درمیگزرد

آسمان شوخ چشم کہ مردمک مردمی او بجنس خساست معیوب است اگرچہ اول چوں مستاں بے آنکہ ہیچ کرمے باعث باشد چیزے می بخشد ولیکن آخر چوں طفلاں بے آنکہ ہیچ خیانتے مانع آید بازمی ستاند عادات و معہودات زمانہ جافی ہمبریں منوال چہ بتجارب و چہ بتسامع دیدہ و شنیدہ آمدہ است کہ ہرکرا چوں ماہ برآمدہ می بیند میخواہد کہ روے کمال اورا بداغ نقصان سیاہ کند و ہرکرا چوں ابر برسر آمدہ می یابد دراں می کوشد کہ جوہر اورا پارہ پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند دریں باغ حیرت و بستان حسرت چنانکہ ہیچ گلے بے خار نرست ہیچ دلے از خار خار نرست اے بسا سبزۂ نورستہ کہ از خزاں آفت در مقام لطافت زرد روئے ماندہ واے بسا نہال نوخاستہ کہ از تندباد اجل درخاک زمیں پہلو نہادہ ؎

در باد خزاں بیں کہ چہ حد سردی کرد　　برسرو جواں چہ ناجوانمردی کرد

یکے از امثال ایں تمثیل واقعہ خسرو ماضی قاآن ملک غازیست انار اللہ برہانہ و ثقل بالحسنات میزانہ روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث و ثمانین وستمایۃ (۶۸۳) کہ ماہ چوں مہر در دل کافر ہیچ جا پدید نبود آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زناں برآمد و شہزادہ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نورانیت غزا در غرۂ غرائے او لایح و جہد افراط جہاد در ضمیر منیر او ثابت پائے مبارک در رکاب آورد شبانہ برائے مشکل کشائے عرضہ داشتند کہ ایتمر باتمامی لشکر بسہ فرسنگی فرود آمدہ است چوں بامداد شد برعزیمت کوچ ازاں مقام نہضت فرمود و بیک فرسنگی آں لاعین پیش باز آمدہ بموضع مصاف در حدود باغ سرپر کرانۂ آب لاہور اختیار کرد۔ چنانچہ متصل آب دیہی بزرگ بود آنرا حصن حصین ساخت و صورت بست کہ چوں کفار

لہ سرتر یا پیرو

مقابل شوند ہر دو آب در عقب لشکر باشد تا نہ ازیں حملہ کسے رو بفرار تواند نہاد و نہ از ان
محاذیل ساقۂ لشکر را آفتے تواند رسید والحق آں اختیار از غایت حزم و نہایت
کاردانی اُن خان جہاں ستاں بود اما چوں قضائے بد میرسد سررشتۂ ہمہ مصالح دست
میرود وسلک ہمہ تدبیرہا از انتظام می شود ؎

ہر کرا از بخت بد رہ او فتد	کار او در کام بدخواہ او فتد
بخت چوں دیوانہ از رہ گم شود	عقل چوں شب کور در چاہ او فتد

قضارا آں روز ماہ و آفتاب کہ نسبت بہ ملوک دارند نشانۂ ماہی آویختہ بودند
و مریخ کہ در سرخ روئی او ہمہ از خون اعیان مملکت است ہمہ از ترکش آں برج خدنگ
خذلان طعانۂ طغیان می کشاد خان جوزا کمر را کہ اسدے بود از برج آبی خانۂ خوف
و خرابی و دلائل فتن و مخایل فتور بریں نوع ظاہر و باہر و رمز و اشارات جاء القضاء
ضاق القضاء سیاق اوراق تحریر افتاد۔

القصہ نیمروز است کہ سوار چرخ در ولایت نیمروز رسید و روز آں شاہ گیتی فروز
را وقت زوال نزدیک شد ناگاہ گروہے از سمت آں کفرہ پدید آمد خان غازی
ہماں زماں سوار شد و مثال داد کہ تمامی خیل و خدم و حاشیہ و حشم او بر قضیۂ
اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً صفے صد بار قوی تر از سد سکندر برکشیدند بعد از
ترتیب میمنہ و ترکیب میسرہ بذات عالی صفات در قلب گاہ چوں در جمع کواکب ماہ
بجا دایستاد و کفار تتار علیہم الخذلان والخسران از آب لہاور عبرہ کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازیں وحشیان خرابی دوست بیاباں زادہ پرہائے بوم
بر سرہائے شوم خود نہادہ و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف ہندوستان

وسایر سپاہی در نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام جہاد را
با صلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر تکبیر گویان
دست بر آوردند و در اول حملہ چندیں زبردستان را از خیل مغل زیر تیغ گزرانیدند
و نیزۂ ملوک درگاہ در اعضائے اعدا چناں می نشست کہ نیزہ وار از بالائے ہر یک خون
بر میخاست و شست ترکان خاص در تیر تافتن چناں می بود کہ جامۂ بود بر اہل تتار
تار تار می شد۔ ؎

در اول تگ خدنگ شہ جست　　　گشتند تتاریاں ہمہ پست

خدایگان شیر دل شمشیر زن با شمشیرے چوں عقیدت خود صاف از میان مصاف
ہر بار کہ حملہ می آورد شمشیر گوئی دراں حرگاہ بر شمایل آں شاہ می لرزید و ہمہ تن
زباں شدہ با وی گفت کہ امروز دفع ایں ملاعین بہ بندگان دولت حوالہ کن و نفس
نفیس خود حرکت مفرمائے کہ شمشیر دو رویہ است و تیغ اجل راز خمے بے محابا نتواں داشت
کہ از تقدیر قادر بر کمال بکر رسد من از عین الکمال چشم می زنم۔ ؎

مرو تا خاک تو بر چشم بندم　　　مکن کز چشم بد اندیشہ بندم
فلک روئے چناں روشن ندیدہ است　　　من از دیدہ براں آتش سپندم

تازیانے کہ در میدان سیر غزا و رسوم ہیجا با قامت میر سانید ہر یک از اسلحہ
بزبانِ حال در مقال آمدہ نیزہ می گفت کہ شاہا امروز دستِ از من کوتاہ کن کہ زبان
سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شدہ و مرا در روئے خصم مجال طعن نماندہ
مبادا کہ بر جہم و حرکت پریشان از من بظہور آید و تیر می گفت لے عقد شست تو
عقدہ جود را بر کشادہ بقصد ایں فسدہ پیش مرو من خود در رفتن مہلکہ خاک بر سر

میکنم نباید تنگ چشم فلک کہ بر بام پنجم است و بر در خانۂ ہشتم در گوشۂ کمین از کمان کید و کین بر سبیل جسارت و جفا بر تو خدنگ خطا رواں کند، و کمند می گفت کہ امروز سر رشتۂ تدبیر از دستِ تفکر نمی باید داد کہ من ازیں جنگ بے درنگ و رزم بے حزم تو بر خودی پیچم ساعتے توقف کن کہ اسلام و اسلامیان چوں طناب بر بستۂ خیمۂ نعم تواند اللہ اللہ با ایں طائفہ رسم طناب اندازی را چندیں اطناب مدہ

من برغبت پیش تو سر بر طناب آوردہ ام

تو کمند از زلف اندازی کمند انداز من

فی الجملہ آں شاہ دیں پناہ کفر کاہ ہمہ قلب سپاہ بایں گروہ گمراہ از نیمروز تا شامگاہ غزوے بے اجبار و اکراہ میکرد و غوغائے غالبان وغا و غلیان طالبان غزا گوش گیتی و اصماغ سما کر کردہ زبانہ ہائے آتشیں کہ از سر نیزہ غزا مغز می خاست و زباں ہائے تیغ کہ در گذاردن پیغامِ اجل یک حرفِ خطا نمیکرد دراں قیامت ہمہ بدیں آیہ رواں بود کہ یوم یفر المرءُ من اخیہ پشت زمیں چوں چشم پیران بصر بباد دادہ پر خوں، و روئے آسمان چوں فرق پسران پدر گشتہ پر گرد

آہن شمشیر چوں آتش چہ تابی اے پدر

یا مرا داغ یتیمی بر جگر خواہی نہاد

ہم درعین ایں عنا و اثنائے ایں آشوب و بلا ناگاہ تیرے از شست قضا بر بال آں شہباز فضائے غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت بجانب گلشن و روضۂ رضوان نقل کرد اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہماں آن پشت دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چوں دل یتیماں زار شکست و سد ملت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

چو گورِ غریباں پست بیفتاد و اعتضاد وے کہ بازوے ملک را بود از دست بشد و اعتمادی
کہ بیضۂ اسلام داشت ازجائے برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاہ
کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فرو رفت و گردوں بر شعار سوگواراں جامہ
در نیل زدہ و اشک سیارہ بر اطراف رخسارہ رواں گردیدن گرفت، زحل بر وقف
قضائے وفا و شرط عزا کسوت سیاہ گردانید و از مرگ او بر اہل ہندوستان نوحہ
می کرد، و مشتری بر دریغ آں اندام گرد اندود و قبائے خون آلود دراعہ چاک میکرد
و دستار بر خاک می زد، و مریخ کہ دستِ قوت او چوں چشم ترکاں روئے معیشت
او چوں جعد زنگیاں تنگ و تاریک باد از تاسف آں خار خار کہ در دل خوں انگیخت
چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضۂ قصاب می طپید، و آفتاب از شرم آنکہ
چرا در دفع ایں حادثہ و قمع ایں واقعہ نکوشید بر نیامد و در زمین فرو شد، و زہرہ چوں
دید کہ اجرام از جنگ ایام چہ زحمت یافتند زاد فی الطنبور نغمہ دف را ورق بگردانید
و سماع در پردۂ دیگر آغاز کرد و بر وفاتِ آں شاہ بندہ نواز خود بجائے ساز نالیدن
گرفت، و عطارد کہ در غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتحنامہا در قلم می آورد،
دراں نظم از سوادِ دوات خود روئے سیاہ می کرد و از اوراق دفترِ خویش پیراہن کاغذیں
می پرداخت، و ماہ حالے در صورت ہلالے با قامت منحنی دراں قیامت زمین سر
بر دیوار و در افق میزد و مراتب مراثی نگاہ می داشت۔ نظم

روئے بخاک می نہی وہ کہ چنیں نخواہمت ماہِ زمانہ مرا زیرِ زمیں نخواہمت
گر بشکار میروی جان منست خاک تو خلوت خاک خوش بود جانِ من ایں نخواہمت

حق تعالے و تبارک روح مطہر و مطیب آں شاہزادۂ غازی را بمدارج اعلے

ومراتب والا برساناد ودمدم جام مالامال تجلی جمال وجلال خویش بخشاد دہر شفقت ومرحمت وعاطفت وتربیت کہ درحق ایں شکستہ بیکس داشت سبب مزید درجات ومحوخطیات او گرداناد۔ آمین یارب العالمین"

یہ نظم ونثر دونوں مدتوں اس زمانہ کے اہلِ علم کی صحبتوں میں پڑھی جاتی اور مقتولین کے عزیزوں کو رُلاتی رہی ہیں۔

امیر خسرو کی نظم خواجہ حسن کی نثر سے صاف اور واضح تر ہے۔ ہر زمانہ کا ایک خاص طرزِ تحریر ہوتا ہے جس کی پابندی ایک حد تک ہر شخص کو کرنی پڑتی ہے۔ امیر حسن کی نثر میں بجائے واقعات کے زیادہ تر زورِ عبارت آرائی پر دیا گیا ہے جو اس زمانہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ امیر حسن کی نظم کی صفائی اور سادگی اور فوائد الفواد کی نثر کی روانی دیکھ کر ہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ طرزِ تحریر اوائل عمر میں اختیار کیا تھا اور آگے چل کر اُسے ترک کر دیا۔ سلطان محمد کی شہادت اور اس کی علمی اور ادبی مجلس کے درہم برہم ہوجانے کے بعد ملتان میں قیام کی کوئی وجہ نہ تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن دونوں دہلی چلے آئے۔ سلطان محمد کے حادثہ نے سلطان غیاث الدین کو زندہ درگور کر دیا تھا، اگرچہ بادشاہ اپنی شکستہ دلی اور رنج وغم کو چھپانے کی بہت کوشش کرتا تھا مگر اندر ہی اندر اس غم میں گھلتا جاتا تھا۔ دہلی پر مردہ دلی اور افسردگی کی ایک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یہ فضا عموماً شعر وشاعری کے مناسب اور موافق نہیں ہوتی چنانچہ ملتان سے آکر امیر خسرو اپنے وطن پٹیالی اور امیر حسن دہلی میں گوشہ نشین ہوگئے۔ سلطان محمد کے حادثہ دیر پورے تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سلطان غیاث الدین کا ۶۸۶ھ میں انتقال ہوگیا

اگرچہ سلطان غیاث الدین کی وصیت یہ تھی کہ اس کے بعد "خان شہید" کا بڑا بیٹا کیخسرو بادشاہ ہو، مگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت نے سلطان کے دوسرے فرزند بغرا خاں کے بیٹے کیقباد کو جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی بادشاہ بنایا۔

یہ شہزادہ بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے طبعاً سنجیدہ، خوش اخلاق اور خوبصورت تھا، شعر و سخن سے اسے مناسبت تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ رات دن استاد، اتالیق اسے گھیرے رہتے تھے۔ شراب اور عورتوں کی صحبت سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ بعض طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے جتنا زیادہ روکے جائے ہیں اسی قدر اس کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیقباد انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک وسیع اور بنی بنائی سلطنت کا مالک ہو کر ایسا بدمست اور سرشار ہوا، اور اس طرح عیش و عشرت میں پڑ گیا کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہ امرائے دولت اور اعیان سلطنت جو اب تک سطوت بلبنی کے ڈر سے اس قسم کے جذبات کو روکے ہوئے تھے کھل کھیلے۔ ادھر ہر طرف خوبرویوں کے جمگھٹے، اور شراب و کباب کی صحبتیں قایم ہوگئیں۔ شہر میں ایسے جلسے خاطر خواہ نہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے بادشاہ نے "لعل کوشک" چھوڑ کر "کیلوکھری" میں جمنا کے کنارے ایک عالیشان قصر اور باغ تیار کرایا، اور اپنے مصاحبوں، خواصوں اور ملازمین کے ساتھ وہاں رہنا شروع کیا، اور تمام ملک کے چیدہ اور برگزیدہ مطرب اور تقویٰ و توبہ شکن شاہد آکر اس پرستان میں جمع ہوگئے۔ مسجدیں ویران اور میخانے

آباد ہوگئے۔ اس عیش اور کامرانی میں جہانداری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم ونسق ملک نظام الدین نامے ایک امیر کے ہاتھ میں تھا، نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامرا فخرالدین دہلی کا کوتوال اور اس کی بیوی بادشاہ کی منہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کُل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدر دان علم وہنر، مردم شناس اور مخیر تھا۔ مگر دنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معزالدین کا کام تمام کرکے خود بادشاہ ہوجائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہواخواہ منتشر ومتفرق اور نیست ونابود کیے جارہے تھے کیخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا مع اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جانوروں کی طرح ذبح کرا دیا گیا۔ خواجہ خطیر سا نیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہوگئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو "خان شہید" کے نمک خوار رہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اُسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے معزی دربار کے ابتدائی نقشہ سے یہ دونوں درخشاں تصویریں غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے "خان جہاں" نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کرلی، اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہوگئے ہوں لیکن

نہ وہ خود اسیارہ میں کچھ کہتے ہیں اور نہ کسی تاریخ یا تذکرہ سے اس کا پتا چلتا ہے۔
سلطان معزالدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں او
اُمرائے ملک کی تباہی کا حال جب سلطان معزالدین کے باپ بغرا خاں کو جو
پہلے لکھنوتی کا گورنر اور معزالدین کے بادشاہ ہوجانے کے بعد وہاں کا خود مختار
فرمانروا ہوگیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط و کتابت کے بعد ایک کثیر جمعیت
کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اُسے سمجھانے کے لیے لکھنوتی سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ
باپ بیٹے اودھ میں آکر ملیں۔ اس قرار داد کے مطابق باپ اپنے خدم اور حشم
کے ساتھ اودھ پہنچکر دریائے سرجو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاؤ لشکر
کے ساتھ دوسرے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ طویل گفت و شنید اور قاصدوں کی
آمد و رفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریا عبور کرکے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے
اور وہ تمام آداب اور مراسم بجالائے جو پادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں
باپ نے فطری محبت اور مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا
قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت تزک و احتشام اور شان و شوکت سے مرتب
کیا گیا۔ بغرا خاں حسب قرار داد داخلہ کے دروازہ سے پاپیادہ سراپردہ میں داخل
ہوا، اور "زمین بوس" کے مختلف مقامات پر آداب بجالاتا ہوا بیٹے کے سامنے
آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیتاب ہوکر تخت سے اترا اور
باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ بعد اصرار اور تپاک سے اسے تخت پر بٹھایا، اور
خود زانوئے ادب تہ کرکے اُس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز باہم ملاقاتوں اور جشنوں کے
سلسلے جاری رہے۔ بغرا خاں نے بیٹے کو ملک داری اور جہانبانی کے متعلق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشارۃً اور کنایۃً سمجھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور خوفناک ہے۔ معزالدین چند روز باپ کی نصیحتوں کا پابند رہا۔ شراب وکباب اور رقص و سرود کے جلسے چند روز موقوف رہے مگر یہ کمبخت عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو ان کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ ذرا سی تحریک سے معزالدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی عیش کی راتیں اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معزالدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ کی سب نصیحتیں بھلا دی تھیں مگر باپ کی دردانگیز اور عبرت خیز ملاقات کی یاد تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آ جائیں۔ ملک نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر زائل ہو چکا تھا اس لیے لوگوں نے اس کام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرأت کی۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ اودھ ہی میں تھے اور وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :—

زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شد   زہے عہد خوش چوں دو پیماں یکے شد
پسر پادشاہے پدر نیز سلطاں   کنوں ملک میں چوں دو سلطاں یکے شد

معزالدین نے اس مشورہ کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام ان کے سپرد کیا اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔ بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعراء یا ندماسے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

معزی دربار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ ۶۸۸ھ ہجری میں "قران السعدین" کا کام ان کے سپرد ہوا اور ۶۸۹ھ میں سلطان معز الدین تین سال اور چند ماہ حکومت کر کے مرگیا۔ سلطان معز الدین کے مرنے کے بعد تین چار مہینے کے اندر ہی ترکوں کی ترکی تمام ہوگئی اور خلجیوں کا ستارہ چمکا۔

خلجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا تخت نشینی کے وقت اس کی عمر (۷۰) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اخلاق، دینداری، جوانمردی، علم و بردباری، عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدردان اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ صاحب "منتخب التاریخ" نے اس کے یہ شعر نقل کیے ہیں ؎

اے زلف پریشانت تر ولیدہ نمیخواہم ۔۔۔ واں روئے چو گلنارت تفسیدہ نمیخواہم
بے پیرہنت خواہم یک شب بکنار آئی ۔۔۔ ہاں بانگ بلند است ایں پوشیدہ نمیخواہم

گوالیار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور اس کے کتابہ کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

مارا کہ قدم بہ سر گردوں ساید ۔۔۔ از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید
ایں سنگ شکستہ زاں نہادیم درست ۔۔۔ باشد کہ دل شکستہ آساید

یہ رباعی سعد منطقی اور دوسرے درباری شعراء کو سنائی اور ان سے چاہا کہ اس کے عیب و صواب بیان کریں۔ درباری شعراء سے بجز تعریف اور توصیف کے اور کیا توقع ہوسکتی تھی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں میں خود ایک دوسری رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

باشد کہ دریں جا گزر کس باشد ۔ کش خرقہ ردائے چرخ اطلس باشد
قنا یا کہ زمین قدم میبوسش یک ذرہ بما رسد ہماں بس باشد

صاحب تاریخ "فیروز شاہی" لکھتے ہیں کہ "جلال الدین کی لطافت طبع اور شناخت ہنر کی اس سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسرو پر جو شعرائے اولین و آخرین کے سر دفتر ہیں، اپنے عرض ممالکی کے زمانہ میں خاص توجہ مبذول کی تھی اور بارہ سو تنگہ جو اُن کے والد کی مواجب تھی ان پر جاری کردی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا' ان کے حال پر بیحد نوازش اور مہربانی اور عنایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور مصحف دار بنایا' اور جو خلعت امرائے عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسرو کے لیے مقرر کیا اور اسی بنا پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستعمل ہونے لگا سلطان جلال الدین کے ہم صحبت اور ہمنشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً ملک تاج الدین کوچی' ملک اعزالدین غوری' ملک قیر' ملک نصرت صباح ملک چپ' ملک کمال الدین ابو المعالی' ملک نصیرالدین کہرامی' ملک سعدالدین منطقی یہ لوگ ظرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ طبقۂ ندما میں تاج الدین عراقی' امیر خسرو' موید جاجرمی' پسر ابیک دعاگو' موید دیوانہ صنعالی۔ امیر ارسلاں کلاہی' اختیار باغ اور تاج خطیب سے انشار پرداز دانشور' مدح خوان اور آداب دان لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی غزلیں کہہ کر لاتے تھے' بادشاہ کو ان کے کلام سے ساتھ ایک قسم کی شیفتگی ہوگئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

دربار کے غزلخواں، ساقی، اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرضکہ سلطان جلال الدین کی یہ صحبتیں ایسی پر لطف اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا ملنا مشکل تھا۔"

اس دلکش اور لطف انگیز مرقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "امیر خسرو سلطان معزالدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے ہمنشین ہوئے، شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے ندیموں میں داخل تھے۔" علامہ موصوف نے امیر حسن کے ندما میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے۔ ضیاء الدین برنی جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں، اور جنھوں نے سلطان جلال الدین کے ساقیوں، غزلخوانوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے اپنے دلی دوست امیر حسن کے ندما میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے، علاوہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا، اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دربار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتا ان کی کتاب "فوائد الفواد" کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج میں آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المشائخ کی) دولت پابوسی

سے مشرف ہوا۔ غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔
تیسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین لکھنوتی گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قرابتدار ہیں وہ بھی اسی لشکر میں تھے۔ میرا ان کا خشکی اور تری میں ساتھ رہا۔ کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔
چوتھی جگہ ۷۱۶ھ کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو خدمتگار کو وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہیں دفن کر دے نعش کو دور و دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے ضمن میں فرماتے ہیں ؎

اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم
اسپم گرو، سلاح گرو، چارپا گرو

غرضکہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ انہیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرۂ اہل سیف میں ہوں یا اہلِ قلم میں۔ قدیم زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔
سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کڑے میں بلا کر نہایت بیرحمی اور دغا سے قتل کرا دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔
مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے عہد کے دس عجائبات بیان کیے

ہیں۔ دسواں جسے وہ "اعجب العجائب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ "بغیر علاء الدین کے ارادہ اور اہتمام کے اس کے عہدِ حکومت میں ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر ہنر کے ماہر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ دارالملک دہلی رشک بغداد غیرت مصر اور ہمسر قسطنطنیہ ہو گیا تھا۔ مولانائے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علماء، سادات، واعظین، ماہران فن قرأت، ندما، مورخین، اطبا، منجمین اور سرود گویوں اور شعرا کا بہ تفصیل ذکر کیا ہے۔ طبقۂ شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیر حسن صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدر الدین عالی فخر الدین قواس حمید الدین راجہ، مولانا عارف، عبید حکیم، شہاب انصاری، اور صدر بستی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو سے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا سنجر سلجوقی کے عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتیں اور کیا کیا عزت اور توقیر کی جاتی، مگر سلطان علاء الدین ایسے نادر روزگار شعراء کو صرف ایک ہزار تنکہ مواجب "دیوان عرض" سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا۔ باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو ایسے اعجوبہ روزگار استادوں اور ہنرمندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ فرمایا تھا۔ غرضکہ سلطان علاء الدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیر حسن کو شاہی دربار سے تعلق رہا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اس کے اعزہ کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوگا۔ ؎

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے
زباں ساکت، قلم ساکن، معانی کم، سخن کمتر
کنوں مے بیمنت از جاہ و جود و بذلِ عدل شہ
سخن بسیار، و فضل افزوں، و شعر آساں سخن از بر

حسن کیں آستان کہف عصمت یافت در عالم
کمینہ مادح و کمتر سگ ایں آستاں بادا

جانِ من بندہ حسن شاداں زجاں بخشی شاہ
حرز جان خویش کردم مدح ایں درگاہ را

بندہ حسن چو از کرم شاہ قایم است
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

حسن دورِ سخن بر پادشہ نوش ... کہ ایں معنی دریں دوراں تو داری

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا ... ہرگز شبے زمانہ ننمود جز بخوابم

سلطان علاء الدین کہ باد از حق نظرہا سوئے او
الحق زچشم مرحمت دارد نظرہا سوئے من

چونانکہ من بندہ شدم درگاہ شاہنشاہ را
گیتی غلامم می شود ترک فلک ہندوئے من

سلطان علاء الدین نے تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۷۱۶ھ میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال سے سلطنت کا تمام نظم و نسق درہم برہم ہوگیا۔ ملک کافور نے جس کا خطاب "ملک نائب" تھا اور جو سلطان علاء الدین کا بڑا معتمد علیہ اور قوی ہوگیا تھا، امرائے دولت کو جمع کرکے علاء الدین کا ایک وصیت نامہ پیش کیا جس میں خضر خاں اپنے بڑے بیٹے کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے اور اس کی جگہ شہاب الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی ولیعہد مقرر کرنیکا ذکر تھا۔ امرائے دولت نے کچھ اس جعلی وصیت نامے اور زیادہ تر ملک کافور کے اقتدار سے مرعوب ہو کر شہاب الدین کی بادشاہی قبول کی اس طرح سے سلطنت کا تمام کاروبار ملک کافور کے ہاتھ میں آگیا۔ ملک کافور اپنے چند روزہ اقتدار کو نہایت بری طرح اور بیحد ظالمانہ طریقہ سے کام میں لایا۔ خضر خاں کو جو گوالیار کے قلعہ میں علاء الدین کی زندگی میں محبوس تھا اندھا کرادیا اور خضر خاں کی ماں "ملکہ جہاں" کو قید کردیا اور اس کا تمام زر و زیور چھین لیا۔ سلطان علاء الدین کے دوسرے بیٹے شادی خاں کی جو نہایت خوبصورت نوجوان تھا اپنے حجام کے ذریعہ سے دونوں آنکھیں نکلوالیں۔ صرف مبارک خاں تیسرا بیٹا رہگیا۔ اسے ایک حجرہ میں بند کرکے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے کہ اسے بھی اندھا کردیں۔

شہزادہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر ان کا مقصد سمجھ گیا۔ اس کے گلے میں جواہرات کا ایک بیش بہا ہار تھا وہ ہار اس نے بڑھ کر ان لوگوں کے نذر کیا اور وہ احسانات انہیں یاد دلائے جو سلطان علاء الدین نے ان کے ساتھ کیے تھے۔ ان لوگوں کو رحم آگیا۔ اور وہ مبارک خاں کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ ملک کافور بقیہ خاندان اور امرائے علائی کی قلع قمع کی فکریں کر رہا تھا۔ اور اس سے غافل تھا کہ قضا و قدر خود اس کی فکر میں ہے۔ پائکوں کی ایک جماعت نے رات کے وقت ملک کافور کی خوابگاہ میں داخل ہو کر اس خواجہ سرا کا خاتمہ کر دیا اور صبح مبارک خاں کو قید سے نکال کر پہلے سلطان شہاب الدین کا نائب اور دو سال کے بعد بادشاہ بنا دیا۔ بادشاہ ہو کر اس نے اپنا خطاب سلطان قطب الدین قرار دیا۔ یہ دو سال کا زمانہ ایسے ہنگامے اور پریشانی کا تھا کہ اس میں کسی سے علم پرستی اور معارف نوازی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ البتہ سلطان قطب الدین کی تخت نشینی کے بعد ایک گونہ سکون کی صورت پیدا ہوئی۔ امیر خسرو نے اول ہی سال جلوس میں مثنوی "نہ سپہر" لکھ کر پیش کی اور سلطان قطب الدین نے حکم دیا کہ امیر موصوف کو ایک ہاتھی کے ہموزن روپیہ انعام میں دیا جائے جو اس وقت تک کسی بادشاہ نے نہیں دیا۔ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

شہا، گنج بخشا، کرم گسترا — معانی شناسا، سخن داورا
چنیں بخششے کز تو جم یافتم — در ایام پیشینہ کم یافتم
کنوں لابد از سحر سنجی چو من — بہ اندازۂ بخشش آید سخن

ہاتھی کے ہموزن روپیہ دینے کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں اس زمانہ میں

ہاتھی کا وزن کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں مگر اس زمانہ میں یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر ہاتھی سوار کیا گیا اور اس کے وزن سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہاتھی کو اتار کر اس پر روپے بار کیے گئے اور جب ان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے ہاتھی کے ہموزن ہو گئے۔ سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمراں ثابت ہوا اس کے عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر خوض و فکر اور خون جگر کھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب برطرف اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی صحبت شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک بروار بچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر بنا لیا اور آخر کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو کو فیاضی کے جوش اور دولت کی مستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو ۷۱۸ھ سے لیکر ۷۲۱ھ تک چلتی رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا اُن کی کتاب فوائد الفواد سے ثابت ہوتا ہے جو ۷۰۷ھ سے شروع ہو کر ۷۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کے حاضر باش مریدوں کے زمرہ میں شریک اور درباری زندگی سے بالکل علیحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے ہوتا تو وہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان المشائخ کا سخت دشمن تھا اور انہیں علانیہ برا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بارہا یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت کا سر کاٹ کر لائیگا تو اُسے ایک ہزار تنکہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار حضرت موصوف سے ملنے کے لیے غیاث پور جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ بدلی اور خاندان علائی جس کی بنیاد خاک وخون پر قایم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے زمانہ میں خاک و خون میں مل گیا۔ اور خلجیوں کی جگہ زمانہ نے تغلقوں کو صاحب تاج وتخت بنا دیا۔ تغلقوں میں پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت منتظم، معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا، جیساکہ امیر خسرو اس کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

کارے نکرد جز بکمالات علم وعقل   گوئی کہ صد عمامہ بزیر کلاہ داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کرلی جو سلطان قطب الدین اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظام مملکت میں پیدا ہوگئے تھے۔ دینے لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا اور نہ دوسروں کو زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آسکتی تھی، اور نہ اس پر بخل اور امساک کا اطلاق ہوسکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے موقع مثلاً شاہزادوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں، اور فتوحات ممالک پر دہلی کے تمام سر برآوردہ بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکروں اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کرکے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

واکرام دیتا تھا۔ اور جو گوشہ نشین اور آستانہ دار حاضر نہ ہو سکتے تھے ان کے پاس ان کا حصہ بھجوا دیتا تھا غرضکہ اس کے عہد حکومت میں ہندو مسلمان خاص و عام شہری اور لشکری سب بہ اطمینان تمام زندگی بسر کرتے تھے۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو زمانہ نے زیادہ مہلت نہ دی چار سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بنگالہ سے واپس ہوتے ہوئے اس کوشک میں ٹھیرا جو اس کے بیٹے سلطان محمد نے اس کے لیے بنوایا تھا۔ قرارداد یہ تھی کہ بادشاہ رات کو وہیں رہے اور صبح کو تغلق آباد میں داخل ہو جو بنگالہ کی فتح کی خوشی میں نہایت تزک و احتشام سے سجایا گیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام امراء دولت کے ساتھ وہیں کھانا کھایا۔ امراء وغیرہ ہاتھ دھونے کے لیے باہر گئے اتنے میں نو تعمیر مکان کی چھت گر پڑی اور بادشاہ پانچ چھ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دبکر مرگیا۔ اور جو شہر جشنوں اور جلسوں کے لیے اس قدر اہتمام اور کوشش سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا وہ چشم زدن میں ماتم کدہ بن گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو انتظام مملکت نے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی طرف توجہ کر سکے اس لیے اس کے عہد میں علماء فضلاء اور شعراء کی کوئی ممتاز حیثیت نظر نہیں آتی اور نہ اس طبقہ کے لوگوں کا اس کے عہد کی تاریخ میں کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں بیچارے امیر حسن کی بحیثیت شاعر کے کیا پرسش ہو سکتی تھی۔

امیر حسن کے اخلاق، عادات اور دوسرے حالات

امیر حسن کے عادات اور خصائل کے معلوم ہونیکا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں بجز اس کے جو مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ یا خود ان کی کتاب "فوائد الفواد" سے مستنبط ہوتا ہے۔

مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کیجا سکتی ہے کہ امیر حسن کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے۔ وہ نہایت ذیعقل اور پابند وضع لوگوں میں تھے ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرو اور تفرد اور اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ قانع اور خوش وخرم اور مرنج ومرنجان نظر آتے تھے۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور فضلائے دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کی قناعت اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشعار سے ہوتی ہے جو جابجا بے اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں ؎

صیاد مرا یکے بیاموز دولت بکدام دام گیرند

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاس
بجلہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

گر حسن افلاس می ورزد مرنج مایہ عاشق تہیدستی بود

حسن ہرچند مفلس شد زیادت گنج ہا دارد در اد بارش چہ می بینی بہ اقبال تو می نازد

مائیم یک قبا شدہ آن یک قبا گرو در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو
اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ سان روم اسپم گرو سلاح گرو چار پا گرو

کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا شادی گرو ملیح گرو زیرکا گرو[۱]
یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نماند حجت گرو قبالہ گرو ماجرا گرو
عالم ز بینوائی اکنوں چناں شدہ ست بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو

---

[۱] یہ شاعر کے غلاموں کے نام ہیں۔

قناعت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمراں ہوئے اور بعض بادشاہ ان میں شعروسخن کے دلدادہ اور فدائی تھے مگر وہ ان سب درباروں سے علحدہ رہے۔ سلطان علاء الدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بیجا مداحی کی گرد سے ملوث ہوگیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکا شمار ان معدودے چند شعراء میں ہوتا جو ہمیشہ اس گرد مزلت سے دامن بچا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام عمر بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔ ؎

از گفتن مدح دل بمیرد شعر ارچہ تر و فصیح باشد
گردد زنفس چراغ مردہ گر خود نفس مسیح باشد

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تحریص کرتے رہے کہ آپ کو جد وجہد کرکے اپنی معاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیئے مگر انہوں نے مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیساکہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

چند گوئی کہ در دولتیاں لازم گیر ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا

حضرت سلطان المشائخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور مستنبط ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لاابالی تھی "فوائد الفواد" کی پہلی ہی صحبت میں حضرت سلطان المشائخ نے غالباً انہیں کے استفسار پر تائب اور متقی کے متعلق ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقی وہ ہے جس نے تمام عمر شراب نہ پی ہو اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعدہٗ توبہ

کرلی ہو، مرتبہ میں دونوں مساوی ہیں ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
"التائب من الذنب کمن لا ذنب له" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استقامت
توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے
ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیبیں
دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی بہت
شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہو جاتا ہے تو
پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل
علاوہ اس کے جا بجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گذشتہ زندگی پر تاسف
کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ اشعار مندرجۂ ذیل سے ظاہر ہوگا ؎

یک سر مو دلت سفید نشد | ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ آنگہے کردی | کہ ترا طاقت گناہ نماند

اے جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر است
جز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موے
چوں سفیدت شد کنوں لعل از سیاہی رنگ نیست
چون حسن آنکہ از گنہ درنگذشت آں منم
آنکہ گناہ بندگاں درگزراند آں توئی
بسیار خطا کردی باز آے حسن اکنوں | روے بند ہیں آور، درویشی درویشاں

زاں ندیمہا کہ میکرد پشیماں شد حسن — آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

یہ سب کچھ سہی مگر ان کا دوستوں کے ایک مجمع کے ساتھ "حوض شمسی" پر بیٹھکر علانیہ شراب پینا جیسا کہ شیخ جمالی لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو اقتباس نشان ۴) ہرگز قرین قیاس نہیں ہے جیسا کہ ہم آئندہ چل کر دکھائینگے۔ یہ امر یقینی ہے کہ بیعت کرنے کے بعد ان کی زندگی اسلامی نقطۂ نظر سے قابلِ رشک ہوگئی تھی ایک جگہ خود کہتے ہیں:

حسن ارچہ کج نہادے کلہ کرشمہ بر سر
بہ بر تو بند داکنوں کمر امید واری

"فوائد الفواد" پڑھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس سختی کے ساتھ نہ صرف فرائض اور سنن بلکہ تہجد، نوافل، اوراد و وظائف کے پابند تھے، اور اُن کی زندگی بعینہ ایسی تھی جیسی ایک اہل اللہ اور حضرت سلطان المشائخ کے ایک با اعتقاد مخصوص مرید کی ہونی چاہیے۔ شیخ جمالی نے اگرچہ اپنی روایت کو مولانا شہاب الدین امام کی طرف منسوب کیا ہے جو بڑے پایہ کے بزرگ اور حضرت سلطان المشائخ کے مخصوص مریدوں اور خلفا میں تھے مگر یہ نہیں بتایا کہ یہ روایت انہیں کہاں سے ملی، اور جب تک یہ نہ معلوم ہو اور وہ روایت درایت کے معیار پر ٹھیک نہ اترے اس کا باور کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ یہ امور مسلم ہیں کہ امیر حسن ۶۹۰ھ میں مرید اور تائب ہوئے اور یہ سلطان علاء الدین کی حکمرانی کا زمانہ تھا۔ اگر شیخ جمالی کا بیان تسلیم کر لیا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ شراب نوشی کا واقعہ بھی ۶۹۰ھ کا ہے۔ لیکن تاریخ فیروز شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ کیا۔

اثنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی، اگرچہ یہ بغاوتیں باآسانی فرو ہوگئیں مگر علاءالدین کو دانشمند اور دوربین مدبرین کی طرح اس کا فکر دامنگیر ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہوجانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ مہینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے علانیہ شراب خواری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے اعیان سلطنت اور امراء کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زر و مال کی فراوانی۔ بادشاہ نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کرینگے۔ علاءالدین اگرچہ ابتداءً خود شراب پیتا اور جلسے کرتا تھا مگر اس تجویز کے پختہ ہوجانے کے بعد اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً ممنوع کردی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگڑوں کو خارج البلد کردیا اور جو کثیر محاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکش ہوگیا۔ مخلص اور سچے مصلحین کیطرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خانہ خاص کا تمام سامان شراب نوشی جو قیمتی چینی اور بلور کا تھا چکنا چور کرادیا۔ اور جتنے قرابے عمدہ عمدہ شرابوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیجکر انڈلوا دیے جس سے راستوں میں کیچڑ ہوگئی اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کردیے کہ چوری چھپے بھی شراب شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے پیٹے

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمین ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شرع تھے جو اس قسم کے غیر مشروع حرکات کے انسداد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سرِ راہ بیٹھے ہوئے علانیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنے امیر حسن اور حضرت سلطان المشایخ کا ابتدائی زمانہ میں بدایون میں ہم صحبت ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدایون ہے حضرت سلطان المشایخ مسلم طور سے ۶۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت موصوف کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے "بعد ازاں چوں شانزدہ سالہ شدم عزیمت دہلی شد" جو امیر خورد صاحب "سیر الاولیا" نے نقل کیے ہیں۔ اسطور سے حضرت سلطان المشایخ کا دہلی تشریف لانا ۶۴۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال پیدائش ۶۵۲ھ ہجری ہے۔ جس وقت حضرت سلطان المشایخ ترک وطن فرما کر دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے، بدایون میں ان کی ہم صحبتی کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۷۰ سال کی ہونا بھی غلط ہے ۷۰۷ھ میں مرید اور ۶۵۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت انکی عمر ۵۵ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر معتقد اور مرید ہو جانا بھی تمام دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خورد نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشایخ

کی کرامتوں کا ایک باب قایم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جمالی مجلس شراب سے اٹھکر سر و پا برہنہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گرے اور تائب ہو گئے ہوتے تو ایسی اہم اور بین کرامت کو امیر خورد کس طرح ترک کر سکتے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے قبل حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں آتے جاتے رہے ہیں اور اس کے بعد بیعت کی ہے۔ غرضکہ شیخ جمالی کے بیان کا کوئی جز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا۔ امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ اُن کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ جیسی انکے ہم چشموں اور ہمسروں کی مالی حالت تھی ویسی فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفواد کی ۲۳ ربیع الآخر ۷۰۸ھ کی صحبت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہو جانے کی وجہ سے پریشان اور دلتنگ تھا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حال معلوم کرکے ایک برہمن کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر کے حاکم نے اس پر مصادرہ کرکے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا۔ جس سے وہ بالکل مفلس اور نادار ہو گیا۔ ایک روز برہمن مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہمن نے کہا بہت اچھا ہے اس کے دوست نے کہا کہ مہاراج تمہارا تمام مال تو چھن گیا ہے حال اچھا کیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میرا جنیو تو نہیں چھنا ہے۔ یہ حکایت بیان

فرماکر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔
میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم
ہوگیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء
یہ تھا کہ توقف مواجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے رنج و افسوس
نہ کرنا چاہیے اگر تمام دُنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف
حق کی محبت کا قایم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹ رجب ۷۱۴ھ کی صحبت
میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ اج دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔
اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا
ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی
جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عہد علائی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار
ایکہزار تنکہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنکہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے
لغت میں اس کے معنی سکۂ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا
سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنکہ
کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکہ نقرئی ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف
مقصود ہوتا ہے وہاں تنکہ کے بعد طلائی کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ ہندوستان
کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنکے مختلف الوزن اور لازمی طور سے مختلف القیمت
رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں
کہ عام طور سے علاء الدین کے عہد کا تنکہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپیے

کے برابر ہوتا تھا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاء الدین اپنے دربار کے شعرا
کو ایک ہزار تنگہ مواجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے یہ امر سلطان علاء الدین
کی نا قدردانی کے ضمن میں بیان کیا ہے اِس سے ظاہر ہے کہ مواجب سے ماہوار
نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اُس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلیٰ سے
اعلیٰ گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہو سکتی تھی اور دو جیتل یعنی
آٹھ پائی کو ایک سیر مصری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے
لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین
کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ مواجب سالانہ تھی اور
اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگے
ماہانہ ملتے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر کرنے کیلیے کافی تھے
چنانچہ فوائد الفواد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک
متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام
لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ
میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۲ شعبان ۷۱۸ھ کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ نے میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم صدقہ فطر دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استفہام عرض کیا
کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو
اور وہ لابدی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے
اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں
رہتی۔ اسپر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہی

جس زمانہ میں میں بالکل تنگ دست تھا، اس زمانہ میں بھی یہ حدیث سُنکر کہ روزوں کا انحصار صدقۂ فطر پر ہے۔ قرض دام کرکے صدقۂ فطر دیا کرتا تھا۔ یہ سُنکر بندہ قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ بندہ آئندہ سے صدقۂ فطر دیا کریگا۔ ارشاد ہوا کہ یہ صدقہ اپنی اور اپنے غلاموں اور چھوٹے بچوں کی طرف سے دیا کرو۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ دیوگیر میں تھے تو میرے آزاد خدمتگار ملیح نے ایک چھوکری پانچ تنگہ کو خریدی تھی جب لشکر وہاں سے چلنے لگا تو چھوکری کے ماں باپ دس تنگے لیکر آئے اور نہایت عجز و انکسار سے التجا کی کہ دس تنگے لے کر چھوکری ان کو واپس کر دیجائے۔ چھوکری کے ماں باپ کے رونے پیٹنے کا میرے دل پر بہت اثر ہوا میں نے ملیح سے کہا کہ تو نے پانچ تنگے میں یہ چھوکری خریدی ہے دس تنگے میں میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ ملیح راضی ہو گیا اور میں نے دس تنگے میں اسے لیکر آزاد کر دیا۔ خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا......

فوائد الفواد سے اسی طرح کے بہت سے اقتباسات پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ امیر حسن متوسط حال شرفا کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے تجرد اور تجرید کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس سے صرف یہ سمجھنا چاہیے کہ انہوں نے اہل وعیال کا جھگڑا اپنے ذمہ نہیں لگایا ورنہ ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑے کنبہ والے تھے۔ شمس دبیر کے ساتھ جو سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے کا معتمد ہو گیا تھا ان کی قرابت تھی اور ان کے دو بھتیجوں میر چھجو اور شمس الدین کا ذکر اکثر جگہ آیا ہے۔ یہ دونوں بھائی بھی حضرت سلطان المشایخ کے مرید اور بیحد معتقد تھے۔ شمس الدین کے متعلق

صاحب سیر الاولیا، لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشائخ کے فدائیوں میں تھے اور جب جماعت خانہ میں موجود ہوتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشائخ کا جمال مبارک نہ دیکھ لیتے تھے تحریمہ نماز نہ باندھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کر کے امیر حسن کہتے ہیں[1]

در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر از قامت خوبت قبول افتد نماز من

اس کے علاوہ فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو تسمیہ خوانی اور پھونک ڈلوانے کے لیے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی صحیح اور قابل اطمینان نمونہ ابتک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہلِ فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی اور بعض شعرا، غزلیں بھی کہنے لگے، مگر ان کی غزلیں سیدھی سادی، روکھی پھیکی ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات واردات اور معاملات بیان کر کے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش خراش اور نئے جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہوگیا، اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعما یعنی فغانی

[1] صاحب سیر الاولیار نے یہ شعر امیر خسرو کی طرف منسوب کیا ہے۔

نظیری، عرفی، کلیم، طالب اور صائب کے آنے میں مدتوں کا وقفہ تھا۔ غرضکہ امیر خسرو اور امیر حسن کے زمانہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی کا رنگ سب سے زیادہ کامل اور مقبول سمجھا جاتا تھا۔ اور غزل میں ہر شخص اسی کی پیروی کرنا چاہتا تھا۔ امیر حسن تو درکنار امیر خسرو سے باکمال شخص فرماتے ہیں ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت
"شیرہ از خمخانہ مستی کہ در شیراز بود

امیر حسن نے تو شیخ کے اتباع کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ انہیں ان کے معاصر "سعدی ہند" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ خود بھی جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

درخم معنی حسن را شیرۂ نو ریخت عشق
"شیرہ از خمخانۂ مستی کہ در شیراز بود[1]

از نظم حسن نوشد دیباچۂ عشق آرے
جلد بخش دارد شیرازۂ شیرازی

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است　کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است

گر نوشی دردے از خم خانۂ درد اے حسن
داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی

امیر حسن کے کلام کے متعلق ان کے معاصرین اور متاخرین نے جو رائے قائم کی ہے اور خود ان کا جو دعویٰ ہے پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد ان کا کلام ملاحظہ فرما کر خود جو رائے قائم ہو سکتی ہو قایم فرمائیے۔

[1] یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اخیر مصرع درحقیقت امیر خسرو کا ہے یا امیر حسن کا یہی حال اس شعر کا ہے ؎
ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے　ما قبلہ راست کردیم بر سمت کج کلاہے
جو دونوں حضرات کے یہاں موجود ہے۔

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں ؎

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر
کز سخنہائے تو ام بوئے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خورد ان کے کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان ا و ۲ سے ظاہر ہے مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اسلیے وہ سعدی ہندوستان کہلاتے ہیں ان کی جگر سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے چقماق سے محبت کی آگ نکالتی ہیں اور ان کے دلپذیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور ان کے روح افزا لطائف سے اہل ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں سعدی کے کلام کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ "حسن کا دیوان اس زمانہ (نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن شناس ہیں انہیں خواجہ موصوف کے کلام کے ساتھ حسن اعتقاد اور بیحد التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے ؎

ساقیا مے دہ کہ ابرے خاست از خاور سپید سرو را سر سبز شد صد برگ را چادر سپید الخ

اکثر فضلاء نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچی"۔

(۴) مولانا عبدالرحمن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں ایک خاص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل ممتنع کہے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعراء فیضی کا قول تھا کہ " امیر حسن آنے دارد کہ عاشق آں تواند شد اگرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود" ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طلبی — بر زبانم جہاں جہاں سخن است
وگر از پیر من نظر جوئی — روح فیاض خسرو و حسن است

(۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر دارد منصب شاہی
کہ سوز خسرو ست و نازکیہائے حسن با او

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ جو سوز و گداز، اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کشتۂ محبت (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو خیالات انھوں نے جابجا ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انداز اور تعلی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابل لحاظ ہیں اور ان سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے ؎

پر شد ز گل نظمم ہم مشرق و ہم مغرب — تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکامست ایں

برنظمِ حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ زیرا کہ نمی یابند ایں طرز بہ دیوانہا

ایں طرز شیوۂ حسن است ورنہ پیش زیں چندیں شکر بعرصۂ ہندوستاں نبود

بحسن نظم حسن یک زباں شدند ہمہ منش ہمے نہ ستایم بیک زباں تنہا

ہندوے چرخ زہر داد مرا ہمہ ہندوستاں پر از شکرم

ہاں اے حسن از عالم تلخی چہ کشی چندیں از گفتۂ شیرینت بارے شکر ارزاں شد

خاست بعہد تو حسن از دو جہاں یگانہ ہم بدیہہ ترسخن ہم بدیع درفشاں

اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں۔

ع شعر حسن شعر ہیں، خاصہ غزل سحر ہیں

آں بلبلم کہ شہر پر آوازہ منست کز اوج کنگر فلک آواز میکنم

مست سماع قول من آند اہل ایں دیار اینک ہماں طریق غزل ساز میکنم

اے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن ہیچ شمار ہر کسے عرض سخنوراں شود در صف شاں علم توئی

حسن را در ہمہ حال آفریں گو　　کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی

تو بحسن ختم کن خاتم گویائے خود　　زانکہ بر او میشود ختم سخن گستری

ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام اس قدر مقبول ہو گیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلطان المشایخ حالت ذوق وشوق میں قوالوں سے فرمایش کر کے امیر حسن کی غزلیں سنتے تھے۔ امیر خورد اپنی کتاب سیر الاولیا میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر خسرو نے غیاث پورہ میں میرے والد کے مکان میں ایک دعوت کی جس میں حضرت سلطان المشایخ اور شہر کے دوسرے مشایخ عظام شریک تھے۔ بہلول قوال نے امیر حسن کی یہ غزل گائی۔

زہے ترکے کہ از خمہائے ابرو　　کماں پیدا کند پنہاں زند تیر

بگوش مدعی کے جائے گیرد　　مزامیرے کہ ہست اندر مزامیر

اس کے بعد امیر خسرو اپنی ایک غزل گانے کے لیے بیٹھے مگر مطلع پڑھکر بند ہو گئے اور سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل شروع کی ؎

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت
جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ جب آپ اپنی غزل شروع کرتے ہیں تو ایک یا دو شعر پڑھکر بند ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ معنی کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ میں حیران ہو کر رہجاتا ہوں۔ اور آگے نہیں چل سکتا۔ امیر حسن کا دیوان ان کی زندگی ہی میں شایع ہو گیا تھا۔ اور وہ اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا

تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ امیر خورد اپنی نسبت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا تھا ایک شاعر کی زندگی میں اس کے کلام کی اس قدر وقعت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کر کے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے۔ جن کے متعلق فرماتے تھے۔

از سخن دزدی نیارد شد کسے صاحب سخن دیو گر انگشتری دُزدد سلیماں کے شود
از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود

شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہو گیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کر کے ایک رائے قایم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو اسکا بلند اور منتخب کلام پیش کر کے اُسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے سرسری اور پست اشعار سامنے لا کر اُسے کمال کی کرسی سے کئی درجے نیچے لا سکتا ہے۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال نیر کمال کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے یہ عذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تمدنی کاروبار سے کسے اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قایم کرنے کے لیے پڑھے ہمارے

نزدیک قابلِ قبول نہیں ہوسکتا جسمیں اتنی فرصت یا قابلیت نہ ہو اسے' بقول ہمارے ایک دوست کے' مطلق یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔

امیرؔ حسن کے کلام کو سرسری طور سے بھی دیکھیے تو مفصلہ ذیل خصوصیات صاف طور سے نظر آتے ہیں۔

(۱) ان کی غزلوں میں درد' سوز و گداز' اور جذبات پوری طور سے موجود ہیں جو غزل کی جان ہیں۔

(۲) ان کی زبان شیریں' رواں' نرم اور لطیف ہے۔ ان کی ہر غزل میں ایک آدھ شعر تیر ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل ہی میں جا کر بیٹھتا ہے۔

(۳) مضامین صاف' ترکیبیں سلجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ مضامین کے لیے زبان اور محاورہ میں فرق نہیں آنے دیتے۔

(۴) باوجود صوفی ہونے کے ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ کم اور عاشقانہ رنگ غالب ہے' جو اس زمانہ کی خصوصیت ہے۔ اس زمانہ میں صوفیائے کرام جو "ہمہ اوست" کے قائل تھے وہ بھی اس مسئلہ کے علانیہ اظہار سے اجتناب کرتے تھے۔ اور یہی وہ مادہ ہے جس سے بیشتر شعر پر تصوف کا رنگ چڑھتا اور چمکتا ہے۔

(۵) اکثر غزلوں میں صرف قوافی پر اکتفا کرتے ہیں اور ردیف کا سہارا نہیں لیتے اور باوجود اس کے غزل سنبھال لیجاتے ہیں جو ان کے کمال قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

(۶) اکثر مشکل اور تنگ قافیے اختیار کرتے ہیں اور متداولہ بحر، ردیف اور قافیوں سے بچتے ہیں۔ ان کے دیوان میں ایسی غزلیں کم ہیں جو متقدمین یا معاصرین کی غزلوں کی بحور اور قوافی میں ہوں۔

(۷) مختصر گوئی میں انہیں خاص ملکہ ہے شعر میں ایک لفظ ایسا لے آتے ہیں جو پورے ایک جملہ کے مساوی ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

زاشک حسن، حسن را تا لب رسید طوفاں
اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ (در سیلاب اشک غرق میشوم و میمیرم)

با حسن گفتی چرا عاشق شدی
صد جوابست ایں سوالت را ولے (از راہِ ادب جواب گفتن نمی توانم)

عقل گوید ازچہ دیدی روئے گندم گون او
آدم آنجا ہا بلغزید است، مسکیں آدمی (آدمی بیچارہ راچہ یارا کہ نہ لغزد)

مرد نئی تا ہمہ دل خوں نئی
لاف محبت چہ زنی چوں نئی (مرد ہمہ دل خون نئی)

بسیار خطا کردی، باز آے حسن اکنوں
روئے بزمیں آور، درویشی درویشاں (بطفیل درویشی درویشاں)

اسی طرح کے بیسیوں اشعار ہیں۔

(۸) نرد اور شطرنج کے اصطلاحات بکثرت استعمال کرتے ہیں جیسے

تخت شاہیست کہ بر فیل نہند فرزیں بند
رُخ دریں عرصۂ منہ بیدق ایں شاہ نۂ

شاہ انجم بر بساطِ آسماں
خانہ خانہ از رخت بگریختہ

بیل بند عشق شد بر عرصۂ دل استوار　　شاہ رُخ بنما کہ ماتست از غزائے شاہ شاہ
نرد عشقت پاک می بازم وے ترسم از انکہ　　کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی۔ وغیرہ

بعض غزلیں از سرتا پا شطرنج کے اصطلاحات سے مملو ہیں۔ دیکھو غزل ۴۲۲ صفحہ ۳۵۶

(۹) بعض غزلوں میں ایک خاص لفظ کا التزام کر لیتے ہیں اور کل غزل اسی التزام کے ساتھ تمام کرتے ہیں دیکھو غزل ۸۹ صفحہ ۳۰ ۔ جس میں لفظ "شتر" کا التزام کیا ہے۔ بعض حضرات نے شتر اور حجرہ اور بعض نے شتر اور مو کا التزام کیا ہے انہیں کی سنت ادا فرمائی ہے۔

(۱۰) اپنے معاصرین سے زیادہ ایسی ترکیبیں اور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو اِس زمانہ میں متروک ہیں۔ مثلاً

گفتی چو حسن بر من چوں شاد نمی آئی　　من غمزدۂ عشقم چوں شاد نمی آیم

"چوں" بمعنی "زیں" کے استعمال ہوا ہے۔

نزد تو آورد حسن قصۂ عجز و بیکسی　　تو بکمال مرحمت بیکس و عاجزش ممان

"ممان" بمعنی "مگزار"

ال سرو رواں گشت ہی نالم از ایرا　　چوں بلبل ازاں سرو رواں دور شدم باز

"از ایرا" = ازیں جہت یا بدیں سبب

عشقت رسید و ملک دل بگرفت شاہنشاہ شد　　عقلم فضولی می نمود از شغل یکسوں کردمش

"یکسوں" بجائے "یکسو" کے یا "ہرہمہ" بجائے "ہمہ" یا "جزکہ" بجائے "جز" یا "فرمودگی" بجائے "پسندیدہ" کے ۔ ان کے کلام میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جنھیں بلحاظ طوالت ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔

(۱۱) لفظی رعایتوں کا ضرورت سے زیادہ خیال کرتے ہیں جس سے اکثر حالتوں میں شعر اپنے پایہ سے گر جاتا ہے۔

گفتم زباغ وصل تو بوئے بمن رسد آواز از درنو بر آمد کہ بار نیست

مرا با خاتم ہمت فلک فیروزۂ آمد بداں فیروزہ درصف صفا پیوستہ فیروزم

بکشائے رُخ فرخ و درج دہن تنگ مہرے بغریباں کن و مہرے بگدا بخش

تو بہرِ وصال گل زنی پر ما زیر پر فراق بالیم

صبر از برم بجست چو آہو بصید گاہ آں شہسوار سخت کماں را خبر کنید

رعایت لفظی کی مثالوں سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ الفاظ کے تلفظ سے جو رعایت پیدا ہوتی ہے اس سے بھی کام لے لیتے ہیں۔

کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند کاندر غمِ عزیزاں تا چند خوار بودن

(۱۲) ان کے قصائد کو بجز دو ایک قصائد کے قصیدہ کہنا ہی صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ قصائد کے جو حدود اساتذہ قدیم مقرر کر گئے تھے اور جو شان و شوکت اور طمطراق ان کے لیے ضرور ہے اس سے ان کے قصائد بالکل معرا ہیں۔ بعینہٖ یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں میں چند اشعار ممدوح کی تعریف میں بڑھا دیے گئے ہیں اور عجب نہیں کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

(۱۳) مثنویاں جس قدر ہیں صاف اور قصائد سے زیادہ تر چست ہیں۔

(۱۴) قطعات اور رباعیات اول تو بہت کم ہیں اور جو ہیں اُن میں کوئی خاص بات قابلِ لحاظ نہیں نظر آتی۔

کاپیاں اور پروف دیکھنے میں ہمیں اُن کے جو اشعار پسند آئے انہیں

ہم لکھتے گئے تھے جو نذر ناظرین کیے جاتے ہیں۔

منتخب اشعار

دل شد و صبر است پا اندر رکاب | رو کہ سلطاں رفت و لشکر میرود
گفتی کہ چرا جدائی از من | ایں از فلک است از حسن نیست
گفتی کہ بخواب اندر بینی رخ من یک شب | اما تو کجا آئی چوں خواب نمی آید
در عرصات چنیں روئے کشادہ اندر آئے | تا بدعا بدل شود دعوی داد خواہ تو
از حسن ایں چہ سوال است کہ محبوب تو کیست | ایں سخن را چہ جواب است تو ہم میدانی
خلق گویند دل از صبر بجا آور باز | اے دل از صبر نشانے دہ اگر جائے ہست
باز ایں دلم بسوئے دل آرام می رود | از دام جستہ باز سوے دام میرود
طرفہ سرو کاریست کہ با وعدہ معشوق | صابر نتواں بود و تقاضا نتواں کرد
دو سہ بار با تو گفتم کہ مرا بہیچ لبتاں | نہ شد اتفاق، شاید کہ بایں بہا گرانم
تلخ کردم جہانیاں را خواب | زاں دعا ہا کہ مستجاب نہ بود
اے حسن یار گر خطائے کرد | ہم شکایت از او صواب نہ بود
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگوئی | من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند
صبر من بیگانہ تر شد چوں تو برگشتی ز من | آشنا ہر گہ کہ برگردد چہ غم بیگانہ را
زلف از رویت نمیگردد جدا | کافراں را نیست از آتش نجات
یارب منجہ برساں تا بپرسش | کاں آفتاب شب روم از آسمان کیست
زلف تو شفیع محشرم باد | ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

یار یاری کند اگر خواہد　　قصۂ من ہنوز بر اگر است

سنگ بر روئے خود زن آتشے در رخت خویش　　اے حسن این سنت دیوانگان عاقل است

دوش چشم ہمہ کس در رہ تو حیران بود　　چاشنئ خم ابروئے کسے باوے ہست

آب مژہ ما گذران شد ز سر ما　　نیکو مثل است اینکہ ہم از ماست کہ بر ماست

مرا بزور گرفتی بمرحمت بگذار　　کہ پادشاہ بسے صید را گرفت و گذاشت

یار آوارگی ہمی خواہد　　رفتن چ بہانہ افتادہ است

ما گناہے نکردہ ایم ولے　　خوئے بد را بہانہ بسیار است

دلم ربودی و ننواختی ہزار افسوس　　چنانکہ دلبریت ہست دلنوازی نیست

روزم تو بر فروز شبم را تو نور بخش　　این کار تست کار مہ و آفتاب نیست

جاں پیش کشم چو تو در آئی　　در خلوت دوست جاں نگنجد

ہر چہ بغمزہ میکشی زندہ ہمی کنی بلب　　چشم تو جور میکند لعل تو داد مید ہد

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج　　ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند

مصلحت نیست کہ پندم دہی اے خواجہ حکیم　　ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم　　مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم

گرفتم اینکہ بہ بندم زبان ز نالیدن　　تپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم

بہ شمشاد گفتم جوانی مکن　　کہ ما نیز روزے جوان بودہ ایم

دل نہادیم بہ ہر حکم کہ از تقدیر است　　ترک تدبیر پسندیدہ تریں تدبیر است

اینست بزرگ نعمتی صبر بحالت بلا　　دام بلا قبول کن چون زدہ دم ولا

واللہ ار تیر زنی بر جگرم ہر بارے　　از جگر بر کشم و باز بدست تو دہم

اے حسن گر دل تو بشکند از شکر غنچم
عشق را مژدہ نصرت ز شکست تو دہم

گر دیدن خود حرام داری
ما کشتن خود حلال داریم

مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلےٰ چاک زد
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را

عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود
بسیار خواستہ کہ ز ایشاں شود نشد

بر دل یار حسن بود فرامش گشتہ
ایں غزل خواندہ شد آں نادرہ گو یاد آمد

گفتی حسن چرا نہ کنی توبہ از شراب
واللہ کہ توبہ کردم و مستی نمی رود

مرد نۂ تا ہمہ دل خوں نۂ
لاف محبت چہ زنی چوں نۂ

چوں شود حالم دریں سیلاب غم
ہم شتر غلطید ہم رخت اوفتاد

گرت روم بفدا عمر دوستاں تو باد
ہزار جان گرامی فدائے جان تو باد

خوں شد دل دیوانہ ام زلفت ببازی ہمچناں
آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہمچناں

بازم ایں ساعت ازاں روئے نکو یاد آمد
گل بخندید و مرا خندہ او یاد آمد

با رُخ خوے کردہ بر بام آمدی
چوں گلِ نو خاستہ باراں زدہ

شحنۂ عشقت چہ خواہد از دلم
خیمۂ اندر دہِ ویراں زدہ

مدعی گر نشد از شوق در آتش چہ کند
ہیزم او ہمہ تر بود کجا در گیرد

رفتن باد صبا آمدن گل چہ کنم
من ترا دانم ازیں ہا بسے آیند و روند

طبیب علم ندارد نہ درد ضربت عشق
چہ سودمند بود شربتے کہ او فرمود

تا چند حسن عشق، شراب و غم شاہد
باز آ کہ ز پیراں نہ پسندند جوانی

ہجر تو علامت قیامت
وصل تو لطیفۂ خدائی

داری تو زخم تیغ رواں ماسرشک خوں — روزے میان ماوتوایں ماجرا رود
روز غم تو مرمرا زار شکست گو شکن — من ز شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پر فخر کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انہیں اس اتباع میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طرح اور ہم قافیہ غزلیں پہلو بہ پہلو نقل کرینگے۔

سعدی	امیر حسن
۱۔ آں روئے بیں کہ حُسن بپوشیدہ ماہ را	۱۔ اے برفراز سرو بر آوردہ ماہ را
واں دامِ زلف دانۂ خال سیاہ را	بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را
۲۔ من سرو را قبا نشنیدم کمر کہ بست	۲۔ دل مے بری زما بگواہی قد خویش
بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را	اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را
۳۔ گر صورتے چنیں بقیامت در آورند	۳۔ گویند آفتاب پرستند یک گروہ
عاشق ہزار عذر بگوید گناہ را	ما بندہ ایم آں دو رخ ہمچو ماہ را
۴۔ با دوستانِ خویش نگہ میکند چنانکہ	۴۔ اے روئے تو تمام چو مہ در ہمہ صفت
سلطاں نظر کند بہ تکبر سپاہ را	اطراف مہ رقم زدہ خط سیاہ را
۵۔ سعدی حدیثِ مستی و فریاد عاشقی	۵۔ بندہ حسن زخط خوشت نسخہ کند
دیگر مکن کہ عیب بود خانقاہ را	ہر گہ کہ عرضداشت کند پادشاہ را

دیگر

وقتے دل سودائی میرفت بہ بستانہا	اے غمزۂ خونریزت تاراج بر جانہا
عیش و طرب آوردے بر لالہ و ریحانہا	کفر سر زلف تو غارتگر ایمانہا

گہ نعرہ زدے بلبل گہ جامہ دریدے گل | بر شحنۂ عشق تو ہر روز ہمی بینم
تا یاد تو افتادم از یاد برفت آنہا | در کشتن مسکیناں از خط تو فرمانہا
تا عہد بہ تو بستم عہد ہمہ بشکستم | اے نرگس تو رستہ ایں نوع رواداری
بعد از تو روا باشد نقض ہمہ پیمانہا | من خستہ ہر خارے تو خفتہ بہ بستانہا
تا خار غم عشقت آویختہ در دامن | تا روئے نہاں کردی مُہری بدہاں کردیم
کوتہ نظری باشد رفتن بہ گلستانہا | عاشق بتو خوش باشد بلبل بہ گلستانہا
آں را کہ چنیں دردے از پائے در اندازد | بسیار ہمی گویند از حور و قصور آوخ
باید کہ فرو شوید دست از ہمہ درمانہا | اے آنکہ تواں داری بے تو چکنم آنہا
گر در طلبت رنجے ما را برسد شاید | اے نقش بدیع تو آرائش ہر ایواں
چوں عشق حرم باشد سہل است بیابانہا | در نقش تو حیرانم چوں نقش بہ ایوانہا
ہر کو نظرے دارد با یار کماں ابرو | مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم
باید کہ سپر باشد پیش ہمہ پیکانہا | کامسال در احکامش بینم ہمہ بارانہا
گویند مگو سعدی چندیں زغم عشقش | بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
میگویم و بعد از من گویند بدورانہا | زیرا کہ نمی یابند ایں طرز بدیوانہا

دیگر

باد گلبوئے سحر خوش مے وزد خیز اے ندیم | دل بہ دلبر عافیت تسلیم کردم اے سلیم
بسکہ خواہد رفت بربالائے خاک ما نسیم | تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم
اے کہ در دنیا نرفتی بر صراط مستقیم | در کلاہ ہمت درویش تا یک ترک ہست
در قیامت بر صراطت جائے تشویش است و بیم | ترک جنت خوشتر ست ہر چہ در جنت نعیم

قلب روئے اندودہ نستانند در بازار حشر	یافتم الحمد للہ ہم بجوئے عشق دوست
خالصے باید کہ از آتش بروں آید سلیم	انچہ در الحمد میخوانم صراط مستقیم
غیبت از بیگانہ پوشیدہ است ومی بیند بصیر	درگلوے قمریاں از شوق طوقے کردہ اند
فعلت از ہمسایہ پنہانست ومیداند علیم	تو ہماں خط بینی و عارف نوائے یاکریم
نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود	آب خضر اندر دہن شربت چہ آری اے طبیب
طفل خرما دوست دارد صبر فرماید حکیم	آسماں زیر قدم طالع چہ بینی اے حکیم
آنکہ جاں بخشید و روزی داد وچندیں لطف کرد	وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعد از ہرچہ گفت
ہم ببخشاید چو شتے استخواں بیند رمیم	وقت عذر آوردن است استغفر اللہ العظیم
سعدیا بسیار گفتن عمر ضایع کردن ست	زاں ندیمہا کہ میکردے پشیماں شد حسن
وقت عذر آوردن ست استغفر اللہ العظیم	آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

ہم انہیں تین غزلوں پر جو ہم نے دونو حضرات کے دیوانوں سے بلاکسی خاص لحاظ کے منتخب کرلی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ پرواز خیال، بندش، روانی، سلاست اور سادگی میں امیر حسن شیخ کا پورے طور سے اتباع کرتے ہیں اور انہیں سعدی ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ شیخ کی تقلید کہو یا زمانہ کا رنگ امیر حسن نے ہزلیات میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو صفحہ ۹۰۴ کلیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرید اور تائب ہونے سے قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور اون کے دوست امیر خسرو کی بھی چار غزلیں جو اُن کے دیوانوں سے سرسری طور سے لی گئی ہیں پہلو بہ پہلو نقل کرتے ہیں تاکہ اس صنف شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جاسکے۔

امیر خسرو

شبہا بروز آمد بسے کز دل نہادی یاد را
جانم ز تن آمد بروں بوئے نہ دادی باد را
شد بازوئے ہجرت قوی در کشتن بیچارگاں
چنداں قصاص افزوں کنی عادت شود جلاد را
ایکہ میگوئی کہ وقتے لوح صبرت باد برد
سالہا شد تا فراموش کردہ ام آں یاد را
ایں ہمہ خونابہ کا شامم ہمے زیں روز بد
بہنریں روزے خلل انداز د ایں بنیاد را
چند گریم چوں سیہ روئی عشقم از قضاست
آب کے شستن تواند داغ مادر زاد را
تا بسوئے گفت شیریں ست دل خارا وکوہ
کندن از ناخن چو گل چیدن بود فرہاد را
نوک مژگان تو در دل ماند خسرو را چنانکہ
در رگ بیمار نشتر بشکند فصاد را

امیر حسن

دی سوئے سرو لالہ رخ پیغام دادم باد را
بنوشتہ خط بندگی آں سوسن آزاد را
تا پیش او افتد مگر اینک ز چشم دُر فشاں
درہا ذخیرہ میکنم از بہر پیش افتاد را
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلی چاک زد
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را
میخواستم کز دست دل امروز فریادے کنم
گریہ گرہ شد در گلو رہ بستہ شد فریاد را
دی بعد فرض بامداد از دور دیدم روئے او
من در غزل خواندن شدم رخنہ فتاد اوراد را
ہر کس رہے دارد ولے چہ سود کز خوان ازل
بوسہ بخسرو میرسد تیشہ زدن فرہاد را
گر عمر انیست اے حسن در پائے خوباں صرف کن
چندیں چہ کہگل میزنی دیوار بے بنیاد را

دیگر

باز دل گم گشت در کویش من دیوانہ را
باز نو کردم ز سر عہد مے و میخانہ را
از کجا کردم نگہ آں شکل قلاشانہ را
ساقیا لختے بدہ اں آفت فرزانہ را
گاہ گاہ اے باد کانجاہا می افتد گزر
باز مد زنجیر زلف شاہداں آویختم

زاشنایان کہن یادے دہ آں بیگانہ را — چوں کنم بس می نیابم ایں دل دیوانہ را
عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نشد — یار بہ داند ز سرگردانی عشاق خویش
شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را — شمع بہ روشن کند جانبازی پروانہ را
شعلہ گو در جاں بگیر و سینہ گو ز آتش بسوز — جاں چہ جائے عشق او شد عقل را گفتم برو
شمع ز بیہمانیست کو رحمت کند پروانہ را — در حریم محرم او چوں کنم بیگانہ را
جاں ز نظارہ خراب و ناز او و ز اندازہ بیش — ماہ من از چیست کاندر کلبہ ام نائی شبے
ما بوئے مست و ساقی پر دہد پیمانہ را — یا مگر از گنج روزی نیست ایں ویرانہ را
حاجتم نبود کہ فرمائی بترک نام و ننگ — در دلم صد گونہ غوغائیست گر مہماں شوی
زانکہ رسوائی نیاموزد کسے دیوانہ را — از حضورت کعبہ میسازم من ایں بتخانہ را
خسرو ست و سوز دل و ز ذوق عالم بیخبر — دل چو رفت از تو نصیحت باکہ گوئی اے حسن
مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را — مرغ چوں جست از قفس دیگر چہ ریزی دانہ را

دیگر

یارے کہ از جدائی اویم گماں نبود — امسال رونق گل تر آنچناں نبود
ماہیست بے دیم کہ شبے درمیاں نبود — بے سرو گل بدیہہ بلبل رواں نبود
بیگانہ وار از سر ما سایہ برگرفت — گلزار بود مجلس و قول مغنیاں
مارا ز آشنائی آں ایں گماں نبود — بر قول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود
گل آمد و بباغ رسیدند بلبلاں — ایں کارواں گل پس سالے رسید لیک
واں مرغ رفتہ را ہوس آشیاں نبود — ماہے کہ در دلست دریں کارواں نبود

داماںش چوں گذاشت حقِ صحبتِ قدیم
دانستہ ام کہ از تو بہ بینیم شبِ فراق
گیرم کہ دستِ ہیچ کسش درعناں نبود
آں روزِ رستخیز مرا در گماں نبود
جانم بجا و من نیم از زندگاں از انکہ
لعلِ بتاں جواہرِ غیبم نثار کرد
زو بود جملہ زندگی من بجاں نبود
ورنہ مرا چنیں صدف درفشاں نبود
رفتم ہوائے صحبتِ یاراں بسوئے باغ
مرغ ارچہ عشق نامہ خود خواند بامداد
گوئی بباغ زاں ہمہ گلہا نشاں نبود
دستانش را طراوتِ ایں داستاں نبود
خسرو اگر گل تو زگلزار شد منال
ایں طرز شیوہ حسن ست وزیں بیش زیں
دانی کہ ہیچگہ چمنے بےخزاں نبود
چندیں شکر بعرصہ ہندوستاں نبود

دیگر

گرچہ از عقل و دل و دیدہ و جاں برخیزم
چیست مطلوب تو تا از سرِ آں برخیزم
حاش للہ کہ من از شوقِ فلاں برخیزم
ور بجاں حکم کنی از سرِ جاں برخیزم
یکزماں پیشِ من اے جانِ جہانم بنشیں
اندریں رستہ دکانیست مرا از طاعت
تا بداں خوشدلی از جان زجہاں برخیزم
گر سودائے تو باشد ز دکاں برخیزم
ہوسم ہست کہ پیشِ تو دمے بنشینم
یک جہاں طعنہ زنندم کہ نشینی بیکار
وز سر ہر چہ بگوئی پس ازاں برخیزم
گر تو دستے بدہی از دو جہاں برخیزم
مردمِ دیدہ مرا بہرِ تو در خوں بنشاند
بے تو از دنیا و عقبیٰ چو نخیزد چیزے
من بروئیت نگرم وز سرِ جاں برخیزم
تو بیا تا ہم ازیں و ہم ازاں برخیزم
ناتواں گشتم ازاں گونہ کہ نتوانم خاست
سوئے گورِ من اگر گزری اے سروِ رواں
ورمرا دست بگیری تو رواں برخیزم
سروِ تو بنگرم از دور و رواں برخیزم

از پس حشر کہ از گور بر انگیزیدم — اگر از زمزمۂ عشق تو در نفخۂ صور
ہم ز بہر تو بہر سو نگراں برخیزم — نیم بانگے شنوم رقص کناں برخیزم
خسروم آخر و مپسند کہ ہر دم با تو — مددے از درو بنہ بر سرمن بندہ حسن
شادماں شینم و با آہ و فغاں برخیزم — تا ازیں زہد فروشی زباں بر خیزم

ممکن ہے کہ غزل کے میداں میں امیر حسن اپنے دوست امیر خسرو کے دوش بدوش چل سکتے ہوں بلکہ بعض خصوصیات میں ان سے دو قدم آگے ہوں لیکن قصاید، مثنوی اور دوسرے اصناف شعر، اور عام طباعی اور پرگوئی میں سچ یہ ہے کہ وہ امیر خسرو کو نہیں پہنچ سکتے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں اور جس خوبصورتی سے یہ اقرار کرتے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

خسروا از رہ کرم وپذیر — انچہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست — سخن این ست کہ من می گویم

انصاف اور محبت کا زمانہ تھا، امیر خسرو باوجود ان تمام کمالات کے جو فطرت نے ان کی ذات مجمع الصفات میں جمع کر دیے تھے، اپنے دوست امیر حسن کے کلام کی خوبیوں سے منکر نہ تھے۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں۔

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر — کز سخنہائے تو ام بوئے حسن می آید

اگرچہ امیر خسرو کا معیار سخن اس قدر بلند تھا کہ وہ اپنے زمانہ کی شاعری کو زیادہ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ قطعہ

کس دریں روزگار نتواں یافت — کہ سخن با فروغ میگوید
ہر کہ گوید کہ راست میگویم — راست گویم دروغ میگوید

مہ تقریباً نصف صدی گزر جانے کے بعد طرز خیال اور طرز ادا میں جو تبدیلی ہوئی اس کے لیے ملاحظہ ہو حافظ کی غزل جو [illegible] تے ہے۔

امیر حسن کم گو شعراء میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ؎

رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدہ ست   زیں بیشتر مجال نداد ایں قصیدہ را

ان کے اس دیباچہ سے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور پچاس برس تک نظم اور نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا وہ ۷۱۵ھ میں بمقام دہلی شایع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۳ سال کی مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی وقت چل سکتا ہے جبکہ انڈیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ اور امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشائخ اور امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا جس سے قیاس مذکورۂ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید وطواط، سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ موخر الذکر حضرات کے سوائے، جن کا ہم کوئی پتا نہ چلا سکے باقی حضرات طبقہ شعرائے عرب وعجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد

کے (۴۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جملہ (۶۰۲۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ شاد ایڈیشن یعنی نسخۂ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۱۹) اور قصائد کے (۲۱۲۶) رباعیات کے (۴۵۸) اور مثنویات کے تقریباً (۱۴۰۰) ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدرآباد میں جتنی غزلیں عام طور سے حسن کے نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنھیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے انتساب کی بناء پر بڑے ذوق وشوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے' ان کا دیوان ۱۳۰۴ھ ہجری میں سراج المطابع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی منش' مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے:

شراب عشق کا ندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند

چو راز خویشتن کردند خود فاش عراقی راچرا بدنام کردند

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبع نولکشور میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کیجاتی ہیں

غزل امیر حسن

بتاں کز زلف مشکیں دام کردند جہانے زیر ہر مو رام کردند

بتقوی نام نیکو بردہ بودم نکو رویاں مرا بدنام کردند

بہشتے گشت صحن خانہ امروز نگر ایشاں گذر بر بام کردند

من از اخلاص میخوا ندم دعائے وزاں سوختم بر دشنام کردند

غم نوشیں لباں زاں تشنگاں پرس — کہ دریاہائے خوں آشام کردند
ملایک دیگے اندر طعن ایشاں — بر آورند لیکن خام کردند
حسن را جائے جان چاک ازاں شد — کہ دُرد دردش اندر کام کردند

غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب درد کاندر جام کردند — نصیب عاشق بدنام کردند
گرہ کز طرۂ لیلےٰ کشادند — دل مجنوں اسیر دام کردند
قضا روزیکہ نقش دار بربست — سوئے منصور زاں پیغام کردند
قد رعنائے آں سرو دلآرائے — قیامت بود قامت نام کردند
ثنائے زلف و رخسار تو ایماہ — ملایک ورد صبح و شام کردند
ہلال عید میجستم کہ ناگاہ — اشارت بر لب آں بام کردند
حسن آہ و فغان و گریہ و سوز — زعشقم ایں ہمہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو — دیدہ صد شکر بجا آرد ازیں دیدن تو
اے حسن بوسہ بپایش زدنت بے ادبی ست — پائے نازک نشود رنجہ زبوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح نام آور شاعروں کے سامنے گم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کیطرح چمکنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چمکنے نہ دیا اور جو کچھ ان کی بضاعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام سے

بکی۔ بعینہ یہی حال ان لوگوں کے کلام کا ہوا جنھوں نے سعدی اور حافظ سے مشہور استادوں کے تخلصوں پر دست درازی کی تھی۔

امیر حسن کی تالیفات و تصنیفات کلیات کے علاوہ جو غزلیات قصائد اور مثنویات پر مشتمل ہے ان کی سب سے زیادہ مشہور اور معروف تصنیف "فوائد الفواد" ہے۔ اس کا آغاز شعبان ۷۰۷ھ سے ہوتا ہے اور شعبان ۷۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے اس پندرہ سال کی مدت میں جتنی مرتبہ مؤلف کو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہوا اور اس بابرکت صحبت میں جو گفت و شنید ہوئی اسے مختصر اور مؤثر طریقہ سے قلمبند کرتے گئے ہیں عبارت صاف اور رواں ہے اور جو روایتیں اور حکایتیں حضرت سلطان المشائخ کی زبانی لکھی ہیں وہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں۔ ان کی یہی تالیف ہے جس کی نسبت امیر خسرو فرماتے تھے کہ کاش میری تمام کتابیں میرے بھائی حسن کے نام ہوتیں اور ان کی یہ تالیف میرے نام ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کہنے کی وجہ بقول مولانا شاہ عبدالحق کے وہ ارادت اور محبت تھی جو امیر خسرو کو اپنے پیر حضرت محبوب الٰہی سے تھی۔ ورنہ امیر خسرو کی مجموعی تصنیفات کے مقابلہ میں "فوائد الفواد" کو کیا وزن ہوسکتا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے دو ملفوظات افضل الفواید اور راحت المحبین امیر خسرو کی طرف منسوب ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور امیر حسن کے علاوہ بعض دوسرے حضرات مثلاً خواجہ محمد مولانا بدرالدین اسحاق کے فرزند نے جو حضرت فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے نواسوں میں تھے اور خواجہ عزیز الدین صوفی نے

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب انوار المجالس اور تحفۃ الابرار و کرامت الاخیار کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت اور قبولیت فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔ اسی عرصہ مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کافور نے جسے علاء الدین نے سیاہ وسفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے پنج سالہ بیٹے شہاب الدین عمر کو بادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھیں نکلوالیں۔ ملک کافور مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ بادشاہ ہوا۔ خسرو خاں کافر نعمت نے اسے قتل کیا اور خود بادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے اس کافر نعمت بروار بچہ کو مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شورشیں ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور نہ فکر۔ یہ جماعت اپنے ذوق وشوق اور ذکر وشغل میں ایسی محو ہے کہ یہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں۔ تمام فوائد الفواد پڑھ جائیے کہیں ان واقعات کا کنایۃً یا اشارۃً بھی ذکر نہیں ملیگا جو کمال یکسوئی کی دلیل ہے۔

"فوائد الفواد" تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ ہی اس مجموعہ سے علاوہ سلطان المشائخ کے حالات بابرکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے،

۲۸، رمضان المبارک سنہ ۷۰۸ھ کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ آج دولتِ پابوس حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر حسب عادت کوٹھے پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے پاس سیڑھی تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ کا ایک پٹ ہر بار ہوا سے بند ہوجاتا تھا۔ میں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط پکڑ لیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پکڑے بیٹھا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے میں نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ متبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور مضبوط پکڑا ہے، شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "ہر درے و ہر سرے می باشید یک درگیرید و محکم گیرید" بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی نکلے ایک داہنے طرف دوسرا بائیں طرف ایک منہ کے سامنے چلدیا۔ دیوانہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی وجہ سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزل مقصود کو پہنچ جائیں اسی طرح کی بیسیوں نصیحت آمیز حکایتیں درج کی ہیں جس نے فوائد الفواد کو خاندان نظامیہ چشتیہ کا دستور العمل اور رفتارنامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے ممدوحین امیر حسن کے ممدوحین میں سب سے زیادہ باوقعت اور قابلِ عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ حضرت موصوف کی شان میں زیادہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم و نثر میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلی ارادت اور حقیقی عقیدت مترشح

ہوتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے حالات اور ان کی مقدس زندگی اور عام محبوبیت کے ذکر کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ملیں جو اس ذات بابرکات اور اس کے فیوض سے ناواقف ہوں۔ امیر خسرو نے خوب فرمایا ہے

قطب عالم نظام ملت ودیں کافتاب کمال شد رخ او
وز جنید و ز شبلی و معروف یادگار یست ذات فرخ او

حضرت سلطان المشائخ کی مجلس ایک ایسی مجلس تھی جو علماء، فضلاء اور متصوفین سے مملو تھی۔ اس مجلس کے جس رکن پر نظر پڑتی ہے وہ بجائے خود ایک کامل فرد نظر آتا ہے۔ طبقۂ علماء اور صوفیہ میں قاضی محی الدین کاشانی، مولانا وجیہ الدین پایلی، مولانا فصیح الدین، خواجہ کریم الدین سمرقندی، قاضی شرف الدین فیروزگہی، مولانا بہاء الدین، شیخ مبارک گوپاموی، مولانا نظام الدین شیرازی، مولانا بدرالدین تولہ، مولانا شمس الدین یحییٰ، شیخ نصیرالدین محمود اودھی، مولانا علاء الدین نیلی، مولانا ضیاء الدین برنی حاضر رہتے تھے۔ طبقۂ شعراء میں سے اس مجلس میں زانوئے ادب تہ کرنے والے امیر خسرو اور امیر حسن سے لوگ تھے امیر حسن جابجا اپنے اشعار میں اپنے پیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پیش تو ہر فضل کہ خوانم خطاست اصل ہمہ نظم نظام است وبس

ولہ

ہر کہ رویت نگرد کے نگرد سبزہ وگل اہل فردوس چہ محتاج تمنائے دگر
با تو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم بہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

گفتیم پنج بیت بیادت چو پنج گنج ما خود حسن نہ ایم غلام نظامیم

سماع کے جواز اور غیر جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے زمانہ سے شروع ہوئی تھی۔ اس کا سلسلہ حضرت سلطان المشایخ کے زمانہ تک جاری تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع ما بسماع است رقص کناں میرویم

سبب رقص گواہی من ار نشنوند من ازیں ذوق یکے رقص دگر خواہم کرد

خلق آفاق شعبہ زور اند ما گرفتار نغمہ زیریم

مصلحاں می کشند ناں از طعن ما ز شوق سماع میمیریم

مطرباں را بخانہ نتواں برد خانہ در کوئے مطرباں گیریم

سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان المشایخ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی تھی اسی کو نظم فرما دیا ہے۔

بخیل نزپے حرمت گزرکند زسماع کہ خوب گفت بخیل ایں لطیفہ زرمے

کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند ازاں قبل کہ ندارد کرامت کرمے

نہ صدق بود درو کز سرود گیرد ذوق نہ آں کرم کہ بمطرب ببخشد او درمے

امیر حسن کا دوسرا ممدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ المخاطب بہ الغ خاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شادی خاں، مبارک خاں وغیرہ ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک نہاد اور نیکدل بادشاہ کو نہایت دغا اور بے رحمی سے قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے،

اس سلطان اور اس کے اراکین خاندان کے سوائے کسی اور پادشاہ کی تعریف امیر حسن سے ثابت نہیں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ شہزادوں میں سب سے زیادہ اور عزیز ممدوح خضر خاں معلوم ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک ولیعہد بھی رہا ہے اور حضرت سلطان المشائخ کا مرید اور معتقد ہونے سے خواجہ تاش بھی تھا اس کے غسل صحت کے ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

ز آبجیواں شست سر شہزادۂ دوراں بلے ۔۔۔ از پے سر شستن خضر آبجواں واجبست

اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس کی تہنیت بادشاہ کو دیتے ہیں۔

بباغ دولت او خضر ساں نہالے خاست ۔۔۔ وزاں نہال نہالے دگر ببار آمد

امیر حسن کا دیوگیر جانا دارا شکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں میں چار حضرات فاضل اور کامل ہوئے امیر خسرو، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، شیخ برہان الدین غریب اور شیخ حسن دہلوی ..... حضرت شیخ نے دین اسلام کے رواج اور ہدایت کے لیے شیخ برہان الدین غریب کو برہان پور اور دولت آباد جانے کا حکم دیا، اور شیخ حسن دہلوی کو مع اپنے دوسرے مریدوں کے ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ روایت بھی محل نظر ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بھی اپنے سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی طرح اپنے بعض خلفاء کو خلق اللہ کی ہدایت کے لیے ہندوستان کے بعض شہروں میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ سیر الاولیا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف کے ایما سے شیخزادہ کمال الدین مالوہ اور شیخزادہ عزیز الدین

جو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے خاندان سے تھے ۔ دیوگیر اور مولانا وجیہ الدین چندیری میں جاکر رہے ۔ صاحب سیرالاولیا نے جو حضرت برہان الدین غریب کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات بہ تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں "بعد از نقل سلطان المشائخ مولانا برہان الدین غریب چند سال در حیات بود، دست بیعت بخلق میداد، چوں در دیوگیر رفت برحمت حق پیوست" اگر وہ حسب ایمائے حضرت سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیرالاولیا ضرور اس کا ذکر کرتے ۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر خرقہ خلافت انہیں سید خاموش عم امیر خورد اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام بشیر اور اقبال کی کوشش اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ میں ملا ۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن کو ان کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے ۔ امیر حسن کا ۷۲۲ھ تک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائدالفواد سے ظاہر ہے ۔ قیاس غالب یہی ہے جیسا کہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں کہ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے اور اس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا سلطان محمد تغلق جو اپنے باپ غیاث الدین تغلق کے دفعۃً انتقال کے بعد بادشاہ ہوا دنیا کے

عجیب و غریب انسانوں میں تھا نہ اس کی سخاوت، داد و دہش، ہمت، علم پروری، معارف نوازی کی کوئی حد تھی اور نہ اس کی سیاست اور خونریزی کی کوئی انتہا۔ خود نماز روزے کا پابند، مشہور خطیب، خوشنویس، شاعر، دبیر، فلسفی اور طبیب تھا۔ حافظہ ایسا قوی پایا تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سُن لیتا وہ تمام عمر نہ بھولتا تھا۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کے بعض افعال اور اطوار ایسے تھے جن سے اس پر جنون کا شبہ کرنا بیجا نہ تھا۔ منجملہ اس کی مجنونانہ کارروائیوں کے ایک دہلی کی تباہی اور بربادی تھی۔ بادشاہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہے اس لیے اس کا دارالسلطنة ایسے مقام پر ہونا چاہیے جسے اطراف مملکت سے وہی نسبت ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر حصہ ملک کی خرابیوں کا بعجلت تدارک ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے کسی نے اوجین اور کسی نے دیوگیر تجویز کیا۔ دیوگیر بادشاہ کو پسند تھا اور آخر انتخاب کا قرعہ اسی کے نام نکلا۔ سلطان محمد تغلق سے دیوانہ کے لیے اتنا کافی تھا ۷۲۷ھ میں فوراً احکام صادر ہوئے کہ دہلی کے تمام باشندے چھوٹے بڑے، وضیع و شریف، امیر و غریب دہلی چھوڑ کر دیوگیر جا کر آباد ہوں جسے اب دولت آباد کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ جو لوگ پشتہا پشت اور صدیوں سے دہلی میں رہتے اور املاک اور جائدادوں کے مالک تھے۔ ان کے لیے یہ حکم قیامت تھا، مگر حکم حاکم مرگ مفاجات سبکو تعمیل کرنی پڑی۔ اس زمانہ کی کٹھن منزلیں اور دور دراز راستے، لاکھوں آدمیوں کے چپقلش میں جس طرح

ملے ہوئے ہونگے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان برباد اور تباہ ہوگئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مرگئے اور اگر موقع ملا تو دوسرے ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقت آب ہوا اور چالیس دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے وہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔
امیر حسن تمام عمر مجرد اور اہل و عیال کے بار سے سبکدوش رہے۔ حضرت سلطان المشائخ ان کے پیر و مرشد اور امیر خسرو ان کے دوست کا انتقال ۷۲۵ھ میں ہوچکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہوچکی تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچکر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے ؎

میرحسن کز نے فرقت چگونہ مخمور | زدوست دور تواں شد ولے نہ چندان دور
کجاست حضرت دہلی و خوبرویانش | یکے بہشت درون و برون او پر حور
اگرچہ غیبتے افتاد بر طریق مجاز | ولے بر اہل محبت محقق است حضور

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

مباد ایچ کس از دوستاں چنیں کہ منم | بکام دشمن و از جملہ دوستاں تنہا
ز دور چرخ خراب زدور حادثہ زار | ز اہل بیت غریب و زخانماں تنہا
سفر گزیدہ ہمہ مردماں و من غافل | چو خفتہ کہ بماند زہمرہاں تنہا

ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں ؎

حسن بکوئے عدم گم شدند یارانت | بجو نشان چنیں گم شدہ کجا جویند

دہلی کی تباہی کی طرف کس خوبصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

آخر نہ ترسید از دلم آں شحنۂ خونریز آہ
شہرے کہ پار آباد بود امسال ویراں از چہ شد

سلطان محمد تغلق کی اسی قسم کی سوء تدبیریوں سے ملک میں ہر طرف بغاوتوں کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ جن کے فرو کرنے کے لیے لشکروں اور فوجوں کے بھرتی کی ضرورت ہوتی تھی اور اس کے لیے شمال ہندوستان ہی کا میدان موزوں تھا۔ اس غرض سے پادشاہ کو دہلی آنا پڑا۔ دہلی اور اس کے قرب و جوار کے قصبے ویران اور سنسان پڑے تھے۔ اور وہ شہر جو چند روز پیشتر بغداد اور قاہرہ کا ہمسر اور مدمقابل تھا اس وقت وام و دد کا مسکن اور مامن بن گیا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر پادشاہ کے دل میں خدا جانے کیا کیا خیال پیدا ہوئے ہونگے اور اپنی اس نامعقول حرکت پر کتنی ندامت ہوئی ہوگی۔ اس کا علم ہونا تو مشکل ہے مگر اتنا مسلم ہے کہ جو رعایا جبراً دولت آباد لیجاکر آباد کی گئی اُسے اجازت ہوگئی کہ جو چاہے دہلی واپس جائے اور جو چاہے دولت آباد میں رہے۔ اِس حکم نے دونوں شہروں کو بے رونق کر دیا۔ کچھ لوگ دہلی آکر از سرِ نو آباد ہوئے۔ کچھ لوگ وہیں رہ گئے۔ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب اور حضرات صوفیہ کی ایک بڑی جماعت وہیں رہی۔ جن کے مرقدوں سے اِس وقت دولت آباد کے گرد و نواح کے ویرانے آباد ہیں۔ امیر حسن تقریباً دس گیارہ سال دولت آباد میں زندہ رہکر اسی سرزمین کے پیوند ہو گئے۔ كُلُّ شَيْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجهُ الله۔ ایک غزل میں

خود کہتے ہیں ؎

بچرخ بریں میکنی تکیہ دایم — ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہمے گیری از ہر قرینے — کہ مونس نپاید قریں ہم نماند
اگر بگزرد مرد کج گوئے کم داں — سخن دانِ باریک بیں ہم نماند
سخن را اگرچند سحر آفریدند — سرانجام سحر آفریں ہم نماند
ہمیں نالۂ ماند بیکس حسن را — بترسم ازاں روز کیں ہم نماند

یہ دن سنہ ۳۸ یا ۳۷ھ میں آگیا۔ اور گلشن سخنوری کا ایک بولتا ہوا بلبل خاموش ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

مسعود علی محوی۔ بی۔ اے (علیگ)
سابق سشن جج سرکار آصفیہ
حیدرآباد دکن ۱۳۵۱ سنہ م ۱۹۳۳ سنہ ء

اس کے طبع ہو جانے کے بعد جو مزید حالات حضرت امیر حسن کے ہمیں معلوم ہوئے ہیں وہ ضمیمۂ دیباچہ میں ملاحظہ ہوں۔

مسعود علی



نقشہ مزار حضرت امیر حسن علیہ الرحمہ واقع خلد آباد ضلع اورنگ آباد
ملک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد دکن

ضمیمہ دیباچہ

ہز اکسیلنسی راجہ راجایان راجہ سر کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ کے۔سی۔آئی، جی۔سی۔آئی۔ای، صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن المتخلص بہ شاد کے نام نامی اور اسم گرامی اور ان کی علمی خدمات سے ہندوستان کی ادبی دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی علمی اور خصوصاً ادبی خدمات کا اگر مجملاً بھی ذکر کیا جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے۔ یہ کتاب اگر کبھی مرتب ہوئی تو اس کے تین بڑے عنوان ہونگے۔ اول آپ کی قلمی امداد، دوسری لسانی امداد، تیسری مالی امداد۔

قلمی امداد میں آپ کی تمام تصنیفات اور تالیفات نظم و نثر داخل ہیں۔ اگرچہ آپ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، تلنگی اور مرہٹی زبانوں سے واقف ہیں اور ان میں بلا تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں مگر شعر زیادہ تر فارسی، اردو یا ہندی میں فرماتے ہیں۔ کلام کا ایک مخصوص پختہ اور بامزہ صوفیانہ رنگ ہے جس عجلت اور تیزی سے آپ شعر کہہ سکتے ہیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہے اور جب تک کسی شخص کو ذاتی تجربہ نہ ہو وہ اس کے باور کرنے کے لیے، آمادہ نہیں ہو سکتا ایسے شخص کے لیے نثر لکھنا کیا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات

ہیں مختلف ناول، ڈراما، سفرو سیاحت نامے اور عروض و قوافی پر رسالے شامل ہیں۔

لسانی امداد سے میرا مقصد وہ ترغیب و تحریص اور دل افزائی ہے جس نے بیسیوں ہونہار بتدیوں اور نوجوانوں کو ادبی میدان میں قدم رکھنے کی جرأت دلائی اور بیسیوں افسردہ خاطر شعراء کی بجھی ہوئی طبیعتوں کو اپنی محبت آمیز تعریف اور توصیف سے ابھارا اور اس ادبی مشغلہ سے غافل نہیں ہونے دیا۔

آپ کی مالی امداد سے بیسیوں ایسے مؤلف مصنف ناظم اور ناثر گنوائے جا سکتے ہیں جنھیں اپنے علمی اور ادبی مشاغل جاری رکھنے کا موقع ملا اور جن کا کلام محض آپ کی مالی امداد کی وجہ سے دنیا سے مفقود ہو جانے سے بچ گیا۔

اسی اخیر زمرہ میں امیر حسن علیہ الرحمہ بھی شریک ہیں۔ جب عالیجناب سر مہاراجہ بہادر نے انکے کلیات کے طبع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے اس کی تالیف اور ترتیب کے لیے ارشاد ہوا۔ کچھ عالیجناب ممدوح کا ارشاد کچھ ذاتی شوق دونوں نے مل ملا کر بلا لحاظ ان دقتوں اور مشکلوں کے جو اس کام میں پیش آنے والی تھیں مجھے اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

سب سے پہلا کام مختلف دیوانوں کو جمع کرنا اور ایک دیوان کو اصل قرار دیکر دوسرے دیوانوں سے اس کی تکمیل کرانا تھا۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ اس کے لیے تمام دیوانوں پر نظر ڈالنی پڑتی تھی اور جو جو غزلیں یا نظمیں اصل دیوان میں موجود نہ ہوتی تھیں وہ دوسرے دیوانوں سے نقل کر کے اس میں شریک کرائی جاتی تھیں۔ اسی کام نے تقریبًا پورا ایک سال لے لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

اگر اس کام میں میرے نوجوان دوست سید محمد یعقوب - بی اے (نظام کالج) مدرس مدرسۂ چادرگھاٹ کی مدد نہ شریک ہوتی تو یہ کام اتنی مدت میں بھی تمام نہ ہو سکتا تھا ان تمام مراتب کے طے ہو جانے کے بعد کارپردازان مطبع سے سابقہ تھا - جن حضرات کو ان بزرگوں سے سابقہ پڑا ہے وہی ان دل خراش محنتوں اور جگر خراش تکلیفوں کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس سابقہ میں جھیلنی پڑتی ہیں - کلیات کے طبع ہو جانیکے بعد ان کی تفصیل اور توضیح بیکار ہے -

سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالب　　خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے

کلیات کے ابتدائی حصہ کے پروف اور کاپیاں میں نے تنہا دیکھیں، اخیر حصے کی کاپیاں اور پروف دیکھنے میں میرزا نظام شاہ صاحب لبیب تیموری نے مدد فرمائی مگر باوجود ان کی اس مدد کے کتابت کی بہت سے غلطیاں رہ گئیں اور ایک طویل اغلاطنامہ لگانا پڑا، اگرچہ وہ زیادہ تر نقطوں کی غلطیوں پر مشتمل ہے - مطبوعہ کلیات کے چالیس پچاس نسخوں میں ان غلطیوں کی اصلاح کرا دی گئی ہے مگر تمام نسخوں میں یہ عمل مشکل تھا جو حضرات اپنے نسخہ کو صحیح رکھنا چاہیں وہ ان غلطیوں کی خود اصلاح فرما سکتے ہیں - چونکہ یہ کلیات مختلف دیوانوں سے نقل کیا گیا ہے اس لیے پانچ سات غزلیں ایسی ہیں جو کاتبوں کی سہو نظری سے مکرر ہو گئی ہیں - کاپیاں صحت کے لیے جزاً جزاً وصول ہوتی تھیں اور خود غزلوں کے الفاظ اور تعداد اشعار بھی بدلے ہوئے تھے اس لیے اس غلطی کی اصلاح مشکل تھی - امیر حسن کے جتنے دیوانوں سے اس کلیات کی ترتیب میں مدد لی گئی ان میں سے مفصلۂ ذیل دیوان قابل ذکر ہیں

(۱) خود عالیجناب سر مہاراجہ بہادر کے کتب خانہ کا نسخہ جو خوش خط

چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہے۔ صفحات (۲۲۴) کاغذ کشمیری جدول کے سوائے کوئی
اور نقش و نگار نہیں ہے۔ کاتب نے اپنا نام درویش حسن لکھا ہے۔ مگر نہ
سال کتابت ہے اور نہ کاتب کا کوئی اور پتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خود مصنف کے
ہاتھ کا لکھا ہوا ابتدائی نسخہ ہو۔ اس کا آغاز

روز ہا شد کجا شدی یارا　　　آرزوئے تو میکشد مارا

اور خاتمہ

اے حسن مردانہ بر سختی عشق　　　دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

پر ہوا ہے۔

(۲) کتب خانۂ آصفیہ کا نسخہ نمبری (۱۲۱۴۹)۔ یہ نسخہ نہایت درجہ مطلا اور
مذہب اور خوشخط ہے۔ تعداد صفحات (۴۵۵) کاغذ کشمیری۔ پہلے صفحہ پر نہایت
عمدہ کام ہے۔ کاتب کا نام سلطان محمد ہے لیکن نہ سال کتابت درج ہے
اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن کتب خانوں میں رہا ہے۔ جو مہریں اس پر
تھیں وہ ظالموں نے مٹادی ہیں مگر اس کی ظاہری شکل و صورت پکار رہی ہے
کہ وہ کسی شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں ہیں

(۳) یہ نسخہ بھی کتب خانۂ آصفیہ کا نمبری ۳۹۰ ہے۔ اس کا کاتب
منعم الدین الاوحدی، سال کتابت ۹۰۹ھ ہجری، خط معمولی تقطیع چھوٹی ہے
اس کی مہریں بھی مٹادی گئی ہیں۔ نمبر ۲ اور ۳ کا آغاز

اے حاکم جہان و جہاں داور حکیم
محدث ہمہ بدایع و نو مبدع قدیم

سے اور خاتمہ

لطف خدا کہ برہمہ واجب سلام تست

پر ہوتا ہے۔

(۴) عالیجناب نواب سالارجنگ بہادر کے کتب خانہ میں امیر حسن کے کئی دیوان ہیں مگر جو نسخہ نمبری (۵۹۹۶) ہمیں عنایت ہوا تھا اس کا حلیہ خود دیوان کے سرورق پر اس طرح درج ہے۔

دیوان حسن خاص ہمایون اشرف اقدس بخط شکستہ ..... جلد کاغذی بابت عرض جمع کتاب خانہ عامرہ شدہ بتاریخ ۲۴ رمضان ۱۰۶۲ھ ہجری حجم (۱۹) جز، قیمت ایک ہن۔

ایک مہر کی عبارت

سلطان محمد شاہ غازی

دوسری مہر کی عبارت

ہوشدار خاں فدوی بادشاہ غازی محمد فرخ سیر ۱۱۲۵ھ

ان کے علاوہ ایک عبارت بھی اوپر نیچے لکھی ہوئی ہے جو اگر درست کرکے پڑھی جائے تو یوں ہو سکتی ہے۔

ارادت خاں بہادر المخاطب بہ اقتدار خاں

اللہ

مالک بہ معنی

مالک بصورت

بن (؟) ارادت خاں بہادر المخاطب بہ اقتدار خاں

اعنی

ہدایت بہو

اس نسخے کی ابتدا ذیل کے مصرع سے شروع ہوتی ہے۔

اے رقم رانده بر سپید و سیاه

اس میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ یہ ان تمام نسخوں میں جو ہمارے زیر نظر رہے صحیح ترین نسخہ تھا۔ اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔

(۵) یہ نسخہ بھی عالیجناب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا ہے بہت خوشخط اور مصور ہے۔ کاتب کا نام پیر حسین الکاتب الشیرازی او سال کتابت ۹۴۴ھ ہے۔ اس کے آخر میں مثنویات ہیں جن میں سے چند مثنویاں اس کلیات میں لی گئی ہیں۔ چونکہ اس نسخہ کے متعلق صرف کتب خانہ میں معائنہ کی اجازت تھی اس لیے مزید تفصیل نہیں دیجا سکی۔

دیباچہ کے صفحہ (۶۳) کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ وہاں ہم نے یہ لکھا ہے کہ معلوم نہیں کہ امیر حسن کو کس طرح سلطان علاء الدین کے دربار میں پہنچنے اور اس کی مداحی کا موقع ملا۔ ان کی ایک مثنوی نے جو دیباچہ کے طبع ہو جانیکے بعد ہاتھ لگی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے'

سلطان علاء الدین کے امرا اور سپہ سالاروں میں ملک نصرت جلیسری بڑے پایہ کا شخص تھا۔ سلطان علاء الدین نے ۶۹۷ھ یعنی اپنے جلوس کے تیسرے سال ایک لشکر الغ خاں اپنے بھائی اور ملک نصرت کی سرکردگی میں گجرات کی فتح کے لیے

روانہ کیا۔ اس مہم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو "خمس غنایم" کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نومسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعزالدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً "خمس غنایم" کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر الغ خاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچکر نکل گیا یہی ملک اعزالدین ہے جو امیر حسن کے حال پر بیحد مہربان تھا۔ اور اسی کی بدولت انہیں دربار علائی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

ذکر تلطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید ۔۔۔ مزید روزگار خویش جوید
مرا ہم منعمے چناں نعمتے داد ۔۔۔ بباید کرد شکر نعمتش یاد
یکے کز برج گردونش سنرد قصر ۔۔۔ سر جملہ ملوک سرور عصر
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں ۔۔۔ کریم الخلق، الحق، عز والدیں
محمد اسم و رسمش جملہ محمود ۔۔۔ وجودش خاص بہر جود موجود
چراغ دودۂ اعظم تغا نخاں ۔۔۔ ملک خوانچہ کش بزمش فلک خواں

. . . .

ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے ۔۔۔ ہمیں یک ذات لو ماندست برجائے

بزرگا، کرما، عالی نژادا — سرت در سروری پاینده بادا
کرم فرمودن خود خود بیندیش — خصوصاً در حق بیچارۂ خویش
مرا زان ژرف دریائے خطرناک — تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
پس اندر صدر دولت راہ دادی — محل دست بوس شاہ دادی
ز سلطاں گنجم آوردی و تشریف — عطائے خود درانجا کردہ تضعیف
سزنجتم تو بگرفتی ز خفتن — من ایں را کے توانم شکر گفتن

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر حسن دربار علائی میں ملک اعز الدین کی دستگیری سے پہنچے تھے۔ اور اسی سے آپ کے فوجی تعلقات کی مزید تصدیق بھی ہوتی ہے کیونکہ خود ملک اعز الدین کا تعلق فوج شاہی سے تھا۔

اخیر میں ہم اپنے ان دوستوں کے شکرگزار ہیں جنھوں نے براہ علم دوستی ہمارا اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ بعض احباب کی رائے تھی کہ اس دیباچہ اور ضمیمہ کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں کرکے شریک کلیات کر دینا چاہیے تاکہ اہلِ ایران اور یورپ کے مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس وقت نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس کا موقع۔ ان سخت خانگی پریشانیوں میں جنھوں نے دل و دماغ کو معطل کر دیا تھا یہ جو کچھ ہوگیا وہی غنیمت ہے فقط

مسعود علی



ردیف الف

یارب بکش خطِ کرم بر سیآتِ ما مضی — پرہیزہا کردم ولے جاءالقضا ضاق الفضا
گر دارادت بیختی بر فرق جانم ریختی — جانم بنقس آمیختی نفسم بزنجیرِ قضا
گر روضہ سازی در رہم جاں در رضائے تو دہم — ہرگز برابر کے نہم صد روضہ را با یک رضا
شاخے کہ فعلم برزند جز فضلت آنرا نشکند — از فضلت این واجب کند وز رحمتت این اقتضا
درماندم از بارِ گراں لب خشک چوں دامن تراں — زابرِ کرم سیلے براں بر کردہائے ما مضی
ہمچو حسین ام خستہ تن از جورِ مشتے شور فن — چشمِ رضا نہ بر حسن حق علی مرتضےٰ

۲ — یارب زفرطِ نیکوئی قولم نگہدار از دوئی / خود بہتریں حافظ توئی فاللہ خیر حافظا — ۵

اے برفراز سرو برآوردہ ماہ را — بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را

دل می بری زما بگواهی قد خویش — ای دوست راست کرده چه آری گواه را

گویند آفتاب پرستند یک گروه — ما بنده ایم آں دو رخ همچو ماه را

ای روی تو تمام چو مه در همه صفت — اطراف مه رقم زده خطِ سیاه را

(٣)

بنده حسن زخط خوشت نسخهٔ کند
هر گه که عرضداشت کند بادشاه را

(٩)

ساقی بیار مے که چو زر گشت کارها — گل ریخت گنج زر بهمه مرغزارها

آمد بهارِ نو بدِه آں بادهٔ کهن — کز یک نسیم او شگفد نو بهارها

خوباں اگر بدستِ رقیباں گرو نه اند — گردِ چمن ز بهر چه بندند خارها

وقتِ هوا خوش است هوا از مزاج صاف — بنشانده اند از همه جانب غبارها

شه اتفاق جشن کند گوئیا که گل — از زر و سیم ساخته اند ایں نثارها

با غنچه داشت هر سر کارے که داشت گل — بکشا سرِ قرابه که بکشاد کارها

سلطاں علاءِ دینی و دیں آنکه روزگار — شاهے چو او نیافته در روزگارها

نامش محمد است محمد صفت ببیں — دیں را ز دال دولت او شد مدارها

(٤)

چوں شرح بذل اوست بروں از حسابها
سال بقاش باد فزوں از شمارها

(٧)

ای باز تازه داشته نازِ قدیم را — درهم فگنده صد دلِ نامستقیم را

هر روز کرده در همه آفاق گل فشاں — یک صبح ره نداده ازیں سو نسیم را

گر تو بروں خرامی با ایں چنیں جمال
از سرِّ روئے و موئے تو ام وز روزگار
مَن ہم ز قد و زلف و دہانِ تو ایں زماں
در خاک چند غلطد دُرّ سرشک من

از سیر مہر و ماہ کہ پرسد حکیم را
تفسیر کرد آیتِ اُمید و بیم را
در سینہ نقش کردم الف لام میم را
آخر برحمت نظرے ایں یتیم را

(۵)

ہاں اے حسن زمحنتِ عشقش جدا مشو
دولت شمار صحبتِ یارِ قدیم را

(۷)

اے دردہا فزودہ دلِ دوستدار را
من منتظر کہ روئے مبارک بہ یمنت
دلہائے ما خراب شد از چشم مست تو
ترکان غمزۂ تو بغوغا در آمدند
حدِ چو من سگے نبود ایں عنایت
دارم دلِ پر آتش ز آشوب روزگار

یاری نباشد ایں کہ نہ پرسند یار را
آئینہ پیش داشتہ عکس کار را
والیِ ظلم پیشہ قتاد ایں دیار را
روزی شکستہ توبۂ پرہیزگار را
داغے بنہ کہ کار بیاید شکار را
خودرا بسوزم اکنوں یا روزگار را

(۶)

مسکیں حسن ز وصلِ تو ماندست بے نصیب
با غم قرار دادہ دلِ بیقرار را

(۵)

اے رُوئے تو ماہ محفلِ ما
ما عشق ترا بجاں خریدیم
از خلد و نعیم بے نیازیم

جز عشقِ تو نیست در دلِ ما
اینست ز عمر حاصلِ ما
تا کوئے تو گشت منزلِ ما

از روئے تو شرم نیست مہ را | کاید ہمہ شب مقابلِ ما

(۷) بیچارہ حسن ترا نہاں گفت
پیدا است کہ کیست قاتلِ ما (۷)

بہ پیش صورتِ خوب تو ماہ را چہ بقا
بجنب خاک درت مال و جاہ را چہ بقا
شکست کوکبۂ مہ زیک بر آمدنت
چو آفتاب بروں تاخت ماہ را چہ بقا
توئی خلاصہ وبس روز و شب طفیل تو اند
تو دیر باش سفید و سیاہ را چہ بقا
دو چشم من دو گواہند عشق را تو بگو
بیک عنایتِ قاضی گواہ را چہ بقا
تو آمدی گل و لالہ بریختند از شرم
بہشت آمدہ مشتِ گیاہ را چہ بقا
اگر بروئے تو جامے خورم گنہ گیری
بہ پیش آیت رحمت گناہ را چہ بقا

(۸) بسوخت از تف عشقت ہمہ وجود حسن
چو آتش آمد بیچارہ کاہ را چہ بقا (۵)

باز آ کہ از روئے تو بسیار شد مرا
دل در شمائل تو گرفتار شد مرا
بے تو نظر گماشتہ ام ہر چہار سوئے
بازم دو چشم در رہِ تو چار شد مرا
جاں دادن از فراق تو آساں نبود لیک
ایں زیستن بہجر تو دشوار شد مرا
چنداں بہ تیغ غمزۂ تو عشق باختم
تا آخرم دروں دل افگار شد مرا

(۹) یارا کسے بچارہ گری یاریم نکرد
بارے حسن بنالہ گری یار شد مرا (۷)

ترک من بین دامے از شب ساختہ مہتاب را
بر سر شکر نگہباں کردہ مشکِ ناب را

از دہانِ او کہ دور ست از لب و دندان من
پستہ می خواہم بدنداں میگزد عناب را

عین محرابست ابرویش مسلماناں چہ شد
گر مسلمانے بمستی بوسہ زد محراب را

صبحدم آمد خیال غمزہ اش خونم بریخت
آرے آخر شب ہمیں شیوہ بود قصاب را

یار گر حاضر شد، چندیں فتنے سیل خوں
لاجرم بے آشنا عاجز شدم غرقاب را

من بدو راہ از کجا یابم کہ نبود نسبتے
با پریرویانِ گلبودیو گلخن تاب را

(۷) علمے را غرقہ می بینم بدریائے طلب
تو کجا یابی حسن آں گوہرِ نایاب را (۱۰)

چندیں چہ ناز آموختی آں غمزۂ غماز را
دل بُردی و جاں سوختی حدیست آخر ناز را

ہر چند ہندوئے توام چوں دزدم از لعلت شکر
در ہر کمیں بنشاندہ ترکانِ تیر انداز را

ہرگز نہ پرسد از کسے کعبہ نشیناں را نشاں
مستے کہ او قبلہ کند چوں او بتے طناز را

غالب نیاید عقل من بر عشق مہ رویاں بلی
حد کبوترکے بود کو صید گیرد باز را

سبحہ چہ در دستم دہی خرقہ چہ در پشم نہی
باز اہداں نسبت مکن ایں پیر شاہد باز را

سازیکہ بود اے مدعی کردی ازیں مجلس برون
با تو بہم آتش زنم ایں مجلس بے ساز را

(۷) ہاں اے حسن تازندۂ دل نہ بزندانِ غمش
چارہ نباشد از قفس مرغانِ خوش آواز را (۱۱)

جاناں زنقدِ جانِ من پیوند جاں بادا ترا
برجانِ ما دلختگاں فرماں رواں بادا ترا

چون شاه تخت چارمین پشت نهد سر بر زمین | ای خسرو خوبان علم بر آسمان بادا ترا
من از هوا خواهی تو چیزی که جستم یافتم | تو انچه میخواهی ز حق یا رب همان بادا ترا
داد جوانی داده بر رغم این چرخ کهن | ما رای کهنه بده دولت جوان بادا ترا
ساقی دل و جانم توئی ان جام جان بخش تو کو | رحمی بکن بر جان من رحمت بجان بادا ترا
یک پاس با ما می بخور ای بنده پاس تو من | تو پاس داری این نفس حق پاسبان بادا ترا

(١٢ — ٦)
ها ای حسن از یاد شه جان حریفان تازه کن
مهری بنه بر جان ما شه مهربان بادا ترا

کجاست آن شه ترکان گرفته ترک وفا | زده ز نرگس شوخی هزار تیر جفا
درون چو شانه بکینم همه بود دندان | برون چو آئینه با من همه طریق صفا
چنان ز غیرت رویش قفا خورند بتان | که بنگران نشناسند روی شان ز قفا
دل مرا اگر آواره شد ز خانه صبر | در خدای بسندست حسبه و کفی
کشاد چشم و لبش در ولایت خوبی | بغمزه دار سیاست ببوسه دار شفا

(١٣ — ٧)
حسن تو از ظرافی زیاده گوی مباش
بلی فضول نبو دست صرفه ظرفا

دی سوی سرو لاله رخ پیغام دادم باد را | بنوشته خط بندگی آن سوسن آزاد را
تا پیش او افتد نگر اینک ز چشم در فشان | درها ذخیره میکنم از بهر پیش افتاد را
مجنون لباس عقل و دین در عشق لیلی چاک زد | پند پدر را تبع نشد رسوای مادرزاد را

میخواستم کز دست دل امروز فریادے کنم
گریہ گرہ شد در گلو رہ بستہ شد فریاد را

دی بعد فرض بامداد از دور دیدم روئے او
من در غزل خوانمن شدم رخنہ فتاد اوراد را

ہر کس رہے دارد ولے چہ سود کز خوان ازل
بوسہ بخسروی رسد تیشہ زدن فرہاد را

۱۴

گر عمر نیست اے حسن در پائے خوباں صرف کن
چندیں چہ ہگل میزنی دیوار بے بنیاد را

۵

من نہ دانم تا چہ سازم حیلہ تا بینم ترا
جان برلب آمدم آخر بیا بینم ترا

گرچہ من بسیار می خواہم کہ رویت بنگرم
باچنیں بختے کہ من دارم کجا بینم ترا

در دلم در دیست چوں درمان آں دردش توئی
روئے درمانش نما بہر خدا بینم ترا

من نخواہم شد جدا از کوئے تو تا زندہ ام
یا کشندم بر سر کوئے تو یا بینم ترا

۱۵

ترک خوباں مے نگیری ہمچو سعدی اے حسن
عاقبت روزے فتادہ در بلا بینم ترا

۵

اے نوشدہ بنام خوشت عشق نامہا
ہر سال گل ز رشک تو بدرید جامہا

چوں وصف حسن تو بیکتا بے نیام من
از شرم سر در آب نہادند خامہا

تعویذہا نوشتہ ہردم بخون من
من ہر طرف ز دست تو فریاد نامہا

رسوا ہمی روند ز کوئے تو زاہداں
بر سر سبوئے بادہ بجائے عمامہا

۱۶

گہ گاہ از تو کام دلے یافتے حسن
خود کامی تو برد از و جملہ کامہا

۷

روزہا شد کجا شدی یارا | آرزوئے تو می کشد مارا
روئے تو دیدہ را تماشائیست | باز کے بینم آں تماشارا
زاں چو دریا کنم کنار کہ تو | دوست داری کنار دریارا
دل بہ فردا چہ می نہی امروز | ہیچو دی رفتہ گیر فردارا
صنع صانع نگر کہ بر چہ صفت | زیب دا داں جمال زیبارا
خط خوب تو مسطر از خط عشق | عقل کے داند ایں معمارا

۱۷
ہیچ یارے نکرد کار حسن
یار ایں کار ہا توئی یارا
۷

از صبا بوئے تو می آید مرا | صبر در سینہ نمی باید مرا
گرچہ باغ آسایشِ ہر خاطر است | خاطر آنجا مے نیاساید مرا
تا بدیدم گلستان روئے تو | گل بدیدہ خار می آید مرا
گل چہ خواہم کرد چوں روئے تو نیست | بے تو روئے گل نمی باید مرا
گر دلم خوں گشت چوں غنچہ چہ شد | یکدست صد شادی افزاید مرا
الغرض تو لب چو گل بکشا از انک | ایں غرض از غنچہ بکشاید مرا

۱۸
تا ہوا خواہِ تو ام ہمچوں حسن
گل صفت صد برگ می زایدم را
۷

چہرہ نگار کرد گل چہرۂ یار من کجا | باد بہار بوئے شد بوئے بہارِ من کجا

لوحِ زمیں بہرِ زماں از قلمِ قضا کنوں — جملہ نگارِ نقش شد نقشِ نگارِ من کجا

تا ختنِ صبا رسید از صفِ صبح دمبدم — مست رکابِ یاسمیں حسیت سوارِ من کجا

خود چمن از چہار پر از پے زر چو غنچہ را — دوش کلیدِ سیم زد گنجِ حصارِ من کجا

لشکرِ نو بہار را ساختہ برگ یک بیک — گل ہمہ عرض میدہد عارضِ یارِ من کجا

یار بباغ داشتم خوش دلیے بوا عجبی — دفترِ باغ نو شد ست واجب یارِ من کجا

(۱۹) دہر اگر بوقتِ گل گل رُخے از حسن ستد
اے فلکِ بنفشہ وش لالہ عذارِ من کجا (۷)

دو روز شد کہ شدم زاں مہِ یگانہ جدا — ہمہ نشاط شد از من بدیں بہانہ جدا

منم بنالۂ زار از جدائیِ در دوست — چو زار نالۂ مرغے ز آشیانہ جدا

قبول کردمے از جاں جدا شدی از تن — روا نداشتمے سر ز آستانہ جدا

ز تیرِ غمزۂ او کشتہ بیں شہرے — کہ ہست آں سرِ پیکانش را نشانہ جدا

زمانہ قصدِ بجوں میکند ستارہ بجاں — غمِ جدائیِ آں دلبرِ یگانہ جدا

چہ طالعست مرا کیں چنیں کشندم زار — غمش جدا و ستارہ جدا زمانہ جدا

(۲۰) یکے رعایتِ حالِ حسن کنید کہ ماند
زیار دور ز دل بیخبر ز خانہ جدا (۶)

نوبت زدند نوبتِ عیش است ساقیا — عیشے بروئے خویش کن و زود تر بیا

آخر رسید نوبتِ شب مے بدہ ببیں — تا نوبتِ کدام حریفست ساقیا

گردِ دورِ آفتاب بشد ز آفتاب مے — در تیره شب بدور قدح در فگن ضیا
بے دَورِ مے زمن نکشاید دقیقهٔ — گر بر سرم سپهر بگرداند آسیا
خونِ قرابه ریخته شد ریخته شود — خونِ کسے که خرقه لباز د زبوریا

(۲۱)

خرم نگشت جز که بگو گردش رخ مے
طبع حسن که زر سخن راست کیمیا

(ے)

قدر یاران خود آخر نشناسی یارا — شب قدر ست سلامی نفرستی مارا
لیلة القدر شود تیره شب از بے قدری — بسلامی که تو یاری کنی امشب یارا
دوش هر چند که بر دل ز مژه آب زدم — کم نشد آتش شوق تو دل شیدارا
چند شب چشم من از گریه درت آب کند — نه عجب باشد اگر آب برد دریارا
تافته می شود از فر کلاهت خورشید — اے که از رشک کمر می شکنی جوزارا
کن امروز حساب غمم آسان و مکن — وعده فردا که قیامت شمرم فردارا

(۲۲)

حسن انگشت چو بر لب بروت لب گزی
یعنی انگشت درازی مکن این حلوا را

(ے)

نیست امروز هیچ هوش مرا — گر ترک داده اند دوش مرا
عقل مغلوب شد هم از یک دَور — دَور دیگر نماند هوش مرا
خواجه پندم چه می دهی که بے — آن طرف ها نبود گوش مرا
جامهٔ من بجام مے گرویست — تو بذیل کرم بپوش مرا

سرمهٔ دیدهٔ خرد گشت ست گرد دکان می فروش مرا
شب چو دیوانه کرد نوش بے هر دم از بانگ نوش نوش مرا

(۲۳)
چه دهم شرح جان خویش که کرد
گفته‌هائے حسن خموش مرا
(۷)

باز نو کردم ز سر عهدے و میخانه را ساقیا لختے بده آں آفت فرزانه را
باز در زنجیر زلف شاهداں آویختم چوں کنم بس می نیابم ایں دل دیوانه را
یار به داند ز سرگردانی عشاق خویش شمع به روشن کند جانبازی پروانه را
جاں چو جائے عشق او شد عقل را گفتم برو در حریم قدس محرم چوں کنم بیگانه را
ماه من از چیست کاندر کلبه‌ام نائی شبے یا مگر از گنج روزی نیست ایں ویرانه را
در دلم صد گونه غوغایست گر مهماں شوی از حضور کعبه میسازم من ایں بتخانه را

(۲۴)
دل چو رفت از تو نصیحت با که گوئی اے حسن
مرغ چوں جست از قفس دیگر چه ریزی دانه را
(۱۱)

اے غمزهٔ خونریزت تاراج بر جانها کفر سر زلف تو غارت گر ایمانها
بر شحنهٔ عشق تو هر روز همی بینم در کشتن مسکیناں از خط تو فرمانها
اے نرگس نورسته ایں نوع روا داری من خستهٔ سرخارے تو خفته به بستانها
اے خضر چه می نازی زاں جوئے که دادندت آں گم شدگاں را جو تشنه به بیابانها
تا روئے نهاں کردی مهرے بدهاں کردیم عاشق بتو خوش باشد بلبل بگلستانها
بسیار همی گویند از حور و قصور آوخ اے آنکه تو آں داری بے تو چکنم آنها

اے خانۂ چشم من از طلعت تو روشن — یک مہ چو تو ناوردہ افلاک بدورانہا
اے نقش بدیع تو آرایش ہر ایواں — در نقش تو حیرانم چوں نقش بایوانہا
ہر گہ کہ چو تو سروے از جیب برارد سر — چوں دامن گل بینی ہر سوئے گریبانہا
مانا کہ منجم را معلوم شد از انجم — کامسال در احکامش بینم ہمہ بارانہا

(۲۵)
بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
زیرا کہ نمی یابند ایں طرز بدیوانہا
(۷)

باز مست عشق خود کردی من دیوانہ را — کاتشی اندر زدی ہم رخت را ہم خانہ را
ترک دل گفتم چو میدانم کہ ترک عشق تو — ہرگز آباداں نخواہد داشت ایں ویرانہ را
صبر من بیگانہ شد از من چو برگشتی بلے — آشنا ہر گہ کہ برگردد چہ غم بیگانہ را
کلبہ ام با توبہ از کاشانۂ ہشتم بہشت — کیں چنیں نقش بہشتی نیست آں کاشانہ را
شانہ گہ گہ باسر زلفت در آویزی کند — آرے آنجا ہا کرا باشد دو سر جز شانہ را
گفتیم دل را نصیحت کن نصیحتہائے سخت — سنگ بر شیشہ نیارم زد من آں دیوانہ را

(۲۶)
گر حسن افسانہ شد از عشق چشمت ہم خوشست
دوست میدارند خواب آلودگاں افسانہ را
(۷)

اینک آمد باز آں شوخ بلا انگیز ما — چشم او غارت گر ہنگامۂ پرہیز ما
باز تا تازہ کند ریشے کہ در دل داشتم — از لب شیریں نمک انگیخت شور انگیز ما
زاں لب میگونش بر ما کاش افتد جرعۂ — تا فرو شوید ہمہ زہد نفاق آمیز ما

خار ہجرانش چو چابہا خستہ کرد اے باد صبح — خیز نو نو مژدہ دہ زاں غنچۂ نو خیز ما
ہر زماں خیمہ زند بر چار سوئے عاشقاں — صف مژگاں راست کردہ از پے خونریز ما
نیست یارم لشکری خیمہ چہ نسبت بایدش — کاں طناب عنبریں کافیست دست آویز ما

۲۷ | ۷

دوش میگفت اے حسن ہائم و تیغ غمزہ تیز
چوں توانی برد جاں از پیش تیغ تیز ما

عزم سفر شد آں صنم نو رسیدہ را — در خوں کشید ایں دل محنت کشیدہ را
اول کرا وداع کنم زیں دو دوستاں — صبر گریز پائے کہ عقل رمیدہ را
دل از برم رواں شد و آبم ز دیدہ تیز — دل را بایستانم یا آب دیدہ را
اے باغباں ز درد دل بلبلاں بترس — مگسل ز شاخ تازہ گل نو رسیدہ را
پرسی ز حال نرگس کاخر چہ اوفتاد — آں طفل چشم تر شدہ دامن دریدہ را
سرّی کہ دارم از کرم آفریدگار — محرم ہمے ندارم یک آفریدہ را

۲۸ | ۷

رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدست
زیں بیشتر مجال نداد ایں قصیدہ را

اے غرہ چوں ماہ نو رونق فزودہ عید را — لعل تو بکشادہ درے ہم فتح و ہم تائید را
گر ماہ تو در پردہ شد تو پردہ از رخ بر فگن — تا از ہلال ابروت شبہت نماند عید را
گفتی کہ مہ شد روئے من دعوی موحّد کردہ — با آں ہمہ از مشک تر خطے بکش تاکید را
طوق ہوائے دیگراں افگندہ از گردن برو — تحقیق عشقت یافتہ کے خوش کند تقلید را

والله بملک دلبری یک بت شریک تو نشد — دراعتقادِ عارفاں حجت توئی توحید را

ہر خطبہ را ای خطیب ایجاز و جب دیدہٗ — امروز در رویش بہ بیں اطناب دہ تحمید را

۲۹ — ۷

آنکو بہمت سر کشد دست از دو عالم بر کشد

گر دوست میحوئی حسن پا پیش نہ تجرید را

اے روئے خوبت آیتے حکمِ امید و بیم را — حکمے کہ میخواہی براں استادہ ام تسلیم را

اختر شناس ار بنگرد نورِ دو رخسارت گہے — پیش مہ و خورشید تو پارہ کند تقویم را

خطت مثالِ حسن شد با آنکہ خوش میخوانیش — از خالِ مشکیں یک دو جا نقطہ بنہ تفہیم را

در کام تو تنگِ شکر در جام من خون جگر — چہ تواں کہ پیش از ما و تو حکمے شدہ تقسیم را

تو خواستی کز طوقِ غم داغے نہی بر ما ولے — داغ تو بر بالغ شد چوں آتش ابراہیم را

تا حا، حُسنت دیدہ ام با میم ملحِ تو قریں — ہر دم مکرر میکنم در وردِ خود حامیم را

۳۰ — ۷

امید میدار د حسن کاندر رہِ تو جاں دہد

ہم از طریقِ دوستی رغم امید و بیم را

باز دل سوئے سفر می بینم آں دلدار را — نیست از یاری کہ تنہا نی گزارد یار را

من کہ روئے یار خود خواہم باغیارم چہ کا — سلسبیل آتش نماید تشنہٗ دیدار را

مردم چشم مرا از گریہ آفت ہا رسید — آرے آفتہا رسد اصحاب دریا بار را

بر دل زارم منہ اے سارباں بار فراق — بارکش مے بیں براں اندازہ می نہ بار را

اینک آں سالارِ خوباں درمیانِ کاروا — کیست کو ناقہ بگیرد کارواں سالار را

مریمے باید کہ تدبیرے کند ایں کار را		من بکارش خستہ دل او بیخبر از کارِ من

۷	بخت مقبل کو کہ در پیش حسن باز آورد آں بتِ دیر آشتی آں ماہِ زود آزار را	۳۱

باد نوروزی دگر رہ آب زد ایں کار را		نو بہار آمد علم نو کرد عشق یار را
وقت شد اینک تماشائے گل و گلزار را		نیکواں خندہ زناں چوں گل بگلزار آمدند
باز بنگر آں پریشاں بستن دستار را		دیدہ بر جامۂ گل بارہا داغ شراب
روز جمعہ کار بند اے خواجہ استغفار را		آخر ایں جمعیت امروز از پے مے خورد نست
جرعۂ کو تا بشوییم تختۂ پندار را		جاں ہمے بادست چندیں گہ غلط پنداشتم
چند زیر خرقہ پنہاں دارم ایں زنار را		ساقیا جامے بدہ تا دامِ ہستی بر درم

۷	گر حسن بیروں دہد سر رشتۂ از سر مے محتسب صد بار در پا اوفتد خمار را	۳۲

بمن بخش جانِ خرابِ مرا		نظر کن دو چشمِ پر آبِ مرا
بستانِ خود دہ کبابِ مرا		دو چشمِ تو قصدِ دلم میکند
ندانم کہ بستست خوابِ مرا		ترا ہر دو نرگس فسوں گر فتاد
بداں جان تو خاک و آبِ مرا		حدیثے بگو تا مدارے بود
شکر مہر کردی جوابِ مرا		ز تو شربتِ وصل کردم سوال
دعا ہائے نا مستجابِ مرا		بدشنام مقبول خود محو کن

۲۳ | حسن گفت خاکِ سگانت منم / بهر کس مبخش این خطاب مرا | ۷

اے چشم و چراغ دل آخر نظرے بر ما
گر نیم شبے ناگہ طالع نشوی چوں مہ
جز صبح کہ می راند از ما نفسے با تو
حلوائے مرادِ ما بر ذوق نمی آید
راہِ دلِ ما دیدی بر بستہ بخار غم
گر باغ تو آرائی ور راغ تو فرمائی

وے آبِ حیاتِ جاں آخر گزرے بر ما
جز باد کہ می آرد از تو خبرے بر ما
بگزر چو نسیم گل وقت سحرے بر ما
بفرست ز لعل خود اندک شکرے بر ما
از یا غنچۂ رحمت بکشائے درے بر ما
حاکم نتواند شد جز تو دگرے بر ما

۲۴ | خوش گفت حسن با تو اندر شب تنہائی / کاے چشم و چراغ دل آخر نظرے بر ما | ۷

دل شد و دنیا شد و دیں ساقیا
جام تو بر دست چو من مفلسے
تا چو قرابہ نشوی پاک دل
ہر چہ دہی باز از انت دہند
ایں دل گمرہ شدہ نشنید پند
باز کجا ایستد ایں آب چشم

گر ہمہ رفتند تو بارے بیا
حقۂ غیبست پُر از کیمیا
خرقہ نکو نایدت از بوریا
کردہ ام ایں تجربت از آسیا
دیدۂ اعمی چہ کند توتیا
تا ندمد از گل گو رم گیا

اے حسن ایں زہد چہ آوردۂ

زهد دروں رخنه دبیرون ریا

باز عشقِ دوست نو کرد اندهِ دیرینه را — باز داغِ نو نهاد اندوهِ عشقش سینه را
چشمِ من طوفاں برافشاند و فرو نشاند هیچ — از دلِ نامهربانِ او غبارِ کینه را
تا خطیبِ عشقِ او بر منبرِ جاں خطبه کرد — راه گم کردم عزیزاں مسجدِ آدینه را
آنکه می بینی که او از آئینه آراسته رو — ایں سعادت بیں که زیور می دهد آئینه را

(۳۶) از ازل جان حسن مست الست آمد بلے
یار دیرینه شناسد صحبتِ دیرینه را (۷)

اے خط خوش از مشکِ تر آمیخته مه را — بر دفترِ طاعت رقمے رانده گنه را
انگنده دلِ ما همه در چاهِ زنخداں — دانگاه بپوشیده بسبزه سرِ چه را
پیراهنِ یک شهر ز دستِ تو قبا شد — بیچاره چنیں کرد منه اے شوخ کله را
هر چند که زلفِ تو سیاهیست جهانگیر — هر روز پریشاں نتواں کرد سپه را
دیدم شبِ دوشینه من و هر که نظر داشت — داغِ دگر از رشکِ تو پیدا شده مه را
مه وقتِ گرفتن رخِ تو دید و همی گفت — عرضه چکنم پیشِ تو ایں روئے سیه را

(۳۷) بگرفت حسن در تفِ عشقِ تو قرارے
چه جائے قرار است در آتش کده که را (۷)

اے ماهِ خوباں یکشبے بر خویش مهماں کن مرا — از آفتابِ روئے خود چوں صبح خنداں کن مرا

در کنج فرقت روز و شب داؤد ساں نالیدہ ام
بر تخت وصلت اے پری یکشب سلیماں کن مرا

گہ ناز و گاہے عشوہ دہ بکشائے زلف پر گرہ
لب بر لب من نہ بتا جاں کندن آساں کن مرا

افگند زلف کافرت اشکالہا در دین من
یکبار بنما روئے خود از سر مسلماں کن مرا

از زاہد خشک خویشتن ہستم براں اول قدم
زاں مے کہ چشمت مست شدم و غلطاں کن مرا

دارم دل آتش کدہ آخر خلیل من توئی
برمن فرود آ یکدمے آتش گلستاں کن مرا

(۴۸)
مسکیں حسن ہمگوید کہ اے وقت عشاق تو خوش
گر من از ایشاں نیستم بارے از ایشاں کن مرا
(۷)

آں سرو جو با سبزہ در آمیخت سمن را
از جلوہ بر انداخت عروسان چمن را

در توبہ چہ جہدم کنی اے زاہد مغرور
بارے تو ببیں یک نظر آں توبہ شکن را

ما ایں وطن از بہر بتاں ساختہ بودیم
ایشاں چو نسازند بسوزیم وطن را

جاناں چو بستاں شوی از عارض خوش خط
چوں دفتر گل بشکنی اوراق سمن را

موزہ بکن از پائے کہ پا تا بہ خاصت
یک وصلہ بدست آرم پیوند کفن را

اے مدعیاں در سر آں گیسوے دلبند
دل چونکہ نہ بستید بہ بندید دہن را

(۴۹)
فردا ہمہ تشریف کرامت رسد از دوست
بے خانہ و جامہ سراپائے چو حسن را
(۷)

اے در دولت ہمہ شکرہا
روئے تو نظارہ نظرہا

از ساغر عشق در رہ تو
غلطیدہ بہ نیم جرعہ سرہا

رفتم بہ پناہ دین و تقوے
تیر تو گذشت از سپرہا

در درد دل من همہ شنیدند
تو بی خبری ازین خبرہا

بارے ز سگان خویشتن پرس
کان بانگ چہ بود در سحرہا

گفتی سرے نہ چو دل نہادی
این نیز نہیم بر دگرہا

(۴۰) از بی خطران نیاید این کار
کار حسن است این خطرہا (ھ)

بر درد ما وقوف نباشد طبیب را
آہ از حبیب دست بگیرد حبیب را

ہر دم ز حد گذشت بجان او فتاد کار
خیز ای غلام و معذرتے کن طبیب را

جانا زکات حسن چہ می داریم دریغ
یا خود نصیب نیست من ز نصب را

زان خط سحر پیشہ یک افسون شہر بند
بفرست تا ببندم چشم رقیب را

گر جمعہ بمسجد آدینہ در روی
در ہر حدیث صد غلط افتد خطیب را

دل کز درت بماند نمی بایدت بہشت
شہر کسان قرار نباشد غریب را

(۴۱) بی تو حسن ہیچ وطن دل نمی دہد
بی گل جہان خراب بود عندلیب را (ط)

اے کمر بستہ بی وفائی را
برطرف کردہ آشنائی را

تا چہ غایت جفا کشیم آخر
غایتے ہست بی وفائی را

وہ نمی یابمت جدا روزے
تا صفتہا کنم جدائی را

عقل بگریخت از محلت عشق — شہر زندانست روستائی را
زاہدے کاں دو لعل میگوں دید — معذرت گفت پارسائی را
دل چراند ہمت کہ پروانہ — جاں فدا کرد روشنائی را

(۴۲) اے حسن نیم جاں کہ ہست بدہ
چہ تواں کرد بے نوائی را (۵)

مبتلا گشتم من بیچارہ تا دیدم ترا — اے بلا انگیز ناگہ از کجا دیدم ترا
خوب دیدم بے خطا ناوک زدی بر سینہ ام — شکر می گویم کہ بارے بے خطا دیدم ترا
نازنیناں گرچہ میگردی ملول از دید نیم — یکزماں بنشیں کہ بعد از دیرہا دیدم ترا
ہر زماں گوئی گرا دیدی کہ دیوانہ شدی — سرو قد اراست می گویم ترا دیدم ترا

(۴۳) خسروِ خوباں توئی خواہد حسن بوسے ز تو
بر گدائی آمدم چوں بادشہ دیدم ترا (۵)

ردیف (ب)

اے دل اہل دولت ایشاں اند ایشاں را طلب — چیست ایں جمعیت آں جمع پریشاں را طلب
گر ہمی خواہی درونِ ہمت را مرہمے — آں جگر پالودگانِ سینہ ریشاں را طلب
عشق خویش قست می دانی تو ہم خویشی بکن — عقل و حس بیگانۂ صرف اند خویشاں را طلب
یک خدنگ از کیش خوباں خوشتر از صد جان تو — دینِ تقلیدی رہا کن خوب کیشاں را طلب

ع۱ ایک قلمی نسخہ میں مقطع اس طرح ہے۔ سه ترک خوباں ہمی نگوئی بجو سعدی ای حسن ؛ عاقبت معذ سے افتادہ در بلا دیدم ترا۔

۴۴

باز قوم مقبلاں ہیں در لباس مدبراں
اے حسن گر طالب اقبالی ایشاں را طلب

۷

باز آکہ بے تو یار نمی خواندم شکیب
گر از بتانِ حور صفائے پری صفت
در نازکی چو نارون قامتت بود
از پردہ چوں کمانچہ ابروکشی بروں
اے دل اگر تو عاقبت اندیشی از غمش
گر حرفے از کتاب محبت گرفتہ

تو دست در عنانی و من پائے در رکیب
یک آدمی شکیب کندمی کنم شکیب
سرو سہی کہ بار نیاورد نار و سیب
مانند زاہداں ہمہ چوں چنگ سر نشیب
بر تو غرامتست و بر اندیشات تبیب
خط کش بہر دو عالم بر حکم ایں کتیب

۴۵

بر طاعتِ حسن نشوم من فریفتہ
او داند وریا من و خوبانِ دل فریب

۷

اینک اینک در رسید آں آفتاب
روئے او آفاق را شمس الضحے
چشم میگویش سیکے نظارہ کن
تیر غمزہ در کمیں گاہِ فریب
گوہرے جستیم از درج لبش
راست کام و زرا اندر آمد ہمچو سرو

بے دلاں را در جگر افتاد تاب
کوئی او عشاق را حسن المآب
جاں از دست جہاں از وے خراب
نیم کش کردہ ز چشم نیم خواب
بر عقیق ناب زد لولوے ناب
خوں کشادہ از جوے چشم جائے آب

گم شد اندر پر تو رویش حسن

۴۶	چوں ستارہ در شعاعِ آفتاب	۹

ماہِ من دورے بگرداں از شراب — مست کُن کز دست غم گشتم خراب

یک سرِ ناخن غمِ ما کم نشد — یک سرِ انگشتے فزوں تر دہ شراب

خاکیاں رانیست از مے سیریئے — گوئی اندر ریگ می ریزند آب

نہ خطا شد چوں تو نزدیک منے — ذکرِ غیرے دُور باشد از صواب

چشم گریانم کشادہ شد بتو — در شمارِ من نبود ایں فتح باب

جانبِ من چوں گذر کردی بلے — در خرابہ ہا ہم افتد ماہتاب

مجلس خاصست مائیم و توئی — رہ نیابد امشب اندر چشم خواب

لب بما دہ دل از ما می ستاں — ہمچنیں از تو نمک و زما کباب

۴۷	روزے از حکمت حسن گردن تافت تو ہم از وے امشبے سر برتاب	۷

چہ کرد با من و با روزگار من یارب — چہار روز فراق مہ چہار دہ شب

ہمے چگونہ ہمے کا شکار خواہم گفت — ہمیست صبح تعالیٰ بلکہ آفتاب لقب

ہزار عاقل و دانا دریں طریق بخست — مرا ہم از دل گم رہ ز دست شد چہ عجب

کنوں من و می و معشوق و ذوق و عشق و سماع — تو دانی و غم دین و رعایت مذہب

کہ گفتہ بُد کہ مرا صبر و صنو تست و صلاح — قدح بیار زمن واں دروغہا مطلب

مے شبانہ برو ہے چو صبح جاناں خور — کہ وقت صبح اثر می کند شراب عنب

۴۸

حسن حریف نداری تو اندریں معنی
یکے عنانِ ارادت بکش بدست ادب

۹

ترک من منشیں مکن پا در رکاب
دست در جعدت زنم یا در کلاہ
پائے گرد آراز رکاب دمے بخواہ
بر رکابت روئے می مالم ببیں
چشم گریاں دارمت زیرِ قدم
بعد ازیں مائیم و دست اندر عناں
ہر زماں لیسد رکابت را حسن
عاقبت عذرے عناں گیرش نشد

اے زپائے تو بدردِ سر رکاب
بوسہ بر پایت زنم یا بر رکاب
بار کابی گو کہ گرد آور رکاب
بخت می فرمایدت از زر رکاب
تا مرصع گردد از گوہر رکاب
کز تو جانِ ماست پا اندر رکاب
نیست زنیساں تیغ تیز ہر رکاب
تا رواں کردے ازیں چاکر رکاب

۴۹

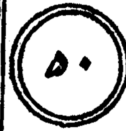
دستہائے او بریدہ کو گرفت
در یکے بازو و در دیگر رکاب

۶

ردیف (ت)

دیدہ را گر با تو کار افتاد دل غمناک چیست
مرغ عاشق می شود پیراہن گل چاک چیست
ابلقِ حُسن ار بزیر زین یوسف بود و بس
عالمے گرد سمندت دست بر فتراک چیست

ہمچنیں گویند کاتش رہ ندارد در بہشت
اے بہشت عاشقاں ایں روئے آتشناک چیست
گر ز رشکِ روئے تو مہ را نشد پارہ جگر
آں نشانیہائے خوں بر دامنِ افلاک چیست
مہرۂ تریاک را بسیار عزت می نہند
تو ازاں لب مہر بخشا مہرۂ تریاک چیست



گر حسنؔ قدر غمت نشناخت اورا عفو کن
پیش عفو کامل تو جرم مشتِ خاک چیست



روئے خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
موئے خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست
چوں رخِ خود را بہشتِ عاشقاں کردی لقب
بر سمن سنبل چہ می شانی کہ می گوید کہ نیست
ظلمت ظلمت زلف تو چہ مشکل اندراں
روئے تو نورِ مسلمانی کہ می گوید کہ نیست
گر ترا من نرم دل خوانم کہ می گوید کہ ہست
ور مرا تو سخت جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست
جانم از خاک در تو آب حیواں یافتست
آنکہ ہست اسکندر ثانی کہ می گوید کہ نیست

شہ علاء الدین کہ می بینم زجاں بخشی او
برہمہ کس منت جانی کہ میگویدکہ نیست

۵۱ — ۷

شاہِ صد بندہ چو خاقاں حق ہمیداند کہ ہست
بندہ پیشش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

کارے کہ بود با تو مرا پیشتر زرفت
دل خواست تا ببام وصال تو بر رود
عاشق کہ جان رفتہ بکوئے تو باز یافت
شب را خیال آمدہ در پیش چشم من
آمد مژہ بسینہ فرو رفت وہم چناں
باآنکہ خونِ دل زمژہ رفت سالہا

سر رفت در ہوائے تو ام وز در سر رفت
پاش بگل فرو شد یک پایہ بر زرفت
جاں دادہم بکوئے تو جائے دگر نرفت
خانہ زموج خوں بخلل دید و در نرفت
آں آتشے کہ دیدہ بدی از جگر زرفت
آں مردم دو دیدہ ہنوز از نظر زرفت

۵۲ — ۷

عمرت ہمہ بکار بتاں رفت اے حسن
تا عمر تست کارت ازیں خوبتر زرفت

یا ربودن بنفس کار من است
ہر چہ نقش گناہ می بینی
ہر چہ بر من زروزگار آمد
دل کہ با معصیت قرار گرفت
گرچہ کارم فساد شد ہمہ روز

ہر کہ فاسق تر ست یار من است
آں زنفسِ گناہگار من است
آں زشومیٔ روزگار من است
اثر زہد کم عیار من است
عذر یک شب صلاح کار من است

در کنار من آب دیدهٔ من	موج دریائے بے کنار من است

۵۳

برخورد از امید خویش حسن
گر بگوئی امیدوار من است

۵

اے کہ رخت نور مسلمانیست	لعل لبت مہر سلیمانیست
زلف ترا راز درون مو بموست	گفتم و در بند پریشانیست
شہرے ازاں زلف کہ ظلمت دراو	کفر گرفت ایں چہ مسلمانیست
بار گرانست فراقِ تو آہ	ہر چہ گراں تر بمن ارزانیست

۵۴

خشم گرفتے ز حسن عاقبت
عاقبت خشم پشیمانیست

۹

اے کہ در عالم بخوبے مر ترا مانند نیست	اہل انساں را نظیر و شبہ تو فرزند نیست
سرو و گل چوں قامت و رویت ندیدم در چمن	ہمچو لعل شکر افشانت نبات و قند نیست
دیگرے را چوں گزینم بر تو اے آرام جاں	زانکہ در ملک جہاں جز با توام پیوند نیست
از سرود شادمانی و طرب بے بہرہ ماند	آں دلے کش ماہ روئے مثل تو مانند نیست
ہستم از بند دو زلفین سلاسل دار تو	ہیچ مجنونے بدیں آئیں اسیر بند نیست
یک نفس گفتم کہ ایں شوریدہ را تسکیں کنم	اے دریغا کیں دل مسکین من خرسند نیست
شاہ خوبانی نگارینا ترا زیبد ازانکہ	ہیچکس را در جہاں ایں فر و ایں اورند نیست
ہر کرا شد دولت وصلت میسر یک زماں	ہمچو او اندر جہاں مسعود و دولتمند نیست

۵۵ | آہ بیچارہ حسن بگذشت از چرخ نہم
ہیچ آگاہی ز مشتاقاں کہ می نالند نیست | ۹

دل نہادیم بہر حکم کہ در تقدیر ست
ترک تدبیر بسند ست ہمیں تدبیر ست

خانۂ عافیت امروز مسلم نشود
بام او خار گرفتست درش زنجیر ست

عمر آں نیست کہ چل سال بغم خوردن رفت
عمر آں اشش نہ طفلیست کہ اندر شیر ست

دمہ ساز نیست کہ زیر و زبرش آہنگ است
ہر چہ ایں سوئے بم است آں سوئے دیگر زیر ست

کجی مطلق از اجزائے کماں چوں نبرد
اثر راستی ضرب کہ اندر تیر ست

اے بتذکیر نشستہ گنہت یاد آور
کہ ہماں یاد گناہ تو ترا تذکیر ست

ظالماں را نشود پند بزرگاں مانع
گور کن را شب آدینہ چہ دامنگیر ست

سر نخوت چہ بر آوردۂ اے سرو بلند
پنجۂ مرگ بخوں پنجۂ بید انجیر ست

۵۶ | ایں جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر ست | ۷

آنکہ او بر در عشاق سرے نہاد ست
عشق ہر جا کہ درے ہست بروبکشاد ست

دوست داغے کہ نہاد ست نمی دانی چیست
مُہر مِہر است کہ بر سینۂ ما بنہاد ست

غمزہ چوں ناوک و ابرو چو کماں زلف کمند
ہمہ اسباب بلا بر دل ما آماد ست

دوش قمری بہ قفس قصہ در دم میخواند
حال افتادہ نداند مگر آں کافتاد ست

دل بدوران غمش ہیچ شبے شاد نخفت
ایں سیاہ روز ندانم کہ چہ طالع زاد ست

باز دستے بہ قمار غم او خواہم برد
خرقہ در باختہ ام داو پسیں سجاد ست

۵۷	دل مسکیں حسن آتش دیگیست بلے ایں ہمہ جوش در دنست کہ بیروں واد ست	۶

وہ چہ روز ست ایں کہ برمن جور یار از حد گذشت
ناچشیدہ جرعۂ زاں لب خمار از حد گذشت
پیش ازیں ہر روز می نالیدمے از روزگار
جور او ہمچوں جفائے روزگار از حد گذشت
درد چنداں شد کہ دل را احتمالِ آں نماند
بارکش لابد فرو ماند چو بار از حد گذشت
ماہ رویا روزہا ہجران تو مارا بکشت
ماہِ نو بنمائے زابرو کانتظار از حد گذشت
چوں حساب رقعۂ شطرنج غمہائے ترا
ہیچ پایانے ندیدم ویں شمار از حد گذشت

۵۸	چیست جانا بردلِ خاکی من چندیں غبار آخر اے ابر کرم رحمے غبار از حد گذشت	۷

دل بہ یکبارگی از بار جفایت ریش است
طبع بدخوئے تو ہم بر سرے خوے خویش است
شب ہجراں بتر از روزِ قیامت گیرند
بہتریں روز مرا آں بتریں شب بیش است

ایں چہ کیش است کہ چوں تیر فرستی بر من
ہیچ ماندہ نشوی تا یکے اندر کیش است
دمبدم درد ہمے خیزد ازیں دل آرے
ہوس نوش لباں بر رگ جاں چوں نیش است
دوستاں حال دل ریش چہ پرسید از من
اینک آں خوں دو دیدہ اثر آں ریش است
گر بیابید گلیمے بشراب آلودہ
بمن آرید کہ آں خرقۂ ایں درویش است

(۵۹) اے حسن خلعت دردے کہ ترا ہست بدوش
کم مپندار کہ از ملک دو عالم بیش است (۱۱)

تا یک گرہ ز بند قبائے تو وا شدہ است
تا لعل شکرینت بجاں بخشی آمدہ است
امروز خود غبار قدوم مبارکت
مقصود ہا ز طوبی خلعت بر آمدہ است
شیشہ درونِ سینہ گرفتست بادہ را
یاراں بنائے عشرت کردند استوار
تا در دیار عشق غریب اوفتادہ ایم
نز دوست شکوہ است مرا نے ز دشمناں

چندیں ہزار پیراہن از غم قبا شدہ است
بر چشمۂ حیات بسے ماجرا شدہ است
در چشم روشنان فلک توتیا شدہ است
امید ہا ز کعبہ رویت روا شدہ است
آرے میان شیشہ و بادہ صفا شدہ است
ہر رخنہ کہ ہست بہ بنیاد ما شدہ است
گریہ است و بس ہمیں کہ بما آشنا شدہ است
روزِ بد منست کہ بر من بلا شدہ است

گوئی کہ روزِ بد را ہم روزِ بد رسید
حال خرابیٔ دلِ پر خوں چہ پرسیم

ورنہ چرا بصحبت من مبتلا شدست
یک روز خود بیا و بہ بین تا چہا شدست

(۶۰)

جاناں ترا گہے غم حال حسن نبود
جم را چہ غم کہ مورچۂ زیر پا شدست

(۷)

ساقی قدحے کہ شب بکا ہست
عقلم بامید جرعۂ خاص
اے عقل بگرد عشق کم گرد
جاناں ز درِ خودم چہ رانی
اے ترک عناں بقتل[1] دادہ
زلفِ تو شفیع محشرم باد

دور تو و راے دور ما ہست
اندر قدم تو خاک راہست
درویش نہ مرد بادشاہست
جانِ ہمہ را ہماں پناہست
از تو بتو ام گریز گاہست
ہر چند کہ نامہ ام سیاہست

(۶۱)

تو قبلہ وقت شو حسن را
ورنہ ہمہ طاعتش گناہست

(۶۰)

جائے کہ توئی اے مہ من جانِ من آنجاست
بیچارہ دل پر غم و ویران من آنجاست
من بلبلم اتا زگلستانِ رخت دور
شاید کہ بنالم چو گلستانِ من آنجاست
تو عزم سفر کردہ و ناکردہ زمن یاد

[1] ربودہ از عقل

کاں غمزدۂ بیکس حیران من آنجاست
گویند خراب سروساماں شدۂ تو
من چوں نشوم چوں سروسامان من آنجاست
من قصہ بخون جگر خویش نوشتم
آنجا ببرائے باد کہ سلطان من آنجاست
از سعے طبیباں نرود درد دل من
گو رنج مبینید کہ درمان من آنجاست

۶۲	از یاد تو زندہ است حسن ورنہ بمردے میگفت کہ بیجان شدم و جان من آنجاست	۷

ساقی دم صبح مشکبارست
با بوئے می و ہوائے رویت
چشمت سوئے ما نمیشود باز
از مستے چشم تو خرابم
ہر چند کہ بیقرارم از تو
از غصۂ روزگار جاں رفت

غائب نشوی کہ با تو کارست
مارا ہمہ وقت نوبہارست
جاناں مگر از منت غبارست
آں ترک ہنوز در خمارست
آں غم کہ زتست برقرارست
اے جان من ایں چہ روزگارست

۶۳	اے چارہ گر امید ہا تو بیچارہ حسن امیدوارست	۸

آہ کامشب ساربان را اتفاق محملست
ہر دم سنجیم زحال درد منداں غافلست

راہ چون خواہیم دیدن این زمان سوئیش ہنوز
آفتاب آید اندر حجاب کو مہ در محملست

ہر دو کامے کرد چشمم چشمۂ خونے رواں
حال زلفش چون بود این خود نخستین منزلست

داغہا داریم بر روئے دل از دستِ غمش
زنگیاں را داغ بر رویست ما را بر دلست

روئے او دیدن مرادے را تواند بود وجہ
عقدۂ زلفش کشادن مشکل اندر مشکلست

آں خطِ خونریز بر رخسار خوبش گوئیا
محضرِ عالم بنزد بادشاہ عادلست

دوستاں گوہند کاخر دست و پاے ہم بزن
چون کنم چوں دست زیرِ سنگ و پایم در گلست

(۶۴) خیز چوں پروانہ و آتش زن اندر رخت خویش
اے حسن این سنت دیوانگان عاقلست (۷)

ساقیا مے دہ کہ مست آں یار من باز آمدست
زہر چوں ورزم کہ آں توبہ شکن باز آمدست

بادۂ گلگوں بدہ تا سوئے گل گشتے کنیم
یار من چوں گل لگلگشت چمن باز آمدست

راحت دل بود یا جاں بود الحق ہر چہ بود
اینک آں راحت بجاں و جانِ تن باز آمدست

سجدہ ام واجب شد و جاں بازیم پروانہ وار
قبلۂ عشاق و ماہ انجمن باز آمدست

پُر حذر باشید از خم کمند و زخم تیر

سر و جعد انداز و ماہ غمزہ زن باز آمدست

اے کہ در وصف غلامانش ہمی بینی مرا
یک بختم من کہ بخت نیک من باز آمدست



دوست بارے بود از دست حسن جستہ کنوں
صید کم ناید چو در دست حسن باز آمدست

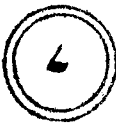


روئے گل ہیں صفت روئے کسے با او ہست
بعد ازیں دست من و زلف بنفشہ چکنم
نظر از نرگس تو می نتوانم بر داشت
دوش چشم ہمہ کس بر مہ نو جیراں بود

دیدہ روشن کن از بوئے کسے با او ہست
شکلے از حلقۂ گیسوئے کسے با او ہست
سحرے از غمزۂ جادوئے کسے با او ہست
چاشنئ خم ابروئے کسے با او ہست



خوش فتاد دست حسن با گل و لعلت آرے
رنگے از اشک تو و بوئے کسے با او ہست



آں دیدہ کہ بر حال منش ہیچ نظر نیست
از شربت وصلت ہمہ سیراب شدستند
رنجاند و از رنج دلم ہیچ نترسد
بیچارہ دلم شمع صفت در غم ہجراں
چندیں چہ بخواب کند نرگس مستت
یک بوسہ زدم بر قدمش جاں ستد از من

لے دیدن او چشم مرا نور بصر نیست
من کشتۂ آں چشم کہ بر ماتش نظر نیست
داند کہ دعا ہائے مرا ہیچ اثر نیست
شب نیست کہ از روز دگر سوختہ تر نیست
آرے زخرابی حریفانش خبر نیست
گفتا دگرے زن چکنم جان دگر نیست

۶۷ — ۷

درباز حسن در رہ او یک دل و صد جاں
بارے تو بریں باش اگر ہست و گر نیست

فسون و فتنہ کہ چشم تو دلربا آموخت
نہ از برائے خود از بہر جانِ ما آموخت

بریخت خال تو خونہائے خلق در عجب ام
ز ہندوئے تو کہ ایں ترکی از کجا آموخت

سبق تو بردہ از ہر ہمہ خطا کاراں
زہے معلم تو کت ہمہ خطا آموخت

ہمیشہ غرق بخوں بود مردم چشم
شبے خیال ترا دید و آشنا آموخت

کسے کہ لطف ز بانش بمردہ جاں بیداد
برفت و معجزہ خود لب ترا آموخت

دلم ز زلف تو و اللیل خواست یاد گرفت
نظر بروئے تو افگند و الضحیٰ آموخت

۶۸ — ۷

حسن دو چشم تراست نازمی خواہد
قبول طاعتِ خود را ہمیں دعا آموخت

مارا بجز تو در ہمہ آفاق یار نیست
مشفق ترا ز غم تو دگر غمگسار نیست

دامن چو گل ز سرشک چو لالۂ مژہ چو ابر
مارا ہوائے عشق کم از نو بہار نیست

روزے بدیدہ چینم خاکِ رہ ترا
شب نگذرد کہ بردلم ایں خار خار نیست

گفتم ز شاخ وصل تو بارے بما رسید
آوازے از در تو برآمد کہ بار نیست

گفتی بروبکوئے دگر کس قرار گیر
در عہد نامۂ من و تو ایں قرار نیست

تا آسماں برآورم ایوانِ آرزو
لیکن بنائے عمر چنیں استوار نیست

۶۹ — ۷

ناز تو بیش باشد یا نالۂ حسن
ایں ہردو را کہ نام گرفتم شمار نیست

مرا در کوئے عشقت خانۂ ہست
زدرد درد تو پیمانۂ ہست

روان شو این طرف اے گنج خوبی
نگویم کلبۂ ویرانۂ ہست

اگر یارانِ تو نظارہ خواہند
بگو در کوئے ما دیوانۂ ہست

میانِ عقل و عشق اصلاح نتوان
زمار و باغبان افسانۂ ہست

نگردم گردِ شمع وصل لیکن
زدیوانِ غمت پروانۂ ہست

منم فرد او کنج خلوت خاص
عوام خلق را کاشانۂ ہست



حسن جائے تو اندر چشم خود کرد
ہم اینجا باش خالی خانۂ ہست



اے میانِ مفلسان گنجی نہجیان تو کیست
آن ماۓ تو ہمہ آنا بگو آن تو کیست

گر گلی مارا بشارت دہ کہ گلزارت کجاست
ور بہشتی ہم بشارت دہ کہ رضوان تو کیست

ہم تو با شیرینی لب شور بختی یا نمک
اے جہانے بر در خود خواندہ ہمخوان تو کیست

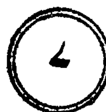
چشم از عشق دو چشم کافرت خونست آہ
تا گرفتار دو زلف نا مسلمان تو کیست

خلق گوئے گفت و گو اندر میان افگندہ اند
چون تو چوگان بر کشیدی مرد میدان تو کیست

اے دل از سینہ کباب آوردی از دیدہ گلاب
تو نمی گوئی و میدانم کہ مہمانِ تو کیست



اے حسن تا چند خواہی داشت دردِ دل نہان
ہر کرا جا نیست میداند کہ جانانِ تو کیست



اے بند عشق ہیچ ولے را کشاد نیست
شادان مباد ہر کہ بدین مژدہ شاد نیست

از دارو گیر عشق بتاں اشک من نگر — چوں لشکر گریختہ کش ایستاد نیست
نے بانگ مرغ میشنوم نے صدائے کوس — با ایں شب مراد مرا بامداد نیست
بے زر مراد چوں طلبم من کہ روزگار — یک روز بر مراد من نامراد نیست
گفتم شبم بمستی یک بوسہ گفتۂ — گفتا کہ ہر چہ گفتہ ام امروز یاد نیست
اے نیکواں چہ شد کہ نداد ید داد من — یا اندراں جہاں کہ شمائید داد نیست

(٧٢)
رو از بلائے عشق چہ می تابی اے حسن
من یاری از کہ جویم چوں اعتقاد نیست
(٧)

از تو مرا بوئے و مثالے بس است — وز رخ رنگینت خیالے بس است
گر شب من خواہے چوں روز عید — از خم ابروت ہلالے بس است
خط چہ کشی از پے خوں ریز من — بر لب چوں نوش تو خالے بس است
دست بفتراک تو نتواں زدن — صدق تعلق بدوالے بس است
دستۂ ریحاں چکنم از بہشت — از سر کوئے تو سفالے بس است
خندہ زناں ہر نفسے اندر آئے — جلوۂ گل از پے سالے بس است

(٧٣)
از خود و از غیر منال اے حسن
فضل خداوند تعالے بس است
(٥)

بیا ساقی ہنوز آہستگی چیست — کہ اینک گل بخندید ابر بگریست
مرا دہ ساغر تیز آنچناں دہ — کہ نشناسم کہ دہ چند ست یا بیست

بزرگان مست را بیچارہ گفتند — نکو گفتند از و بیچارہ تر کیست
ولے ہشیار از و بیچارہ تر زانک — نمیدانند کہ ایں بیچارگی چیست

(۴۷) حسن گر سروری خواہی دریں راہ
بزیر پائے مستاں بایدت زیست (۷)

صنم کاسلام حیراں کردۂ اوست — بنائے زہد ویراں کردۂ اوست
اگر بیدل کند ما را چہ تائیم — ہزاراں شخص بیجاں کردۂ اوست
نہ من تنہا شدم حیراں رویش — ہمہ آفاق حیراں کردۂ اوست
سر گیسو بجنبش می برد زانک — ہمہ عالم پریشاں کردۂ اوست
دلم گم شد دریں مجلس کجا رفت — لبت گیرم کہ پنہاں کردۂ اوست
من اندر کیش آں ترکم کہ ہر بار — دل صد پارہ قرباں کردۂ اوست

(۷۵) اگر تو کافرش خوانی ہمی خواں
حسن بارے مسلماں کردۂ اوست (۷)

ہر کجا مرکب ترا گذر ست — خاک آں رہ مرا چو تاج سر ست
جائے جملہ روندگاں کعبہ ست — کعبہ رہ روانت خاک در ست
دی کہ ایں جانبت گذر افتاد — روشنم شد کہ عمر در گذر ست
عالمے بر در بہشت روند — من چہ دانم بہشت پیش در ست
ما کجا نور طلعت تو کجا — شب پرہ زآفتاب بیخبر ست

ہم کریماں قبول فرمایند ‏— تحفۂ اہلِ فقر ماحضر ست

(۷۶) حسن اینجا چہ می فشانے جاں
کہ نثارِ عظیم مختصر ست (۷)

یارب این ترک جفا پیشہ ماز چہ گل ست ‏— کہ زحسن قبلۂ خوباں خطا و چگل ست
آں نہالِ دلِ ما خود بصفت نابدر است ‏— کانچہ بینی ز سرش تا بقدم جملہ دل است
کسے از راستیٔ خویش نبود ست خجل ‏— سرو پیش قدش از راستیٔ خود خجل ست
آنکہ اندر سرِش از آتش خود بادے ہست ‏— چہ خبر دارد ازیں لطف کہ در آب و گل است
خونِ دل می چکد از دیدۂ من در گریہ ‏— بارگِ دیدہ ہمانا رگِ دل متصل است
دل گرفتارِ بلائیست کہ پایانش نیست ‏— وین نداند مگر آنکس کہ گرفتار دل است

(۷۷) حاش للہ کہ حسن دم زند از جور بتاں
ہرچہ آں قوم کنند از طرفِ ما بجل ست (۵)

خوبے کہ گنجِ نیکوئی آمادہ یافتست ‏— از خط و لب زمرد و بیجادہ یافتست
خوبی و چابکیش خدا دادہ شبہہ نیست ‏— وانکس کہ یافتست خدا دادہ یافتست
این نعمت جمال کہ او دارد اے دریغ ‏— شکرے بر آنکہ نعمت آمادہ یافتست
افتادہ ماندہ بود دلم بر درش بسوخت ‏— او قدرِ دل چہ داند افتادہ یافتست

(۷۸) خون حسن ہمیخورد از ناز و نوش باد
خونے کہ خوشگوارتر از بادہ یافتست (۷)

باغ بہشت وصف جمالِ محمدست
ختم رسل صفات کمالِ محمدست

نون والقلم ھدیۂ از لوح خلق او
طٰہٰ اشارتے ز جمالِ محمدست

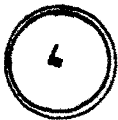
کرسی کہ ہفت تخت فلک پایہ قدر اوست
یک پایۂ ز جاہ و جلالِ محمدست

آغاز عید شادی و اتمام صوم غم
موقوف ابروئے چو ہلالِ محمدست

زاں شد فلک ز تختۂ خاک اینچنیں بلند
کیں حرف خم گرفتہ چو دالِ محمدست

ہست ایں نعم نوالۂ از خوان او یکے
جملہ نوالہا ز نوالِ محمدست





آزاد شد دل حسنؔ از بند ہر غمے
کو بندہ محمد و آلِ محمدست

روئے خوبت بینم امشب آں شب است
با تو خوش بنشینم امشب آں شب است

روزہا زہر فراقم داد دہر
از شکر گل چینم امشب آں شب است

صوفیانہ بردرت از ہر دو کون
خلوتے بگزینم امشب آں شب است

دست لطفت خارم از بستر برُفت
گل بود بالینم امشب آں شب است

طلعت تو ماہ من خواہد شدن
خندہ ات پروینم امشب آں شب است

اے خیال ابروت معراج من
قاب قوسین بینم امشب آں شب است





با حسنؔ گفتی شبے جاں بخشمت
جان من مے بینم امشب آں شب است

تُرک من ترک خوئے بد نگرفت
ہیچ خوئے ز ردئے خود نگرفت

هم بدان بدر سه که رفته بماند	یک به آموزی خرد نگرفت
آفتاب رخش مالک حسن	خود گرفت از کسی مدد نگرفت
کیست کو شهر جد عشق نگشت	خانه در منزل لحد نگرفت
دی در آمد بعادتِ زده گیر	کس نبوست کش نزد نگرفت

۸۱	حسن از جان ما بیدل برداشت درد دل برگرفت بد نگرفت	۷

ترک من دی کمند می انداخت	بند بندم به بند می انداخت
هر کجا درد ناک تر زخمی	بر دل دردمند می انداخت
در شکار آمده ز غمزه و زلف	تیر می زد کمند می انداخت
کس چه داند کز آن دو دریکدم	چند می بست و چند می انداخت
او همی رفت و مه بر آتش مهر	از ستاره سپند می انداخت
جزع و لعلش بدامن عشاق	زهر می ریخت قند می انداخت

۸۲	مر حسن راز ناز بی حد خویش جان بحد گزند می انداخت	۷

ترک دلبندم که دل در دام اوست	دل چه باشد جان فدائی نام اوست
دامنم از اشک پر عناب کرد	جادوئی ها که در بادام اوست
تا لب خونیش دیدم لعل فام	گوئیا این دیده غرق وام اوست

دیدی آں منقار خوں آلود کبک — این همه خوں خوردنش در کام اوست
راحت جاں گفتنش دشنام داد — راحتے گر هست در دشنام اوست
داد پیغامے که می کش مے شبے — مایهٔ دولت همیں پیغام اوست

(۸۳)
تا حسن را مست معنی کرده اند
هفت دریا جرعهٔ از جام اوست
(۷)

ترک من ملک ملاحت ملک تست — خطهٔ خوبی بنام تو درست
عقل من تا خط شیرین تو دید — تختهٔ نا حفظی خود پاک شست
حلقهٔ در گوش کردی بهر حسن — حسن خود از حلقه در گوشان تست
وه چه خوش مے آئی و خوش میروی — خون خلقے را کمر بربسته چست
دل از آں چاه زنخداں بر کشم — گر نگیرد زلف تو ایں کار سست
گر رضایت در مسلماں کشتن است — کافرست آں کو رضائے تو نجست

(۹۴)
دانه شد اشک حسن هم بر نداد
اے بسا دانه که شد بر نه رست
(۹)

زهے دلبر که دلها از تو شاد ست — مرا رویت ورائے هر مراد ست
دلم را گر فلک درد و غمم افزود — بروئے شادی افزائے تو شاد ست
دل یک شهر شد روزیت خوش باش — هنوز از روزت ایں خود بامداد ست
مکن ظلم اے صنم چوں زود سیراں — گرت آں صحبت دیرینه یاد ست

خطا گفتم جفا و ظلم کن ظلم	کہ ظلم تو مبارک تر ز داد ست
بس از دیری چو پیشم آمدستی	بدہ بادہ کہ بے آں عمر باد ست
کلید شادی و قفل غم اینک	برو کایام در بند کشاد ست
قرابہ در سلام آورد ساقی	دمے بنشیں چہ جائے خیر باد ست

۸۵

حسن را جہد کن کز غم رہد باز
کہ غم را روز و شب با او جہاد ست

۹

غرہ روئے تو ماہے دیگر ست	نقش تو از کارگاہے دیگر ست
خط مکش بر روئے کال حسن خویش	کیں نہ آں ماہست ماہے دیگر ست
مہ چو جوزا از کمر بنداں تست	رو کہ آں سر را کلاہے دیگر ست
چند نوعے در عقوبت داریم	یا بجز عشقت گناہے دیگر ست
گرچہ خود نرکان غمزت کیں کش اند	زلف مشکیں کاں سپاہے دیگر ست
جور کمتر کن کہ از بیداد عشق	ہر مظالم دادخواہے دیگر ست
از تو جستم ہم بتو جستم پناہ	زینہاری را پناہے دیگر ست
عقل می ورزیدم اینجا عشق گفت	توشہ دیگر کن کہ راہے دیگر ست

۸۶

شیر دل خواندن حسن را لطف بود
نے سگ خود خواں کہ جاہے دیگر ست

۷

گوہر جانم نثار لعل تست	مہر جسم در زینہار لعل تست

پیش لعل تو کہ باشد لعل کاں
کاں یکے جزیہ گذار لعل تست

تا شکر شد چاشنی گیر لبت
چشمۂ خضر آب دار لعل تست

اشک خونیں را بدیدہ جا کنم
چوں کنم کاں یادگار لعل تست

جوہر جاں ہیچ جا پیدا نشد
راست گویم شرمسار لعل تست

کیست کار دانچہ رفت از عمر باز
ایں ہمہ امروز کار لعل تست

(۸۷)
حفہ چشم حسن یاقوت بار
جملہ یاقوتش نثار لعل تست
(6)

باز در خود گم شدم تدبیر چیست
آیت عشق ترا تفسیر چیست

عشق تو از ما چو بے مقدار بود
او کنج صبر تا تقدیر چیست

دشمناں ہر سوئے در کار آمدند
دوستاں ایں کار را تدبیر چیست

اے صنم روزت نزارم می کنند
گر نہ زارم نالۂ چوں زیر چیست

وصل وعدہ کر دی و عمرے گذشت
عمر را تعجیل میں تاخیر چیست

(۸۸)
گر رضا ندہی کہ بوسم پائے تو
اے حسن خاک درت تقصیر چیست
(5)

شب فراق مرا بے رخ تو روشن نیست
چراغ جان مرا جز وصال روغن نیست

دریں شبے کہ ہمہ آتش ست در ہمہ جا
چہ آتش ست کہ از فرقت تو در من نیست

برات را شب قسمت نہند قسمت من
چہ بخت تیرہ چہ دانم چہ بود روشن نیست

ز گنج شادی ہر قوم قسمتے بردند	منم که قسمت من تا کنوں معین نیست

(۸۹) دراز مانده شب عید وصل پیشتے کن
که بے تو ایں شب را قدر نیم سوزن نیست (۸)

گیسوئے تو بند ہا کشادہ   آرے شب عید را عسس نیست

ایں بیت را در خواب گفته بودم چوں روز شد در خاطر گذشت که ایں بیت در صفت گیسوئے مشکبار مصطفیٰ درست می آید شش بیت دیگر نظم کردم ۔

اے خواجه بدولتم ہوس نیست	ایں دولت بندگیت بس نیست
بے یاد تو مرغ را نوا نے	بے نام تو صبح را نفس نیست
من شمع غمم تو صبح شادی	جز پیش تو مردنم ہوس نیست
آں پایه ترا که عرش سائیست	چوں بوسه دہم که دست رس نیست
حلوائے یسین انبیائی	ایں طرفه ترا که پیش و پس نیست
گیسوئے تو بند ہا کشادہ	آرے شب عید را عسس نیست

(۹۰) بر بیکسی حسن بخشائے
آں ظالم نفس گرچه کس نیست (۷)

تا خط جاں فزائے تو گرد لب آمدست	جانے دگر بنقد دریں قالب آمدست
روئے کشادہ داری و خطے کشیدہ نیز	گوئی که آفتابے در عقرب آمدست
نے نے لب تو کاہش جانہا فزوده ازانک	جان مرا ز خطت چو خطت بر لب آمدست

روز یکہ خوش رود کہ جہان را شب آمدست
روئے من از سرشک پر از کوکب آمدست
کز وے زبانہا ہمہ در یارب آمدست

رویت جہان حسن و خطت نسب تو خود بگو
تا چشم من ز روئے چو خورشید شد تہی
در دل ز تاب عشق تو یارب چہ آتش است

(۶)

تا غبغب تو دید حسن در ضمیر او
اندیشۂ مجو صفت غبغب آمدست

(۹۱)

عقلم از ستر صبوری عورست
پشّہ با پیل کجا در زورست
کہ از و جملہ جہاں در شورست
نام غارت چہ سبب بر غورست
خانہ بے صحبت خوباں گورست

عالمے از لب او در شورست
عقلم از عشق تو برمے ناید
چاہ شیریں زنخدانش نگر
ہمہ دل چین سر زلف تو برد
خیمہ بر طرف چمن خواہم زد

(۷)

در حضورت سخن بندہ حسن
دست جمشید و حدیث مورست

(۹۲)

تازہ نہالیست کہ نو خاستست
ہمچو گل اندر ہمہ تو خاستست
گرچہ صبا در نک و بو خاستست
تا چہ نبات از لب جو خاستست
فتنہ ہمہ از رخ او خاستست

یار کہ صد یاری از و خاستست
روئے خوش و بوئے خوش و خوئے خوش
خود نتواں یافت چناں آب و گل
جوئے بہشتست دہانش ببیں
گشت خطش فتنہ براں رخ ببیں

ـــــــ
لے بضم اول و ثانی مجہول بمعنی نو باشد۔ مولف

راست قدش بر صفت سرو خاست | چشم بدش دور نکو خاستست

۹۳

نادره حسن آمد و نادر ترانک
ہمچو حسن نادره گو خاستست

۷

دوش ما بودیم تا صبح از حضور یار مست
گوش از گفتار مست و دیده از دیدار مست
فکر مجلس ذکر ساقی دوست ساغر عشق مے
فہم مست و وہم مست ادراک مست اسرار مست
جرعۂ مے زاں نصیب کائنات آمد چہ شد
وحش مست و طیر مست و مور مست و مار مست
از نمے آں جرعہ رست از صد سینہ صد نہال
بیخ مست و شاخ مست و برگ مست و بار مست
شیر گیر ایں قدح بود ست منصور آنکہ شد
مرد مست و بند مست و رشتہ مست و دار مست
خواست مطرب کایں سخن در چنگ گوید چوں کند
قول مست و صوت مست و زخمہ مست و تار مست

۹۴

خاک آں جرعہ شو اے بندہ حسن کز بوئے او
طفل مست و پیر مست و بندہ مست احرار مست

۵

انصاف میدہم کہ چو روئے تو روئے نیست
گل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست

غنچہ بصد نقاب ہمی پوشد از تو روئے
داند کہ با تو روئے نمودنش روئے نیست

میگفت لالہ ہست مرا رنگی از رخت
او را مجال رنگ چہ باشد کہ بوئے نیست

صبح ارچہ ساخت از شب و از روز دفترے
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست

۹۵ خاکی دلم غبار دلت ہیچ در نیافت
سنگ آزمودن الحق کار سبوئے نیست ۷

تا خطت ریختن خون مسلماں آموخت
چشم خونریز تو گوئی کہ دو چنداں آموخت

شاد باش اں لب شیریں چہ خط خوش دارد
زلف تو گرچہ خط آموخت پریشاں آموخت

مقری تو لب خونیں تو مے دید آخر
کافرے را چہ غرض بود کہ قرآں آموخت

گفتیم دل بجدائی نہ و صبرے در پیش
ہر گز ایں پیشہ در ایام تو نتواں آموخت

سحر ہائی کہ بدشواری از اں آموزند
آں ہمہ غمزۂ جادوئے تو آساں آموخت

غمزۂ تست کہ ختمست شکارے زدنش
آں شکاری زدن از تیر الغخاں آموخت

۹۶ حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر
دوش نو نالہ از مرغ سحر خواں آموخت ۷

بنمائے روئے خود کہ بیک رونمود نت
ماہِ نوی تو. بر فلک نیکوئی کہ بدر
ہستیم نیست شد ز تو چوں مہ بآفتاب
گویند پشت ایں طرفست آفتاب را
بر قہرِ من ہنوز بدنداں گزی لبت
بہرِ دلم کنی ہمہ زخم زبان عجب

قوت گرفت قاعدۂ دل ربود نت
کاہش گرفت روز بروز از فزود نت
ز آنکہ رو سیہ زیم از دو ربود نت
از شرم روئے می نتواند نمود نت
چوں سوختیم باز نمک چیست سود نت
جز بر سرم نباشد تیغ آزمود نت

(۹۷)
افسانہ شد حسن ز تو یاری ندید او
گر رغبتے بود بفسانہ شنود نت
(۷)

باغ را آں صورتِ زیبا کجاست
سرو اگرچہ ز نوخیزان باغ
روے او ماہست ماہِ عید نے
ماہ را حقہ پر از لولو کہ دید
شورش دریا جوششِ بر حقست
دوش دل در پائے زلفش جاں نشاند

سرو را آں قامتِ رعنا کجاست
پایہ بالاتر شود بالا کجاست
جنت الفردوس را ہمتا کجاست
عید را البستو پر از حلوا کجاست
آنچناں دُر در ہمہ دریا کجاست
ایں محل دل را بود ما را کجاست

(۹۸)
کیمیائے وصل او بس چوں حسن
جستجوئے میکنم اما کجاست
(۷)

ماہ چنیں رو کہ تو داری نداشت
مشک ختن بو کہ تو داری نداشت

---

[1] البستو۔ مرتبان سفالین کوچک۔ راگو بند۔ مؤلف

غنچه بصد پرده بپوشید روی — زانک چنان رو که تو داری نداشت
ماه تو اندر همه روی فلک — این خم ابرو که تو داری نداشت
تهنیتی گو که بچندین جمال — چشم چو آهو که تو داری نداشت
کعبه که سرها همه در طوق اوست — حلقهٔ گیسو که تو داری نداشت
گیسوی او حلقهٔ از آهن است — سلسله از مو که تو داری نداشت



هیچ کسی شد حسن از خوی تو
هیچ کس این خو که تو داری نداشت



بنده را تدبیر جز تسلیم نیست — سر تو اندازهٔ تفهیم نیست
ره اگر بر تیغ یا بر آتش است — هر کرا همره تو باشی بیم نیست
اختر روشن شد از خاک درت — این سعادت در همه تقویم نیست
نور رویت را تجلی خواند عقل — نیر اعظم بدین تعظیم نیست
در چراغ اشک خون از روی زرد — وجه زر پیدا کنم گر سیم نیست
چون کنم سلطان عشق ار حکم کرد — حکم سلطان را به از تسلیم نیست



نکتهٔ عشق از تو آموزد حسن
گرچه درس عشق را تعلیم نیست



لعلت از کانست یا خود از نبات — خط تو خضرست یا آب حیات
گر به پیشش لعل تو لافی زند — سنگ دکان گیرد چوب اندر نبات

سرو گفت استاده ام در بندگیت
راستی بر قولِ خود دارد ثبات

ای رخ تو بر بساطِ آسماں
شاهِ انجم شد بچارم خانه مات

طرّه از رویت نمی گردد جدا
کافراں را نیست از آتش نجات

مشتبه گردست قبله چند بار
طاق ابروئے توام عند الصّلات

از دهانت نیم دشنامے ببخش
واجب آمد گنج خوبی را زکات

عارضت هر سال یکشب در جهاں
داده وجه روشنائی را برات

(۱۰۱)

گر تو وعده میکنی بر من وفا
چوں حسن جاں بخشمت بعد از وفات

(۱۱)

ساقیا آں جامِ جاں پرور کجاست
گرد دروں و از بروں یکسر صفاست

راحت از باده طلب نے ز آسماں
وعدهائے آسماں پا در هواست

چرخ را در اصل چوں خلقت کج است
دور کج را فعل کج آید نه راست

گردش ایں آسیا نظاره کن
جور بر دانه فرو شد از آسیاست

جرعه کز دست تو افتد بر زمیں
خاک او هفت آسماں را خوں بهاست

آں رکوع طبله با ذکرِ قُل
زاں سجودے به که تسبیحش ریاست

بوریا پوشاں شما افسونِ خویش
هرچه میخوانید بر بابوریاست

مدتے باشد که ما هم صحبتیم
گر بصحبت ها اثر باشد کجاست

زهد تاں فسق از دلِ ما کم نه کرد
فسق ما محکم تر از زهد شماست

زانچه گفتی و همی گوئی هنوز
توبه کن توبه پذیرنده خداست

۹

اے حسن بحیہ بریں خذلاں مکن
از خطا حجت بمی سازی خطاست

۱۱۲

صنم یارب سر زلفِ تو در دست
بہ بند زلف تو جاں بود در ہم
فلک در کارِ من یک عقدہ نارد
دلم ز ابروئے تو وا ماندہ چوں شد
چو سر در کردی اندر کلبۂ ما
تو چوں طالع شدی جاں تازہ تر شد
چہ خوش وقتست وقت صبحگاہاں
زنا روشن شود کیفیت صبح

سرم چوں زلف زیر پائے تو پست
تو زلف افشاندی از یں عقدہ ہا رست
دلی ہیدا رد ابروئے تو پیوست
بگو شیشہ ز طاق افتاد و بشکست
کنوں در برہمہ عالم تواں لبت
چو صبح آمد نشاط از سر کند ست
گل اندر پیش و گلگوں بادہ در دست
میانِ صبح و ما کیفیتے ہست

۷

حسن دولت ز اہلِ صبح میجو
بدیں نوع از شب محنت تواں رست

۱۰۳

بانیاں یکے نہال تو از بوستاں کیست
یارب منجمے برساں تا بپرسمش
دل خوں شد از کرشمۂ ابروئے دلبراں
دانم کہ ہست کشتۂ چشمش چو من ہزار
شہرے بخوں دیدۂ خود غرق شد تمام
اے باد پیک سوسن تازہ توئی اگر

واں گل کہ سبزہ میکند از گلستاں کیست
کاں آفتاب شب رو ماہ از آسماں کیست
واں تیرہا شناختہ ام از کماں کیست
آں چشمۂ حیات ندانم کہ جاں کیست
آں ترک نیم مست خوے آلودہ آں کیست
ورنہ چنیں پیام لطیف از زباں کیست

۱۰۴	نظم حسن چو دید فلک باز ماند و گفت زخت غریب می نگرم از دکان کیست	۷

مرا از زلف تو موئے بند است
فضولی می کنم بوئے بند ست
ز راحتہا کہ ہست اندر دو زلفت
دو عالم را سر موئے بند ست
چہ لشکر میکشی بر قلب عشاق
صف مغلوب را موئے بند ست
ز غمزہ جنگ ترکانہ چہ آری
ہم از خال تو ہندوئے بند ست
من ار روئے سلامت را نہ بینم
سلامے ازنکو روئے بند ست
حسن گر طالب حبل المتینی
زخوباں تار گیسوئے بند ست

۱۰۵	وگر محراب خواہی بہر طاعت ازیشاں طاق ابروئے بند ست	۷

اندر غم تو ام سر و ساماں چہ حاجت ست
چوں در دم از تو باشد درماں چہ حاجت ست
جانا فدائے دوستی تست جان من
عاشق بدست زندہ بود جاں چہ حاجت ست
عشاق روئے تو بتماشا نے روند
مرغ بہشت را بگلستاں چہ حاجت ست
یک چشم زد لب تو دہد عمر جاوداں
چندیں حدیث چشمۂ حیواں چہ حاجت ست
ہر کہ بتو رسید رسیدش ہمہ مراد
کشت رسیدہ را نم باراں چہ حاجت ست
خیز اے رقیب بر در خوباں چہ نشستۂ
در ہائے آسماں را درباں چہ حاجت ست

۱۰۶	حاجت گر حسن در راحت رساں بست امید کز درت برسد آں چہ حاجت ست	۷

ساقی بیار بادہ کہ جانم بہ بند تست | مستِ تو بیدلے کہ بجاں مستمند تست
امروز ماہ و سایہ بید و سماع و مے | ہمسایہ را بگو کہ نہ ہنگام پند تست
عاشق ز دیدہ گریۂ خونیں کشاد باز | اے شوخ ایں بلا ز لبِ نوش خند تست
اے نقش خوب از تو شکایت نمی کنم | بر ما ہر آنچہ میرود از نقش بند تست
کردم نثار اشک و خجل ماندہ ام ہنوز | کاں لعل ہا نہ در خورِ نعل سمند تست
چندیں برائے حکم سیاست شتاب چیست | آہستہ ترکہ گردن و پا در کمند تست

۱۰۷

گفتی حسن بلند سخن شد روا بود
کاں عندلیب عاشق سرو بلند تست

۷

آں نقش کارگاہ لطافت ز کار کیست | واں سرو جو بُبار جوانی بہار کیست
مارا کنار اوست مراد از ہمہ جہاں | تا امشب آں مراد جہاں در کنار کیست
دید اشک من عناں نکشید و نگفت ہم | کیں لعل تر و لؤلؤ تازہ نثار کیست
مست آمدست و تن خسن آوردہ بر دلم | واں ترک شیر گیر کسے شہسوار کیست
جانا بوقت کشتنم ار پرسشے نرفت | بارے یکے بپرس کہ ایں کشتہ یار کیست
گفتی کدام سنگدل از عہد تو نگشت | اے سست عہد ہم تو بگوئی کہ کار کیست

۱۰۸

زنہار بر حسن نکنی جور اے فلک
بر تو مقرر است کہ در زنہار کیست

۷

چوں جمال تو ہیچ بستاں نیست | چوں تو گل در ہمہ گلستاں نیست

مہ کہ او نور می دہد چندیں
ان چہ زلفت وظلم کردن او
تو بیا گر دلم رود گو رو
خط کشیدی ومن شدم عاشق
دوش دیوانۂ چہ خوش می گفت

در حضور رُخ تو چنداں نیست
ما ہمہ میکشیم و پایاں نیست
رنج من از دست از جاں نیست
راستی عشق و مشک پنہاں نیست
ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

(۱۰۹)

اے حسنؔ ایں چہ می نویسی باز
قلم آہستہ دار فرماں نیست

(۹)

اے ز جام لبت جہانے مست
دلکے داشتم چو شیشہ صاف
چشمت از ظلم زلف آگہ نیست
خال تو بر رُخ جہاں افروز
با تو ایں خال و زلف گفتن نیست
تو ازاں عالمے کہ بر در تست
گر نہ بیند ور بہ بیندت
غنچہ گیرم کہ رُخ فرو پوشد

رفتم از دست گر نگیری دست
زلف میگونت زور کرد و شکست
حال شب را خبر ندارد مست
ہندوے آمد آفتاب پرست
روے انصاف چند باید خست
سر بسجدہ ہزار عالم پست
گفت وگوئ تو تا قیامت ہست
دہن بلبلاں کہ خواہد بست

(۱۱۰)

از حسنؔ گر کس است خواہد خلق
او نخواہد مگر ترا پیوست

(۹)

ہر کہ در عشق پا نیفشرد دست

سر خود در حساب نشمرد دست

هر که عشقش نسوخت ناپخته است — موم کاتش نیافت افسردست

بی نسیم شمائل خوبان — گلستان حیات پژمردست

دل که صبرش ز دست بیرون شد — دست فریاد بر فلک بزدست

نوحه گر را که باز خواهد داشت — خاصه اکنون که مادرش مردست

ترک من بین کند ناز کشاد — ان چه دام فریب گستردست

دوش گفتم که چندم آزاری — هم برین یک سخن بیازردست

بنده را حد این عتاب نبود — با بزرگان همین قدر خردست

۱۱۱

عاقبت سر فدا کند خسته‌ش
زانکه مردانه پا بیفشردست

۸

آن شوخ دلستان که گلستان دل ماست — اطراف گل از سبزهٔ سیراب بیاراست

آن ترک خطا آورده کماهیست گرفته — روزی که کمر بند و خورشید بجوزاست

خطی که بگرد قمر خویش کشیدست — در فهم عطارد نرسد کان چه معماست

گر دیدهٔ ما را ز سر ما بدر آرد — والله که هنوز بسر و دیده ما جاست

دیوانهٔ او شد دل ما زو گله‌ای نیست — این آتش دیوانه هم از خانهٔ ما خاست

ای بگذرد آب مژهٔ ما ز سر ما — نیکو شکست آنکه هم از ماست که بر ماست

۱۱۲

بسیار غزلهای دلآساست حسن را
آری سخن سوختگان جمله دلآساست

۹

دل در هوس تو دردمندست — گر هر چه کنی پسندست

صدره بجہد دلم زدشنت | آں زلف دراز پائے بندست
از زلف تو سر چگونہ تابد | آں صید کہ عاشق کمندست
از شادیٔ گردگشتن تو | آں رقص نگر کہ در سپندست
کشتی بجرشمہائے ابروست | اے ترک کمانت بس بلندست
با بندہ سخن چہ تلخ رانی | زاں لعل کہ خواجہ تاش قندست
از ہمچو تو دل پسند یارے | آں پاسخ سرو ناپسندست
سردیٔ تو ام زیاں ندارد | سرمائے بہار سودمندست

(۱۱۳) درماندہ حسن چو پند نشنید | ایں یک سخنش ہزار پندست (۶)

آں شوخ براں عدہ کہ می داد نماندست | وانذر دل بیداد گرش داد نماندست
اے باد بگویش کہ نہ نامہ نہ پیامے | گر پیک نداری چہ شود باد نماندست
صد بار بگفتی کہ زیادم نروی تو | بدبختی من کاں سخنت یاد نماندست
در بر دل من تاختن آرد تو بگویش | یک خانہ دراں ناحیہ آباد نماندست
بشکست خزان غم تو باغ وجودم | آں سرو کہ دیدہ بدی آزاد نماندست

(۱۱۴) چوں عمر سرآمد حسن از عشق عناں تافت | کہگل چہ کند خانہ کہ بنیاد نماندست (۷)

نگار من کہ جفا را وفا گرفت گذاشت | رہ تجبر و رسم رضا گرفت وگذاشت

گرفت گیسوئے خود بس گذاشت تا بر من
ہزار دل چو دلم دوخت چشم او آں دم
بتا تو ئی کہ دو رنگی دلت بیکبارہ
رعونتے کہ مرا در سر است ہم با تو
مرا بزور گرفتی بمرحمت بگذار

چنیں ہکابرہ ٔ وز دسے چرا گرفت و گذاشت
کہ تیر غمزہ ٔ خود سوئے ما گرفت و گذاشت
درون سینہ طریق صفا گرفت و گذاشت
بخواہم آید و یک روز پا گرفت و گذاشت
کہ پادشاہ بسے صید را گرفت و گذاشت

۱۱۵

دل ضعیف حسن را کہ زلف تو بگرفت
گرفت و بست بزنجیر یا گرفت و گذاشت

۷

دوستاں در سرم امروز ہوائے دگر است
روشنائی دگر یافتم اندر دم صبح
اے تنگ دل کہ تو از دادن جاں میترسی
از من و تو سخن اہل حقیقت ناید
من خود آتش کدہ ٔ محنتم و دلبر را
خط مشکینش دل خوں شدہ را درہم کرد

گل امید مرا بوئے وفائے دگر است
در نگہ خواستگاں صدق و صفائے دگر است
مردن اندر نظر دوست بقائے دگر است
مرغ آں باغچہ را بانگ و نوائے دگر است
دمبدم در حق ایں خفتہ رائے دگر است
زلف درہم شدہ اش باز بلائے دگر است

۱۱۶

چند یحیی حسن از عقدہ ٔ زلف خوباں
کیں سر رشتہ کہ جنبید ز جائے دگر است

۷

بازم از چشمہ ایں چشم کہ باراں بار است
در جدائی تو شرمندہ ٔ ہمسایہ شدم

بار عشق تو گراں تر شد و باراں بار است
کہ ز نالیدن زارم ہمہ شب بیدار است

بازشوق توزد اندر من خاکی آتش
بارضائے توتواں راہ ریاضت رفتن
گشتئے ازطرف رحمت خودکن روزی
ہرکہ درکوئے توشد عافیتش خواہد بود

گرچہ آبش زنی آتش من گلزار است
ورنہ ہرتار ازیں خرقۂ من زنار است
طلب ہمچو توئے از چو منے دشوار است
ہرکہ درخلد رود عافیتش دیدار است

۱۱۷

اندک اندک صفت حسن تو برخواند حسن
اندکے گر بہ پذیری توہماں بسیار است

۵

اے ماہ بیا کہ روز عید ست
عیدے کہ حضور تو نباشد
قربانت شوم کہ بردر تو
برخاک رہت کنم تیسم

غوغائے فراقیاں بعید ست
دور از ہمہ حاضراں عید ست
قربانی را ہزار عید ست
ہرجا کہ قدم نہی صعید ست

۱۱۸

گفتی کہ حسن مؤدب آمد
او خادم شیخ بوسعید ست

۷

دل کہ درو چاشنئی سوز نیست
حال صلاحیت صبرم مپرس
غمزۂ خوباں صفت جاں می درد
ترکش آں ترک جگر خوارہ را
اے دل ناپختہ بعشقش بسوز

محرم اسرار دل افروز نیست
آنچہ کہ دی داشتم امروز نیست
عقل دریں معرکہ پیروز نیست
نیست خدنگے کہ جگر دوز نیست
خام بود ہر کہ دو سوز نیست

ابجد عشقش تو چہ دانی کہ چیست		عشق چو قرآں صبی آموز نیست

۱۱۹

دم مزن از صبح وصال اے حسن
چونکہ شبت را اثرِ روز نیست

۷

دل بداغِ یارِ من بہتر چو با من یار نیست
خوش دلے دارم کہ در وے جز غمِ دلدار نیست
بر درش با آنکہ نبود بار یارے بگذرم
کاشکے ایں بار خود گوید کہ بگذر بار نیست
گر زند ہر جانبے چوں آفتابم تیغ تیز
گو بزن از جانبِ من ذرۂ آزار نیست
بس خوشست ایں مجلس ار یارم در آید خوشترست
آنکہ شیریں جوئے شد با جوئے شیریں کار نیست
تشنۂ دیدار یارم چند گوئی از بہشت
من نہ باشم در بہشتے کاندرو دیدار نیست
وصل میگوئی قدم از کوئے ہستی باز کش
کیمیا در حقہ غیبست در بازار نیست

۱۲۰

انچہ من دارم درون سینہ از سر حسن
چوں بروں اندازمش کاندازہ گفتار نیست

۷

تا دل بکمند تو گرفتار بماندست		نقش تو دریں دیدۂ خونبار بماندست

عقلے کہ بہ نیک بد من داشت تصرف
یاراں بگلستان وصال تو رسیدند
ایں خرقہ کہ یکروز بریں سوختہ دیدی
پنداشتہ بودم کہ بہشت است اگر ہست
گر مخلص جانیست کہ تیرش بدل نشست

در نوبت خوبی تو یکبار بماندست
دامان من آویختہ خار بماندست
سالیست کہ در خانۂ خمار بماندست
آثار نماند از من و پندار بماندست
ہم ذوق نظر ہست کہ سودا بماندست

۱۲۱

ہر گفت حسن سو تو ازیں بیش کہ گویند
گوینده روان گشتہ و گفتار بماندست

۷

لعل لب تو مدد جان ماست
لے کہ کندی قرہ چوں دور باش
جعد ہمی پیچی و جاں می بری
باہمہ آمیزش و باماست ناز
خوے تو گیرم کہ ہمہ آتش است
گر نہ نمائیم رخ ہیچو عید

کفر سر زلف تو ایمان ماست
دیده بدل گفت کہ سلطان ماست
ایں ہمہ پیچاک تو بر جان ماست
ایں نہ زخوی تو ز حرمان ماست
روئے تو آخر نہ گلستان ماست
ایں قدرے گوے کہ فرمان ماست

۱۲۳

ہر چہ کہ ہست آن حسن آن تست
وہ تو نگوئی کہ حسن آن ماست

۷

یعلم اللہ کہ مرا دوش از غمت خواب آمدست
خواب چوں آید کہ چشم غرق خوناب آمدست

خواب را ظالم ہمے گویند افسانہ است ایں
چشم خواب آلود تو ظالم تر از خواب آمدست

ہیچ کس را از نکورویاں نہ بیند دل سپید
گوئیا کو گرد مہر خست ایں کہ نایاب آمدست

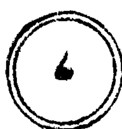
دل بابروئے تو پیوست آں ہم از دیوانگیست
دور کن از خوں وضو کردہ بمحراب آمدست

خوشتر از خط دبیراں شد سوادِ زلف تو
خوش تواں خواند ارچہ در غایات اطناب آمدست

پیش تو خواہم شوم کاں زلف را تابے دہم
زاں مثل ترسم کہ در حق رسن تاب آمدست



بر در عشقت کشاید بار معنیہا حسن
گرچہ مصراعیست آں نیز اندریں باب آمدست



ترا بکام دلم ہیچ دلنوازی نیست — چہ چارہ سازم کت رسم چارہ سازی نیست
دلم بہ بردی و ننواختی ہزار افسوس — چنانکہ دلبریت ہست دلنوازی نیست
ہوائے زلف توام داشتست سرگرداں — وگرنہ راہ امیدم بدیں درازی نیست
مرا چو قبلہ توئی در نماز گر ازما — جز ایں سخن شنوی آں سخن نمازی نیست
طریق سہل مپندار عشق بازی را — حقیقتست غم عاشقی مجازی نیست
مگر شنو نرسیدست کاں بزرگ چہ گفت — میان ما و شما عشق ہست بازی نیست

۱۲۴	حسن چو در صفِ عشق آمدی ز سر برخیز که بے سرسیت دریں راہ سرفرازی نیست	۷

ماہ سن چوں طرہ از رُخ برگرفت
عاشق شوریدہ کار از سر گرفت
مطرب عشقش نوائے ساز کرد
پردہ از روئے سلامت برگرفت
آتشے در دل نہاں می داشتم
عاقبت دیدم کہ ناگہ در گرفت
عقل گر پا بر سرِ عالم نہاد
عشق خوباں پا بہ بالا برگرفت
غوطۂ زد ہر کسی اندر بحرِ عشق
ایں یکے غرقہ شداں گوہر گرفت
بُت پرستی را ہدایت روئے داد
بُت رہا کرد و دربت گر گرفت

۱۲۵	در حسن ہم ایں صفت بینم کہ او دل بداد و دامن دلبر گرفت	۵

جانم فدات اے پری آدمی سرشت
سلطان ہفت چرخ بتو عہد نوشت
رخ چوں در بہشت بر و خط چہ میکسی
اے ظلم پیشہ خار منہ بر در بہشت
گل را صفت کنم مہ خورشید را کرا
اے آنکہ خوب خوب بہ پیش تو زشت زشت
تخم امید کشتم و تو ابر رحمتے
بگذر بکشت زار کہ زارست حال کشت

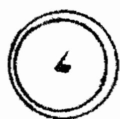
۱۲۶	بخت آں بود کہ بر دلِ سنگیت بگذرد یادِ حسن شبے کہ نہد سر بہ نیم خشت	۹

گرچہ روئے خوش تو گلزارست
خار خار غمت جگر خوارست

یوسف من بہائی خویش بگوئے | کہ ہمہ عالمت خریدارست
بوالعجب مذہبیست مذہب عشق | ہر کہ توبہ کند گنہگارست
نفسے میزنم بدشواری | گلہ کردن ہم از تو دشوارست
دل ببردی و بر شکستی نیز | کار ما دل شکستگان زارست
ما خطائے نکردہ ایم و لے | خوئے بد را بہانہ بسیارست
مست بازار حسن تو ہر روز | تیز تر ایں چہ روز بازارست
تا کہ شد حلقہ زلف میگونت | کعبۂ ما دکاں خمارست



نالہا میکند حسن چہ کند
بلبلے در قفس گرفتارست



سروے کہ سایۂ کرم از من دریغ داشت | صبح سعادتست دم از من دریغ داشت
یارب ہمیشہ بر سر من پائیدار باد | آں ابر رحمتے کہ نم از من دریغ داشت
بکشاد تیر غمزہ ولیکن نزد مرا | آں تیر غمزہ را بدم از من دریغ داشت
گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چوں رکاب | آں شہسوار من قدم از من دریغ داشت
گفتم سگ خودم خواں چوں داغ میں نہے | داغم نہاد و آں کرم از من دریغ داشت
من صد نوائے زار کشیدم ز دل چو نے | او یک نوازش قلم از من دریغ داشت



فالے ہمے زدم من از روئے چوں حسن
فال حسن نگر کہ ہم از من دریغ داشت



دلم ببردی و سامان کار پیدا نیست | کدام دل کہ ز دست غم تو شیدا نیست

گر تو حل کنی ایں مشکلات نامۂ خود
وگرنہ روح قدس مرد ایں عمانیست

دلم بیاد تو فارغ شد از غم کونین
در آں دیار کہ فرمان تست غوغا نیست

رسید لشکر درد و گرفت کشور جاں
ہنوز گرد شہنشاہ عشق پیدا نیست

تمام عمر مرا صرف شد بخواہی
درے بہ ہمہ طلبم کاں بہیچ دریا نیست

مراز جائے تو ہر جا نشاں ہمی پرسند
کجاست جائے تو آنجا کہ جائے را جا نیست



حسن بکنج دل عاشقانت میجوید
محل گنج نہفت است آشکارا نیست



باز گرد کوئے یار بے وفا خواہیم گشت
او بلا سوز ست و ما گرد بلا خواہیم گشت

یار اگر چوگاں زند تا حال ما ابتر کند
ما چو گوئے وقف میدان رضا خواہیم گشت

چند مدح مصلحاں گوئیم و قدح مفسداں
تو چہ پنداری کز ینہا پارسا خواہیم گشت

از نوائے عشق گر بانگے بما خواہد رسید
تا قیامت ما براں بانگ نوا خواہیم گشت

دوش عہدے شد کہ اندر رقص ما گردیم بیش
مطربا یک صوت خوش ساز کز ما خواہیم گشت

روز محشر گر بساط خاک طے خواہند کرد

ذره وار از مهر خوباں در ہوا خواہیم گشت

۱۳۰	هرچه از معشوق تشریف جفا خواهیم یافت چوں حسن از دیده مشغول دعا خواهیم گشت	۹

ان گل که بوئے خویشتن از من دریغ داشت
بادے ز عرصۂ چمن از من دریغ داشت

یعقوب وار نرگس چشم سفید کرد
وانگه نسیم پیرهن از من دریغ داشت

محض خیال باشد امید وصال یار
چوں او خیال خویشتن از من دریغ داشت

دیدار جستنش سخن بے محل بود
او در همه محل سخن از من دریغ داشت

اندر نظارهٔ ذقن و زلف عنبریں
در چه فروشدم رسن از من دریغ داشت

من خود بطوع و رغبت خود میشوم اسیر
آن ترک را که تاختن از من دریغ داشت

بکشاد تیر غمزه ولیکن نزد بمن
آں بود آرزوے من از من دریغ داشت

گفتم بزیر دامن درد خودم بپوش
زیں درد مردم و کفن از من دریغ داشت

۱۳۱	من عشق تا بهاش فرستادم اے عجب و یک قصیدهٔ حسن از من دریغ داشت	۷

بیا ساقی که گل مهمان باغست
میم ده کز همه شغلم فراغست

نشان توبه از من کمتر کجوے
که امروزم هواے جوے[۱] باغست

اگرچه شسته ام دل از بتان پاک
ولیک از زخم شاں صد جاے[۲] داغست

اگرچه خسته ام از باده چوں باد
هنوزاں باد ها اندر دماغست

حدیث من حدیث کبک و زاغست بروئم سر بسر پر کلاغست		نہ اہلِ خرقہ نہ اہلِ خرابات چو بینی اندرونم پرِ طاؤس

۷	حسن دل راز تف دردی سوز کہ آں شبہائے عاشق را چراغست	۱۳۲

چند یا ما دل گراں کردن اگر از سنگ نیست

چند ازیں زخم زباں گر اتفاق جنگ نیست

نالۂ ما دُعم تو بگذرد از اوج چرخ

چرخ را با ہفت پردہ حدایں آہنگ نیست

عقل ما سر می نہد بر پائے عشقت چوں کند

مور مسکیں راز تعظیم سلیماں ننگ نیست

کعبۂ وصل ارچہ ہست از ما بصد فرسنگ دُور

گر تو ہمرہ میشوی واللہ کہ یک فرسنگ نیست

خیز تا با سبزۂ و گل ذوق گیریم از سماع

غلغلے از نائے بلبل بس بود ار چنگ نیست

جُز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موئے

چوں سپیدت شد کنوں بعد از سپیدی رنگ نیست

۹	چند بینی اے حسن در گل رخان سبز خط چوں نکو تر بینی آں آئینہ ہائے زنگ نیست	۱۳۳

لہ داری ۱۲ کہ سیاہی ۱۲

می دوشینه درمن کار کردست
خرد رخت فضولی بار کردست

بیا ساقی می گلگوں پدید آر
که گل را صبحدم ہشیار کردست

چه منت می نهد بر من مؤذن
مرا مرغ سحر بیدار کردست

درآمد اینک آں مست شبانه
که با ما عربده بسیار کردست

اگرچه دوش ازمی توبه می کرد
ولے یک دو قدح در کار کردست

خصومت با دل اوگار من داشت
ندانم ازکجا افکار کردست

چه خونها ریزد آں لب خاصه اکنوں
خط خونریزه با خود یار کردست

دلا چندیں چه نالی آخر از وے
که ایں شوخی نه اوّل بار کردست

١٣٤

حسن منکر نیارد شد ز عشقت
که پیش عالمے اقرار کردست

٧

اے دوست ترا بر سر وقتم گذرے نیست
از حال دل بیخبرانت خبرے نیست

گفتی بگلستاں رو و در لاله و گل بیں
چیزے که مرا با تو بود با دگرے نیست

اے من سگ کوے تو مزن سنگ جفایم
زاں روکه مرا جز در تو هیچ درے نیست

زاں می که لبت خورد نصیب من مسکیں
کمتر مکن از جرعه اگر بیشترے نیست

پرهیز میسر نشد از زخم که زد عشق
حیلت چکنم تیر اجل را سپرے نیست

اے خواجه عاقل تو دلِ خویش نگه دار
بر دل شدگاں عیب گرفتن هنرے نیست

١٣٥

سر در سر سودائے بتاں کرد حسن باز
اے خاک براں سر که برو درد سرے نیست

٧

خط تو تا برات حسن بنوشت — گل نو پرده بر عارض فروهشت

ز تو در غنچه پنهان شد گل آری — ز روی خوب رو پنهان کند زشت

ز روی روشنت آتش جدا ماند — از آنست این سیه روئی در انگشت

نیاید صبحدم از عاشقان صبر — نیاید هیچ وقت از لولیان کشت

غریبی گفت مضمون دل خویش — یکی آن حرف تضمین کرد بنوشت

شبم از دولت او خوش گذشتست — ز غم بستر بده زانده بالشت

۱۳۶ — ۹

حسن خاک درت از دیده تر کرد
مگر زان گل نهی در گور او خشت

غمت امروز غمگسار منست — عشق تو عیش روزگار منست

گر ندارم ز محرمان روزی — شب تاریک راز دار منست

هر نفس پیرهن دریدن صبح — اثر نالهای زار منست

تا بخاکش نه افگنی زنهار — دل پرخون که یادگار منست

چرخ در خون من کمر می بست — چشم شوخ تو گفت کار منست

گر اسیرم کنی و گر بخشی — اختیار تو اختیار منست

گر تو یک روز در میان آئی — همه مقصود در کنار منست

همه عالم اگر خزان گیرد — روی خوبی تو نوبهار منست

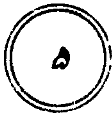
۱۳۷ — ۷

گر حسن رانی کنی یاری
وقت آخر بگو که یار منست

اے ترک تند رفتہ زمانے زماں بایست	بر آب چشم ما نظرے کن ازاں بایست
رفتی و مے نہ ایستد آبِ رواں ز چشم	آخر پئے نظارہ آبِ رواں بایست
اے بر ہلاک کردہ عنان و رکاب گرم	یک شہر دست میزندت بر عناں بایست
خواہی کہ مہ بکاہد بر بام خود برآ	ور رنج سرو خواہی در بوستاں بایست
پروانہ وار در قدمت او فتادہ ام	تو شمع عاشقانی و در کار شاں بایست
اے آنکہ آمدی بسر کشتہ ہائے خویش	گر ہست اتفاق دعا یکزماں بایست



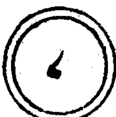
در کارِ دلبراں حسن از دیدہ دل بنہ
ور نیز کارے افتد با جاں بجاں بایست



ز فتنہ در دلِ سنگیں تو چہاست کہ نیست
بمہر کردی دعوے خدا گواست کہ نیست
جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تواں گفت
ز نیکوئی ہمہ ہست و ہمیں وفاست کہ نیست
درِ تو کعبۂ مقصود داد خواہانست
برائے آں ہمہ[عہ] باز و برائے ماست کہ نیست
ہمہ غمست و ہمہ درد حاصل عشاق
ازیں متاع دریں قافلہ چہاست کہ نیست



کنوں کہ جائے گرفتی دروں جان حسن
ببیں کہ داغ غم تو کدام جاست کہ نیست



عہ برائے ہر ہمہ بار است و بار است کہ نیست

از روئے خوب خوے مخالف غریب نیست — نرمی ز لطف سلسلہ مویاں قریب نیست

جاں می دہم در اندہ جاناں و شاکرم — کاں کز حبیب در گلہ باشد حبیب نیست

اوصاف عشق و معرفت از مدعی مپرس — محجوب را ز ہیچ چراغے نصیب نیست

بلبل بباغ شد چہ غم از بانگ باغباں — اگر یار یار باشد ہم رقیب نیست

چندیں چہ می کنند ز نالید نم عجب — گر کوہ از فراق بنالد عجیب نیست

اصلاح طالع من و درمان درد من — اندازہ منجم و حد طبیب نیست

(۱۴۰) آوارہ شد دل حسن اندر ہوائے دوست
آوارگی ز حال غریباں غریب نیست (۷)

کو دیدہ کز فراق رخ تو پر آب نیست — کو دل کہ در کشاکش عشقت خراب نیست

روزم تو برفروز و شبم را تو نور بخش — ایں کار نیست کار مہ و آفتاب نیست

اے محتسب تو خیمہ بخمار خانہ زن — بگذر زما کہ مستی ما از شراب نیست

آں میزباں کہ کاسہ مہیا ہمے کند — گو ہیچ لقمہ[۵] خوش مزہ تر از کباب نیست

گفتی ترا چہ سوز و چہ شورست در سماع — ایں زاں سوالہاست کہ آنرا جواب نیست

بے حلقہ کمند سر زلف نیکواں — گر کعبہ میرویم دعا مستجاب نیست

(۱۴۱) ہر دُر کہ در خزانہ دل داری اے حسن
آنرا بسلک کلک کشیدن صواب نیست (۷)

دلبر ما یگانہ افتادست — شورے اندر زمانہ افتادست

۵ گو ہیچ کاسہ خوش مزہ تر از رباب نیست ۱۲

قصهٔ ما که مے برد در پیش
انیکه بر آستانه افتادست

اے سلامت گزین سپر کردار
تیر ما بر نشانه افتادست

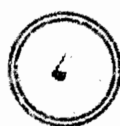
مؤذن اندر صلاے حی علے
صوفی اما شبانه افتادست

یار آوارگی همی خواهد
رفتن حج بهانه افتادست

چند گوئی ز خانهٔ کعبه
کار با خصم خانه افتادست



یکے از بندگان اوست حسن
که ز خوبان یگانه افتادست



دل غمت را ز کرم‌هائے الٰہی دانست
خاک پائے تو بیاز افسر شاہی دانست

مبتلائے که بدو داغ بلائے تو رسید
آں بلا مملکت نامتناہی دانست

جز رخ و زلف ترا در دل خود نقش نه بست
ہر که حرفے ز سپیدی و سیاہی دانست

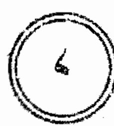
جان من بندگی روے ترا کرد اقرار
خط خوب تو براں دیده گواہی دانست

اے رخت آفت شہر آمد و آشوب سپاه
قصهٔ ما و تو شہری و سپاہی دانست

بس نماندست که صحبت ز میاں برخیزد
قدر من بنده بداں ورنه بخواہی دانست



بحسن انچه رسید از بد و از نیک ایام
نے ز تو نے ز خود از حکم الٰہی دانست



با سر زلف تو ما را سر و سودائے ہست
وصل ہر چند محالست تمنائے ہست

دیده گر از رخ خوب تو ندید آسائش
سینه را از غم دیرینه دل آسائے ہست

نگذاری که سرت گردم و پایت بوسم ... آخر این کار مرا هیچ سر و پائی هست
لب تو خواستم از غمزه زدی نیش آری ... هر کجا فرض کنی خاری و خرمائی هست
خلق گویند دلت راز کجا صبر آمد ... ای دل از صبر نشانم ده اگر جائی هست
ای که نظاره دیوانه نکردی هرگز ... قدمی رنجه کن این سوی که رسوائی هست

(۱۴۴) دمبدم تیره مکن روز حسن را امروز
آخر اندیشه کن امروز که فردائی هست (۷)

ای کشیده چو یکی سرو سهی بالا راست ... راست بر شکل تو ئی لیک نئی با ما راست
قد خوبانِ جهان راست تر از قد تو نیست ... آری این خلعت غیبت بدان بالا راست
زاغ را گرچه نهد کبک که رفتن کژ ... نتواند که نهد پیش تو هرگز پا راست
تا ز ابروی کژ خویش کمان ساختهٔ ... من هدف کرده ام اندر دل خود صد جا راست
ای کمر بسته چو جوزا و مژه کرده چو تیر ... گوئی آن تیر عطارد شده و آن جوزا راست
فکر خال سیهات می پزم ای جان چه کنم ... چو به بازار نیآیدم این سودا راست

(۱۴۵) بر حسن هیچ گهی نرم ندیدم دل تو
وه دل سخت تو دل نیست که سنگِ خارا است (۷)

شب گذشته مرا از غمت چنان بگذشت ... که موج اشک من از اوج آسمان بگذشت
حدیث درد چه گویم که شرح ممکن نیست ... درِ طبیب چه پویم که کار از آن بگذشت
بر آستین جفا بر ممال بیش که کارد ... باستخوان برسید و ز استخوان بگذشت

حکایتِ دلِ بیمارِ من چہ می پرسی
تو دیر ماں بسلامت کہ آں فلاں بگذشت
نہ زیر پائے تو مردم نہ بر سر کویت
دریغ عمر عـزیزم کہ رائگاں بگذشت
بنجد منت نرسیدیم و عمر آخر شد
زکعبہ دور فتادیم و کارواں بگذشت

(۱۴۶) حسن زحرف بلاخواست تاکہ در گزرد
ولیکن از خطِ تقدیر کے تواں بگذشت (۹)

چہ رویست آنکہ گوئی نوبہارست
غلط کردم بہشت روزگارست
بنقد امروز با او در بہشتم
مرا با نسیۂ فردا چہ کارست
اگر ہر دو جہاں از پا در آیند
چہ غم چوں پایۂ عشق استوارست
خرد معزول و عشق اندر تصرّف
عس بیرون و دزد اندر حصارست
ہمہ عمر از لب میگون معشوق
مرا مستی و حاسد را خمارست
اگر قصدے کند زلف چو مارش
شکایت چوں کنم او یار غارست
بو سم نامۂ خود روز محشر
کہ از خطِ سیاہش یادگارست
گرم چوگاں زند بر سر بزن گو
نہ ایں گو از برائے آں سوارست

(۱۴۷) حسن از چشم شوخش گوشۂ گیر
ہنوز آں ترک مست اندر شکارست (۷)

اے چوں مہ نو آیتے از نور سعادت
چوں حسرت من حُسن تو ہر روز زیادت
گل برگ بریزد چو تو آئی بتماشا
بیمار نمیرد چو تو آئی بعیادت

گر میل کند نرگس مست تو بستاں | ما و لب میگوں تو نه زہد و زہادت
ایں عقل من و عشق تو دانی بچه ماند | روباه که با شیر زند لاف جلادت
از زخم تو نالیدن و مرہم طلبیدن | نقصان ادب باشد و ہستی ارادت
روزے که تو در کشتن من دست برآری | من سوے تو انگشت برآرم بشہادت

۱۴۸ — اے اختر مقبل نظرے بر حسن انداز / ویں جمله نحوست بدلش کن بسعادت — ۷

درد عشاق را دوا دگرست | داغ معشوق راحت جگرست
دل فدا کردم آں کماں کش را | زخم تیرش سعادت سپرست
یار یاری کند اگر خواهد | قصهٔ ما هنوز بر اگرست
در قیامت که حشر خلق بود | ہر که عاشق نبود او حشرست
ما ببوئے نگار زنده شدیم | حشر ما خود قیامت دگرست
ساقیا صاف اگر نماند چه شد | دُرد پیش آر ایں چه دردسرست

۱۴۹ — دعوئ زهد کرده بود حسن / سخن مدعی چه معتبرست — ۷

سر زلف تو تا به پیچیدست | کار ایں مبتلا به پیچیدست
آں نه زلف ست روزگار منست | کز سرتا بپا به پیچیدست
دل بگیسوت چوں رسن بازے | بکمند بلا به پیچیدست

طرهٔ گردِ رُخ تو پنداری	گردِ گنج از دہا بہ پیچیدست
ترکِ من عشق سخت بازوے تو	گردنِ صبرِ ما بہ پیچیدست
بازکن فرشِ ناز کایں درویش	زہد چوں بوریا بہ پیچیدست



خواست جد ترا حسن بدعا
گربہ در دعا بہ پیچیدست



دل کہ باز آوردہ بودم ہم[۱] بدلبر بازگشت
مرغ جانم ہم بداں سرو سمن بر بازگشت

گل بدعوائے رخش دامن کشاں آمد بباغ
از خجالت ہمچناں با دامنِ تر بازگشت

گفت مشاطہ روم رویش بیارایم چو ماہ
آفتابے دید بر بامے ہم از در بازگشت

دوش سلطانِ خیالش در دیار ما رسید
قلب ما بشکست منصور و مظفر بازگشت

اے طبیبِ من کجا رفتی یکے گرد دلم
بازگشتے کن کہ آں بیمار[۲] از سر بازگشت

از لب میگونش یک جرعہ بمشتاقاں رسید
زاہد صد سالہ از سبحہ بساغر بازگشت

بیخبر آمد حسن یک شب بکوئے یار خویش

[۱] ہم بداں در بازگشت [۲] بیچارہ

۱۵۱	آستانش بوسہ داد و بیخبر تر باز گشت	۷

غم و اندیشۂ ما بے تو کم نیست
گرت اندیشۂ ما ہست غم نیست
دل پر خون و جان خستہ داریم
بدار الملک عشق این جنس کم نیست
خرد با عشق خوباں بر نیاید
بلے درویش مرد محتشم نیست
ترا دیدم دل از جاں بر گرفتم
کہ عشق و عافیت ہر دو بہم نیست
دلا صبر از ستم برکار می دار
رہ عشاق بے خار ستم نیست
اگر سر چوں قلم بر خط لیلیٰ
نہد صد بار بر مجنوں قلم نیست

۱۵۲	حسن گنج سلامت گیر و بنشیں ترا اندازۂ ایں رہ قدم نیست	۵

ہم کہ با دل من یار بود ازاں بر گشت
دل شکستہ بگشت ار چہ دلستاں بر گشت
جہان حسن بداں بے وفا تعالی اللہ
چرا و بگشت تو گوئی ہمہ جہاں بر گشت
بو جہ طعنہ بگفتم جفا مکن چو فلک
ہمیں قدر کہ فلک گفتمش رواں بر گشت
ز بخت خود گلۂ با زمانہ مے کردم
زمانہ نیز بہ بخت من ایں زماں بر گشت

۱۵۳	حسن مگر دکنوں گرد دوستیٔ کسے کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد ازاں بر گشت	۱۱

عالم عشقت جہانے دیگر ست
آستانت آسمانے دیگر ست

عقل را از دفترِ عشقت چہ علم — آں ورقہا را نشانے دیگرست

دوزخ اندر راہِ مشتاقانِ تو — ہر شرارے بوستانے دیگرست

عالمے پرشد ز خاموشئ من — بے زبانان را زبانے دیگرست

ہرگزم در باطنِ من جا نبود — خلق ظاہر را گمانے دیگرست

عشق ابروے تو خونِ من بریخت — وہ کہ آں تیر از کمانے دیگرست

با بلاہائے تو عادت کردنیست — عافیت اندر جہانے دیگرست

درد و راحت در جہاں بسیار بود — درد تو راحت رسانے دیگرست

جاں بدیں یک بیت دادست آں بزرگ — آرے آں گوہر زکانے دیگرست

"کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگرست"



اے حسن سوداتِ رحمت میدہد
وہ کہ آں رخت از دکانے دیگرست



نز تیغ بلا ترسم و نز تیر ملامت — باید کہ ازیں ہر دو تو باشی بسلامت

اندیشہ مکن کز دلِ ما کشف شود راز — قارورۂ ما نشکند از سنگِ ملامت

در دیدنِ رویت اگرم منع کند خلق — بر دیدہ نہم منت و بر خلق غرامت

تو بہ مطلب ازمن مسکیں کہ در آفاق — ہرگز گنۂ عشق نیاورد ندامت

در گور برم از سرِ گیسوئے تو تارے — تا بر سرِ من سایہ کند روز قیامت

میگفت صلاتے خوشے امروز مؤذن — چوں قامت او دید زباں ماند ز قامت

ایں طرفہ طریقت کہ دیدیم حسن را

۱۵۵	می برکف و بت در نظر و لاف کرامت	۵

مراں کاسودہ دل بے تو کسے ہست
اگر بے خانماں خواہی بسے ہست

اللہ اے ساربان محمل مراں تند
نگہ کن کز ضعیفاں وا بسے ہست

نالم گرچہ زارم می کشد یار
ہماں قاتل مرا یاری رسے ہست

اگرچہ در دلم رہ کردی اے یار
چنیں یکسر میا اینجا کسے ہست

۱۵۶	بیا دریاب اے ساقی حسن را کہ در جام مراد او خسے ہست	۷

نیست روزے کاں لب خونخوار او خونریز نیست
فتنۂ عشقش کم از غوغائے رستا خیز نیست

نیست پایم را گریز از پیش چشم مست او
با سرِ گیسوش ہم سامان دست آویز نیست

نسبتِ بالائے قدّانش مکن با ہیچ سرو
سرو را بالا خوش است امّا بلا انگیز نیست

عشق بازاں دیگرند و عیش سازاں دیگرند
انچہ در فرہاد می بینیم در پرویز نیست

چند گوئی از ہوائے نیکواں پرہیز کن
ہرچہ بیماریٔ عشق است اندراں پرہیز نیست

ا؎ عشق

از خدا امیدمی دارم کہ فردا روز حشر
دست من نہ دہند مکتوبے کہ عشق آمیز نیست

۷	تیغ جلادی چہ آری از پئے قتل حسن ہیچ تیغے چوں سر مژگاں خوباں تیز نیست	۱۵۷

دلبرے دارم کہ غمخوارِ منست
دل بہ او دادن ہمیں کارِ منست
من بدل بردن چرا رنجم ازو
گرچہ دل بردست دلدارِ منست
گل رخا! بے تو نخواہم باغ و گل
داغ و درد ست باغ و گلزارِ منست
چند زیر پیرہن گردی نہاں
ایں ہم از بخت نگونسارِ منست
لعل خونین ترا ازاں دو ستم
کاں شفائے چشم خونبارِ منست
گر سگ کوئے خودم خوانی شبے
باشد آں شب روز بازارِ منست

۷	گیسویت را یاد دادم از حسن گفت می دانم گرفتارِ منست	۱۵۸

اگرچہ پائے من از دست تو بزیر گل است
ہنوز دست بدامان عہد متصل است
خلاف کردی و بدکردی و خطا کردی
بیا کہ ہرچہ تو کردی ازیں طرف بحل است
مرا کہ قبلۂ جانم توئی چہ کار آید

ے نامہ نہ دہد بدست من۔

بتے کہ درختن و لعبتے کہ در چگل است
دلِ مرا بتو کارے فتاد چہ تواں کرد
شنیدۂ مثلِ مردماں کہ کارِ دل است
دریں جہاں و دراں با محبت تو خوشم
ہوائے عشق بہر جا کہ ہست معتدل است
اگر تو بر گل گورم گذر کنی روزے
ببوئے خوں بشناسی کہ ایں کدام گل است

۱۵۹	حسن اگرچہ نکردست در وفا تقصیر بدیں گناہ کہ بے تو ہمے زید خجل است	۷

دل بغداک یکے بستم وچندیں سال است
رُخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام
من اگر والۂ آں حسن دلاویز شوم
من کیم در ہمہ عالم کہ نہم پائے طلب
نالۂ زار کہ کردے دلم آں نیز گذشت
ترک خونریز مرا کشت طبیباں چکنند

کو عناں تافتہ ویں سوختہ در دنبال است
اینت ساقی زرخ و زلف مبارک فال است
عجبے نیست کہ یک فتنۂ رویش خال است
اندراں کوی کہ سرہائے سراں پامال است
وہ کہ بیمار من امروز بسے بد حال است
گر کسے زندہ کند کار ہماں قتال است

۱۶۰	در غمش جاں بلب آمد چہ تواں کرد حسن من بریں حال و زاں سوئے ہنوز اہمال است	۷

مشکے کہ کشید او ہمہ ملک ختن نیست
سروے کہ رواں کرد در اطراف چمن نیست

ہر گاہ کہ خندد گل دلہا بکشاید
آں غنچہ از باغ بہشتست دہن نیست

می گفت نگنجد سخن اندر دہن من
در تنگی آں تنگ شکر جائے سخن نیست

بند دل دیوانۂ ما در رسن زلف
آں کیست کہ دیوانۂ آں بند رسن نیست

اے خواجہ منجم چہ شد آخر خبرے دہ
زاں اختر مسعود کہ در طالع من نیست

برداشت ز من دست غمش پردۂ عصمت
دانست کہ ایں مردہ سزاوار کفن نیست

۱۶۱	پیغام فرستاد کہ رو توبہ کن از عشق گو بر دگرے حکم کن ایں کار حسن نیست	۶

دولت ما گل نکرد محنت خار از کجاست
راحت مے تا پذیرد رنج خمار از کجاست

یار ز من رخ بتافت گفت نیاز زر دنست
وہ اگر آزار نیست نالۂ زار از کجاست

ترک من آخر بدار غمزہ خونریز را
گر تو نہ تیغ زن سینہ فگار از کجاست

لب طلبیدم ز تو زلف برافشاندیم
مہرہ بکف نامدہ آفت مار از کجاست

گفتہ بدی با توام ہست غبارے عجب
آب حیات بلطف در تو غبار از کجاست

۱۶۲	چشم حسن گر نہ بخت بر سر کوئے تو خوں بر در و دیوار تو نقش و نگار از کجاست	۷

ندانم چوں نشود اے دوست حال دوست داراںت
مگر دولت کند یاری کہ یاد آید ز یاراںت

ازاں میگوں لبت روزے نشد یک جرعہ ام روزی
تو خونم نوش کردی نوشش بادا و گوارا نت

جفا جوئی اگر بینی بجسمع خرقہ پوشانم
دعا گویم اگر بینم میاں بادہ خوارا نت

تو چوں غمزہ زناں پیدا شوی بیچارہ عقل و دیں
کہ حدِ ایں سپر ہا نیست دفع تیر بارا نت

کسے بودے کہ بر سر لشکرِ خسرو خبر بردے
کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارا نت

تو اے شاہِ بتاں گیسو بدستم دہ مگر باشم
بدیں درگہ یکے از جملۂ زنجیر دارا نت

۱۶۳	حسن را در غمت یکدم نمی باشد قرار آرے بریں رفتست پیوستہ قرار از بیقرارا نت	۷

اے شوخ ترا در لبِ شیریں چہ شرابست
کندر ہوسش ایں دل صد پارہ کبابست

مستست بیا دِلِ لب میگوں تو شہرے
شہرے کہ چنیں مست نیابیش خرابست

نندیشیم اگر راہ بریں دیدہ کنی لیک
اندیشہ ہمینست کہ ایں رہ ہمہ آبست

گفتی ز بتاں سوختۂ کیست کہ داند
دانیم و نگوئیم کہ ایں را چہ جوابست

اے شیخ میا پہلوئے من در صف طاعت
بگذر کہ مصلائے مرا داغ شرابست

اے دوست گلے چند بدیں سوختگاں بخش
زیں باغ بہشتی کہ ترا زیر نقابست

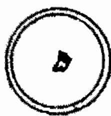
۱۶۴	واللہ کہ حسن بے تو نخواہد گل و گلبن بے روے نکو دار چناں دار عذابست	۷

ا؎ ندانیم

لب شیرینت را شکر غلام است	اگر شیریں توئی شکر کدام است
اگر ساقی تو خواهی بود مارا	که می گوید که می خوردن حرام است
مه نو بر فلک بینند خلقی	من آن مه را که بر بالائے بام است
شب هفتم که مه نیمه نماید	اگر تو روئے بنمائی تمام است
برت چوں سیم و زلفت چوں عود	طمع بر هر چه خواهم بست خام است
اگر مہماں بخواہی صوفیاں را	ازاں حلوا خبر ده تا چه نام است



عزیزان از حسن صحبت مجوئید
شما رحلت کنید او را مقام است



کو دلے کز دست تو صد پاره نیست	یا بشمشیر غمت آواره نیست
سر عشقت از دلِ عشاق پرس	عقل را زحمت مده ایں کاره نیست
خوار گشتم در غمت طرفه تر آنک	اندریں غم جز غمم غمخواره نیست
آفتاب از کوه جلوه می کند	با سر پایانِ ایں نظاره نیست



با حسن گوئی که بے من صبر کن
صبر بے تو حد ایں بیچاره نیست



مرا در عشقش پارسائی نساخت	فسوں خوانی و خودنمائی نساخت
خرد منکر از عشق و عشق از خرد[ه]	دو بیگانه را آشنائی نساخت
بمیگوں لبش خرقه در باختم	قدح نوش را پارسائی نساخت

ـه خرد منکر عشق و من از خرد

دل و دین و جان پیش کش کردمش | توانگر بدیں بے نوائی نساخت
چہ آرام اے دوستاں از طبیب | کہ آزردہ را مومیائی نساخت
شکایت ز خورشید تو جیہ نیست | اگر بوم را روشنائی نساخت

(۱۶۷) بتر سید از قتل خوباں حسن
گدا طبع را پادشائی نساخت (۷)

گر پردہ برکشائی ازاں روئے چوں بہشت
روشن شود براہلِ نظر حال خوب و زشت
تقدیر حق وجود تو چوں خواست آفرید
صد جان و دل نہفتہ دراں آب و گل سرشت
تا قامتِ تو شاخ گلست دید باغباں
در باغ شد ز بیخ بر افگند ہرچہ کِشت
واللہ اگر تو فردا ہمرہ نباشیم
گر سر بری مرا ننہم پائے در بہشت
رضواں اگر بہ بیند خشت درت کند
جملہ نگار خانۂ فردوس خشت خشت
کاغذ زگریہ تر شد و خامہ ز آہ سوخت
شرح فراق خویش تو چوں تواں نوشت

چندیں حسن برشتۂ جاں دل چہ بستۂ

لہ حدتو نیست لہ بزم

۱۶۸ — سہلست گر گست چہ شاد مرتش زشت — ۷

چشمے کہ در نظارہ آں سرو قامتست
بر روئے آب میروم از موج اشک خویش
شب در خیال دوست نباشد برابرم
من در نماز وقت خوش از یاد قامتش
ہرگز نہ بر معاملہ عشق کار کرد
دوش از خرابی دل تنگم خبر رسید

در ہر گلے کہ بیند بروے غرامتست
صوفی کہ عشق باز و صاحب کرامتست
آں شب ہمرا برابر روز قیامتست
مقری ہنوز منتظر وقت قامتست
روز حساب حاصل کارش ندامتست
دل گو خراب شو چو دلستاں سلامتست

۱۶۹ — باریست از ملامتیاں بر دل حسن / کارے بجاں فتادہ چہ جائے ملامتست — ۷

از خطش سایہ بر چمن بد نیست
آں بنفشہ کہ خط خطاب ویست
خال بر عارضش نگہ کردم
دیدمش آں زلف وآں زنخداں را
ہر بدی کاید از نکو رویاں
من بیاد بتاں نکو سخنم

سبزہ ہمسایۂ چمن بد نیست
رستہ پیرامن سمن بد نیست
شحنۂ زنگ بر ختن بد نیست
گر سم ارچہ ولے رسن بد نیست
یعلم اللہ کہ نزد من بد نیست
چوں بگوئی کہ ایں سخن بد نیست

۱۰۷ — گر کس ایں نکتہ را خلاف کند / اتفاق تو اے حسن بد نیست — ۷

جز من که دید اینکه بلائے فراق چیست	آسودہ را خبر چہ از آنک اشتیاق چیست
ہر دل کہ چوں چراغ نمی سوزد از فراق	او را چہ روشنست کہ سوز فراق چیست
خواہم زحق بر آمد آں زنک آفتاب	کیں ہفت شمع باز دریں ہفت طاق چیست
در کلبہ ام بس است ہماں صورت لطیف	چندیں ہزار نقش دریں نہ رواق چیست
با آفتاب وصل چو حاصل نشد قراں	سیارۂ دلم را ایں احتراق چیست
گر فرصتے دہی بتواں یافت کام خویش	ہاں اے غم فراق بگو اتفاق چیست

(۱۷۱) خلقے غریق نعمت وصل اند اے حسن
جز من کہ داند اینکہ بلائے فراق چیست (۶)

از نفث عشق شعلہ دروں آمدن گرفت	دود از درون سینہ بروں آمدن گرفت
گردم بسے براں لب شیرینت چشم سرخ	اینک زنوک ہر مژہ خوں آمدن گرفت
کشتی ما بشرط سلامت کجا رسد	موج از چہار سوئے دروں آمدن گرفت
ہرگز نیامدے بدل من خیال مرگ	از دولت غم تو کنوں آمدن گرفت
روزے برائے طیبت تشبیہ قد خویش	گفتم الف نویسم نوں آمدن گرفت

(۱۷۲) شب کامدی شنیدن شعر حسن زدور
گفتم پری گر بہ فسوں آمدن گرفت (۶)

گر نزا خشمے است در سر سر کشم پیش سنانت
ور بجاں خوش میکنی دل جاں دہم بر آستانت

حال مسکیناں نپرسی زاہ مظلوماں بترس
وہ چہ حیلہ سازم اے جاں بادل نامہربانت
گر بزلفت دست بازم سرہے بپیچد کمند
ور زلعلت بوسہ خواہم تنگ می آید دہانت
یک نسیم سنبل تو ہر دو عالم زندہ کرد
باش تا گلہائے دیگر بشکفد از گلستانت
اے بوئے تو شگفتہ نو بہار آفرینش
من ندیدم چوں تو باغے آفریں بر باغبانت

۱۷۳	گرچہ از ناز و رعونت چوں حسن بر دستِ ہجر رائگانم می فروشی ہم خریدارم بجانت	۷

سروے چو قد تو در چمن نیست
مشکے چو خطِ تو در ختن نیست
ہر پیرہنے کہ می درد گل
بوئے تو بہیچ پیرہن نیست
بر چوں تو کسے دگر گزیدن
کارِ دگریست کارِ من نیست
دایم سخن از لب تو گویم
شیریں تر ازیں سخن سخن نیست
از عربدہائے من چہ رنجی
دیوانہ بدست خویشتن نیست
جاں پیشِ خیال تو فشاندیم
مارا سرے بے توزیستن نیست

۱۷۴	گفتنی کہ چرا جدائی از من ایں از فلک است از حسن نیست	۷

اے دلم را تا قیامت با تو پیمانے درست
نیست از دستِ غمت در ہیچ تن جانے درست

گر ز در بیروں خرامے ایں چنیں دامن کشاں
خلق مسکیں را کجا ماند گریبانے درست

گر کسے پرسد چہا دارید از ملک جہاں
یک دلِ صد پارہ داریم و پیمانے درست

تا شکستی زلف کافر کیش ظالم پیشہ را
آں شکستہ با کسے نگذاشت ایمانے درست

نار اگر با خندہ شیرینت لافے زند
در دہانِ او نہ مانم نیز دندانے درست

ترک من تا تیر غمزہ راست کرد از ہر طرف
میکشم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست



گر بر غبت بشنوی یک روز بیتے از حسن
تحفہ آرد پیشِ تو ہر روز دیوانے درست



ساقی شب ما شب دراز ست
رویت نگریم و سجدہ آریم
شہنا مرچہ خواست کرد محمود
با وصل تو ام نساخت کارے

می دہ کہ در امید باز ست
در مذہب ما ہمیں نماز ست
او عاشق قصۂ ایاز ست
ایں کار بدست کارساز ست

سلہ اے صنم گر بشنوی

رو ئے کہ تر است جائے نازست		از ناز نمی کنی بمن روئے
شمع روشن شب درازست		از زلف و رخ تو عشرتم را



تا شیوۂ تست سر بسر ناز
تدبیر حسن ہمہ نیازست



اشکم ز تیغ غمزۂ خوباں رواں ترست
صبرم ز گنج وصل عزیزاں نہاں ترست
سیل سرشک بار نمے ایستد دمے
ہر روز ایں گلیم کہ دارم گراں ترست
جانا دل مرا بجہاں نیست خانۂ
ویں عقل خانہ سوختہ بے خان ماں ترست
گرد از مہ و ستارہ برآور کہ دمبدم
از طالعے کہ داشتۂ کامراں ترست
گرگہ سلام خشک ز تو می رسید یار
امسال آن مزاج کہ دیدم چناں ترست
از چشم تو بزلف تو جستم پناہ لیک
ہندوئے تو ز ترک تو نامہرباں ترست



اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر
او پیر می شود سخن او جواں ترست



ای ترک باده نوش خرد جرعه چین تست | ذهنم همه بری مگر این شیوه دین تست

هر گل مراز باغ رخت هست صد بها | اول همان بنفشه که بر یاسمین تست

این دل که ما بساعد سیمینت بسته ایم | تو همچنین شمار که در آستین تست



ای نشاد نیکوان دل ما کی رسد بما
جمله خزینها چو بمهر نگین تست



ردیف ج

اگر بدیدن آثار رحمتی محتاج | خطی چو مشک ترش بین بگرد صفحهٔ عاج

کنون که ختم شدش بر بتان نبوت حسن | ز زلف تیره بر انگیخت لیلة المعراج

بیا که بی تو خرابیم چون تن بی سر | تو بر تن همه سر باش بر سر همه تاج

بجست وجوی تمنا کنم غلو نکنم | چو واقفی تو بحاجت چه حاجتست لجاج

سپه کشیدن نوفل بدان نمی ارزد | که عشق باختن قیس را کند تاراج

ستاده ایم برین در نظر برحمت تو | چو قصه داده بسلطان جماعت محتاج



سلامت از دل و دین حسن چه میجویی
نه دیه ماند نه دهقان چه واجبست خراج



ای که پیوسته بود ابروی تو با ما کج | وعده هائی تو چو زلف تو ز سر تا پا کج

الف قد تو از قد الف راسترست | ابرویت راست چو نونست بر و طغرا کج

ای قدِ خوب تو چون دینِ مسلمانان راست
طرهٔ کافرِ تو همچو خطِ ترسا کج

دل چو بر گشت ز من هم من ازو بر گشتم
تیغ کج را نتوان کرد نیام الا کج

بنشین میر منی حکم کریمانه بکن
کعبتینی که نشست است بجنب ما کج

بی نیازی خدا کار همه راست کند
ورنه از کوشش فرعون رود دریا کج

۱۸۰

در رهِ عشق چو رخ راست روانند همه
ای حسن تا تو چو فرزین نروی آنجا کج

۷

ردیف د

آن قوم که می حرام گیرند
بر یاد لب تو جام گیرند

گر سوخته نیست دردی آشام
بی آتشِ عشق خام گیرند

عشاق تو مقبل اند و مردود
تا زین دو مرا کدام گیرند

گر سرو درین زمین نروید
بالای ترا تمام گیرند

صیاد مرا یکی بیاموز
دولت بکدام دام گیرند

رخش از درِ دل برون میفگن
حاجت خواهان لگام گیرند

۱۸۱

وصفی ز حسن اگر پذیری
اورا ملک الکلام گیرند

۶

رخت را در صفت مه می توان کرد
صفاتش را یکی ده می توان کرد

بها در منزل وصل آمدے امشب | حدیث ناز در رہ می توان کرد
نظیر تو توئی وین نکتہ امروز | ز آئینہ بوجہ می توان کرد
مرا از روئے تو روئے گلہ نیست | سپاس الحمد للہ می توان کرد
دعائے در رخ تو می توان گفت | نیائے در سحرگہ می توان کرد

(١٨٢) حسن را برمعانی شاہ کردند
ز اقبال ملک شہ می توان کرد (٧)

آں کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد | سروش بخرامیدن ہنجار دگر دارد
ہم سبزہ کشد بر گل ہم مشک کشد برمہ | خوباں ہمہ در کارند او کار دگر دارد
جان و دل من دارند مہر تو چو جان در تن | کافر بود ار جز تو دلدار دگر دارد
درویش کہ می ورزد مہر رخ گل رنگش | در خانہ بہر کنجے دینار دگر دارد
مسکیں دلم از زلفش ایماں نبرد دائم | گو در خم ہر موئے زنار دگر دارد
ہر ذرہ کہ در عالم گشتست خریدارش | آں یوسف عہد ما بازار دگر دارد

(١٨٣) گفت ہمہ بشنیدی حرفے ز حسن بشنو
کاں بلبل باغ تو گلزار دگر دارد (٧)

سرمست بیں کہ لبہا خوشتر ز نوش دارد | قصدے کہ دارد اول بر عقل و ہوش دارد
از عشق چشم مستش گشتم خراب مطلق | ایں بادہ محبت یارب چہ جوش دارد
تا خط او ستہ بر رخ دائم دو آہ و نالہ | تا ہست سبزہ و گل بلبل خروش دارد

هم جنس خود چو طوطی در آئینه به بیند — نتواند آنکه خود را یکدم خموش دارد
روی چو شاه انجم پوشد بزلف شبگوں — هم شهر نے تواں زد با آنکه توش دارد
دل بر تو گفت فردا ازش کشم بگوش — باشد برائے کشتن امشب نگوش دارد

(۱۸۴)
لم گو حسن ازیں پس اسرار خوبرویاں
ایں درچه میکشائی دیوار گوش دارد
(۹)

سخن وراں که حدیث سمن براں خوانند — حدیث تو چو در افتد ورق بگردانند
اگر شمایل موزونت را کنند صفت — ہزار سال یکے از ہزار نتوانند
بتان چین و همه چیز شان نگه کردم — تو دیر ماں که بچیزے بتو نمی مانند
بروزگار تو صورتگران هفت اقلیم — قلم شکسته و در صورت تو حیرانند
بمکتبے که درون میروی همه طفلاں — بغیر سورۂ یوسف دگر نمی خوانند
اگر ملائکه گفتند در بشر سخنے — رخ تو دیده ازاں گفتها پشیمانند
شراب حسن تو در جام وصف کے گنجد — کساں که جامے ازاں خورده اند میدانند
من از جہاں بہ یکے شادم اے مسلماناں — جماعتے که دو گویند نامسلمانند

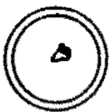
(۲۸۵)
حسن گلے زگلستان سعدی آورد است
که اہل معنی گل چین ایں گلستانند
(۶)

الوداع اے دل که دلبر میرود — روح بخش و روح پرور میرود
ماه ساں منزل بمنزل ره گرفت — خور صفت کشور بکشور میرود

در پیش وہم سبک رو رفتہ بودلہ	اوز وہم من سبک تر میرود
گرچہ زر گویم سخن ہم سود نیست	چوں سخن امروز در زر میرود
دل شد و صبر ست پا اندر رکاب	روکہ سلطاں رفت لشکر میرود



در حسن بنگر کہ از حسنِ وفا
دل نہ و دنبال دل بر میرود



الغِتار اے دل کہ دل بر میرسد	ماہ اندک سال من در میرسد
بخت میخواندم ز روے دو شیش	بخت بیں ناخواندہ بر سر میرسد
خود کہ می گوید کہ گل رفت او رسید	گر نکو رفت اونکو تر میرسد
ہست ساغر کلۂ بازار عشق	کلۂ رنگیں کن کہ ساغر میرسد



اے حسن بے وقت توبہ میکنی
توبہ بشکن وقت گل در میرسد



ماہ من کز مہر دل را دل نوازی میکند
خال او ہندو ست اما ترک تازی میکند

غمزۂ خونریز او بازیچۂ چشم دلست
ترک و انگہ مست و دیگر تیغ بازی میکند

در کمرگاہش چہ گہ گہ می برد گیسوش دست
تاچہ دستست آں کہ آنجاؔ ہا درازی میکند

لہ بستہ ام   لہ زر بہارہ   سلہ ایں کہ ہر روزے

میکنم جاں پیشکش در بندگی او تمام
گر بہ نیمے بوسہ ام بندہ نوازی میکند
ترک من غازیست اما بس مسلماں کش فتاد
آنچہ کافراں نشاید کرد غازی میکند
یک نسیم طرہ اش تازہ ترست از صد بہار
چوں صبا ہر سال بر گل برگ سازی میکند

۱۸۸

گر حسن در پاش می افتد زمانے چوں زمیں
آسماں سیرت ہمہ جا سرفرازی میکند

۴

دوش آں ماہ بہنگام سحر خاستہ بود
ماہ من عید بتانست مبارک عیدے
مہ چو در چار دہ شب از رخ او تافتہ شد
سحر از روئے چو خورشید خود آراستہ بود
عید بیں کز جہت روزہ سحر خواستہ بود
در شب پانزدہ دیدم قدرے کاستہ بود

۱۸۹

جز دم شکر دگر دم نزند بندہ حسن
کہ بچندیں شب از نیساں سحرے خواستہ بود

۵

امروز صبح ماچہ مبارک دمیدہ بود
آں سرو بود یا گل یا باغ نو بہار
خالش بزیر چشم چو ہندو رہ ہمہ
بہائے او نشانہ خونہائے تازہ داشت
کاں شوخ را بدل شدگاں دل کشیدہ بود
یا قطرۂ ز ابر بہاری چکیدہ بود
مبرد کہ در حمایت ترکاں خزیدہ بود
زلفیں را چہ گوئی سرہا بریدہ بود

ناگہ طلوع کرد چو صبح از حجاب شب	بختم خود ایں سعادت در خواب دیدہ بود
من خواستہ ز خواب و ہم بر سر آمدہ	تو گشتہ ایں مثل کہ مہ اینجا رسیدہ بود

(۱۹۰)

القصہ در شمائل خوبش حسن بدید
ہر قصہ کز لطافت خوباں شنیدہ بود

(۷)

مستے کہ می بیاد لب یار در کشد	رخت وجود از تن آلودہ بر کشد
فسقے کہ توبہ باشد پایان کار او	بہتر ز طاعتے کہ بہ پندار در کشد
من خاک آں کسم کہ نہد سر بخط جام	بر جرم ساقیاں قلم عفو در کشد
جور جہاں مکش قدح عشق کش از انک	عشقت ازیں جہاں بجہانے دگر کشد
میکن بہ تیغ عشق مرا سینہ شاخ شاخ	آں شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
اے شہسوار حسن در آتا کہ چشم من	بہر نثار نعل تو لعل و گہر کشد

(۱۹۱)

کو نعل رخش تو کہ حسن ہر دمش چو داغ
در آتش دل افگند و بر جگر کشد

(۷)

دلم قبلہ ہمیں روئے تو دارد	اگر بگذارد یش ز دور کہ آرد
رو امیداری آہ سوزناکم	چرا از آسماں آتش نبارد
رسولت را بجاں گردن نہادم	اگر پیغام یا خنجر گذارد
گر از حالم کسے پرسد بگوئی	دلے دادست وجانے می سپارد
مرا اندازۂ عشق بتاں نیست	سگے پیشانئ شیراں چہ خارد

زہے بخت ار نوانم مرد بہشت | کہ بے تو زندگی لطفے ندارد



اگر طالع شود یک شب چو ماہے
حسن ہر شب ستارہ می شمارد



خراماں در رسید آں سرو آزاد | ز سرو آویختہ زلفے چو شمشاد
نشاندہ خال بر روئے دلاویز | نشانے از حبش دادہ ببغداد
ندانم یا پری بود ست یا حور | بدیں خوبی نباشد آدمی زاد
بچیں تا نسخۂ بردند زاں روئے | ز شاگرداں خجل ماند ست استاد
سر اندر کلبہ ام در کرد یارب | کہ دادش از فراسش گشتہا یاد
بہ بستر بودہ ام در خواب نوشیں | کہ شور آں لب شیریں در افتاد



حسن دست از لب شیریں کشش ہاں
مزن بر پائے خود تیشہ چو فرہاد



عید یارنیہ روز ما خوش بود | بادہ در دست و یار دلکش بود
شب آں روز را چہ شرح دہم | دور ازیں روز ہا شبے خوش بود
چرخ نرد مراد مامی باخت | نقش پرویں دراں میان شش بود
شیشۂ صاف و اندرو مےناب | آب گوئی غلاف آتش بود
زارہا دل بزخمہ خوش کردہ | جز کمانچہ کہ درکشا کش بود
دوستاں را برائے یک دیگر | مژہ جاروب و دیدہ مفرش بود

۱۹۴ | ۸

سگِ آں آستاں حسن بودست
گرچہ سگ بود آدمی وشں بود

گر سرو من از خانہ یکبار بروں آید
گل در ہمہ بستاں ہا بے خار بروں آید

از غمزۂ او تیرے بنشست مراد در دل
آں تیر کہ پیکانش دشوار بروں آید

ہستم سگِ کوئے او اما چہ سگم آں سگ
کو ہم قدمِ شیراں از غار بروں آید

در خلق نقلے کافتد ذکر لبِ شیرینش
از حجرۂ ہر صوفی خمار بروں آید

گر شوق سرِ زلفش از اہلِ صفا جوئی
اندر تہِ ہر خرقہ زنار بروں آید

جانے ست دریں سینہ مشغول بیار خود
روزے کہ بخواندش با یار بروں آید

ہر راہ روے گو شد در راہ انا الحق گم
سر رشتۂ تدبیرش از دار بروں آید

۱۹۵ | ۷

کو دوست کہ بر وارد از پیش حسن ہستی
باشد کہ ازیں زنداں یکبار بروں آید

روئے چوں صبح تو بر نور قمر می خندد
لب شیریں تو بر تنگ شکر می خندد

یار گاہے کہ تبسم کند آں دانی چیست
درج یاقوت کہ بر لعل و گہر می خندد

لبِ لعل تو بداں لطف و طراوت گوئی
برگ لالا است کہ بر غنچۂ تر می خندد

روئے خنداں تو دیدست مگر گل در خواب
کہ چناں تازہ و خوش وقت سحر می خندد

جائے خنداست کہ در پیش تو مینخندد نا
تو شکر خندی و او خوں جگر می خندد

سر افلاک بنظارہ دندانت بگشت
کیں چہ پروینست کہ بر شمس و قمر می خندد

۱۹۶

دی زمانے کہ تو در روے حسن خندیدی
خلق گفتند کہ از شادی زر می خندد

۹

منم از یار جدا ماندہ و دل دادہ بباد
وقت آنست کہ آہے کنم و فریادے
گفتی آں یار ہمہ عمر گہے یاد تو کرد
دل شیریں نخورد و نیم جوئے غصہ اگر
نامرادی جہاں بر دل خود خوش کردم
چشم او عین بلاگشت و مرا ناوک درد
حق بدستم بود ار دم نزنم در غم او
داد چوں خواہم ازاں شاہ کہ دوران غمش

ایں چہ روزست کہ دشمن چنیں روز مباد
دہ کہ نہ طاقت آہست و نہ زور فریاد
من نہ پندارم و واللہ کہ نمی آید یاد
جان شیریں دہد اندر غم شیریں فرہاد
اگر او راز من دل شدہ اینست مراد
ہم ازاں چشم رسیدست کہ بہ چشمش مرساد
غم او ہمدم جانست بروں نتواں داد
پست کردست چو دیوار دلم را در داد

۱۹۷

حسن ار خون دل از دیدہ فتادت سہلست
دل بتقدیر خدا نہ چہ تواں کرد فتاد

۵

یاد تو جمعیت جان پریشاں بس بود
چشم ہر ناظر بمنظورے منور کردہ اند
سنبلہ بر مہ چہ میسائی و سنبل بر سمن
گفتیم چوں زلف من ہر سوے میلے افتدت

درد تو داروے جمعے سینہ پریشاں بس بود
توتیائے گرگ گرد راہ میشاں بس بود
زیور خوباں ہمیں خوبی ایشاں بس بود
گر عتابے میکنی ایں یک پریشاں بس بود

تا حسن معشوق خویشت خواند از خویشاں برید

۱۹۸ — عشق خویشاوند شد پیوند خویشاں بس بود — **۵**

دوش جاناں تا سحر با جان من دمساز بود | ہر قدر ما را نیاز اندر سر او ناز بود

کردم آہنگ درش تا خاک راہ او شوم | آں رہے بر اہل و آں آہنگ ہم برساز بود

شاہ را دیدم دعا کردم اجابت یافتم | پاسبانان خفتہ و درہائے رحمت باز بود

لعل میگونش مرا زد طعنہا چوں سنگ سخت | اے عفا اللہ می نخوردہ ایں چنیں سنگ انداز بود

۱۹۹ — درخم معنی حسن را شیرۂ نور یخت عشق / شیرہ از خمخانہ مستے کہ در شیراز بود — **۷**

دوش دستم بسر گیسوئے آں ماہ رسید | ہرچہ دل خواستہ بود دست بدخواہ رسید

سالہا دل شب گیسوئے ترا جست و نیافت | ایں شب تیرہ ام آخر بسحرگاہ رسید

چشم تاریک من از طلعت او شد روشن | دیدہ از پرتو آں روئے بیک ماہ رسید

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد | دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

یک سحر آہ زدم از سر نومیدی خود | ایں ہمہ دولت امیدم ازاں آہ رسید

خواستم کو برسد منت غیرے نبود | آنچہ می خواستم المنۃ للہ رسید

۲۰۰ — حسن امروز سر اندر قدم یار آورد / اے خوش آں بیدق مقبل کہ بدیں شاہ رسید — **۷**

ما قصہ نوشتیم بسلطاں کہ رساند | جاں ساختہ کردیم بجاناں کہ رساند

مرغان غریبیم اسیر قفس ہجر
حال من مسکیں بدل آرام کہ گوید
بوئے سرآں زلف دریں کلبہ آرد
گیرم چو سکندر ہمہ جائے رسدم دست
گفتی کہ مرا حال دل خویش بگوئی

بار از قفس باز بہ بستاں کہ رساند
درد دل موراں بہ سلیماں کہ رساند
پیراہن یوسف سوئے کنعاں کہ رساند
پایم بسر چشمۂ حیواں کہ رساند
من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند



جاں می طلبد یار و حسنؔ منتظر آنک
ایں مژدۂ جاں بخش بجاناں کہ رساند



مرا ہوائے گل از روئے یار یاد دہد
بتم ز روئے برانداخت پردہ نیست کسے
بیک نظارہ ازو قانعم کرا زہرہ
براوج منظرش آں فاختہ نکو بنشست
سگ درش شدہ ام سالہا چہ باشد اگر
کجاست مطرب پارینہ تا حریفاں را

نسیم صبح ز بوئے نگار یاد دہد
کہ بلبلاں را از نوبہار یاد دہد
کہ ذکر بوسہ کند یا کنار یاد دہد
مگر بنالد و زیں دوستدار یاد دہد
شبے درآید و آں روزگار یاد دہد
سرود گوید و ایام پار یاد دہد



حسنؔ بگو غزل خوش بود کہ خوش خوانے
بدیں بہانہ ترا پیش یار یاد دہد



ہر دل کہ در حمایت آں دلربا رود
دلہائے عاشقاں ہمہ ہمراہ دلبرست

کارش ہمہ موافق کام و ہوا رود
خوش لشکرے کہ در پئے بادشا رود

خوش وقت آنکہ صبحدمے یار در برش	خنداں چو گل در آید و خوش چوں صبا رود
خواہم کہ دست بوسم و در پایش اوفتم	ترسم کہ جاں میانۂ ایں دست و پا رود
اے مردم دو دیدہ یکے گرد ما برآئے	باشد کہ گرد راہ تو در چشم ما رود
داری تو زخم تیغ رواں ما سرشک خوں	روزے میان ما و تو ایں ماجرا رود
باران رحمتی تو و ما در دعائے تو	رحمت براں زباں کہ براو ایں دعا رود
قاصد تو بازگرد کہ امکاں ندارد آنکہ	پیغام ما بداں حرم کبریا رود


۲۰۳

گفتی حسن چہ بردر من جائے ساختست
او جز در تو جائے ندارد کجا رود


۷

کرا گویم کہ شبہائے فراق دوست باز آمد
تنم چوں شمع ہر شب تا سحر کہ درگداز آمد

سر زلفش کہ دور افتاد باز از دست امیدم
دگر بارم یکے اندیشۂ دور و دراز آمد

قبول خاطر عاشق بود ہر چہ از نگار آید
پذیرائے دل محمود شد ہر چہ از ایاز آمد

بجز دلدار نپسندم دگر ایںست تدبیرم
بحمد للہ کہ تدبیر پسندیدہ دراز آمد

اجازت داد دو شم تا میان او بہ بر گیرم
طمع بسیار می کردم ولے با ہیچ باز آمد

جمال او تجلّی کرد بر صحن چمن گوئی
کہ سبزہ در سجود افتاد سرو اندر نماز آمد

۲۰۴

حسن دریوزہ وصل بتاں را از در دلہا
نیازے میکند از نو ہمانا نو بناز آمد

۶

کسے کہ دل بچو تو شوخ خود مراد دہد
چو تو نہال بہر خانۂ کہ بنشانند
بنہ زخاک در خویش بر سرم کلہے
چو جام وصل کشی سوئے من اشارت کن
تو آں چناں نۂ کز بیکسانت آید یاد

مراد خویش چوں امید من بباد دہد
بجائے میوہ بلاہائے خانہ زاد دہد
کہ آں کلہ خبر از تاج کیقباد دہد
کہ جرعۂ بغریبان نامراد دہد
مرا کسے نہ کہ بر خاطر تو یاد دہد

۲۰۵

بہ ہیچ وقت نگردید کعبتین حسن
چنانکہ مہرۂ امید را کشاد دہد

۷

باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد
سرو ہم بالا کشید آں سرو بالا کے رسد
ہرکس از شاخ امید خویش برہا خورد و من
انتظار میوۂ خود میکشم تا کے رسد
آرزو دارم کہ حلوائے خورم از لعل او
او شکر را تنگ بر بشکست حلوا کے رسد

من کنار از موج اشک خود چو دریا کرده ام
یارب آں دُرّ گرانمایہ بدریا کے رسد

گفتی اے قاصد کہ آں مہ در فلاں منزل رسید
جائے او جان منست ایں گو کہ اینجا کے رسد

آں یکے میگفت فردا خواہد آمد وقت صبح
خواب از چشم برفت امشب کہ فردا کے رسد


۲۰۶

باز میگوید حسن ایں بیت از دوریٔ او
باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد


۷

دوشینہ چہ شب بود کہ دلدار در آمد
گوئی کہ مسیح از در بیمار در آمد

تاریک شبے داشتم و تلخ حیاتے
ناگاہ یکے شمع شکر بار در آمد

بس عاشق بیدل بیک پرتو آں رو
جانش بسرا پردۂ انوار در آمد

بس عابد زاہد کہ بیک جنبش آں زلف
از خرقہ بروں رفت و بہ زنار در آمد

پار آنکہ بُد استاد دلستان طریقت
امسال بشاگردی استاد در آمد

یک خانہ گرفتم بسر کوئے سلامت
غوغائے غمش از در و دیوار در آمد


۲۰۷

یک چند بروں شد حسن از مجلس مستاں
دید آں لب میگوں و دگر بار در آمد


۷

ترک من گر پردہ برگیرد جہاں غارت شود
ور بخندد رخت دین و نقد جاں غارت شود

ماہ ہر شب با رخ زیباش بازد نرد لاف
چوں سحر شد مہر ہاش از آسماں غارت شود

دل بجست از عہدِ من عیش ہمہ آوارہ شد — ہر کہ نقد قلب زد لابد دکاں غارت شود

عقل را ضبطے نماند از دل بروں افتاد راز — شحنہ چوں مغلوب شد دِہ در زماں غارت شود

بر درِ ہر خانہ دی در شہر کردند ایں ندا — ہر کہ عاشق گردد او را خان و ماں غارت شود

یار ترسا شد ولے ترسم کہ مشتے بے نمک — شورے انگیزند و حلوا درمیاں غارت شود



غوریانہ غارتے کن لشکر مصریش را
بارگی باید حسن تا بیستاں غارت شود



ہر کہ زاصحاب سخن نبود سخن داں کے شود — آنکہ از گروے گریزد مرد میداں کے شود

ایں کہ ابر از آسماں بارد اگر بارد گلاب — آنچہ خارستاں بود ہرگز گلستاں کے شود

خوف "من لحیبۃ" در اسرار منزل خواندہ اند — تا خدا ندہد ہدیٰ کافر مسلماں کے شود

در رہِ حق عارفاں را ہست خلوت خانہ ہا — آنکہ محروم است ازاں رہ محرم جاں کے شود

اہل دل دانند دُر افشانی ز درج معرفت — آنکہ دُر جاں دزد باشد او دُر افشاں کے شود

از سخن دزدی نیارد شد کسے صاحب سخن — دیو اگر انگشتری دزدد سلیماں کے شود



از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند
آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود



آں سرو قدانے کہ چو گل خندہ زنانند — بس سنگدلانند اگر سیم تنانند

در وعدۂ وصل ارچہ ہمہ تلخ مزاجند — در دادن دشنام چہ شیریں سخنانند

کشتہ شدگان لب خونخوارۂ محبوب — تا روزِ قیامت ہمہ رنگیں کفنانند

چندیں چہ زخانہ طلبی دل شدگاں را
کاں قوم خرابی طلبِ بے وطنانند

از چاہِ زنخدانِ بتاں در گذرائے دل
مغریب بداں ہوئے کہ مشکیں رسنانند

در جعدِ شکن بر شکن افتادہ چہ پیچی
ہشدار کہ آں طائفہ توبہ شکنانند

(۲۱۰)
منگر حسن آں ذوق شکر خندۂ خوباں
کز غمزۂ خونیں ہمہ شمشیر زنانند
(۷)

دلم خوں کرد دلدارم چنیں دلداریٔ دارد
بصد غم میکند خوارم چنیں غمخواریٔ دارد

دریں اندوہ کز غم مرا جاں دادن آساں است
طریق صبر می ورزم ولے دشواریٔ دارد

رقیباں چارۂ کارم ہمیسازند ہموارہ
ولے بختِ من بیچارہ ناہمواریٔ دارد

سگ کویت اگر خصمی نمود اہلِ خصومت را
بما ہمرہ کنش یارا کہ باما یاریٔ دارد

ندید ایں چشم من یکروز روئے عیش لیک اے شب
زشادیٔ خیالت غم شب بیداریٔ دارد

دلم بر بسترِ عشقت بیادِ وصل و داغ غم
گہے زندہ است و گہ مردہ چنیں بیماریٔ دارد

(۲۱۱)
حسن را حال درہم شد طبیباں ترک مرہم گو
علاج تو چہ کار آید کہ زخم کاریٔ دارد
(۷)

دردے کہ در او دوا نگنجد
جز در دل مبتلا نگنجد

وصلت بدعا چگونہ خواہم
چوں نام تو در دعا نگنجد

مستانہ زنیم سر بپایت
در طاعتِ ما ریا نگنجد

عشق آمد و عقل رخت بربست
یک شہر دو بادشا نگنجد

جاں چیست چو ما یگانہ گشتیم | بیگانہ میاں ما نگنجد
با تو غمِ اہل بیت نتواں | یک قافیہ در دو جا نگنجد

(۲۱۲) جائے تو ورائے وہم و فہمست
آنجا حسن علا نگنجد (۶)

انوار تو در نظر نگنجد | آثار تو در خبر نگنجد
عشق تو چو حور اے پری رخ | در حوصلۂ بشر نگنجد
راہِ تو رہِ مجرّداں است | با مرغ تو بال و پر نگنجد
گفتی ز در دگر سخن گوئے | آنجا سخن دگر نگنجد
خاک در تو چہ چشم دارم | آں سرمہ درین بصر نگنجد

(۲۱۳) من بندہ حسن چگونہ گویم
حرفے کہ بگفت در نگنجد (۷)

اوصاف تو در زباں نگنجد | اسرار تو در بیاں نگنجد
سودائے لب تو چوں تواں پخت | کاں لقمہ دریں دہاں نگنجد
گر نسبت گل کنم برویت | گل در ہمہ بوستاں نگنجد
ور وصف رخت کنم بخورشید | خورشید در آسماں نگنجد
جاں پیش کشم چوں تو در آئی | در خلوت یار جاں نگنجد
عشقِ تو درونِ جانِ درویش | ملکیست کہ در جہاں نگنجد

۲۱۴ | با من تو یکے شوی حسن گفت | ۶
ناا‌هل دریں میاں نگنجد

بازامروز بہ میخانہ گذر خواہم کرد
شنعت شورش دوشینہ زسر خواہم کرد

وجہ عیش و طرب از روے بتاں خواہم ساخت
خرقۂ ہستی ازیں نقش بدر خواہم کرد

سبب رقص گواہی من ار نشنودند
من ازیں ذوق یکے رقص دگر خواہم کرد

ملک معنی ز دلِ زندہ دلاں خواہم جست
علم از عالم ایں طائفہ بر خواہم کرد

از سر زلف بتاں بند قبا خواہم ساخت
وز خم گیسوے شاں بند کمر خواہم کرد

۲۱۵ | نیکواں ہر چہ کنند اے حسن اندر حق تو | ۱۰
بد مکن دل کہ ترا نیز خبر خواہم کرد

حکایت شب ہجراں یار نتواں کرد
شکایت ستم روزگار نتواں کرد

بداں کہ یار ز ما دوری اختیار کند
بجائے او دگرے اختیار نتواں کرد

سپاس دارم اگر در غمش ہلاک شوم
برائے غم گلۂ زاں نگار نتواں کرد

دوائے درد دل از کس نمیتوانم خواست
چرا کہ راز نہاں آشکار نتواں کرد

کنار کرد بیکبار خواہم از دیدہ
کہ در میانۂ دریا قرار نتواں کرد

نخست زر زدم از دیدۂ پس شدم عاشق
کہ مایۂ تا نبود ہیچ کار نتواں کرد

اگر چناں کہ چنیں دل ز خلق خواہی برد
بکوئے تو دیگر گذار نتواں کرد

بوصل میدہدم وعدہ غمزہ ات لیکن
بقول مردم مست اعتبار نتواں کرد

مگر ترا بکنار آورم شبے ورنہ | بوسہ از دہنت اختصار تواں کرد

٢١٦

ز آب دیدہ حسن را کنار جیحوں شد
سزائے او بہ ازیں در کنار تواں کرد

٥

زچشمت چشم آں دارم کہ از چشم نیندازد | بچشمانت کہ چشمانم بچشمانِ تو می نازد
زکات چشم چشمے کن بسوئے چشم از رحمت | کہ چشم را بجز چشمت دگر چشمے نمی سازد
رواں گر دید بے چشمت ز چشمم چشمہائے خوں | اگر چشم تو چشمم را ز چشم خود نیندازد
ز چشمت چشم برگیرم چو چشمت گوشہ گیرم | کہ با چشم تو چشم من تو گوئی چشم می بازد

٢١٧

حسن تا دید چشمت را بچشمت ہر زماں چشمے
بچشمک میزند چشمے اگر چشم تو بنوازد

٧

ماہِ من از مشرق جمال برآمد | اخترم از خانہ و بال برآمد
عشق تواں باخت برابروئے معشوق | عید تواں کرد چوں ہلال برآمد
خوئے چو ستارہ زرخ بروں زدہ گوئی | کوکبۂ ماہ باکمال برآمد
صبحدمے فال نیک جستم از افلاک | طالع شاد خجستہ فال برآمد
خسرو عادل علائے دنیا و دیں | قرعہ دولت ہزار سال برآمد
بخت چو زد سکہ عمر و مملکتش را | ہر دو طرف نقش لایزال برآمد

١١٨

ورد حسن شد مزید فضل و جلالش
آں ہمہ از فضل ذوالجلال برآمد

٧

روے گل از ہوا نمے دارد | پشت شاخ از صبا خمے دارد
مرغ ہر بامداد نالۂ زار | از چہ دارد مگر غمے دارد
باغ بنگر دروں و بیروں خوش | ہمچوں من وقت خرمے دارد
گرچہ امروز فاختہ بربام | صدق و سجع دمادمے دارد
ساقیا خیز و مے بدہ کہ حسن | سر ایں گفت و گومے دارد
دلش آسودہ از غم عالم | تا چہ آسودہ عالمے دارد

۲۱۹ — کعبۂ دیں علائے دنیا انک
ہر کفے ہمچو زمزمے دارد — ۷

باز گل روے خویشتن بکشاد | بلبل مست را سخن بکشاد
دل مرغاں بسبزہ آرامید | چشم نرگس بیاسمن بکشاد
صبحدم مے وزید بادے خوش | گل گریبان پیرہن بکشاد
بت من چوں بباغ شد گوئی | درے از خلد برچمن بکشاد
باز خندہ زناں چو رفت بشہر | گریہ از چشم مرد و زن بکشاد
رازِ عشقت نمی کشادم من | چکنم آب چشم من بکشاد

۲۲۰ — حقہ در کہ بستہ بود لبش
ہمہ از دیدۂ حسن بکشاد — ۶

دل من جز ترا نمی خواہد | بے بقایت بقا نمی خواہد

حاجیٔ کو طواف کوئے تو برد | حج خود را روا نمی خواہد
آنکہ بیمار نشتر عشق است | رنج خود را شفا نمی خواہد
ما دعا میکنیم لیکن بخت | حاجت ما روا نمی خواہد
من ہمی خواہم و تو میخواہی | چکنم چوں خدا نمی خواہد

۲۲۱ — حسن از جاں دہد ترا بپذیر
می بہ بخشد بہانی خواہد — ۷

باز گل از باغ رفت باد صبا میرود | آب دو چشم روانست آب چرا میرود
خیل چمن میبرد آمدنش از چہ بود | بر من ازین رفتنش وہ کہ چہا میرود
رفتن او چوں کہ دید واں قد بالائے او | سرو بتمشا دگفت ایں چہ بلا میرود
اے گل دلہا دمے عیش من از روئے خویش | تازہ چو گل کن کہ عمر ہمچوں صبا میرود
نالہ شد از حد بروں درد نرفت از دروں | تا تو نباشی طبیب درد کجا میرود
دوست رسید و فزود حسرت ما آنچہ بود | آمدنش چوں گلست آمد و وا میرود

۲۲۲ — ہر چہ ز تو میرود بر حسن آں شاکر است
حمل وفا میکند گرچہ جفا میرود — ۷

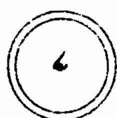
درد مارا ہم او دوا داند | کوست درمان ہر کہ درماند
دل دیوانگاں بگیسوئے اوست | کیست کاں سلسلہ بجنباند
تحفۂ ما فرو نمی خواند | آنکہ در مکتبش فرستاند

لشکرِ عشق او بلائے خداست
گر بدریا در افگند مارا
عقلِ ما مردِ عشقِ او نشدنی

ایں بلارا کہ باز گرداند
سوزِ ما شور او فروشاند
گربہ با شیر پنجہ نتواند



حسن از پیش چشم او بگریز
ترکِ منت و تیغ میراند

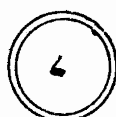


دلا بے وصلِ جاناں چوں تواں بود
مراگویند صابر باش بے دوست
حدیثِ عشقِ ما صحرا اگر فتست
چو گل در جلوہ شد بلبل ہمیگفت
اگر نبود نمکدان لبِ تو
چو آید پاکشاں زلف چو زنار

گر او جانست بے جاں چوں تواں بود
چو بے او بود نتواں چوں تواں بود
بکنجِ خانہ پنہاں چوں تواں بود
کہ اکنوں بے گلستاں چوں تواں بود
بخوانِ خلد مہماں چوں تواں بود
دراں خانہ مسلماں چوں تواں بود



حسن معشوق آں دارد زخوباں
بگو آں خود کہ بے آں چوں تواں بود



گر خطِ شبگونت گردِ ماہ برآید
شحنۂ شہر ارکند تفحصِ خوباں
دوش چو طالع شدی شمع بکشتم
ور برہے بگذری بسایۂ قدت

از دلِ تفتہ ہزار آہ برآید
ہر طرف آواز دادخواہ برآید
شمع چہ حاجت بود چو ماہ برآید
طوبے دیگر میان راہ برآید

مصلحتم را نظر برحمت تست | کار رعیت بلطف شاہ بر آید
گر بچکد بر زمیں ز برگ گلت خوے | صد سمن از بیخ ہر گیاہ بر آید

(۲۲۵)

سوئے زنخدانت بر کلالہ مشکیں
تا دلِ مسکیں حسنؔ ز چاہ بر آید

(۷)

بوئے راحت در ہمہ عالم نماند | آدمیت در بنی آدم نماند
چند پرسے از نکو نامے از انک | نیک نامے در ہمہ عالم نماند
ماندہ ام باریک دل صد جائے ریش | چوں کنم کاندر جہاں مرہم نماند
مردم از غم چوں رہم انصاف زرت | بیزنِ از چہ کے رہد رستم نماند
یک نفس در کار بود آں ہم گسست | نیم جانے ماندہ بود آں ہم نماند
با کہ خواہم دم زدں از محرماں | محرمیت را چو یک ہمدم نماند

(۲۲۶)

حال محرم بشنو از بندہ حسنؔ
در ہمہ عالم چو یک محرم نماند

(۷)

چنیں کاں تازہ گلنار آفریدند | نمودے از رُخِ یار آفریدند
چو باغ حسن او گلہا بروں زد | زیک گل ہشت گلزار آفریدند
شبے تارے ز زلف یار سر زد | ہماں شب مشک تا تار آفریدند
نگر وصف لب او خواست گفتن | کہ طوطی را شکر خوار آفریدند
ز بویش چشم تیرہ روشنی یافت | مگر یوسف دگر بار آفریدند

تو اے زاہد عزیز و پارسا باش	حسن را خوار مے خوار آفریدند

۲۲۷ — نزیبد عاشقاں را پارسائی / کہ ایشاں را گنہگار آفریدند — ۵

مرا یکروز دیدارت بہ از صد روز عید افتد	مبادا گر تو برگردم ہے عیدم وعید افتد
دعائے گفتنت وا دے شنیدم آرزو دارم	کرم کن پیش ازاں کیں کار در گفت شنید افتد
تو گراز ناز تیغ خود نیالائی بخون من	میان کشتہا افتم مگر نامم شہید افتد
مبارک روئے تو باآں جمال بیش ز اندازہ	بداں نوروز می ماند کہ اندر روز عید افتد

۲۲۸ — حسن از تو نظرہا چشم میدارد اگرچہ تو / نظر کمتر کنی برکس چو افتد بر مزید افتد — ۷

دل در غم رخت کہ ہمہ دردمی شود	درمان درد من چہ تواں کرد می شود
گہ گاہ نرگست نظرے می کند بمن	شک نیست آنکہ مست جوانمرد می شود
از رشک رنگ چہرہ تست آنکہ آفتاب	ہر روز سرخ می شود و زرد می شود
دعوی حسن طلعت تو می کند ہمے	ہم خود ز شرم دعوی خود سرد می شود
اے آفتاب مشرق میداں بگرد گوئے	چندیں مگر د گوئے تو پرگرد می شود
عشقت لسوئے شہر وِدہ آوردہ میبرم	شہرے چو من فدائے رہ آورد می شود

۲۲۹ — در عشق روز خواب و خورم آگہے نبود / بندہ حسن ز ہر دو جہاں فرد می شود — ۷

چشم مستت قصد ہشیاری کند
دم بدم در پردہ خونخواری کند

در مسلمانی روا باشد کہ او
بیگناہے مردم آزاری کند

کافر زلفت سرش ببریدہ باد
روز ما را چوں شب تاری کند

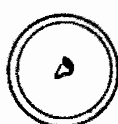
بالمند زلف ترک چشم تو
ہر شبے تا روز عیاری کند

از خطا باشد کہ یا خاک درت
خود فروشی مشک تاتاری کند

از فراقت جاوداں رستم اگر
دلبرا وصل تو آم یاری کند


۲۳۰

در فراقت خوں ہمی گرید حسن
وائے اگر او گریہ و زاری کند


۵

باز جانم را غمے سخت افتاد
خون دل چوں بادہ یک لخت اوفتاد

چہرۂ امیدم از نطع مراد
ہمچو رخ بر گوشۂ تخت اوفتاد

چوں شود حالم دریں سیلاب غم
ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد

صبر گم دل غائب و دلدار دور
بخت ما بنگر چہ بدبخت اوفتاد


۲۳۱

اے حسن مردانہ بر سختئ عشق
دل بنہ کیں واقعہ سخت اوفتاد


۶

چشم تو گرچہ میکشد عاشق و نازمی کند
عاشق خستہ ہمچناں عرض نیازمی کند

قبلۂ عاشقاں توئی ہر کہ سجود بندگی
جز برخ توحی کند سہو نمازمی کند

در نظر محققاں راہ زن مخالفست
خواجہ کہ از رہ ہوا عزم حجازمی کند

مرغ دل شکستگاں یار گرفت و صید کرد
بر لحد سکستگیں بگزر و حال او ببیں

باز خوش آمدش گر صید کہ بازی می کند
خاک شدست ہمچناں یاد ایاز می کند

(۲۳۱)

دی حسن شکستہ را بندۂ خویش باز خواند
لطف نگر کہ آں شہ بندہ نوازی می کند

(۶)

دیر شد یار من بہ من نرسید
بلکہ بوئے ازاں چمن نرسید

یوسف من ز من جدا افتاد
دیدہ خوں گشت و پیرہن نرسید

ہر کہ نامد ز خویشتن بیروں
او بمقصود خویشتن نرسید

دوش قربان عشق می گشتم
چکنم ترک تیغ زن نرسید

بہ تمنائے گیسوئے و ذقنش
در چہ افتادم و رسن نرسید

(۱۳۲)

عالمے مست شد ز جام لبش
جرعۂ حصۂ حسن نرسید

(۶)

گرت روم بہ فدا عمر دوستاں تو باد
ہزار جان گرامی فدائے جاں تو باد

بوئے وصل تو کے پروریم جاں در تن
کہ آفرین خدا بر تن و رواں تو باد

از آستان تو دارم مراد ہر دو جہاں
کہ حادثات جہاں دور ز آستاں تو باد

مرا سریست بلاکش و گر قبول افتد
فدائے پائے سگ کوے پاسباں تو باد

ہزاں سرے کہ دراں سر ہوائے عشق نبود
چو راہ خاک فتادہ بر آستاں تو باد

بمرحمت نظرے کن تو بر حسن اے دوست

۲۳۳	کہ در غمِ تو چناں شد کہ دشمناں تو باد	۷

فلک با کس دلِ یکتا ندارد	زصد دیدہ یکے بینا ندارد
درخت دہر سرتاپاے خارا ست	توگل میجوئی او اصلا ندارد
جہاں از مرد میہما مرد ماں را	نویدے میدہد اما ندارد
دریں کوار کسے سرکہ فروشد	مرنج از وے کہ او حلوا ندارد
کسے کز ہفت بام چرخ بگذشت	بباغ ہشت در ماوا ندارد
کسے کا ینجا مربع می نشیند	دراں ایواں ہماں خود جا ندارد

۲۳۴	حسن آخر چرا اندیشی امروز ازاں فردا کہ پس فردا ندارد	۵

زہر کہ رایحۂ روح بخش جود آید	بر آستان درش شیر در سجود آید
ازاں ترا ز عدم در وجود آوردند	کہ از تو مردے وجود در وجود آید
کسے کہ قاف قناعت وطن چو عنقا کرد	کجا دگر بدو عالم سرش فرود آید
گلیم فقر من از اطلس زمانہ بہ است	کجا برم قصبے را کہ بوئے دود آید

۲۳۵	حسن زنیک و بد روزگار شکوہ مکن خوش ست ہر چہ کہ از واجب الوجود آید	۱۰

باغ خوبی تو از سر تازہ شد	خطِ تو چوں سبزۂ تر تازہ شد

سایۂ قدتو بر بستاں فتاد
رونق سرو و صنوبر تازہ شد

روئے تست آں گل چو از خوئے گشتہ تر
یا بہشت از آبِ کوثر تازہ شد

زلف جاں ارب بہ بستی گرد سر
زندگانیٔ من از سر تازہ شد

گل ز رشک روئے او پژمردہ بود
در عرق چوں دید از سر تازہ شد

بوئے گیسویت بعطاراں رسید
روزگار مشک و عنبر تازہ شد

در چمن میرفت دی خندہ زناں
از دہانش غنچۂ تر تازہ شد

خط دیگر تازہ کردی گرد لب
جان خلقے بار دیگر تازہ شد

یک سخن از لعل او ہر کو شنید
در دلِ او میل شکر تازہ شد

(۲۳۶) مر حسن را در دل ایں عشق آتش است
ریش چندیں سالہ بنگر تازہ شد (۷)

من باز بادہ خوردم رسم گذشتہ نو شد
تسبیح بیع کردم سجادہ ہم گرو شد

زاہد کہ گفت از مے یکقطرہ ہم ننوشم
چوں دوست گشت مے کش سجادہ اش گرو شد

صوفی بخلوت اندر میزد نہفتہ رقصے
چوں شمع گشت پیدا پروانہ گرم رو شد

صندوق سینہ در رہ بستم ولیک ناگہ
دردِ کہن بروں زد عشق قدیم نو شد

بازار زاہدی را خمار گشت شحنہ
ہر جرعہ بصد جاں تقویٰ بہ نیم جو شد

بردیم گوئے معنی بیروں ز ہفت میدا ں
ایں رخش ہمت ما یارب چہ دور دو شد

(۲۳۷) بکشا حسن ازیں پس درج سخن بہ ہر جا
شہرے شدہ سخن چیں واں بت سخن شنو شد (۵)

سورهٔ فاتحهٔ روئے ترا ہر کہ بدید
"انبت اللہ نباتاً حسناً" گفت و گذشت
"زادک اللہ جمالاً" نتواں گفت کہ نیست
خستگانِ غمِ عشق تو فقیرند و غنی

"قل ھو اللہ احد" خواند و باخلاص دمید
خضر آنگہ کہ بگرد شکرت سبزہ بدید
بجمال طرب افزائے تو امکانِ مزید
تشنگانِ لب لعل تو شقی اند و سعید

۲۳۸	اے خوش آں ساعتِ میموں کہ بگویند حسن کہ فلاں عاشق بیچارہ بمقصود رسید	۵

غمت را جائے جز در جان نباشد
غمت ہر گہ کہ می آید بیا گو
غریبے دوش می نالید و میگفت
طبیبے را حدیث عشق گفتم

من از جاں فارغم گر آں نباشد
در درویش را درباں نباشد
شب عشاق را پایاں نباشد
بگفت ایں درد را درماں نباشد

۲۳۹	حسن وصل تو میجوید محالست گدا ہم کاسہ سلطاں نباشد	۷

تا سرو مرا سبزہ بگلزار برآمد
موجے کہ زد ایں دیدہ زنا دیدن رویش
گل کاشتہ بودم کہ مگر خوش گذرد روز
در مسجد و میخانہ چو گفتند حدیثش
کس نیست کہ مژدہ بردم سوئے حریفاں

بس نعرہ و فریاد ز گلزار برآمد
در بستہ بدم آب ز دیوار برآمد
بخت من بد روز ہمہ خار برآمد
فریاد ز سجاد و زنار برآمد
کاں مست انا الحق بسر دار برآمد

آں ماہ کہ در اوج عرب بود طلوعش	ناگہ شبے از زاویۂ غار بر آمد

۲۴۰	ہاں اے حسن اندر رہِ عشق تو فرو شد چوں نام تو امروز دریں کار بر آمد	۷

خورشید بروئے تو چہ ماند	فردوس بکوئے تو چہ ماند
خورشید بکام زرد رویست	آں روئے بروئے تو چہ ماند
مہ ہم بخسوف ہست بدرنگ	آں بد بہ نکوئے تو چہ ماند
شب گرچہ کہ ہست سربسر تار	آں تار بموئے تو چہ ماند
روئے تو بہ از ہزار خورشید	خورشید بروئے تو چہ ماند
بوئے گل اگرچہ دوست دارم	آں بوے بہ بوئے تو چہ ماند

۲۴۱	اے گم شدہ یوسف حسنِ تو آں دوست بخوئے تو چہ ماند	۷

دوش از دم من باد صبا را کہ خبر کرد	وز نالۂ من مرغ ہوا را کہ خبر کرد
سرگشتگی حال مرا تا نفس صبح	شب محرم سر بود صبا را کہ خبر کرد
من بودم و کنجے و حریفے و سرودے	غم را کہ نشاں داد بلا را کہ خبر کرد
یک صوت حزیں شب ہمہ شب مونس ما بود	ایں نعرہ زن حیّ علی را کہ خبر کرد
عقل آمد و گفتہ زغم دوست مشو خوش	زیں وقت خوش آں دشمن ما را کہ خبر کرد
گفتم کہ نیندیشم از اندوہ خود امشب	اندیشۂ اندوہ فزا را کہ خبر کرد

در آتش و در آب فگندند حسن را

؎ در جمیع نسخ بہ ہمیں طور است

۲۴۲	اے سینہ واے دیدہ شمارا کہ خبر کرد	۵

سرِ زلفش اگر کشادہ شود — کارہا سربسر کشادہ شود
زلفش از مشک مشک از خونست — خوں بخونِ جگر کشادہ شود
روے من دید خندہ کرد آرے — ہمہ تنگی بزر کشادہ شود
دل تنگم ز خندہ اش بکشاد — دل بہ لعل و گہر کشادہ شود

۲۴۳	در دولت گرفتہ باش حسن تو چہ دانی مگر کشادہ شود	۵

الله الله اے دل کہ دلبر میرسد — ماہِ اندک سال من درمیرسد
بخت من مے خواند روئی دوستیش — بخت بیں ناخواندہ برسرمیرسد
خود چہ میگویم بنام ایزد چو گل — گر نکو رفت او نکوتر میرسد
چیست ساغر کلۂ[1] بازار عیش — کلۂ رنگیں کن کہ ساغر میرسد

۲۴۴	اے حسن بے وقت توبہ میکنی توبہ بشکن وقت گل درمیرسد	۵

درد او دود از دل من میکشد — مرغ جاں را از نشیمن میکشد
گفتۂ چندیں دم از شوقم مکش — چوں کنم جاناں دل من میکشد
بندہ کو بیت ما من خود ساختہ — رخت ایماں را بما من میکشد

[1] سقف خانہ و ہرچیز کہ بمنزلہ سقف باشد خیمہ وغیرہ ۵۲ چہرہ

هر که خورشید رخت دید ای صنم | رُو بسجده چوں برہمن میکشد

(۲۴۵) چوں حسن را از تو امیدے نماند
پائے تو ہبدی بدامن میکشد (۵)

گر ز زلفت بندے از ہم بگسلد
بند بند عاشق از ہم بگسلد

زلف دلبند تو یارب مگسلاد
زانکہ صد دل زیر ہر خم بگسلد

عقلہا بگسست از عشقت بلے
ہر چہ تا محکم ز محکم بگسلد

گر نہ پیوندی تو با من ہفتۂ
ہفت پیوند من از ہم بگسلد

(۲۴۶) مر حسن را بر در خود جائے دہ
تا بیکبار از دو عالم بگسلد (۷)

یار در انجمن نمی گنجد
نام او در دہن نمی گنجد

تا بخون من آستیں برزد
بندہ در پیرہن نمی گنجد

ہر کرا عشق او بمیرانید
او خود اندر کفن نمی گنجد

تا رخش را بگل صفت کردم
گل میان چمن نمی گنجد

دہنش را بغنچہ کردم وصف
غنچہ در خویشتن نمی گنجد

بلکہ ہیچست آں دہن زیراک
ہیچ در فہم من نمی گنجد

(۲۴۷) حسن او بے حدست او صافش
در ضمیر حسن نمی گنجد (۷)

ہر کہ در شہ رہ بلا خُسپد	بہ کہ از چوں تو تے جدا خُسپد
خال تو بر زنخ چہ تکیہ زند	طفل نزدیک چہ چرا خُسپد
سر و پیشت قدم نیارد زد	گوئیا کش ز باد پا خُسپد
دل زگیسوئے تو بر انگیزم	چند در سایۂ بلا خُسپد
عافیت را چگونہ دارد چشم	آنک در کام اژدہا خُسپد
گیرم از بند زلف تو بجہم	چشم بدست تو کجا خُسپد

۲۴۸ — جز بخوابت حسن نہ بیند لیک / کے گذارد غم تو تا خُسپد — ۷

باز فصل بہار می آید	ہمہ اسباب کار می آید
بوستاں باز مشک می بندد	کہ صبا مشکبار می آید
مرغ بانگ جرس کند آرے	کاروان بہار می آید
پائے گل از پیادگی در ماند	سرو بارے سوار می آید
شاخ گلبرگ کرد ریختنی	شادی آنک یار می آید
یار با دور باش ناز خوشست	کہ چو شاہاں ببار می آید

۲۴۹ — حسن از یاد دوست خوش کن عمر / عمر بے او چہ کار می آید — ۷

خوبی نو ترا وفا نباشد	در تیرہ دلت صفا نباشد

سلطان بتاں عہدی امروز | در عہد بتاں وفا نباشد
چشمت جگرم بدوخت آرے | ترک از ترکی جدا نباشد
طعنے زدۂ گلہ چہ آرم | گر تیر زنی خطا نباشد
کامے چو منے روانہ کردی | ایں از چو توئی روا نباشد
عقلم شد و عشق ماند آرے | بیگانہ چو آشنا نباشد

(۲۵۰)
ناکس شمری ہمہ کساں را
باشد کہ حسن علا نباشد
(۷)

روے کہ تراست مہ ندارد | نقصاں بتو ہیچ رہ ندارد
ایں کوکبۂ کہ ہم تو داری | خورشید نداشت مہ ندارد
فتنہ کہ از او خرد زند چشم | جُز چشم تو خوابگہ ندارد
جاں در ولۂ تو ماند جانا | واللہ کہ جُز ایں ولہ ندارد
زلفت کہ ہزار دل نگہداشت | ہرگز یک جاں نگہ ندارد
دل چارہ گر محبت تست | بیچارہ جز ایں گنہ ندارد

(۲۵۱)
درماند حسن پناہ او شو
کو جُز درِ تو پنہ ندارد
(۷)

عالم چو توے دگر ندارد | سروے ز تو تازہ تر ندارد
خوباں تو کش و بتاں تو می بند | کیں حکم کسے دگر ندارد

دریائے ملاحت رویت / خورشید بران گذر ندارد
چشم تو خراب کرد دوشم / یا مست بد و خبر ندارد
عاشق که در فتاد بیرون / بیرون ز درِ تو در ندارد
تا کے گوئی که رخت بردار / بیہودہ مگو که بر ندارد

(۲۵۳) درمان دل حسن بہ فرمائے
تا درد تو در جگر ندارد (۶)

دل بہ بندِ زلف تو در میرود / آتشے در بار عنبر میرود
تا تو چوں ماہے ز چشم رفتۂ / ہر شبم از دیدہ اختر میرود
دل ہمہ زلف تو عنبر بوئے یافت / ہم بدان بوئے صنم در میرود
پائے صبر من فرو شد لاجرم / پا بہ پا بہ عشق تو بر میرود
حسن پارینہ دوچنداں کردۂ / کار تو امسال بہتر میرود

(۲۵۳) از نم چشم و تف سینہ حسن
ہر نفس در آب و آذر میرود (۷)

الوداع اے دل که دلبر میرود / روح بخش و روح پرور میرود
ماہ ساں منزل بمنزل مے کشد / خور صفت کشور بکشور میرود
در پیش وہم سبک رو بستہ ام / او ز وہم من سبکتر میرود
گفتیم یاب سخن بکشا برو / نے سخن در باب دیگر میرود

گرچو زر گویم سخن ہم سود نیست	چوں سخن امروز در زر میرود
دل شد و صبر ست پا اندر رکاب	رو کہ سلطاں رفت لشکر میرود

۲۵۴ — در حسن بینید کز حسن و فا / دل نہ و دنبال دلبر میرود — ۶

فصل نو روز ست و نو بر میرسد	غنچۂ نو خیز من در میرسد
مرغ بے تاب است مال میوہ را	زانکہ از ہر شاخ بن بر میرسد
بیدمن لرزانست ہر ساعت چو باد	در صف گلزار صفدر میرسد
پائے بندست ایں نے اندر روئے گل	ابر خود بر آب دیگر میرسد
ابر از قوس قزح دارد کماں	لاجرم تیرش قوی تر میرسد

۲۵۵ — تاکہ ملک غنچہ شد ملک بہار / در خزانش بے عدد زر میرسد — ۷

وقت آں آمد کہ گل بیروں شود	گونۂ گلزار دیگرگوں شود
باد بر خیزد بروئے سبزہ تند	سبزہ از راہ چمن یکسوں شود
کوہ از لالہ علم بر پائے کرد	ہم کنوں دہلیز گل بیروں شود
ابر چوں نوفل گشت از عہد باغ	باغباں نشگفت گر مجنوں شود
شاخ میداند کہ گل خواہد شدن	خویشتن کج می نہد تا چوں شود
بادہ دہ زاں پیش کر دورئ ابر	غنچہ را ناگہ درو نہ خوں شود

۲۵۶	گر حسن را بر کشی چوں ابرِ باز کار او گرد اں ترا از گردوں شود	۵

هر کرا از یاد تو مستی بود
نقل او ترکِ همه هستی بود

هر که با تو راست شد از خود برست
راست این راستی رستی بود

اشکِ من دریا ست می غلطد بلے
آب را همت سوئے پستی بود

چشم تو بر حالِ من تر شد چه شد
گریهٔ مستاں هم از مستی بود

۲۵۷	گر حسن افلاس می ورزد مرنج مایهٔ عاشق تهی دستی بود	۷

یار از صبرم جدائی میدهد
کار خوبے را روائی میدهد

زلف بر رخ راست گوئی دیو را
با فرشته آشنائی میدهد

قد چوں نے شکرش را آسماں
رونق شیریں قبائی میدهد

شوقش از زر رخ و سیم سرشک
مفلساں را پادشائی میدهد

مردمِ چشمِ جهاں بین مرا
خط سبزش روشنائی میدهد

خط کشیده عاقبت بر حالِ من
دعوئ آرد دل گواهی میدید

۲۵۸	تا بد و پیوست بیچاره حسن از دل و دینش جدائی میدهد	۶

پیشتر آئے ماہ من پیشِ کہ ماہ دے رسد
دور مدار مے زمن راحتِ من زمے رسد
زاں مے لالہ گوں کزو گُل شگفد بہر زماں
فصلِ بہار تازہ کن پیشِ کہ ماہ دے رسد
خوں مرا چو خوے مریز اے گل نورسیدہ ہاں
خون قرا بہ خوردمے تا زگل تو خوے رسد
غرہ رویت اے صنم گرچہ بحُسن نشر شد
غرّہ مشو کہ ہم کنوں فرش زماں بطے رسد
خیز وزروئے یک دلی خوش دلی بمارساں
خود زسپہر دہ دلے ناخوشئ زپے رسد

۸	چشم حسن سفید شد در رہِ انتظار تو بو کہ زچوں تو یوسفے بوئے وفا بوے رسد	۲۵۹

اے رخت رشکِ مہِ زیبائے عید
روئے تو عید و لبت حلوائے اوست
روئے تو شمع شب افروز برات
از لب تو خلق را آشوب شہر
وصل تو عیدست و فردا وعدہ اش

در ہلالِ نست جانا جائے عید
چاشنی شرطست از حلوائے عید
شمع تو صبح جہاں آرائے عید
وزجمالت شہر راغوغائے عید
من چو طفلاں شاد بر فردائے عید

اشک من شیر و لبت خرمائے عید شادیٔ دیدار تو بالائے عید	شیر خرما خواہی اندر عید ہست عید بالائے ہمہ شادی بود

۵	امشب از طالع حسن را ساز نیست تا طلوع روز شادی زائے عید	۲۶۰

دل پیش کش نا کردہ جاں در پیش جاناں کے رسد
مرغ سلامت رو چو من پیش سلیماں کے رسد
او بے من و من بے کسم از بے کسانِ مفلسم
آنجا رسم نے کے رسم مفلس بسلطاں کے رسد
سینہ جگر را تاب زد بر چشم راہِ خواب زد
جاں خانۂ چشمِ آب زد کاں یار مہماں کے رسد
خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چوگانی شدہ
ابر آب در میداں زدہ تا او بمیداں کے رسد

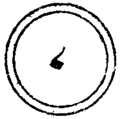
۷	ہاں اے حسن رو دل بہ وز ننگ و نامِ دل برہ بر نامِ خوباں دل بنہ نامہ از ایشاں کے رسد	۲۶۱

دو دیدہ در قدمِ اوست ہر کہ می آرد نشانے از مہ من در سفر کہ می آرد ز غایبے بہ رفیقے خبر کہ می آرد	مرا ز غائب من یک خبر کہ می آرد چو مہ نشانہ شد اندر سفر مسلماناں حدیث یوسف و یعقوب مختصر کردم

شب سیاه بپوشید راه بر قاصد	پیام صبح بمرغ سحر که می آرد
بجز صبا که درو بوے آشنائی ہست	نسیم یار بیاراں دگر که می آرد
کبوترے ز دل آرام میرسد اینک	ولیک نامه ندانم بیر که می آرد



حسن که بے خبرست از فراق می گوید
مراز غائبِ من یک خبر که می آرد



غمت به قصد من ناتواں چه می آید	هم از تو تشکر تواں گفت انچه می آید
کشید خواهم هر سرکشی که خواهی کرد	زمین نترسد کز آسماں چه می آید
لبے که بر دل من میکشد کماں حشمت	بداں که بر دلِ من آں زباں چه می آید
مگر که در قدمت خواهد اُ دفتاد اشکم	وگرنه از سرو دیده رواں چه می آید
هزار نافۂ مشک است گرد گرد میانت	بگو نصیبۂ من زاں میاں چه می آید
سبک شدم همه از عشق روئے بر گوئی	که بر تو هر سخنِ من گراں چه می آید



قبول کن سخنانِ حسن که مقبول است
نه آنچناں که تو خواهی چناں چه می آید



نسیم از سر زلف تو تا نمی جنبد	رگِ حیات در اعضائے ما نمی جنبد
بخندی از دمِ سردم دریں شگفتے نیست	که گل نمی شگفد تا صبا نمی جنبد
هزار وعده کرد از زلف پیچانت	هنوز سلسله اشش از وفا نمی جنبد
باشنائیت افتاده ام دریں غرقاب	تو دست ده که مرا دست و پا نمی جنبد

عه دے چو سنگ تو داری دلیک حیرانم۔

حکیم چند نصیحت کنی دل مارا
سوار کشته کلهم را نظاره کن که چه فرس

مکن کز آب تو ایں آسیا نمی جنبد
ہمه دواند و بند قبا نمی جنبد

(۲۶۴) — (۷)

زہے حسن که اگر تیغ بر سرش رانند
چو کوه وقت تحمل زجا نمی جنبد

ہرگز خبرے یابم کاں گم شده باز آمد
در معرکۂ ہجرم امید که گوید کس
بنواخت مرا روزے چوں نامے چرا نالم
اے مه سفر اول در موسم گل رفتی
یک نامه فرستادم شوق دو رخت درو
در آرزوے زلفت خطے دو سه افزوں شد

از آمدنش غم رفت آں رفته فراز آمد
آں غازی قلب اشکن بر مرکب ناز آمد
در بندگی آں لب کو بنده نواز آمد
باز آے کنوں آخر آں قافله باز آمد
مضمونش ہمه عجز ست عنوانش نیاز آمد
تا عیب نغز بائی گر نامه دراز آمد

(۲۶۵) — (۶)

خورشید رخش تا شد از چشم حسن غائب
زاں سوز چو شمع اشکم ہر شب بگداز آمد

حال من یار نکو روئے نکو می داند
تو مپندار که دلبر ز دلت آگه نیست
اہل دل صورت معشوق به برقے بینند
مصلحت نیست که پندم دہی اے خواجه حکیم
قیمت آب حیات دہنش از ما پرس

دل ازو تا چه بلا دید ہم او می داند
ہر که چوگاں بزند حالت گو می داند
پیر پیراہن فرزند بو می داند
ہر کسے مصلحت خویش نکو می داند
تشنه بادیه قدر لب جو می داند

۲۶۶	درد دل پیش دل آرام چه گوئی چندیں اے حسن خواہ بگو خواہ نگو می داند	۷

عشاق بے دلت راستی بجاں نباشد
با تو بجاں چہ حاجت گر درمیاں نباشد
چہ از ارم رسیدی یا از ریاض رضواں
بوئے کہ از تو آمد در گلستاں نباشد
طوبے ست قامت تو کوثر لب تو نے نے
کوثر سخن نگوید طوبے رواں نباشد
گفتم لبے بمن دہ دنداں نمود آرے
حلوائے خوب رویاں بے استخواں نباشد
دادی امانت عشق از جاں قبول کردم
بارے کہ از تو آید ہرگز گراں نباشد
گفتی ز من جدا شو یا سر بنہ بریں در
اے من سر تو گردم ایں باشد آں نباشد

۲۶۷	در عشق تو حسن را اندیشہ نیست از جاں پروانہ را در آتش پروائے جاں نباشد	۷

اے شدہ باز از بر ما ہم بر ما باز گرد
گرچہ در خوں پا فشردی ہم بدیں پا باز گرد
عزم رہ کردی و دلہائے عزیزاں ہمرہت
میر خوباں ہمچناں با قلب یکجا باز گرد
تا رواں گشتی رواں گشت از دو چشم چشمہ ہا
گر بہ پرسش نائی از بہر تماشا باز گرد
میروی سرکش چو ابر از چشم چوں دریائے من
اے ز قطرہ پاک تر آخر بدریا باز گرد
چند چوں مہ از ہمہ دیوانگاں پنہاں روی
ہمچو خورشید درخشاں آشکارا باز گرد
رفتی و از طنز گفتی کاے ازانِ دیگراں
من ازانہا نیستم واللہ ازانہا باز گرد

گرچہ نفرستی سلامے مر حسن را ہیچ وقت

۲۶۸	ہم سلامت در پناہ شاہِ والا باز گرد	۷

اے سحر آں نفس سحر نماے تو چہ شد — صبح از راہ غلط کرد صفاے تو چہ شد

شب بریں کوکبہ کامد ہمہ آفاق گرفت — آنچناں غنچۂ آفاق کشاے تو چہ شد

پردۂ عیش مرا دست سحرگہ بنواخت — آخر اے مرغ سحر خیز نواے تو چہ شد

اگر آواز دہل پست شد از کوفتگی — اے خروس ایں ہمہ آوازِ چو ناے تو چہ شد

دست چرخ ار بشکستند کہ سیارہ بخفت — آفتابے تو چہ می پاے دو پاے تو چہ شد

منم از تیرہ شب خویش علی اللہ زناں — اے مؤذن تو کجائی علاے تو چہ شد

۲۶۹	گیرم امشب ہمہ درہاے فلک بربستند حسن آں جنبش مفتاح دعاے تو چہ شد	۷

دوش بکوے تو گذرے اوفتاد — بے خطراں را خطرے اوفتاد

باز ہواے توام از جاے برد — ناگہم آنجا گذرے اوفتاد

راہ قیامت سفر کوے تست — دہ کہ قیامت سفرے اوفتاد

چشم تو ترکانہ درآمد بصید — دل نہ کہ جاں را ضررے اوفتاد

گرچہ کماں سوے دلم داشتہ است — تیر ازاں سوے ترسے اوفتاد

مست بدو خواب کناں لاجرم — زخم دگر بر دگرے اوفتاد

۲۷۰	چشم نے زد حسن از چشم زخم ہم ز قضا ایں قدرے اوفتاد	۶

لہ - نسخہ اول دو یاے مجنوں [illegible]

چکنم کہ سوئے عاشق گذریت می نیفتد
بفتادگی یاراں نظریت می نیفتد

صنم اندر انتظارت کہ رہے بتو بیابم
چہ فتادتا ازیں سوگذریت می نیفتد

زغمم کہ حد ندارد مہ من تراچہ روشن
چو دریں حدود ہرگز سفریت می نیفتد

قد تو چو نخل خرما ز تو دست خلق کوتہ
چکنم بریت چندیں چو بریت می نیفتد

زغم تو ہفت عضوم پر از آتشست بنگر
کہ ز ہفت دوزخ من شرریت می نیفتد

۲۷۱

حسن است مرغ دامت مکنش بہجر بسمل
کہ نکوتریت ازوے دگریت می نیفتد

۷

باز از خط تو حجت خوبی تمام شد
باز آں بلا کہ خاصۂ ما بود عام شد

تخمے کہ بر امید تو کشتیم خاک خورد
دیگے کہ درہوائے تو پختیم خام شد

عقلم کہ زیں بر ابلق ایام می نہاد
آخر بتازیانہ عشق تو رام شد

اے خواجہ در محلت تقوی قرار گیر
درکوئے عاشقی نتواں نیک نام شد

انکو نگفت مذہب عشق ترا حلال
خونش حلال و عمر عزیزش حرام شد

شاہےؔ بتخت غزنی و صد شاہ بندہ داشت
عشقش چناں گرفت کہ غلام غلام شد

۲۷۲

در عاشقی بمیر حسن تا شوی تمام
نشنیدۂ ہر آنکہ بمیرد تمام شد

۷

خطے کز روئے یار من برآمد
امید روزگار من برآمد

زا بر دیدہ چنداں ریختم آب
کہ سبزہ از بہار من برآمد

سلہ محمود غزنوی کہ ہزاراں غلام داشت

نگارم نقش ایوان بهشت است　　دگر نقشِ از نگارِ من برآمد
مرا با خط خوبش بود کارے　　بحمد الله که کارِ من برآمد
اگر خارے بپائے وقت من رفت　　زدست دوست خارِ من برآمد
هزار امید بودست از درِ او　　بهمت هر هزارِ من برآمد

(٢٧٣)　　حسن گوید که مقصودِ دو عالم
بیک دیدار یارِ من برآمد　　(٧)

هم یار بدست آمد هم کار فراهم شد　　المنة لله که ایں هم شد و آں هم شد
سلطان جمالش را از خط و رخ رنگیں　　هم زنگ بجنگ آمد هم روم مسلم شد
بکشاد لب شیریں شهرے بنشاط آمد　　بنمود رخ زیبا خلقے خوش و خرم شد
یکچند مه از رویش میزد بهوس لافے　　چوں چند شبے بگذشت آں لاف زدن کم شد
اے شانه سر موئے مفگن زسر زلفش　　کز خم زبان تو بسیار فراهم شد
احسنت زہے طالع زلف و رخ خوبش را　　کیں قاتل دلہا گشت واں قبلهٔ عالم شد

(٢٧٤)　　بهر دل و دیں فتنه مے بود حسن غمگیں
دل داد و بدلبنداں زاں هر همه بے غم شد　　(٥)

بخدمت چو تو یارے سلام ما که رساند　　سلام مرغ بگلزار جز صبا که رساند
زدست گیرئ زلفت بیام وصل بپایم　　ولیکن آں سر رشته بدست ما که رساند
اگر بمن برساند زمانه آں رخ خوبت　　بهمت سزا را بناسزا که رساند

ف اگر خارے بپایم رفت بارے ۔

حدیث بندہ مقبل بہ پادشا کہ رساند		تراز غیب رسیدست پادشاہی خوباں

۵	حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش بجملہ شہر رسیدست شاہ را کہ رساند	۲۷۵

ساقی مے گلگوں بدہ بوئے بہارم میرسد
یک دو قدح بر کار کن خاصہ کہ یارم میرسد

اے ابر روئے گل بشو وے گل دلِ بلبل بجو
بلبل تو صوتے نو بگو کاں نو بہارم میرسد

من سوئے قدِ او شوم با قدِ او چوگاں شوم
چوں گوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد

زیں پیش غم را دمبدم ہر جانِ من بودے ستم
اکنوں ازاں غمہا چہ غم چوں غمگسارم میرسد

۹	گفتی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم باآں وہاں کانچہ از در شاہ جہاں امیدوارم میرسد	۲۷۶

خوباں شبِ دوشینہ کمیں ساختہ بودند
نقد دل ما پاک ببردند اگرچہ

مارا بکمند ہوس انداختہ بودند
از ابروے خود بازی کژ باختہ بودند

طالع شدہ بر تخت گہ حسن چو شاہاں
چتر سیہ از طرہ برافراختہ بودند

گہ عارض شاں غارت جاں کرد گہے زلف
بل روم و حبش ہر دو بہم تاختہ بودند

عشاق ہم از روز ازل عشق گزیدند — آن کار بران طائفہ پرداختہ بودند
تا آخر شب فاختہ میگفت کہ گوگو — یاراں ہمہ شب ہمدم آن فاختہ بودند
بشناخت پدر یوسف خود را بہ نسیمے — اخواں بنظر دیدہ و نشناختہ بودند
اے محتسب ایں چنگ چہ می سوزی و بربط — آخر نہ کہ با سوختہ ہا ساختہ بودند



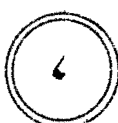
تا صبح حسن دم زد از ناز بتاں دوش
از غمزہ ہمہ تیغ بلا آختہ بودند



برفتی و کہ می گوید کہ رفتہ باز مے آید — مرا بارے بہ گوش دل ہمیں آواز مے آید
بیا اے چشم من جایت کہ روزم در غمت شب شد — شب آخر ہر کہ می باشد بخانہ باز مے آید
مرا از عشق تو مے خیزد ایں گریہ کہ مے بینی — کہ شاند جوش طوفاں را کہ در آغاز مے آید
سحر گاہاں گل اندر باغ مے خندید ہمی گفتم — ازیں جانب نسیم دلبر دمساز مے آید



شب اندر خواب ہم بر حکم عادت دیدمش گویا
خراماں چشم خواب آلود مست ناز مے آید



گفتم مگر کہ کار بساماں شود نشد — یار از جفائے خویش پشیماں شود نشد
گفتم مگر زمانہ عنایت کند نکرد — بخت ستیزہ کار بفرماں شود نشد
از بہر دوست آب زدم خانۂ دو چشم — شبہا بریں خیال کہ مہماں شود نشد
گردے کہ خیزد از رہ تو نور دیدہ ہاست — ایں دیدہ خاک گشت مگر آں شود نشد
کردم نگہ بہا گہر افشاں امیدم آنکہ — لعلش بخندہ شکر افشاں شود نشد

ابرے بلند خاست پس از روزگار ہا | خلقے در انتظار کہ باراں شود نشد

۲۷۹

عمرے حسنؔ ملازم اصحاب درد بود
بسیار خواست تا کہ از ایشاں شود نشد

۷

وعدہ کرد نگارم بوفا ہم برسد
گر بلائے رسد از فرقت او باکے نیست
طوطیاں از شکرش کام و دہن خوش کردند
طرۂ یار چو گل نافۂ مشک ارزاں کرد
تحفۂ ہر دو جہاں بر در او می آرند
ز آفتاب رخ او جملہ جہاں نور گرفت

عشق گر درد رساند دوا ہم برسد
از وصالش سبب دفع بلا ہم برسد
بلبلاں را ز گلش برگ و نوا ہم برسد
باش تا قافلۂ باد صبا ہم برسد
از من خستہ سلامی و دعا ہم برسد
نور او را کہ نیست بما ہم برسد

۲۸۰

بوئے زلف خوش او رحمت عامست حسنؔ
ہمہ کس را چو رسیدست ترا ہم برسد

۵

صبا جنبید وقت آمد کہ بلبل از چمن پرسد
بہارست و ہوائے خوش خوشا وقت کساں کاکنوں
در آمد فصل نوروز و من اندر کار خود حیراں
دریں دوران بوقلموں عجب نقشے فتادست ایں

بنفشہ یاسمن شنبید سمن از یاسمن پرسد
یکے جوئے رواں جوید یکے راہ چمن پرسد
نہ گل از من وفا خواہد نہ مرغ از من چمن پرسد
نہ من اسرار خود گویم نہ کس را حال من پرسد

۲۸۱

نہ پائے آنچناں محرم کہ از وے یار کے آید
نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حال حسنؔ پرسد

۷

زہے روئے تر و تازہ گلستاں اینچنیں باید	بخندہ می فشانی گُل گل افشاں اینچنیں باید
خیالت میہماں آمد دلم پیش آمد و بردش	اگر دل بر دجاں بخشید مہماں اینچنیں باید
بیک جرعہ ز جامِ لبِ دو عالم زندہ کن وانگہ	خضر را گوے اینک آب حیواں اینچنیں باید
ببردی گوئی حسن از زلف چوں چوگاں بنام ایزد	زہے شہسوارے چوں تو چوگاں اینچنیں باید
خطِ خوب تو فرمانیست بہر ضبط و اظہار ما	خرد کاں دید سر بنہاد فرماں اینچنیں باید
دل من عالمے خوش داشت عشق تو چو سلطاں نا	ہمہ عالم بدست آورد سلطاں اینچنیں باید



حسن را روے خوب تو سخن گو میکند الحق
برائے آنچناں بلبل گلستاں اینچنیں باید



زہے سرو شکر گفتار اینچنیں باید	دلم بُردی بیک رفتار رفتار اینچنیں باید
دل از بردی تو باکے نیست دلبر اینچنیں خواہم	ولے لختے نگہ مے دار دلدار اینچنیں باید
مرا آزادی دارد غمِ تو از ہمہ غمہا	غمت دیرینہ غمخوار است غمخوار اینچنیں باید
مجرد کردی از عیشم مرا عیش اینچنیں سازد	مبرا کردی از یاراں مرا یار اینچنیں باید
سمن ساقی و سوسن بوئے و لالہ روئے و نسریں	تعالی اللہ گر انصافست گلزار اینچنیں باید
ملائک دوش بر رخسار خوبت آیۃ الکرسی	ہمے خواندند و مے گفتند رخسار اینچنیں باید



اگر چہ بادہ نایابست لیکن جملہ مشتاقاں
ز گفتارِ حسن مستند گفتار اینچنیں باید



اگر آرام جانِ ما شبے با ما بیار آمد	دل سودائی ما را ہمہ صفرا بیار آمد

لہ دل را لہ ہمہ

مرا چشمیست چوں دریا و رخت دل ہوج اندر	برآید رخت من سالم اگر دریا بیار امد
قرار عاشق شوریدہ با معشوق پس باشد	غرامتہا ست بروامق کہ بے عذرا بیار امد
پری رویا بدست نازیکرہ زلف درجنبان	مگر زاں سلسلہ لختے دل شیدا بیار امد
نیارامد دل اندرتن اگر تو بگذری از من	محالست ایں کہ مرغ اندر قفس تنہا بیارامد
بتانِ عہد غوغائے دراگفندند در عالم	تو سلطان و رُخ نمائے تا غوغا بیارامد



حسن را زاں لب شیرین شرف کن بدشنامے
مگر ایں صوفیٔ طامع بداں حلوا بیار امد



چہ رویست انکہ وصف او بوہم ما نمے گنجد
کمال حُسن او در حد عقل ما نمے گنجد

موافق نیست شیدا را مہ نو لیک از ابروش
بجز عشق مہ نو در دل شیدا نمے گنجد

دلم بسیار میخواہد کہ در زلفینش جا سازد
دریں خوف و رجا موئے شدست اما نمے گنجد

بگفتم جان و دین و دل بخدمت آوردم گفتا
چہ آری چوں کس از نا محرماں اینجا نمے گنجد

اسامٔی سگانِ کوئے او در یک ورق دیدم
دریں دیباچۂ دولت حدیث ما نمے گنجد

ہمیشہ خیمۂ آہم بصحرائے فلک بودے

کنوں انبوہ شد لشکر درآں صحرائے گنجد

۲۸۵ — **۷**

حسن را گفتی از ورلائے سر خود بدہ درّے
بدستت چوں دہم درّے کہ در دریائے گنجد

مرا بدیدن رویت ہمہ امید[1] برآید — بیار سرو بلندت نہال جاں ببرآید
سوادِ جبیں بخشایم ہمہ حبش بکف آرم — گرم علاقۂ زلفت نشانہ ظفر آید
فغان خلق زشادی بہ آسماں رسد اے جاں — چو از وصول رکاب مبارکت خبر آید
چہ خوش بود کہ مسافر بود رسیدہ بمنزل — شکاریٔ چو تو ناگہ درون خیمہ درآید
ازاں لب چو نبات خودم نصیب کن یکبار — اگر نبات شداں لب دوبارہ خوبتر آید
کسے کہ روئے تو بیند پس از نظارۂ رویت — خسے بود اگر اورا دو کون در نظر آید

۲۸۶ — **۷**

بوقت فال حسن را قد تو در نظر آمد
منزد کہ کار دو عالم بر آستینش برآید

ہجوم عشق بدیں جان مبتلا چکند — بلاست ایں دل مسکین دریں بلا چکند
قرارمے نکند با من ایں دلم نفسے — دلے کہ عاشق دلدار شد مرا چکند
چناں خجستہ و آسودہ روزگار مرا — نگر کہ عشق چہ کردہ ہنوز تا چکند
وفا ہمے طلبیدم زیار عقلم گفت — زہے مکابرہ در بے وفا وفا چکند
گرانیٔ خرد از نزد عشق کردم دور — ندیم تلخ سخن پیش پادشا چکند
کفایت تو نکرد اندریں میاں کارے — کنوں صبور ہمے باش تا خدا چکند

[1] مراد

۲۸۷ — ۷

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج
زبان تو دگر و دل دگر دعا چکند

شبے کہ نیم مرادے بچنگ می آید
خیال غمزہ خوباں بجنگ می آید
دگر ز ہجر بوصلش ہمے شوم مائل
نخست کام بکام نہنگ می آید
اگر چہ خط پرگوہر ست شیریں را
دلے نصیبۂ فرہاد سنگ می آید
مگر بچشمۂ حیواں کنیم جامہ سپید
کہ آب دیدۂ ما سرخ رنگ می آید
قلم بصحبت مادر کش اے بزرگی جو
اگر ز نام گدایانت ننگ می آید
بزرگ چند دعائے بلند خواہی کرد
بدار کیں طرف آواز چنگ می آید

۲۸۸ — ۵

حسن تو مایدۂ معرفت فراخ بخش
اگر چہ صاحب ادکار تنگ می آید

سنبل چو سر زلفت پرتاب نمی آید
سبزہ چو خط سبزت سیراب نمی آید
بسیار طلب کردم اندر ہمہ مسجدہا
شیریں تر از ابرویت محراب نمی آید
ایں یک دو سہ شب تا تو بر بام نمی آئی
از روزن درویشاں مہتاب نمی آید
گفتی کہ بخواب اندر یک شب شوم مہماں
ہرگز تو کجا آئی چوں خواب نمی آید

۲۸۹ — ۷

قصاب طلب کردم تا خون حسن ریزد
از سنگ چنیں خونی قصاب نمی آید

لہ بلائے غمزہ خوباں ۔ لہ قلم بہ نسبت مادر کش اے بزرگ بہین

مه در صفتِ حسن ز تو بیش نباشد   سرو از قدِ تو یک قدمے پیش نباشد

چشم همه پیوسته بر ابروے تو بینم   نازِ مه تو یک شبکے بیش نباشد

اے گنجِ نهان خانهٔ هر کنج نشینے   آں کس که ترا دارد درویش نباشد

از زخم تو ریشست سراسر دل درویش   درویش نگیرند که دل ریش نباشد

هر تیر ز کیش تو مرا راحت جانست   قرباں شود آنکس که بدیں کیش نباشد

گفتی که چرا می بُری از خویش و ز پیوند   آنرا که سرِ تست سرِ خویش نباشد



طعنه چه زنی حال پریشان حسن را
در عشق کسے عافیت اندیش نباشد



باز نواے بلبلاں عشق تو یاد می دهد   هر که بعشق نیست[1] خوش عمر بباد می دهد

دی بدعاے من ترا پرده ز رخ کشاده شد   من کیم و دعاے من بخت کشاد می دهد

هر چه بغمزه میکشی زنده کنی همے بلب   چشم تو جور میکند لعل تو داد می دهد

باغ همے روم که تا یک نفسے بروے گل   ناله فرامشم شود فاخته یاد می دهد



با همه نامرادیت صبر خوشست اے حسن
زانکه نهال صابری میوه مراد می دهد



چوں رخ خوب تو آفتاب نباشد   چوں لب نوشین تو شراب نباشد

چوں بگلستاں روی تو روے کشاده   غنچه که باشد که در نقاب نباشد

دیدهٔ آنرا که دید تمام دو زلفت   تا سحر رُست خیز خواب نباشد

[1] زنده نیست

پیش تو از پس نوائے عشرت و شادی	نالۂ مظلوم را جواب نباشد
لازم کوئے تو ایم روے چہ پوشی	ساکن فردوس را عذاب نباشد
یاد بتاں چوں کنیم مہر تو بر لب	روزۂ آلودہ را ثواب نباشد

(۲۹۲) چوں حسنےؔ را بشکل شعبادہ گشتن
گرچہ توانی و لے صواب نباشد (۵)

باز نسیم سو سنم بوے تو یاد می دہد	جلوۂ سوری و سمن روے تو یاد می دہد
طعن ضلالت قدیم از نکنند بندہ را	پیرہن لطیفت گل بوے تو یاد می دہد
بر سر منبر ار کسے ذکر بہشت میکند	گم شدگان عشق را کوے تو یاد می دہد
با شب تیرہ بس خوشم گرچہ دراز میکشد	زانکہ بہر صفت مرا موے تو یاد می دہد

(۲۹۳) باز ز سر ہمی کنی قصد حسنؔ گرچہ تو
از سر آں گذشتۂ خوے تو یاد می دہد (۶)

سر و من اگر طرہ ز شمشاد نہ بندد	گیتی کمر فتنہ و بیداد نہ بندد
فریاد کنم روزے ازاں لعل گہر بار	گر دست اجل حقۂ فریاد نہ بندد
دی گفت میاں بیش بجوں تو نہ بندم	امروز چناں بست کہ جلاد نہ بندد
سوداش نظر بر دل انبوہ ندارد	چوں چیند کہ دل در دہ آباد نہ بندد
خوں از رگ ہر دیدہ چو دجلہ بکشاید	گر پردہ براں روے چو بغداد نہ بندد
دانم کہ نہ بندد در لطفے کہ کشادست	خود در شکست ایں کہ چو بکشاد نہ بندد

۲۹۴ — ۷

چشمش بحسن گفت که خواب تو که بشکست
خوابش بجز آں جادوئے استاد نہ بندد

باز آں گل تر از چمن کیست که داند / ویں شمع دل از انجمن کیست که داند

خاتون سراپردهٔ غنچه است گل آرے / او گلرخ و غنچه دہن کیست که داند

طوبی ہمہ دانند که از باغ بہشت ست / آں سرو ظریف از چمن کیست که داند

خال سیہش عہد بسے طائفه بشکست / آں غالیهٔ توبه شکن کیست که داند

باد آمد و جاں تازه شد و دیده بصر یافت / ایں بوئے خوش از پیرہن کیست که داند

طرز سخن بنده نکو داند و از ناز / پرسد ز رقیب ایں سخن کیست که داند

۲۹۵ — ۷

گفتم که نخواہی غزلے از حسن خود
خندید و بگفت ایں حسن کیست که داند

دل ببردی دگر چه خواہد شد / راضیم من بہر چه خواہد شد

مردم چشم عالمی یک دم / جانب من نگر چه خواہد شد

یک نظر سوئے ما گنہگار و بیں / تا ازاں یک نظر چه خواہد شد

خلقے از باده خواست شد تا ب / تا ابد مست بر چه خواہد شد

جگرم خوں شد از کرشمهٔ تو / وه که خون جگر چه خواہد شد

دل بشد جاں گریخت دیں گم شد / شدنی شد دگر چه خواہد شد

صبر سرگشته یار برگشته

۲۹۶ — اے حسن زیں بتر چہ خواہد شد — ۷

دل را نسیم زلف تو بیہوشی آورد
جاں را شمائل تو بمدہوشی آورد

یاد تو اے نگار چو معجون حکمتست
کز ہر چہ خواندہ ایم فراموشی آورد

واللہ کہ من بتو بہ خوشم لیک چوں کنم
میگوں لبت مرا بقدح نوشی آورد

مہ را کمال حسن چہ باید کہ ناگہاں
افسانہ رخت بہ سیہ پوشی آورد

شوق تو شحنہ ایست کہ سلطان عقل را
موئے جبیں گرفتہ بچاؤشی آورد

گفتی چرا سخن نکنی چوں بمن رسی
حیرانی جمال تو خاموشی آورد

۲۹۷ — بیہوش شد دل حسن از بادۂ لبت / بادہ ہماں خوشست کہ بیہوشی آورد — ۷

بے ہوائے تو روح دم نزند
دل بروں درت قدم نزند

ہر دبیرے کہ خط خوب تو دید
تا ابد دست در قلم نزند

جز نگارندۂ وصول تو کسے
ہیچ نقاش ایں رقم نزند

سپر صبر من لبست مرا
چشمت از ناوک ستم نزند

بر سر بام گر برآئی تو
ہیچ حاجی در حرم نزند

بوجود تو ہر کہ زندہ بود
خیمہ در منزل عدم نزند

۲۹۸ — حسن افسون خویش می دمدت / گر رضائے تو نیست دم نزند — ۷

مہرومہ از تو فال مے گیرند | نسخہ زاں خط و خال مے گیرند
صفت حسن را سخن سازاں | ہر یک از تو مثال مے گیرند
در رہِ فتنہ و طریق فریب | جیم زلف تو دال مے گیرند
مفتیان شریعت عشقت | تو بہ گردن ضلال مے گیرند
عصمت از حال عاشقاں مطلب | عشق و عصمت محال مے گیرند
شاخ و برگ محبت و محنت | ہر دو از یک نہال مے گیرند



حسن ار آبروئے رفت چہ شد
خونِ صوفی حلال مے گیرند



گہے کاں روئے گلگوں را بنفشہ ہمنشیں باشد
خطر در ملک جاں افتد خلل در کارِ دیں باشد
سرِ من بر زمیں باشد ہمیشہ پیش مہرویاں
مگر آں روز معذورم کہ در زیرِ زمیں باشد
اگر در بند دلبندے بماند آرزو مندے
بگو جرم از کس گیریم یا از انگبیں باشد
بباغ خود طلب اے باغباں امروز سرو ما
اگر خواہی کہ در باغ تو سرو راستیں باشد
پری رویا شبے با بندہ بنشینی چہ میگویم
پری با دیو با سلطاں گدا کے ہمنشیں باشد

اگر پیراہنِ جاں را فتد صد چاک در دامن
ہنوز از شکر انعام علم برآستیں باشد

۳۰۰	حسن از جاں چہ اندیشی اگر دلخواہ جاں خواہد بخوبی جاں برافشاں عشقِ خوباں اینچنیں باشد	۹

چو مہرویاں بمعنی آفتاب اند
چرا بر ذرّہ مسکیں نتابند

نسیمِ عشقِ شاں آفاق بگرفت
اگرچہ خود چو غنچہ در نقاب اند

ہمہ تن روح صرف اند از لطافت
اگر از کارگاہ خاک و آب اند

بیابند از پس عمر ار بیابند
ہمہ چوں عمر در رفتن شتاب اند

بیا خوش اے بہشتِ ایں جہانی
کہ بے تو عاشقاں اندر عذاب اند

برآمد از افق گلدستۂ صبح
ہنوز آں نرگساں در عین خواب اند

یکے زاں لعل نوشیں مہر بکشائے
کہ اہلِ شہرستانِ خراب اند

ندانم حالِ رنداں چیست زاں مے
کہ بارے صوفیاں مست و خراب اند

۳۰۱	تو خوش گفتی حسن بر تو چہ واجب اگر بے راحتاں[۱] راحت نیابند	۷

شخصِ تو از لطافتِ غیبی سرشتہ اند
سروے چو تو بعرصۂ عالم نکشتہ اند

عنابہائے تو کہ دشنام گاہ بوس
شیریں و ہم ترش ہمہ در ہم بکشتہ اند

خطِ تو بر لبِ تو فسونیست پر شکر
تا ذکر تہد "فیہ شفاءٌ" نوشتہ اند

[۱] بے لذتاں لذت نیابند

زلفیں گرد عارض خوبت برآمده
خورشید آں صباح حقیقت تو بوده
تا قصهٔ من و تو در آفاق نشر شد

گوئی که هر دو دیو رقیب فرشته اند
چل صبح کاندرو گل آدم سرشته اند
یاراں حدیث لیلی و مجنوں بهشته اند

۳۰۲

در سخن بصرفه ترے صرف کن حسن
کیں رشته از قوافی باریک رشته اند

۵

شب گذشته دل من سوے نماز کشید
صبا ز زلف بتاں یاد داد اے ساقی
نزد مبارز غم جز که بر دل محمود
به نیم بوسه کرم کردهٔ من لیکن

چو عشق دست برآورد پائے ناز کشید
بیا که توبهٔ دوشین ما دراز کشید
هراں خدنگ که از ترکش ایاز کشید
سخن بوعده شد و وعده هم دراز کشید

۳۰۳

سزد که قبله ز رویت کند حسن کامروز
زقامت تو دلش جانب نماز کشید

۷

دلم تسلیم دلبر شد بهر حکمے که او خواهد
سر آں ترک چوگاں باز خود گردم که پیوسته
چو در منظر شود پیدا مه از روے روشنی گیرد
اگر آں روے گلگوں و لب میگوں شود حاصل
کنم ایں جان افسرده فداے غمزهٔ شوخش
مرا تا جاں بود در تن بقائے جان او خواهم

نیندیشد ز نام بد جهاں روئے نکو خواهد
قدم را چوں سر چوگان زلف خود دو تو خواهد
چو در بستاں زند خیمه گل از روے رنگ و بو خواهد
چه بے حاصل کسے کو هشت باغ و چار جو خواهد
وے هر لحظه چشم جاں ستانش جان نو خواهد
که او خواهد هلاک من من آں خواهم که او خواهد

ل خرج

(۳۰۴) (۷)

مرا گفتی غزلہائے حسن پیشش بگو وقتے
برم گو از ہمہ عالم گر او ایں گفتگو خواہد

اگر از روئے گلرنگت صبا پردہ براندازد
صبوری رخت بربندد خرد خانہ بپردازد

بہ پیش روئے خندانت نشاید شمع برکردن
تو در خندہ شکر ریزی و او از شرم بگدازد

اسیرم بند زلفت را بہر تارے کہ آویزی
شکارم ترک مستت را بہر تیرے کہ اندازد

کساں در طعن و طنز او مارا با تو پیوندے
عرب در گفتگوئی خویش و مجنوں عشق می بازد

شنیدم ہر چہ سوز داں بسازد بو العجب کارے
دلم چندیں ہمے سوزد چرا با مانئے سازد

نگارا رحم کن آخر کہ سلطاں بندۂ خود را
اگر عمرے بیازارد ہمش یک روز بنوازد

(۳۰۵) (۷)

حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنجہا دارد
در او بارش چہ می بینی با قبال تو می نازد

خطے کز مشک بر مرجاں نوشتند
محبت نامۂ بر جاں نوشتند

مرا خود ورد جاں شد چند حرفے
کہ بر گرد لب جاناں نوشتند

گرا ما الکاتبیں ایں حرف دیدند
حساب خود بہشتند آں نوشتند

چہ خوش عید سیت ابروش از شب قدر
ہلالے بر سر تاباں نوشتند

ازاں خط کشتہ گشتم اے دریغا
مگر بر خون من فرماں نوشتند

مگر آں ترک من وجہے نمود انک
برات کفر بر ایماں نوشتند

بتاں را در ازل بودست عرضی

(۳۰۶) حسن را بندۂ ایشاں نوشتند (۷)

جگر پر درد و دل پرخوں تواں بود
ولے جان تو بے جاں چوں تواں بود
بما گر بگذری صبحے صبا وار
چو لالہ با دلے پُر خوں تواں بود
اگرچوں جرعہ خوں خود تواں ریخت
حریف آں لب میگوں تواں بود
بمار زلفت ار دستے تواں یافت
بدیں اقبال افریدوں تواں بود
مرا گفتی چرا دیوانہ گشتی
چو تو لیلیٰ شدی مجنوں تواں بود
بطاعتہا نمی بودم ملازم
چو رویت قبلہ شد اکنوں تواں بود

(۳۰۷) حسن با نیستی نیکو تواں ساخت
گر از ہستیٔ خود بیروں تواں بود (۷)

آناں کہ ز تو درگلہ باشند بدانند
قدر تو ندانند مبادا کہ بدانند
گر جان و خرد در قدمت خاک نسازند
اے خاک براں قوم کہ بس بے خبرانند
عشاق تو با انکہ بخنجر دو کنی شاں
ہم با تو یکے اند چنیں متحدانند
بیداد تو در دفتر عشاق نوشتند
انصاف دہ اے جاں کہ چہ خوش معتقدانند
قبلہ نگرفتند مگر روئے تو آرے
ہر طائفہ در مذہب خود مجتہدانند
گر با تو برآیند مہ و مہر چہ باکست
تو صاحب حسنی ہمہ صاحب حسدانند

(۳۰۸) گر بندہ حسن عشق بورزد عجبے نیست
بلبل نفساں شیفتۂ سرو قدانند (۹)

خوئے کہ از روے جہاں افروز جاناں میچکد
کوکبِ سیارہ از خورشید رخشاں میچکد

جان شہرے تازہ شد از جرعہ جام لبش
جرعہ نتواں گفت آں چیزے کہ از جاں میچکد

سبزۂ تر بیں بگرد چشمۂ نوشین او
گوئیا خضرست کز وے آبِ حیواں میچکد

دی بیک شست جفا خوں از رگ جانم کشاد
سوئے تیرش بیں ہنوزاں خوں زپیکاں میچکد

خوں چکانست آں لب خونخوار جاناں چوں کنم
انچہ ایشاں را زلب مارا زمژگاں میچکد

ساقیا از لعل تریک قطرہ در جانم چکاں
خاصہ کیں دم کز زمرّد دُرّ و مرجاں میچکد

روئے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے زابر
منھزم گفتے مگر چیزے پریشاں میچکد

ماہ من مست آمدست ایں طرفہ کز مستیٔ خود
منکرست و مستیش از چشم فتاں میچکد

۳۰۹	دید چوں اشک حسنؔ برخاست گفتم برمخیز گفت خواہم رفت رہ دورست باراں میچکد	۷

یاری دہدم آں بت عیار کہ داند
سرمایۂ دین و خرد از غارتِ خوباں
اسرار خطش در شب زلفش نتواں خواند
پارینہ خراج مژہ ام خون جگر بود
حال تنِ بیمار طبیبانِ زمانہ
افتاد بداں غمزۂ خونیں سرو کارم

یا دل دہدم ترک جگر خوار کہ داند
ہر بار نگہ داشتم ایں بار کہ داند
اسرار معما بشبِ تار کہ داند
امسال چہ فاضل شود از یار کہ داند
دانند درون دل بیما[ر] کہ داند
تا باز کجا میکشد ایں کا[ر] کہ داند



با آنکہ دلش نرم نگشتست ہمہ عمر
ایں نظم حسن در نظرش دار کہ داند



ترک دل آشوب من تند و رواں میرود
ما چو درختِ خزاں خشک فرو ماندہ ایم
سرو سہی گفتہ اند او بہ ازاں خاستست
آب حیات منست وہ کہ نمی ایستد
تاکہ دو چشمش نشد بر من مسکیں چہار
ہر سحرے بر لبم وقت نیازے کہ ہست

چوں دلم از جا برفت آہ کہ جاں میرود
او چو گل نو بہار خندہ زناں میرود
کبک دری دیدہ ام او بہ ازاں میرود
عمر عزیز منست وہ چہ رواں میرود
ہر نفس از چشم من چشمہ رواں میرود
پیشتر از ورد ہا نام فلاں میرود



مرحسن خستہ را ضبط میسر نشد
ہر چہ درون دست آں بزباں میرود



اے چوں تو نداشتہ جہاں یاد
روزے نہ کنی ز دوستاں یاد

لہ چو بہ غمزہ ترکاں

گر در دل خود نکردی ام ذکر
گشتی بجر شهلاے ابروم
بر روے زمیں چو روے خوبت
آنرا که ز حسن تو خبر شد
مرغے که تو در قفس بداری

بارے بجن از سر زباں یاد
اے ترک که دادت از کماں یاد
یک ماه ندارد آسماں یاد
نه از خود خبرست نه ازجهاں یاد
هرگز بکند ز بوستاں یاد

۳۱۲

بربست حسن میاں بخدمت
باشد که کنی دریں میاں یاد

۱۱

بیک کرشمه برآوردی از جگرها دود
دل ارچه سوخته شد با محبت تو خوشست
خرابیٔ دل خود با تو کے توانم گفت
مرا ز عشق نه آسودگی بود نه قرار
به پیش قاضی دل ماجراے خود گفتم
ربوده که ترا دید دست شهنشه عشق
درانکه قبلهٔ محمود شد بتے چو ایاز
تو تا دوال کمربند خویش بستی سخت
نصیب زگوشهٔ بامے چو ماه طالع شو
بوقت مردنم از حال پرسیم گویم

نگر که حال من خستهٔ چه خواهد بود
چو مجمرے که معطر بود بصحبت عود
مرا فسانه دراز و تو مست خواب آلود
غمت قرار بدیں داد و دل بدیں آسود
مراد عشق بتانرا ملازمت فرمود
رسید و گوے سلامت ز حال ما بربود
کجا شد ایں صفت بت شکستن محمود
نداشت هیچ مرا ز دست قاعده سود
مگر ستارهٔ ما مدبراں کنی مسعود
که خوش همے روم از بخت خویش ناخشنود

هزار همچو حسن گر نهند سر بعدم

۳۱۳ — چہ غم بود چو بود یک وجود تو موجود[1] — ۱۱

منازا ے بتِ چیں کہ چیں ہم نماند
قرار جہاں ایں چنیں ہم نماند

بزہر غم از عاشقے کشتہ گردد
شکر خندۂ نازنیں ہم نماند

تہی دست ویرانہ خسپ ار بمیرد
جہاندار اورنگ شیں ہم نماند

نہ جم ماند اینجا نہ نقش نگینش
چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نماند

نماند بچیں ہیچ بتخانہ آخر
چہ بتخانہ چیں کہ چیں ہم نماند

خود از ہر بنا عاقبت چوں بہ بینی
زماں گردد آخر زمیں ہم نماند

بچرخ بریں میکنی تکیہ دایم
ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند

چہ مونس ہمی گیری از ہر قرینے
کہ مونس نپاید قریں ہم نماند

اگر بگذرد مرد کج گوئی کم داں
سخن دان باریک بیں ہم نماند

سخن را اگرچند سحر آفرینند
سرانجام سحر آفریں ہم نماند

۳۱۴ — ہمیں نالۂ ماند بیکس حسن را
بترسم ازاں روز کیں ہم نماند — ۷

اشعار بسے گویند اسرار خدا[2] بخشد
تاریک نشیناں را انوار خدا بخشد

لغزیدہ بسے بینی در راہ سخن آرے
بس بو العجبست ایں رہ ہنجار خدا بخشد

اے زاغ چہ می پوئی پے بر پے ہر کبکے
تو خود ہوسے کردی رفتار خدا بخشد

فعل تو دگر باشد فضل ازلی دیگر
تو طالب جنت شو دیدار خدا بخشد

[1] تا وجود [2] جدا باشد

نو خاستگاں گرچہ چوں سوسن ہر یک — دارند زباں لیکن گفتار خدا بخشد

گر اندکے از نعمت دریافتۂ اے دل — خوش باش ہاں اندک بسیار خدا بخشد



یاراں چو حسن ہر بار از شاخ ضمیر خود
ایں بار ہمے خواہند ایں بار خدا بخشد



گذشتگان جہاں حال خویش چوں گویند — کہ زیر ضربت چوگان مرگ چوں گویند

یلے بپرس زنو رفتگان ما لے باد — ازاں نو آمدگاں کز چمن ہمی رویند

فراق دیدہ گل چہرہ گاں نمی دانم — کہ از کہ یاد کنند ایں زماں کہ گل بویند

خبر شدست فلانے برفت آگہ باش — کہ روزے ایں خبر تو بدیگراں گویند

غم جنازۂ خود اے عجب چرا نخورند — کساں کہ در پے تابوت مردگاں مویند

چو روشنست کہ آں رفتگاں کجا رفتند — ہنوز ایں دگراں ہم کجا ہمی پویند



حسن بجوے عدم گم شد ند یارانت
بگو نشان چناں گم شدہ کجا جویند



باز مرا عشق تو در ہم نہاد — داغ[1] بلا بر دل پر غم نہاد

باد بگیسوے تو آسیب زد[2] — درد ہمے بر دل در ہم نہاد

زلف تو لاحول چگویم چو دیو — وسوسۂ در ہمہ عالم نہاد

نوش لباں موم بجا تم دہند — لعل لبت شہد بجانم نہاد

گرچہ دلم از غم تو خستہ شد — ہم غم جاں بخش تو مرہم نہاد

[1] بار [2] بود

آں کہ بحکمت دو جہاں آفرید | عالم عشق تو مقدم نہاد

۳۱۷

گفتہ[1] بدی بر درِ من پا منہ
بندہ حسن پا یک و سرہم نہاد

۷

سبزہ سر بر کرد و مرغان ہم بگل پیوستہ اند | مطرباں چوں فارغ و مستاں چرا آہستہ اند
باغبانا بلبلاں را از گل و گلزار و شاخ | زود بگسل زانکہ بعد از دیرہا پیوستہ اند
جان من از سختی احوال درویشاں مرنج | چوں لب تو خرما شد ایشاں تا قیامت خستہ اند
من سلاح زہد چوں پوشم کہ ترکان غمت | ہم باول حملہ صف توبہ را بشکستہ اند
امن آبادیست ما را عشقت از ہر آفتے | ماہیان بحر بیں کز شست طفلاں جستہ اند
ہر زماں میگوئیم بر دیگراں دل بستۂ | یعلم اللہ من نہ بستم دیگراں بستہ اند

۳۱۸

اے حسن از خود بروں رو بیخود از پایش بوس
ما دریں رشتہ گرفتاریم وایشاں رستہ اند

۵

پری رخان کہ بچین و چگل ہمی باشند | ز صورتے کہ تو داری خجل ہمی باشند
چو رانده[2] ماندم از روئے تو بدانستم | کہ بعضے آدمیاں تنگ دل ہمی باشند
چرا رسد بورقہائے غنچہ آفت باد | ازانکہ یک بدگر متصل ہمی باشند
تو گرچہ از دل کس بار برنگیری لیک | امیدوار براں محتمل ہمی باشند

۳۱۹

حسن بمجلس خوباں در آ تماشا کن
فرشتگاں کہ ز آب و ز گل ہمی باشند

۷

[1] گفتہ حسن در رہ من پا منہ پا یے بنہاد کہ سرہم نہاد [2] چو رانده ماندم بے روئے تو بدانستم کہ بعض آدمیاں تنگدل ہمی باشند

پیش کہ گویم ایں کہ مرا یار می کشد
یکچند داشت خال خوش اسال خط کشید
گوید منم طبیب اسیران درد خویش
گفتم کہ کے رسد بغمت حد کارِ من
شیریں لباں کشند و نوازند لیکن او
عشاق را بروزِ جزا زار میکند

دل دادہ را کرشمۂ دلدار می کشد
یکبارہ کشتہ بود دگربار می کشد
اینست آں طبیب کہ بیمار می کشد
گفت ایں چہ حدتست بریں کار می کشد
اندک ہمی نوازد و بسیار می کشد
چوں زار میکند پس ازاں زار می کشد

(۳۲۰)
مسکین منِ شکستہ بساں حسن بگو
پیشِ کہ گویم ایں کہ مرا یار می کشد
(۵)

کمال حسن تو در عقل کس نمی گنجد
بنفس خویش رسیدن نمی تواں بر تو
تو کیستی کہ دم از وصل او زنی اے دل
رسید مژدہ قتل از تو مرغ جان مرا

دُر وصال بہ دُرج ہوس نمی گنجد
چہ جائے نفس کہ آنجا نفس نمی گنجد
کہ اندران قدح خاص خس نمی گنجد
بجان تو کہ کنوں در قفس نمی گنجد

(۳۲۱)
چہ لطف بود کہ شب ہر زماں ہمی گفتی
میان ما و حسن ہیچ کس نمی گنجد
(۷)

باز ایں دلم بکوے دل آرام میرود
گویند ہر کسے کہ بیارام چوں کنم
بے او اگر درخت گل اندر بر آورم

از دام جستہ باز سوئے دام میرود
آرام ہم کہ آب دل آرام میرود
ہر گل مرا چو خار در اندام میرود

ـــــ
لہ دل و قلب است - از برہان

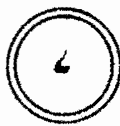
ایام در نیامده با ما بدوستی
وان دوست هم بسیرت ایام میرود

سروے زمشک دارد براه نردبان
زان نردبان دل است که بربام میرود

شهر بیست در ولایت خوبان که اندرو
هر پارسا که آید بدنام میرود



بیختہ نکشتہ زلف عشق اے حسن
تدبیر ہائے تو ہمہ زان خام میرود



بیا که عید در عبش بر جہان بکشاد
جہان بعید خوشست دلم بروئے تو شاد

چوان دو طرہ بر اطراف آن دو رخ پیچد
دو عید باد و شب قدر کس ندارد یاد

گہیے که بر در من بگذری ہمہ عالم
مرا ز عید گذشتہ کند مبارک باد

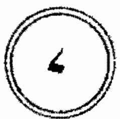
مرا بتو چه گذر اینک روستائی را
مقررست که با عید نسبتے افتاد

ز عید وصل تو دل را مرادے ار نرسد
بروزگار خوشست نامرادیے مرساد

شبیے که در نظر آمد ہلال ابروئے تو
چو طبل عید ز شب تا سحر کنم فریاد



حسن اگرچه توئی عید وقت او امروز
ہنوز روزہ ہجرانت یک شبے بکشاد



چون نسیمے بباغ در بجهد
ورق گل زیک دگر بجهد

دیدن روئے گل دلیل کند
چشم نرگس که در سحر بجهد

باغ از سبزہ باز نو خط شد
شاخ را وقت شد که بر بجهد

غنچه از خوف خار در خطرست
آیت فتح زین خطر بجهد

در دل ازیاد تیر غمزهٔ دوست نظرش ناوک جگردوزست	هر زماں خونم از جگر بجهد کیست کز شست آں نظر بجهد

۳۲۴	بر درش سر نهاد بنده حسن بو که[1] در عشق سر بسر بجهد	۷

باز آں نگار پرده در درپرده پنهاں ازچه شد
اول وفائے می نمود آخر پشیماں ازچه شد

دی کرد شهرے را خراب امروز می بندد نقاب
اوّل چناں کافر بدو آخر مسلماں ازچه شد

حیران آں رخساره ام از دو[2]ے نه لفظے بس عجب
گر نیست حسنش چوں[3] خلیل آتش گلستاں ازچه شد

از خام کاریهائے دل خنده همی آید مرا
دل گرئ نا دیده زو ناپخته بریاں ازچه شد

آخر بپرسید از دلم آں شحنهٔ خونریز را
شهرے که پار آباد بود امسال ویراں ازچه شد

جاں کشته شد بے روئے او ایں خود خلاف مذهبست
اشتر دلی جاں نگر بے عید قرباں ازچه شد

۳۲۵	من با تو گفتم اے حسن اوصاف حسنِ بے حدش گر نیست آں دلبر پری از خلق پنهاں ازچه شد	۵

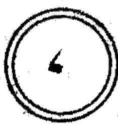
[1] بردر [2] آبے و لطفے [3] معجزه

Down with shokoh

بازم این ساعت ازان شکل نکو یاد آمد   گل بخندید و مرا خندهٔ او یاد آمد
سبزه بر روی چمن راحت دلها افزود   دردم ان خط وان روی نکو یاد آمد
تا خیال قد او نشست درین دیدهٔ من   خلق را سرو روان ولب جو یاد آمد
چشم ازنامهٔ جان پرور او روشن شد   قصهٔ یوسف و پیراهن و بو یاد آمد



بردل دوست حسن بود فرامش گشته
این غزل خوانده شد ان نادره گو یاد آمد



سر نیست درین سینه که پیدا نتوان کرد   دل طالب چیزے که تمنا نتوان کرد
طرفه سرو کاریست که بر وعدهٔ معشوق   صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد
شهد لب او مایهٔ ما مدعیان نیست   زنبور صفت بیهده غوغا نتوان کرد
غیرت بکمین دست بلعلش نتوان برد   روزه بدہاں میل بحلوا نتوان کرد
حاصل نه شده نعمت دیدار دل آرام   دل برگل و گلزار شکیبا نتوان کرد
هر روز درین صاعقه پنهان نتوان سوخت   یک حرف ازین واقعه پیدا نتوان کرد



چه چاره حسن کز جهت وصل فراقش
سودا نتوان پختن و صفرا نتوان کرد



دلم ز دست شد و دلستان نمی پرسد   بحکم رسم قدیم این زمان نمی پرسد
چنان بهم شده دیدم طریق عهدش ازانک   چنانکه شرط بود آنچنان نمی پرسد
همه بخانهٔ اصحاب دولت است رهش   زره فتادهٔ بے خانمان نمی پرسد

سله ز دستے

بصدرشتۂ قدح خوردۂ شیرگیر شدہ	ازیں کمینہ سگِ آستاں نمی پرسد
سوال کردم دل راکہ نالۂ توز چیست	بنالہ گفت چہ پرسی فلاں نمی پرسد
کدام دردم ازیں پیشتر کہ پرسیدن	ہمی تواندوزیں نا تواں نمی پرسد



حسنؔ نشانہ شد اندر بلاو آں بے رحم
برائے نامے ازیں سو نشاں نمی پرسد



نہ پندارم کہ ماہ من شبے برمن فرود آید
زہے حیف از چناں گل درچنیں گلخن فرود آید

شب و روزش ہمی خوانم کہ ہست او آیت رحمت
فتوح آسمانی داں اگر برمن فرود آید

گر او دستے فرود آرد بفرقِ کشتگانِ خود
ہماں دم جانِ بالا آمدہ در تن فرود آید

سراسر دامنم پُر قطرہائے اشک خد آرے
چو ابر دیدہ خیزد قطرہ در دامن فرود آید

اگر بندم در خانہ برائے دفع آفتہا
بلائے عشق پنداری کہ از روزن فرود آید

سرم بر گردنم بارِیست آں ترک سرافگن کو
مگر از لطف او ایں بارم از گردن فرود آید

حسنؔ ہرگز نمی پیچد سر از شمشیرِ او واللہ

(۳۲۹) اگر از مہر مہ رویاں سرسوزن فرود آید **(ے)**

کیست کز نغمۂ نے زمزمہ در گیرد | تا مگر بار غم از سینۂ ما برگیرد
ہر سبک روح کہ در جانش اثر کرد سماع | جانش از عالم تن عالم دیگر گیرد
ایں سماعیست کہ ذوقش پسر آدم داشت | گر چو اندر سرش افتد کم افسر گیرد
چوں نوا ہا گہ صبح زند بلبل مست | فاختۂ ہم قدرے صوت گران تر گیرد
نالۂ مرغ سحر زار چنانست کہ گر | شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد
مدعی گر نشد از ذوق بر آتش چہ کند | ہیزم او ہمہ تر بود کجا در گیرد

(۳۳۰) پاے ہر زندہ دلے را کہ بجنبد در رقص
حسن از دیدہ رواں در دُرِ گوہر گیرد **(ے)**

اے چو گل خاستہ بد بجمالت مرساد | قرۃ العین منی عین کمالت مرساد
دیدہا چوں برکاب تو بسالم گویم | دست بیداد زمانہ بدوالت مرساد
سال و مہ باد ترا روز سعادت روزی | ہیچ روزے بخلاف مہ و سالت مرساد
خوبرویان[۱] جہاں را شرف از تست اے[۲] | یارب از دور فلک ہیچ وبالت مرساد
اے چو خورشید برآوردہ سر از مشرق حسن | شب ما روز تو کردی کہ زوالت مرساد
یک نظر سوئے تو عیدست ہمہ عالم را | ہیچ غشی و غباری بہلالت مرساد

(۳۳۱) گرچہ از روئے نکوبت حسن آفتہا دید
آفت دیدہ بد بیں بجمالت مرساد **(ے)**

[۱] در گنج تر [۲] چوں جہاں را شرف از دیدن تست ایام

خستگانے که بعشق چو تو ترکے گروند — تیر تو خورده بکیش دگرے چون گروند

تو بہ آیتے از مصحف حسن آمدۂ — جائے سجده ست بهر بار که نامت شنوند

عجبم آید ازاں راه رواں کز غفلت — صاحب خانه رها کرده سوئے خانه روند

تا بزنجیر سر زلف به بستی دل من — عاقلاں جمله بر آنند که دیوانه شوند

بر سر بام شو و گوشۂ ابرو بنما — روزه داران غمت منتظر ماه نواند

رفتن باد صبا آمدن گل چه کنم — من ترا دانم از ینها ہمه آیند و روند

۳۳۲ — ۱۱

کے رود مستی عشق از سر عشاق بروں
کہ حسن وار بمیخانۂ عشقت گروند

بار از جام لبت جرعۂ بخشی زود — بشوے ایں دلم از تو به گنه آلود

سپیده کن دلم از نورے که نتواں یافت — ولے سیه ترازیں زیر آسمان کبود

ہزار دوزخ سوزاں فرو نشد اندر من — وزیں فرو شده یک ره بر نیامد دود

طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق — چه سود مند بود شربتے که او فرمود

عجب معاملۂ پیشم آمدست امروز — که زاہداں گله مندند و شاہداں خوشنود

دلیل دولت محمود بود عشق ایاز — وگرنه عاقبت او کجا شدے محمود

غلام نرگس مستانه توام که مرا — خلاص داد ز پرہیزگاریئے که نبود

بردل خرام ز در تا منجماں بینند — که بر چه وجه رود سیر اختر مسعود

ندیده بود فلاں صورت تو در آدم — وگرنه از سر و دیده در آمدے بسجود

نداشتم سر جولاں گریئے ایں میداں — ولیک مستی عشقم عناں ز دست ربود

۳۴۳	حسن نصیحتے از دل ہمی کنیم ترا ولے دل تو نصیحت پذیر نیست چہ سود	۷

برمے شکنی از من درویش چہ باشد
دل می نہی با من دل ریش چہ باشد

ہر شب بدعا طلبم روئے چو ماہت
جہد من بد روز ازیں بیش چہ باشد

جان و دل خود پیش کشم گر تو بیائی
پیداست کہ اندازۂ درویش چہ باشد

تو ماہ نوئی شیفتۂ تو من مسکیں
پنہاں شدن از شیفتۂ خویش چہ باشد

گفتی سگے خود خوانمت اما ننہم داغ
ایں داغ کہن بر من ازیں بیش چہ باشد

من زاں توام گر بکشی خیزد بکش زود
صید بکمند آمدہ فردیش چہ باشد

۳۴۴	اکنوں کہ حسن داد باندیشۂ تو دل بدگو کہ بود طعن بد اندیش چہ باشد	۷

صبا امروز گوئی کز دیار یار می آید
کہ بوئے مشکبار ش خوشتر از ہر بار می آید

گل نورستہ است ایں با نسیم یار می خندد
شب قدر است یا رم[1] یا سلام[2] یار می آید

بنی آدم ہمہ دیوانہ گشتند ایں زماں از چہ
مگر آں آدمی خلقے پری رخسار می آید

زلیخا وار بینم شہرے از خانہ بروں رفتہ
مگر آں یوسف آفاق در بازار می آید

شبے در خواب جوئے خضر سوے خود رواں دیدم
ہم اندر خواب با خود گفتم آں دلدار می آید

چو شاہاں خوش خراماں بر بساط حسن می رفتے
ولیک امروزنے خود دست فرزیں دار می آید

۳۴۵	حسن ہر چند حیرانست در وصف لب لعلش ولے دُرہا ہمی ریزد چو در گفتار می آید	۷

[1] منی [2] شب قدر است ایں یا خود سلام

نگارِ من جوانی می فروشد | زبانش کامرانی می فروشد
سر افگنده نشینم چوں بنفشه | چو سروِ من جوانی می فروشد
حریف عشق رازاں لعل مگوں | شراب ارغوانی می فروشد
کمر بندش بجوزا داد تحفه | اگر از بے میانی می فروشد
گرزاں خط ہمی دزدد صبا مشک | کہ ہر صبحے نہانی می فروشد
خط او گرچه گرد آورد سودا | لب آب زندگانی می فروشد


۳۳۶

چه چیست ایں که پیش آں شکرلب
حسن شیریں زبانی می فروشد


۷

بتاں کز زلفِ مشکیں دام کردند | جهانے زیر هر مو رام کردند
بتقوی نام نیکو برده بودم | نکو رویاں مرا بدنام کردند
بهشتی گشت صحن خانه امروز | مگر ایشاں گذر بر بام کردند
من از اخلاص میخواندم دعائے | وزاں سوختم بر دشنام کردند
غم نوشیں لباں زاں تشنگاں پرس | که دریا ہائے خوں آشام کردند
لائک دیگے اندر طعن ایشاں | برآوردند لیکن خام کردند


۳۳۷

حسن را جامۂ جاں چاک زاں شد
که دُرد درد ش اندر جام کردند


۵

در دل ہر که غمِ یار دل افروز بود | لشکر ہمت او بر ہمه فیروز بود

نگند در مہ و خورشید ہمہ عمر نگہ
ہر کہ بیند گل و رخسارۂ یارم یک روز
ماہ عید آمد و من روزۂ ہجراں دارم

نظر ہر کہ براں شمع دل افروز بود
روزگارش ہمہ چوں موسم نوروز بود
بہ من گر برسد عید من آں روز بود

(۳۳۸)

حسن از سوز دل خود سخنے بیروں داد
ویں نداند مگر آں کس کہ دروسوز بود

(۷)

شب اندر ماہ رخسارش بہ بینید
بہر شکلے کہ دانست از برم رفت
بہ نزدیک من آں ماہ دو ہفتہ است
من از دیدار دلبر در بہشتم
چو یوسف در ہمہ عالم عزیز ست
ہمہ عالم خریداری کنندش

شبہ بر لعل خوں خوارش بہ بینید
یکے در شکل رفتارش بہ بینید
شما از دور رخسارش بہ بینید
بہشت از جست دیدارش بہ بینید
ہمہ عالم خریدارش بہ بینید
خدارا روز بازارش بہ بینید

(۳۳۹)

حسن دیں در سر زلف بتاں کرد
بزیر خرقہ زنارش بہ بینید

(۷)

گلش تا ہمنشیں مشک تر شد
چو اوصاف لب اومی نوشتند
سلام خشک برائے قاصد ایں بار
بدل گفتم کزاں دلبر خبر گوئے

خرد در خوف جاں اندر خطر شد
قلم در دست کاتب نے شکر شد
کہ از باران اشکم نامہ تر شد
دل آنجا رفت و او ہم بے خبر شد

شبانگه محتسب دنبال ما کرد سر ما در سر کار بتاں رفت		چو در ما دید از ما مست تر شد حساب ما و ایشاں سر بسر شد

۳۴۰	دگر گردند خوباں شیوۂ حسن حسن را ہم سخن طرزِ دگر شد	۵

بتم سلطان خوباں شد گدایاں را کہ می پرسد
چو او بیگانگی کرد آشنایاں را کہ می پرسد
دل صاحب دلاں خوں شد ز ناز او چو ایشاں را
سزا اینست چوں مانا سزایاں را کہ می پرسد
بدو گفتم کہ خود را می نمایم چوں سگے پیشت
جوابم داد و گفتا خود نمایاں را کہ می پرسد
دلا ایں پارسائیہائے بے حاجت بیکسو نہ
بعہد چشم مستش پارسایاں را کہ می پرسد

۳۴۱	حسن جاں ریزہ ریزہ کردی اندر زیر پائے او تو خود کردی ولیکن زیر پایاں را کہ می پرسد	۷

حدیث عاشقی پنہاں نماند نشان اشک من در چہرہ پیدا ست اگر زہرہ بہ بیند روے آں ماہ		قرار کار ہا یکساں نماند نکو گویند خوں پنہاں نماند جمالِ او دراں میزاں نماند

مرزاں آدمی حیرانی آید | که رویش بیند و حیران نماند
دلا بر جاں ہمی لرزند خلقے | تو با جاناں بساز ار جاں نماند
حیاتِ جاوداں انگه تواں یافت | که جائے جاں بجز جاناں نماند

۳۴۲ — حسن سر بر کشد از اوج مقصود
اگر پابستهٔ ہجراں نماند — ۷

غمِ جاناں اگر دامن نگیرد | فلک دُنبال جانِ من نگیرد
چه گرد غم که ریزد بر سرم چرخ | گر آهِ من رهِ روزن نگیرد
نخواہم باختن سر در رهِ دوست | اگر بازم زسر دشمن نگیرد
اگر پروانه نارد از خطِ تو | بنفشه عرصهٔ سوسن نگیرد
چو عاشق در کمندِ زلفش افتاد | چه منت ہا که بر گردن نگیرد
بچشم پا نهد پس بگذرد زود | که تا خون منش دامن نگیرد

۳۴۳ — حسن راخته باید بود لابد
چو ترکے ترک ناوک زن نگیرد — ۶

تا رخت از مطلع مراد بر آمد | رخت گل و لاله را کساد بر آمد
خط سیه گرد روے خوب تو گوئی | شب بتماشائے بامداد بر آمد
از قد و زلف و دهن و چشم خوش تو | نقش الف و لام و میم و صاد بر آمد
عشق تو دل را سلام کرد هماندم | از دل و جاں ہر دو خیرباد بر آمد

سہل بود نامرادیئے کہ رسید است	چوں تو رسیدی ہمہ مراد برآمد

(۳۴۴) حرف صلاح از دل حسن مطلب زانک
نام وے از دفتر فساد برآمد (۷)

شب مرا تا بروز خواب نبود	جز نم دیدہ فتح باب نبود
ہر دم از چشم خود بر آتش دل	خوں ہمی ریختم چو آب نبود
خونے از دیدہ نوش می کردم	در صراحی جز ایں شراب نبود
ماہ من از مے جوانی مست	ہیچ میلش بدیں خراب نبود
گرچہ تا صبح نالہا کردم	یک سوال مرا جواب نبود
تلخ کردم جہانیاں را خواب	زاں دعاہا کہ مستجاب نبود

(۳۴۵) اے حسن یار گر خطائے کرد
ہم شکایت از و صواب نبود (۷)

بار دگر تیر عشق بر ہدف جاں رسید	بار دگر شعلۂ در دل بریاں رسید
دیدہ بدی چشم من ریختہ باران خوں	بر در دیوار تو نقش نگاراں رسید
گفتہ انے میر بار حاجت شہرے بشاہ	حال غریباں بگو نوبت ایشاں رسید
بانگ مزن اے رقیب دم مزن ای پردہ دار	منتظر رحمتیم قصہ سلطاں رسید
ہر کہ بزلفت رسد سر کند اندر سرت	گرچہ کمند بلاست کاش کہ بتواں رسید
گفت بخواہم رسید بر تو پس از عمرہا	او نرسید اے دریغ عمر بپایاں رسید

۳۴۶ — ۷

دوست رضا میدہد از سر جاں خواستن
عذر میار اے حسن خیز کہ فرماں رسید

دوش از غم تو دلم چناں بود
کز وے ہمہ شہر در فغاں بود

گر خون دو دیدہ بر زمیں ریخت
کہ دست دعا بر آسماں بود

با آب مژہ صبور بودم
ایں خونِ جگر کرا گماں بود

از اوّلِ شب کہ نالہ کردم
تا آخرِ شب نفس ہماں بود

آں لحظہ کہ در سرم سخن رفت
ہم نام تو بر سرِ زباں بود

ہر چند کہ با تو ایں بلا ہاست
با ایں ہمہ بے تو کے تواں بود

۳۴۷ — ۵

ہر بار کہ عشق آتش افروخت
بیچارہ حسن دراں میاں بود

از چشم پر خمار تو مستی نمیرود
خوبیت ازاں مزاج کہ ہستی نمیرود

دودِ دلم بر اوج فلک خیمہ زد بلے
ایں عشق[1] آتشیست بہ پستی نمیرود

عقل از کمند زلف تو سر در جہاں نہاد
دل را کہ پا بسلسلہ بستی نمیرود

تا جرعۂ ازاں لبِ میگوں چشیدہ ام
از من ہوائے بادہ پرستی نمیرود

۳۴۸ — ۷

گفتی حسن چرا نکنی توبہ از شراب
واللہ کہ توبہ کردم و مستی نمیرود

امسال[2] رونق گلِ تر آنچناں نبود
بے سرو تو بدیہہ ملبل رواں نبود

---

[1] عشق [2] امسال بے تو رونق گل

گلزار بود مجلسِ قولِ مغنیاں
برقولِ صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود

ایں کاروان گل پس سالے رسید لیک
ماہیے کہ در دلست دریں کارواں نبود

دانستہ ام کہ از تو بہ بینم شبِ فراق
آں روز رستخیز مرا در گماں نبود

لعلِ بتاں جواہرِ عیسیٰ نثار کرد
ورنہ مرا چنیں صدف دُرفشاں نبود

مُرغ ارچہ عشق نامہ خود خواند بامداد
دستانش راطراوتِ ایں داستاں نبود

۳۴۹

ایں طرز شیوۂ حسن ست ورنہ پیش ازیں
چندیں شکر بعرصۂ ہندوستاں نبود

۷

دوستاں در دم قوی شد مرہمے حاصل کنید
دیدہ درخوں غرق شد کوشش علاج دل کنید

از طلا تہلائےتاں ہر روز دیوانہ ترم
اے عجب دیوانہ را خواہید تا عاقل کنید

اے رفیقاں از کہ می پرسید تا منزل کجاست
ہر کجا معشوق عاشق راہماں منزل کنید

گر بمیرم در فراق آں مہ محمل نشیں
گاہ مردن روئے ایں مسکیں سوئے محمل کنید

ہر خسے کش زیر پا شد گردمی آرم بچشم
تا چو میرم ہم بداں گورے مرا کہگل کنید

پندگویاں ہرچہ گویندم ہمہ بے حاصل است
بارے آں چشمے کہ من می بینمش حاصل کنید

۳۵۰

یار چوں ایں سو خرامد از پئے قتلِ حسن
جان ایں مقتول خاکِ راہ آں قاتل کنید

۷

گر نسیمے از سرِ زلفِ تو سر درہم رسد
سر بسر دلہائے درہم گشتہ را مرہم رسد

زاں دہاں تنگ نیک من شود ملکِ مراد
گر سلیماں وار دستِ من بداں خاتم رسد

از پری زاد ست او یا از ملاک یا ز حور
زخم زیر چشم او یارب چه شیریں آمدست
چشم مست او بیک غمزه جگر با دل بدوخت
از غم تغافل مباشید ارچه اندک گفته ام

بارے از نسل بنی آدم چوں او کم رسد
زاں ہمی ترسم کہ دیگر چشم زخمے ہم رسد
تیر ترکاں کز سر مستی رسد محکم رسد
آتش اندک خیزد اما در ہمہ عالم رسد

(۳۵۱)

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسید
او چہ غم دارد حسن را گرچہ صد چوں غم رسد

(۷)

ایں مژده کہ می گوید ویں نامہ کہ می آرد
یمنیست دریں قاصد از پیش کہ می آید
شمع نظرست آں خور تا بر کہ ہمی تابد
طعنہ زندم ہر کس[1] کو را چہ سپردی دل
گفتی چہ رود چندیں خوں از جگر ریشت
بے دوست اگر عاشق فردا بہ بہشت آید

اے دل ز صبا می پرس کز گل چہ خبر دارد
فتحیست دریں نامہ تا خود بکہ می آرد
ابر کرمست آں مہ تا بر کہ ہمی بارد
گر جاں طلبد جاناں آں کیست کہ نسپارد
خاریست دروں دل کاں ریش ہمی خارد
نعمتکدهٔ رضواں آتشکده پندارد

(۳۵۲)

ماندست حسن واللہ بر قاعدهٔ عشقش
ور بگذرد از عالم آں قاعده بگذارد

(۷)

شب را چو صبح عید عزیزے بما رسید
گفتی رسید موسم حج ایں سخن بدار
بوده ست[2] ہمچو دیده نرگس دو چشم من

کز پائے بوس او سر ما بر سما رسید
ما حج چرا رویم چو کعبہ بما رسید
حیرانم ایں بہار گرم از کجا رسید

[1] زاہد [2] کرداست

از خار خارِ غصه نهالم چو گل شگفت | وز دردِ دل گلهٔ نکنم چوں دوا رسید
دل در طرب درآمد و دَوران غم گذشت | ابر کرم برآمد و کشتِ رجا رسید
غنچهٔ ز لطف در دلِ تاریک بنده تافت | شاہے ز غیب بر سرِ وقتِ گدا رسید

(۳۵۳)

ناشِ بگفتی اے حسن اینجا زہے ادب
ایں نیک نامیست که از حق ترا رسید[1]

(۹)

آں که حسنت چوں گلستاں آفرید | در لبت صد ناز خنداں آفرید
نافِ چیں در چینِ زلفینت نهاد | وز رخت خورشیدِ تاباں آفرید
از رخِ گلرنگ تو آبِ حیات | وز رخِ گلبوئے تو جاں آفرید
ماه را در قیمت عرضه داد | باز بر ماهت گلستاں آفرید
آفریں بر صنعِ آں صانع که او | صورتِ زیبا بدینساں آفرید
ماه در دَوراں چو تو شاہے نزاد | تا خدا بیسا و خوباں آفرید
تا همی بخشی خلائق را حیات | در لبانت آبِ حیواں آفرید
در لبِ شیریں تو چندیں شکر | از برائے دردمنداں آفرید

(۳۵۴)

چوں حسن را داد قدرت در سخن
زیں نکوتر شعر نتواں آفرید

(۵)

دل را که خوں گرفت نگه داشتن چه سود[2] | تخمے که زو برے نرسد کاشتن چه سود
جانا چو سیلِ عشقِ تو دلها خراب کرد | ما را بنائے عشق برافراشتن چه سود

[1] در بعض نسخ ایں شعر هم بنظر رسیده: سلطان علاءِ دولت و دیں آنکه در جهاں ٭ شاہے چو او نیامده تا پادشا رسید۔
[2] دل خوں گرفته را ز نگه۔

دل بر تو رفت گرچه نگه داشتم بسے — چیزے که رفتنیست نگه داشتن چه سود
خون دلم بچاه زنخ ریختی نخست — اکنوں بمشک و عنبرش انباشتن چه سود

۳۵۵
از نالۂ حسن چه بدانکاری اے صنم
خود زخم کردۂ تو بدانکاشتن چه سود
۵

دل خوں شداں خلاصۂ جاں را خبر کنید — زیں آب دیده سرو روانرا خبر کنید
صبر از برم بجست چو آہو بصید گاه — آں شهسوار سخت کمانرا خبر کنید
تنگ آمدست جان من از جور عشق او — اں تنگ چشم و تنگ دهانرا خبر کنید
جانست یار وایں سر من خاک پاے او — چوں سر زپا در آمد جانرا خبر کنید

۳۵۶
جمله جهاں بزهد حسن طعنه می زدند
ایں هم نماند جمله جهاں را خبر کنید
۷

سرگشته دلم راه بمقصود ندارد — آں صبر که یکچند در و بود ندارد
باغ از خط خوب و لب شیرینت خجل ماند — گو هیچ بنفشه شکر آلود ندارد
عاشق که شبے سیر ندیدت چه تواں کرد — بد روز ابد طالع مسعود ندارد
برشست ایاز اختر مسعود دهد بوس — کاں تاج بجز سینۂ محمود ندارد
کس را خبرے نیست ز سوز جگر من — آرے چکنم آتش من دود ندارد
یک روز نخوردی غم بیچاره هیندیش — زاں روز که افسوس کنی سود ندارد

گفتی که حسن می ندهد دل بتان بیش

۳۵۷	معذور ہمی دار کہ موجود ندارد	۷

تا سایۂ زلفینت یارِ مہ تاباں شد — گوئی کہ مگر کفرے ہمسایۂ ایماں شد
ننگ آمدہ بود ایں دل زیں دین نفاق آلود — از زلف تو زناّرے بربست مسلماں شد
تا بر دو رخ چوں گل از مشک زدی خالے — آں حسن کہ دی بودت امروز دو چنداں شد
خود بیں شدہ بد نرگس چوں تو بچمن رفتی — ہر چشم کہ بود اورا در روئے تو حیراں شد
جانا دہن تنگت اندر نظرم آمد — طرّاری او دیدی دل بستۂ پنہاں شد
گفتی کہ چرا از دل چیزیت نشد حاصل — تو دیرہ کاں دہ دیرست کہ ویراں شد

۳۵۸	ہاں اے حسن از عالم تلخی چہ کشی چندیں کز گفتۂ شیرینت نرخ شکر ارزاں شد	۷

باز در جانم ز تف عشق تابے اوفتاد — ذرّہ را دوستی با آفتابے اوفتاد
آفتاب آسا شبا تے خواہمش در اوج حسن — گرچہ با ماش اتفاق انقلابے اوفتاد
گوئمش دل سوئے ما می وار گوید سنگ ہست — ایں چنیں معشوقۂ حاضر جوابے اوفتاد
چوں شود حالِ دل مسکین من در دستِ عشق — صعوۂ بیچارہ در چنگ عقابے اوفتاد
عقل من افراسیابے بود آمد در دو دست — رستمے گوئی کہ بر افراسیابے اوفتاد
چشمش از سوے دلم دیدآں نبود از مردمی — مست می غلطید ناگہ بر خرابے اوفتاد

۳۵۹	مر حسن را دل بزلفِ یار در پیچید باز گردن دیوانۂ اندر طنابے اوفتاد	۷

آں سراز عہد بروں بردہ اگر باز آید
گرچہ شد در طلب وصل عزیزش ہمہ عمر
با مداداں کہ فلک سورہ والفجر نوشت
مہ و سیارہ برانگیخت زہر سو لشکر
گل کہ از رشک رخش جامہ دراں رفت ایں سال
او عزیزیست کہ زد مصری و کنعانی را

خوشی و خرمیٔ رفتہ دگر باز آید
او بہ از عمر عزیزست اگر باز آید
والضحیٰ خواندمش از دور مگر باز آید
باش تا لشکری ما زسفر باز آید
ہست تر دامنے ارسال دگر باز آید
عمر تازہ شود و نور بصر باز آید

٣٦٠

حسن گم شدہ را ذوق لبش یاد دہید
مگر آں طوطی مسکیں بشکر باز آید

٩

امشب از یاقوت جاناں قوت جاں خواہم کشید
بر طریق پیش کش حال دل صد پارہ را
من چہ دارم جز متاع عجز یا نقد نیاز
میزباناں پیش مہماں سیم و زرہا می کشند
خانۂ چشم مرا تا کے زنی اے دیدہ آب
از مژہ نوک قلم کردہ سیاہی از دو چشم
مرغ روزش یاد داد شمع رازم فاش کرد
مرغ را گر دست سر آزاد خواہم کرد لیک

گوہر جاں پیش لعل دلستاں خواہم کشید
ہمچو دیدہ دامن اندر خوں کشاں خواہم کشید
آنچہ دارم پیش یار مہرباں خواہم کشید
من سر خود زیر پائے مہماں خواہم کشید
کیں مسافر را بمنزل گاہ جاں خواہم کشید
با وجود عشق او خط بر جہاں خواہم کشید
وہ ندانم چند جور ایں واں خواہم کشید
شمع را بارے بدست خود زباں خواہم کشید

٣٦١

گرمرا اگر درہ خود کرد خواہد چوں حسن
از زمیں ناگاہ سر بر آسماں خواہم کشید

٦

تا کشیدی سبزه بر گل گریبان پاره کرد
خار عشقت تا بداماں جامهٔ جاں پاره کرد

حلقهٔ زلفش که در پائے دلم زنجیر شد
آنچناں زنجیر را نتواں بسوہاں پاره کرد

جامهٔ نیلوفری پوشیدی و رفتی بباغ
یاسمیں پیراہن خود تا بداماں پاره کرد

سیب سیمیں زنخدانت که از جاں خوشتر است
گر بدستم اوفتد خواہم بدنداں پاره کرد

طاعناں سنگ ملامت بر زلیخا می زدند
حسن یوسف تیغ بستد دست ایشاں پاره کرد

۳۶۲	رشتهٔ صبر حسن را بر کف دستش نهید تا بدوزد خرقهٔ کز جور خوباں پاره کرد	۷

تا دو چشم تو مست و فتانند
همه عشاق در تو حیرانند

مے لبت خورد و مست چشم تو شد
گیسوانت چرا پریشانند

گر بجائے سر اندر آرے تو
جاں بگرد سر تو گردانند

بے دلاں را رعایتے کن از انک
ار دمے بے تو اند بے جانند

تو ہم اینجا و ما ز تو غافل
مکیاں قدر کعبه کے دانند

عارفاں نگذرند از در تو
بلبلاں پائے بند بستانند

۳۶۳	اے حسن صوت بلبلاں چه خوش است گوئیا گفتهٔ تو می خوانند	۹

۲	ساقیا مے ده که ابرے خاست از خاور سفید سینهٔ ایام از [illegible] شد [illegible] را چادر سفید

ابرچوں چشمِ زلیخا بہرِ یوسف اشکبار
ژالہا چوں دیدۂ یعقوب پیغمبر سفید

گر نہ حشر است ایں نگہ کن در بنفشہ و سمن
چیست دست ایں کبود و روے آں دیگر سفید

بیدلرزاں از شمال اینک چو اصحاب الشمال
یاسمیں مانند اصحاب الیمیں دفتر سفید

بادہ در جامِ بلوریں دہ مرا اگر میدہی
نغز می آید شراب لعل را ساغر سفید

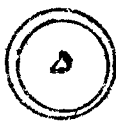
راحت از افسردگاں کم جو کہ کم یابد کسے
نامہ براے سیۂ جامہ بر آہنگر سفید

محمّل آزادگاں می جستم از ابناے دہر
کاغذے در دست من دادند سرتا سر سفید

عنکبوت غار را گفتم کہ ایں پردہ چہ بود
گفت میہماں عزیز آمد کہ کردم در سفید



اے حسن اغیار را ہرگز نہ بینی طبع راست
راستست ایں زاغ را ہرگز نہ دید پر سفید



اے کہ ہرگز از تو دلجوئی نبود	دل ز من بردی چناں گوئی نبود
من ہمہ سالہ ہوا خواہ توام	زاں طرف ہرگز رضا جوئی نبود

این بد بہاے تو تا کے یا گر — نیکو از از رسم نیکوئی نبود
دوش گرچہ داد دشنام بسے — کار من غیر از دعا گوئی نبود

۳۶۵ — ہیہدہ می رنجد از جورت حسن
کیں طریق خاص او گوئی نبود — ۵

تم چوں شاخ گل ہر بار می آمد نمی آید — نہال عیش کا ندر بار می آمد نمی آید
صبائے کز درِ دلدار جنبدے نمی جنبد — نسیمے کز دیار یار می آمد نمی آید
نشاطِ مے زمینخوارہ ہمی دیدم نمی بینم — سلام گل کہ از گلزار می آمد نمی آید
عتاب دوست کاندک مایہ دل را امید تسکیں — اگرچہ پیش ازیں بسیار می آمد نمی آید

۳۶۶ — حسن را ہیچ کارے نیست با یاران کم ہمت
کہ آں یارے کہ او را کار می آمد نمی آید — ۵

یار از ما رفت و یادے ہم نکرد — زلف دلبندش کشادے ہم نکرد
چشم او در جادوئی شاگرد کیست — کانچہ او کرد اوستادے ہم نکرد
لشکرِ مژگانِ او قلبم شکست[1] — اشک خونیں ایستادے ہم نکرد
صبر من بنگر کہ چوں رفت از برم — وقت رفتن خیر بادے ہم نکرد

۳۶۷ — نامہ از وے چوں طمع داری حسن
کت بعمرے خویش یادے ہم نکرد — ۵

[1] لشکر مژگانش صف جاں درید

تا نظر باز گرفتی ز گرفتارے چند
دل ما خستۂ چشم تو شد و تو ہمہ عمر
جُز جگر ہیچ نخورند جگر خوارے چند
نشدی رنجہ بپرسیدنِ بیمارے چند

چند ازیں غمزہ زناں بر سرِ کو آمدنت
صفت نعمت دیدار ترا شنیدند
تو مرا کشتہ شدہ گیر دو من یارے چند
طرفہ مرغاں کہ فتادند بگلزارے چند




گر حسن را نظرے بر غلط افتاد بہ بخش
چشم بر عفو تو دارند گنہگارے چند

یارے کہ طریق ناز دارد
آں شوخ برائے کشتن ما
گر دل ببرد کہ باز دارد
صد شیوۂ جاں گداز دارد

در زلف بتاں پیچ اے دل
جاناں دلِ من بجانب تست
کیں رشتۂ سر دراز دارد
کنجشک ہوائے باز دارد

بشنو کہ بوصف تو حسن باز
خوش گفتہ دلنواز دارد



ردیف (ر)



خہ خدائے حسن بر کمال قمر
یافت تقویم عمر من ترتیب[1]
خانہ روشن شد از جمال قمر
چوں میسر شد اتصال قمر

شمس را گر زوال شد گو شو
ایں ہم بارے از زوال قمر

[1] زینت

چشم نرگس بخواب جوید نور
چوں کند روز وبال نندیشد
سالہا بودہ ام بیاد رخش

چہ خبر خفتہ را زحال قمر
ہست معہود خود وبال قمر
شب تاریک در خیال قمر

(۳۷۰)
از قمر نور یافت کار حسن
خہ خہ اے حسن بر کمال قمر
(۵)

نوروز رسید یاد می دار
گفتی بتو وقت گل رسم باز
من با تو رسیدہ ام دمے دوش
من می گفتم تو می شنیدی

گل پردہ درید یاد می دار
آں وقت رسید یاد می دار
چوں صبح دمید یاد می دار
آں گفت وشنید یاد می دار

(۳۷۱)
قربان کردی دل حسن را
اے غیرت عید یاد می دار
(۷)

بخت بیں کامروز وقت صبح یار
کام حاصل شد بیک صحبت وجہے
خط سبز او فتوح آسماں
آں چہ مجلس بود یارب چوں بہشت
من بدستے ساغرے داشتم
ہیچ کس دنبالہ مستاں نکرد

چشم روشن کرد مارا صبح وار
دوست طالع شد باندک انتظار
خال شبرنگش فریب روزگار
کوثر اندر دست طوبے در کنار
دست دیگر گیسوے مشکین یار
محتسب را سر گراں بود از خمار

۳۷۲	زرد خیره ماند وسیم از ہر کسے از حسن اوصاف خوباں یادگار	۵

ماہ من دیدی چہ دیدم از فراق یکدگر
اجتماع غصہ بعد از افتراق یکدگر

اشتیاق ما بیکدیگر دو چنداں شد کہ تو
دیں دو چشم ما چہار از اشتیاق یکدگر

کے بود تا بر وصال یکدگر یا ہم دست
داستانی باز خوانی از فراق یکدگر

خیز و خونِ من بریز و من بر آنم متفق
خوب باشد کار ما با اتفاق یکدگر

۳۷۳	اے صنم خوش خوش غم خود خوردہ ہمچوں حسن خوش فتاد ست ایں دو معنی بر مذاق یکدگر	۷

دی تازہ رُخے دیدم چوں گل بہار اندر
لالہ ہمہ آلودہ نرگس بخمار اندر

چوں آب ہمی آمد من در گذرش بودم
تشنہ بجمال او دریا بکنار اندر

گفتم کہ شبے اے مہ بشنم عدد انجم
گفتا کہ ستارہ است ایں ناید بشمار اندر

چشمت چو یکے صید کشتست خوشم آرے
خوش وقت[۱] کہ خوں ریزد کافر بشکار اندر

آں رُوے جہاں افروز از دور ہمی دیدم
در گرد شکارستاں چوں مہ بغبار اندر

جاناں چو بباغ آئی پیدا شود آخر
کز شرم لبت غنچہ پنہاں است بخار اندر

۳۷۴	گر خواست حسن بوئے زاں روئے چو گل شگفت بس بیہدہ گویا شد بلبل بہار اندر	۷

صُبح طالع شد و در آمد یار
ساغرے پُر کن اے غلام بیار

۱ خوں وقت خوشی ریز

خط ساغر کجا کہ بگرفتست
زیں سپید و سیہ چہ سود مرا
نیست ہمچوں قرابہ مجموعہ
بشکن ایں شیشہائے کاغذپوش
بہ ازیں داروئے خموشی نیست

دلِ من از کتابت اشعار
در قدح زیر لعل گوہر بار
قلم و کاغذ از میاں بردار
بوریا پوش شیشۂ پیش آر
دفع دردے کہ دیدم از گفتار

۳۷۵

گر حسن را دریں حدیثے ہست
بادہ دہ ال حدیث باد انکار

۵

نے فلک بامن موافق طبع می آید نہ یار
بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ چیست
من چہ دانستم کہ زلف یار پابندم شود
یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی

نے دل من بامن مسکیں ہمی آید نہ یار
نے زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار
ویں گرہ یکبارگی بدبخت بخشاید نہ یار
اے دریغا نے جوانی بازمی آید نہ یار

۳۷۶

صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت ولے
نے حسن ایں پندہا را کار فرماید نہ یار

۷

مکن بر عاشقان زار خود زور
بروں افلاس داریم و دروں ضعف
بتشریف شفا امید دارد
اگر میریم بر یاد تو میریم

سلیماں را چہ فخر از کشتن مور
نہ زر ما را دریں تدبیر نہ زور
جہانے از لباس عافیت عور
پشیمانی نشاید برد در گور

فغاں از طرۂ ہندوت مارا | کہ چشم ترک دارد غارت غور
چہ پرسی حال[1] عشق از مفتیٔ عقل | چہ داند نور مہ را مردم کور

(۳۷۷) دل مسکیں حسن دریائے در دست
محالست ایں کہ از دریا شود شور (۵)

اے ز بتاں سرو قد تو خوش خرام تر | روے تمام ہمچو مہ بلکہ ز مہ تمام تر
نوش مباد اگر خورم بے لب شکرینت مے | مے ہمہ جا حرام شد بے لب تو حرام تر
دوش کہ وعدہ کردہ اں بہر ہمچو سیم خود | وعدہ چو خوے بینمت خوے ز وعدہ خام تر
تا تو رواں چو چشمۂ از نظرم برفتۂ | چشم منست ہر سحر تا بنماز شام تر

(۳۷۸) اے بخطے کہ می کشی ملک تو گشتہ ملک دل
من چو حسن غلام تو بلکہ از و غلام تر (۷)

نیست چو روے تو گلستاں دگر | روے دگر باشد و بستاں دگر
باز چہ سختست دل کافرت | سخت دگر باشد و سنداں دگر
از تف عشقت جگرم پختہ شد | پختہ دگر باشد و بریاں دگر
غمزۂ خوں خوار تو خونم بریخت | غمزہ دگر باشد و پیکاں دگر
عشق تو بر عرصۂ دل شحنہ شد | شحنہ دگر باشد و سلطاں دگر
گفتی اگر عاشق ماے بمیر | عشق دگر باشد و فرماں دگر

چشم حسن ہیں و دراو موج خون

[1] درس

٣٧٩ — موج دگر باشد و طوفان دگر — ٥

ای زشوخاں جہاں عیارہ تر — چشم شوخت از جہاں خونخوارہ تر
غنچہ دار از دست خوباں می درم — دامنے از جیب گل صد پارہ تر
مردم چشمم زگریہ غرق آب — مردمانرا چشم زیں نظارہ تر
حال صبر و دل چہ می پرسی چہ شد — صبرم از دل دل ز صبر آوارہ تر

٣٨٠ — گفتیم چو نیست بیچارہ حسن
زانچہ دیدی ہست زاں بیچارہ تر — ٥

ای زعقیق نیکویاں لعل لبت خوشاب تر — نے جگرم کباب شد دل زجگر کباب تر
رست بشکل نرگسم روز و شب از نم ہوا — چشم پر آب داشتہ وقت سحر پر آب تر
ای چو گل تری تراحقہ لعل پر ز دُر — چند چو لالہ دارم چہرہ بخون ناب تر
چند بطنز گوئیم تا نہی بخانہ دل — خانہ من نہ دیدہ از دل من خراب تر

٣٨١ — بر سر گنج وصل تو دست حسن کجا رسد
ای زوجود کیمیا وصل تو دیریاب تر — ٧

ای پیش درج لولو تو شرمسار دُر — بر لعل تو کنم ز دو دیدہ نثار دُر
زانگہ کہ ہفت بحر فلک آفریدہ شد — چو تو نزاد از صدف روزگار دُر
دریائے آسماں ندہد چوں تو یک گہر — ہر شب اگرچہ موج زند صد ہزار دُر

گر نه مفرح دل دیوانهٔ منست — در تنگ شکرین چه کند ای نگار در
ور گریه ام بگوشهٔ چشمے نگاه کن — گر حاجت افتد ز پے گوشوار در
در در اشک من نظرے کن که در جهان — هرگز نه دیده اند چنیں آبدار در

۳۸۲ — در خدمت تو نثر کنم هر درے که هست / دارم ز نظمهاے حسن بے شمار در — ۷

دیده بر روے تو حیراں شد و دل بر تو اسیر — جاے تدبیر نماندست چه سازم تدبیر
بوسه خواستم انگشت گرفتی بدهاں — یعنی ایں کار بیک بار چنیں تنگ مگیر
خط خوب تو بمکتوب سلاطیں ماند — که به انگشتریش مهر کند دست دبیر
زلف خود با همه دلهاے پریشاں بنگر — چند دیوانه مسلسل شده در یک زنجیر
دیر بازست مرا مستی عشق اندر سر — جامها خورده ام از دست تو در جامهٔ شیر
صید گر تیر تو بر سینه خورد عاشق وار — جاں برافشاند و در سینه نگه دارد تیر

۳۸۳ — بر حسن طعنه مزن کو نتواند برداشت / نظر از روے کسے کش نتواں یافت نظیر — ۷

باد خوش بوے همی آید و گردے چو عبیر — مگر آں ترک عراغواست هواے نخچیر
دل بباد داده ام او قصد بجانم کردست — آنچه خود کرده ام آں را نتوانم تدبیر
اے بسا صید که بفگند بیک گوشهٔ چشم — سوے من تا بهنا گوش چه می آرد تیر
من گیاه هوس روے چو آهو چکنم — شیر را پنجه میسر نشود با تقدیر

لهٔ در لهٔ چه جاے تدبیر
لهٔ من چه مرد هوس چشم چو آهوے توام (از نسخهٔ کتب خانهٔ سالار جنگی)
من گیاهے پرے چشم چو آهو دارم (از " " " آصفیه)

ای که گفتی دل تنگ تو بتو بخشیدم — بیش با طایفهٔ تنگ دلان تنگ مگیر
میر خوبان دل بخشیده ز من باز مخواه — زانکه بخشیده دگر می نزود خانهٔ میر

(۳۸۴) پیر شد بندہ حسن گرچه ز عالم برود — نرود عشق چو تو سرو روان از دل پیر (۴)

گفتم مرا دستے بده تا مد ز جانان این قدر — خرم بوسم پاے او هم نیست سامان این قدر
گویند جانا تحفه بر جانان اگر پیش آیدت — هیهات تحفه چون برم در پیش جانان این قدر
گر یابدین دیده نهد عالم بدست غم دهد — صد ملک را منت بود بر دیدهٔ جان این قدر
روحی که یابد روح من از یک نسیم کوے او — والله که نتوان یافتن از هشت بستان این قدر
تا چرخ بر شد آه من کے بود صرصر اینچنین — اشکم گذشت از بحر هم کے بود طوفان این قدر
در کافرستان غمم جان میدهد هر دشمنے — وه گر مسلمانی کند آن نا مسلمان این قدر

(۳۸۵) وقتے یکے از طالبان کرد این ردیف از من طلب — من نظم کردم چون حسن بر حکم فرمان این قدر (۷)

تا دیده ام رخسار او از برگ گل سیراب تر — بے خواب همچون نرگسم چشمے ازو بے خواب تر
دارد دلے گردندهٔ زانست اندر وعدها — یکبارگی قلاب شد چشمش ازو قلاب تر
گرچه فلک در قصد من هر روز قصابی کند — آن غمزهٔ خونریز بین صد بار ازو قصاب تر
ناگاه ماه چارده دیدان رخ تابان او — زان رشک می پرسی چه شد شد هر شبے بیتاب تر
رنگ تر آن نازنین وان سرو قد راستین — چون سبزهٔ سیراب بین از سبزه هم سیراب تر

۱ جوان

اینک رواں شد سرو من رنگے چو رنگ سبزہ خوش[1]	مارا چو گل بگذاشتہ دامن بخونِ ناب تر

۳۸۶ — از بہر وصل او حسن وجہ زرے داری ولے / شد وصل او چوں کیمیا از کیمیا نایاب تر — **۷**

گر وجودم ز غمت رفت خیالے کم گیر	پیش آں روے چو خورشید ہلالے کم گیر
بارخ فرخ تو دل بجہاں نتواں بست	جاں بریحان تو تازہ ست سفالے کم گیر
دلم از دیدن سرو قد او باغ شد ست	گر بہشتم نبود چند نہالے کم گیر
خواستم وصف میان تو کنم لیک آں شعر	ہمہ مصنوع فتادست خیالے کم گیر
لب تو یافتہ ام چشمۂ حیواں چہ کنم	باچناں آتش تر آب زلالے کم گیر
رخصتے دہ کہ بدنداں بکنم خال لبت	آخر اے جاں مثلے ہست کہ خالے کم گیر

۳۸۷ — حسن ار کوفتہ ماندست ز چوگان چو گوے / نو قوی حال بماں کوفتہ حالے کم گیر — **۷**

اے مرا حال از غمت از ہر چہ دانی زار تر	بے تو بودن از ہمہ دشوار ہا دشوار تر
من خود از آزار چرخ و جور انجم سالہا	زار بودم گشتم از روز فراقت زار تر
ہر شبے زاری کنم در حسرت پیوند تو	تو شوی ہر روز از روز دگر بیزار تر
کے رساند از گلستان وصال تو گلے	بخت کز خارِ مغیلانست ناہموار تر
گیسوئے تو کرد کار من پریشاں زانکہ	طرۂ داری ازاں ظالم پریشاں کار تر
ابر نیساں راہمی بینم پریشاں خاستہ	در ہوائے لعل تو ہر بار گوہر بار تر

[1] چو رنگ ارغواں

۷	اے شد چشم حسن از عشق لعلت غرق چوب چشم او خونبار تر یا لعل تو خونخوار تر	۳۸۸

پیر شدیم و نشد شور جوانی ز سر
می نگرم از درون حاصل خود بیش و کم
موج زناں خون دل گرچہ فروزد رخم
شب ہمہ شب باغباں کردہ در باغ قفل
پیک بہو داز مصر گر نرسد گو مرس
گر متفرق شوند ہر دو جہاں کے شود

عمر برفت و نرفت صورت یار از نظر
عزم صبوری کم است عشق بتاں بیشتر
شعلہ زناں میجہد آتش عشق از جگر
مرغ حریف گلست تا بطلوع سحر
باد بکنعاں رسید داد ز یوسف خبر
عاشق و معشوق را تفرقہ از یکدگر

۹	گرچہ بدست جفا خصم کشید ست تیغ پائے بروں نہ حسن در دست ستادہ بہ بر	۳۸۹

بقید عشق صیدم کرد تقدیر
دل و دیں بندۂ دلبر شد آرے
مگر با جاں رود مستئ عشقش
عجب دارم اگر عاشق نمی شد
زہے ترکے کہ از خمہائے ابرو
شنیدی قصۂ زنجیر و کعبہ
مرا دوشینہ صوت آہنگ حالی کرد

رہ تدبیر گم کردم چہ تدبیر
رعیت را بباید ساخت با میر
کہ دایہ آں میم دادست با شیر
ملک چوں صورتش میکرد تصویر
کماں پیدا کشد پنہاں زند تیر
رخش را کعبہ دان و زلف زنجیر
بیا مطرب ہماں آہنگ برگیر

بگوشش مدعی کے جائے گیرد	ہزاراں رمزے کہ ہست اندر مزامیر

۳۹ — حسن را طعنہ در عشق جواناں / مزن کو اندریں خونابہ شد پیر — **۷**

مپرس کز مئے فرقت چگونہ مخمور	ز دوست دور تواں شد ولے نہ چنداں دور
کجاست حضرت دہلی و خوب رویانش	یکے بہشت درون و برون او پر حور
چہ حیلہ چوں کہ رسد زخم عشق بزرگ جاں	چہ چارہ چوں کہ فتد پائے پیل بر سر مور
اگرچہ غلبتے افتاد بر طریق مجاز	ولے بر اہل محبت محققست حضور
اگرچہ کردۂ از حد بروں خرابیہا	درونہ ایست مرا ہم بیاد تو معمور
ہزار بار ہمی مردم از فراق ولیک	مرا امید وصال تو داشتست صبور

۳۹۱ — میان ما و تو آمیزشیست سخت حسن / چو اختلاط موافق میان دیدہ و نور — **۷**

اے رخ خوب تو از عارض گل زیبا تر	چشم رعنائے تو از نرگس تر رعنا تر
طوبی از غیرت بالائے تو پنہاں ماندست	خود بگو تا چہ صفت باشد ازیں بالا تر
خوب زیبا بتواں یافت ولے نتواں یافت	روئے ازیں خوبتر و قامت ازیں زیبا تر
طرفہ حالیست مرا روز و شب اندر غم تو	دل چو دوزخ شدہ سوزاں مژہ چوں دریا تر
شب بکوئے تو شدم نعرہ زناں دریاوا	بلکہ ایں بار ز ہر بار دگر شیدا تر
حال دوشینۂ شوریدۂ ما می پرسی	دوشش رسوا بدم امروز ازاں رسوا تر

۳۹۲	دلِ مسکین حسن از عشق تو ناپیدا شد صبر از آں غمزدۂ دل شدہ ناپیدا تر	۵

شکلے عجبے داری و رفتار عجبتر
لعلت عجب از لعل تو گفتار عجبتر

صف عجبے می کشی از مورچہ گویم
بربستہ کمندے دگر از مار عجبتر

یاراں لب خوانخوار عجب خیرہ کشے بود
امسال عجب بینمش از پار عجبتر

ایں خشم ز خوے خوش تو بس عجب افتاد
تلخیست ز یاقوت شکر بار عجبتر

۳۹۳	بے ہیچ گنہ کشتن ہمچوں حسنے را از چرخ عجب دارم و از یار عجبتر	۷

اے بہشتے مجلس ما را تو نور
حور از رشک تو دایم در قصور

اے پری روے بنی آدم فریب
نے فرشتہ ایں صفت دارد نہ حور

حور روح مطلق آمد چوں ملک
تو میان این و آں خیر الامور

در وجود من چو می باشی تو سر
در سرم چوں دیدہ در دیدہ چو نور

ہم بہ نیکے تو خواہم داشت چشم
گرچہ چوں چشم بداں ام از تو دور

آنچہ بر من میرود در غیبتت
گر خدا خواہد بگویم در حضور

۳۹۴	وصل تو جوید حسن ہذا محال کے رسد ملک سلیمانی بمور	۵

اے خال ہندو پیکرت از ترک غارت ناکتر
نامد ز ہندوستاں گہے تُرکے ز تو چالاکتر

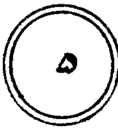
در کشتن بیچارگاں بے باک می بینم لبت
واں چشم اندک شرم تو بسیار زاں بیباکتر

می گفت امشب بُلبلم یارب کہ داند در جہاں
من از تو اندہ گیں ترم یا تو ز من غمناکتر

گفتی کہ از ہر چشمۂ آلودۂ دامان دل
واللہ کزیں تہمت منم از آب دریا پاکتر



باشد کہ روزے یا شبے طوفے کنی سوے حسن
تا در رہت خاکے شود از خاک غبرا خاکتر



خال تو و حال من ہر دو سیہ ہمچو قیر	ذہن من و روئے تو ہر دو چو ماہ منیر
قد من و ابرویت ہمچو کماں کژ بود	قد تو و قول من راست بود ہمچو تیر
فرق تو و جسم من ہر دو چو ماہ نوست	موئے تو و روز من ہر دو چو شب گشت تیر
قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آمدست	وصل تو و کام من ہیچ چو امید پیر



لطف تو و عشق من ہمچو فرح جاں فزا
حسن تو و شعر حسن ہر دو رواں دلپذیر



مشوار جائے کہ از تو شدم جائے دگر	بندۂ روئے تو ام تا نہ کُنی رائے دگر

هرکه رویت نگرد کے نگرد سبزه و گل | اهل فردوس چه محتاج تمنائے دگر

نیست در سینه بجز درد تو اندوه کسے | نیست در شهر بجز عشق تو غوغائے دگر

گر تو یک پائے بدیں سینه نهی هم بامید | چشم داریم که بر دیده نهی پائے دگر

روز بازار سر گیسوئے تو تا قیمت | سود حاصل نتواں کرد بسودائے دگر

با تو صد سال اگر باشم چیزے نشوم | به ازانم که به هر چیز شوم جائے دگر

۳۹۷

گر تو صد بار بخاک افگنی امید حسن
خاک بروے که کند جز تو تمنائے دگر

ے

مشوائے چشم مردم راز تو نور | بگفت دشمناں از دوستاں دور

مرا گفتی که بے من چیست حالت | چه باشد بے طبیبے حال رنجور

مرا با تو قیامت عشقے افتاد | قیامت کے توانم کرد مستور

الا اے چشم جاں را روشنائی | بچشم خانه کن نور علی نور

بیا کز دور حسن خویش امروز | تو مستی و جهانے از تو مخمور

اگر پیدا شوی در قصر فردوس | بگنج باغها پنهاں شود حور

۳۹۸

نکردی هیچ وقتے از حسن یاد
سلیماں را کجا یاد آید از مور

۹

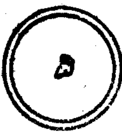
الا اے ساربان محمل فرو گیر | که بگسست ایں دل دیوانه زنجیر

بگو آں ترک ترکش بند ما را | که بنواز ایں شکارے را بیک تیر

چو جاناں میبرود جان ہم بروگو | بگو بر ما چنیں رفتنست تقدیر
باو بخشید خواہم زندگانی | اگر در مرگ خواہد بود تقصیر
لب او بوسہ دادم دوش درخواب | تواں دانست ونتواں کرد تعبیر
شکست آں میرخوباں عرصۂ دل | فراہم از کہ خواہد گشت از میر
مرا از شان آں آیت بگویند | برائے خود نیارم کرد تفسیر
بجز خوں خوردنم دیگر غذا نیست | تو گوئی دایہ خونم داد باشیر



حسن دنبال آں سرو رواں رو
ولیکن در جوانی کے رسد پیر

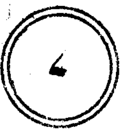


ردیف (ز)

جانم ہر آں بلا کہ ز عشق آیدش فراز | از جاں قبول کرد ونکرد از تو احتراز
گفتی کہ سجدہ میکنی آں روئے را عجب | ہر سو کہ قبلہ یافتم آں سو کنم نماز
دل از درت گریختہ ہر سو کہ میرود | زنجیریان زلف تواش آورند باز
دیرست تا بغارت دلہاست زلف تو | کس و زد وراند چنیں رشتۂ دراز



بارے بگوئیم ایں غم دل پیش نرگست
آنکہ نزد مست نشاید کشاد راز



راز پیے دیرے رسیدی دیری آیی ہنوز | سر فدائے پائے تو چند بیچی می یابی ہنوز

مدتے در انتظار مقدمت بودست جاں
جان مسکیں برلب آمد تو نمی آئی ہنوز

یوسف من گرچہ چشمم گشت بے رویت سفید
دارم از بوئے خوشت امید بینائی ہنوز

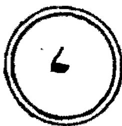
چند بے زنجیر زلف خود پریشاں داریم
یا من دیوانہ را باقیست رسوائی ہنوز

نے ترا از جملہ عالم در دل من جاے بود
عالمے گشتی و در معنی ہمانجائی ہنوز

نعمۂ ہجر تو حلق عیشم را تلخ کرد
عیش این بیچارہ شیریں کن کہ حلوائی ہنوز



دل شدہ از دست و جاں پادر رکابست اے عجب
درچنیں حالت حسن راصبر فرمائی ہنوز



مے دوشینہ در سرست ہنوز
مست خواہم شدن ہم اول روز

من چہ گویم جہان معنی را
ساقیم صورت جہاں افروز

اے کہ مغرور میروی زنہار
یار ہم مہربانست ہم کیں توز

نیست ایں راہ راہ رعنایاں
بروائے خواجہ بندگی آموز

جستجویش بگفتگو نشود
خار از پا بکش دہن بردوز

برسر آتشم نہد چو سپند
نیز فرماں ہمی رسد کہ مسوز



اے حسن سر خود بروں دادی
مے دوشینہ در سرست ہنوز



کجاست ہیچو تو اندر دو چشم فتاں ناز
ہزار حسن در و صد ہزار چنداں ناز

ناز جفائے کند چہ شاید کرد
کشید نیست ز دیدہ جفا و از جاں ناز

رسید لالہ و لیکن کجاست یا آں لطف | شگفت نرگس و لیکن کجاست با آں ناز
چہ ظلمہاست دراں زلف کافرش یارب | مزید کردہ براں چشم نامسلماں ناز

۴۰۳

حسن ز ناز بتاں سر بپیچ کز عاشق
ہمہ نیاز توقع بود ز جاناں ناز

۷

گر من دل شدہ یکبار نزا یابم باز | عمر فانی شدہ را بوئے بقا یابم باز
دولت آں بود کہ یک روز گذشتے بر من | یارب آں دولت و آں روز کجا یابم باز
دیدہ روشن شودم بار دگر چوں یعقوب | گرچہ تو یوسف غائب شدہ را یابم باز
طمعِ خلعت خاص تو ندارم اے کاش | از رقیبان تو تشریف جفا یابم باز
چوں شب تیرہ خود عیش مکدر دارم | صبح رویت بنما تا کہ صفا یابم باز
روز و شب قبلۂ من بہر دعا رویش بود | ہم دعائے بکنم کاں بدعا یابم باز

۴۰۴

چوں حسن در غم تو دل بخدا اے بندم
کہ انچہ گم کردہ ام از فضل خدا یابم باز

۷

خہ کہ گل ہمدم صباست ہنوز | سبزہ با آب آشناست ہنوز
از دہان گل و لب بلبل | شاخ با برگ و بانواست ہنوز
خار از گل قبائے رنگیں دوخت | غنچہ دربنداں قباست ہنوز
غنچہ از خشم خویش فارغ شد | مرغ را بیں کہ در دعاست ہنوز
لعل ساغر طلب کہ دُر سحاب | اندک اندک نثار ماست ہنوز

باغ را خانہ گیر گر بتواں	کاب را مہرہ در ہواست ہنوز

۴۰۵ — حسن از صورت خزاں بگذر / دور معنی بہار راست ہنوز — **۷**

امروز آسماں چو در دل کشاد باز	خورشید وشش کشاد دلم بامداد باز
آیندۂ رسید روندہ نراز صبا	کوری دشمناں خبر دوست داد باز
الحق صبا روئے کہ دمش از مبارکی	ہر دل کہ تنگ بود چو غنچہ کشاد باز
یارم کہ بست با من روزے حساب عہد	عہدے گذشت و میکنداں روز یاد باز
برخاستہ است باز خلافش ز مردماں	ایں اتفاق مردمیش چوں فتاد باز
الحمد للہ از غرضے بود در ضمیر	بکشاد قفل آں بکلید مراد باز

۴۰۶ — در باغ خرمی شدہ بلبل صفت حسن / سودا لساں داغ بگوشہ نہاد باز — **۷**

دل زجا رفت کہ دلدار نمی آید باز	غم فزوں گشت کہ غمخوار نمی آید باز
دل ز ہجرانش ہمی باز کند بند از بند	برکہ بندیم کہ دلدار نمی آید باز
یعلم اللہ کہ مرا یار چو جاں بود عزیز	وہ کہ جاں میرود و یار نمی آید باز
چوں برفتے بہ مغش باز گزار افتادے	چہ فتادست کہ ایں بار نمی آید باز
یار ہر چند سفر کرد چو گل باز آمد	چیست امسال کہ چوں یار نمی آید باز
پری از من بشد اکنوں من و دیوانگی	صبر بیہودۂ من کار نمی آید باز

لہ کہ روز عہد بست فراموش کردہ بود۔

۷

شب من تیره تر از روز حسن شد زیرا
ماهِ من ہیچ بدیدار نمی آید باز

۴۰۷

دردا که من از راحت جاں دور شدم باز
جاں رفت وکزاں جان و جہاں دور شدم باز

آں سروِ رواں گشت ہمی نالم از یرا
چوں بلبل ازاں سرو رواں دور شدم باز

پیوستہ یا بروش نظر داشتہ ام راست
وہ وہ کہ چو تیرے زکماں دور شدم باز

چوں شام وشفق یک بدگر آمدہ نزدیک
ہم صبح صفت جامہ دراں دور شدم باز

با او چو دولب یک نفسے داشتہ ام وصل
گوئی سبب زخم زباں دور شدم باز

پروانۂ آں شمع بدم دوش ہمہ شب
امروز چہ آمد کہ ازاں دور شدم باز

۸

در روئے کسے باز نکردم بجہاں چشم
تا چوں حسن از روئے فلاں دور شدم باز

۴۰۸

منم امروز عشق ترک طناز | کہ ترکیباش گہ خشم است گہ ناز

هزار از ما بیند از دبیک تیر — هزارش ہمچنیں بادش یاک انداز

من از ہر رگ نوای زخمهٔ او — شنیدم محتسب گو می شکن ساز

بسا کس کو چو شمع از عشق آں لب — ہمی سوزد میسر نیستش کاز

مکن اے دل بزلف او تعلق — نشاید بود صرعی را رسن باز

چه خواہی اے حکیم از من دریں کار — تو کارِ خود بکامِ خود بپرداز

به پندارے که داری زہد مفروش — ترا گر ما به خوش میدارد آواز



حسن را گفتی از فردا میندیش
تو از انجام ترسی او از آغاز



اے پیوسته بود ابروے تو با ماکژ
وعدهٔ چشم تو چوں زلف تو سرتاپا کژ

الف قد تو از قد الف راستر ست
ابرویت راست چو دو زلف تو دو طغرا کژ

اے قدِ خوب تو چوں دین مسلماناں راست
طرهٔ کافر تو ہمچو خطِ ترسا کژ

دل چو برگشت زمن من ہم ازو برگشتم
تیغ کژ را نتواں ساخت نیام الا کژ

بنشیں یار منی حکم گرانمایه مکن
کعبتینِ که نشست است بنحتِ ما کژ

۴۱۰

در رہِ عشق چو رُخ راست روانند ہمہ
اے حسنؔ تا تو چو فرزیں نروی زانجا کژ

۷

اے ملک منعم مفلس نواز
از تو پدیدار شدہ عرش و فرش
قطرۂ از ابر عنایت بریز
آنِ خودم کُن نفسے تا کنم
رحمتِ خود رہبرِ ما کُن کہ ہست
باکرمِ تو دلِ ما نشکند

نامہ بنام تو تواں کرد باز
ہم تو ازاں وہم ازیں بے نیاز
بو کہ نمازی شودم یک نماز
از خود وہم از دو جہاں احتراز
مرحلہ بس دُور رہے بس دراز
زانکہ کریمی و شکستہ نواز

۴۱۱

بندہ حسنؔ راکہ امیدش بہ تست
کار تو سازی کہ توئی کارساز

۷

دل بقصدِ بیدلاں داری ہنوز
زاریم بیں چند آزاری ہنوز
کار ما برہم زدی و میزند
ترک چشمت تیغ قہّاری ہنوز
کردی اشکِ عاشقاں شنگرف فام
ناکشیدہ خطِ زنگاری ہنوز
برطرف نہ مستئ دوشینہ را

بجام دیگر کش که هشیاری هنوز
اے چو بادہ درکشیدی خونِ من
هم ازاں مے در قدح داری هنوز
شهرے از انعامِ عامت تازہ شد
از غریباں یاد می ناری هنوز

۳۱۲ | از وفا دردِ مسرت گشته حسن
تو نگشته از جفا کاری هنوز | ۷

بازپیکانِ غمزہ کردی تیز
یا بر آویز جملہ عالم را
ترک باشد نہ اینچنیں خونریز
یا یکے پردہ فرو آویز
عشق تو برکشید دستِ ستم
تا چو لیلےٰ شدی تو ماہِ عرب
هر کرا پائے هست گو بگریز
منِ مجنوں خوشم براہِ حجیز
اے دل از چشم می زنی زبلا
ترک شیریں سوار گو کہ کشم
دیدہ بردوز زیں بلا انگیز
سر چو فرہاد در سُمِ شبدیز

۳۱۳ | حسن آمیخت بادردِ شش
زاں سخنہائے اوست دردآمیز | ۷

چو گل را میسر شد اسباب ناز
جگر خوردنِ جام از حد گذشت
بیا ساقی اسباب شادی بساز
بیاراں جگر پرورِ دلنواز

بخلوت نشیناں خبر دہ کہ ہست	درمیکدہ چوں در توبہ باز
بمے مہر برنہ لبم را ازانک	حریفاں ملولند قصہ دراز
امام محلہ گلہ می کند	بت اندر دلم چوں گذارم نماز
نگویم غم سینہ با دل بلے	نگویند با مست و دیوانہ راز

۴۱۴	نیازے کہ در عشق دارد حسن کہ داند بجز حضرت بے نیاز	۷

ردیف (س)

اے چہرۂ گلرنگ تو گلزار ہمہ کس	مقصود دلم از گل و گلزار توئی بس
خط گرد عذار تو شبے گیر معتبر	خوے کز رخ خوب تو چکد ماہ مشمس
کنجے طلبم با تو پری رو چہ کنم من	آں طاق سلیمانی و ایوان مقرنس
درویش ترا جوید نے جنت فردوس	بیمار شفا خواہد نے بستر اطلس
ساقی خس ازاں جام بروں آر و بمن دہ	تا کور کنم دیدۂ اندوہ بداں خس
در خانۂ پنجاہ مرا عمر چناں رفت	چوں تیر کہ از شست جہد رونکند پس

۴۱۵	از پائے در آمد حسن و دست کہ گیرد جز فضل خداوند تعالیٰ و تقدس	۹

اے ہمہ شب یاد توام ہم نفس	نامدہ با یاد توام یاد کس

خواستمت کرد دریں سینہ جائے
رفتی و از سینہ نرفت ایں ہوس

جاں در تو یافت کم تن گرفت
مرغ ہوایت چہ کند ایں قفس

گم شدہ من ماندہ ام از کارواں
قافلہ سالار بجنباں جرس

تا بجفا دست بر آوردہ
پائے نمی آرے ازیں باز پس

یک نفسے ماندہ زما طرفہ آنک
با تو ازیں در نتواں زد نفس

از تو بغیرے چہ شکایت کنم
اے تو ز فریاد بہ فریاد رس

پیش تو ہر فصل کہ خوانم خطاست
اصل ہمہ نظم نظامست بس

۴۱۶ — گفتنیم از من بگذر اے حسن
چوں گذرد از شکرستاں مگس — ۷

خواہم کہ بوسم پائے تو چندانکہ یابم دست رس
اے صبح دولت یکدمے با دوستاں شو ہم نفس

باز آ و بنشیں[1] یکزماں تا بنگرد نظارگی
جمشید ہم خوان گدا سیمرغ مہمانِ مگس

از ما جو برگیری قدم گردد وجود ما عدم
ما ذرہ و تو آفتاب اے نو ہمہ ما ہیچ کس

اے خسروِ خوباں براں عیشے بشیرینی کہ من
رفتم چو فرہاد از جہاں دست تہی سر پر ہوس

از طرف گوئی گہ گہے عین بلا شد چشم من

[1] بنشیں بر ما یکزماں تا ہنگرم نظارگی

اے من غلام طرف تو درویش را یک حرف بس

گہ صومعہ سازیم جا گہ مست را بوسیم پا

فریاد ما بو اہسم زما ما را زما فریاد رس

۶	فریاد بیچارہ حسن ہست از جدائی درت ست عنایت برکشا بشکن بریں بلبل قفس	۳۱۷

مشوا اے خواجہ ازیں پیش گرفتار ہوس
کہ بقائے ندہد مہلت دہ روزہ بکس

فرصت امروز کہ داری نفسے دریابش
ورنہ خواہد شدن از دست نگہدار نفس

توشہ بردار کہ بر بادیہ خواہی رفتن
تشنہ مگذر کہ رواں میگذرد آب ارس[1]

گر تو امروز بفریاد ضعیفے نرسی
نرسد روز پسیں نیز بفریاد توکس

کارواں می گذرد یکیک و تو بر سر راہ
چوں شتر باں نشدہ خرسند بآواز جرس

۶	گوش کن پند حسن تا کہ زیانے نہ کنی انگبیں را بچشے تو مگر از کار مگس	۳۱۸

خوش آں شیشہ کز و میساز دش کاس
مے اندروے چو یاقوت اندر الماس

بیا دورے بگرداں آسیا وار
کہ حیرانیم ما چوں دانہ در آس

فلک بنگر خدنگ فتنہ در شست
چہ برخود می نہی بیہودہ پرخاس

مے اندر دہ کہ ما خود میہمانیم
نہ بہ خشت و یک پرکالہ کرپاس

حریم قدسیاں شد مجلس ما
نہ دیو ایں جا گذر دارد نہ وسواس

[1] نام رود خانہ ایست کہ از کنار تفلیس ما بین آذربائیجان و اران میگذرد۔ مؤلف

۴۱۹

جہاں دیدی حسن بگذار و بگذر
چہ داری خانہ صد رخنہ را پاس

۷

ردیف (ش)

کجائی آخر اے ماہ قصب پوش
مشو غرہ چنیں بر خوبئ خود
چو در گفتن نیاید حد حسنت
گرم مدہوش از وصل تو ہش دار
چو بخریدی ہنر نادیدہ ما را
خطت برلب چو زنگی دایۂ بیں

مہ نو غرہ ات را حلقہ در گوش
خطت فتنہ است وانگہ بر بنا گوش
ازیں گفتن بباید بود خاموش
کہ ہوش اندر فراقت ماندہ مدہوش
کنوں ناکردہ جرمے باز مفروش
گرفتہ شیر خوارے را در آغوش

۴۲۰

حسن دل یادگارت داد و خود رفت
مکن آں رفتہ را از دل فراموش

۸

بیا ساقی طریق ناز را باش
چو یک ذرہ دریں نہ شیشۂ چرخ
ہوا ہائے نوا را مرغ مجلس
اشارت کرد چشم نے سوئے چنگ
بیک دم ساخت نے با چنگ حسنت

چو دور عشرتست آغاز را باش
صفائی نیست سنگ انداز را باش
چکاوک ساخت ایں پرواز را باش
کہ ایں پیر جواں آواز را باش
نواز شہائے آں دمساز را باش

ط در ... دگرگوں

بیا اے وعدہ کردہ لب بریں لب	چو شمع چند سوزی کاز را باش
برآوردی مرا از آب و گل من	زہے پردہ در آخر راز را باش

۴۲۱ — ندیدم گاہ یک گشتی حسن را / سخن از صد برفت ایجاز را باش — **۷**

کجاست آنکہ مرا سرمہ بود خاک درش	کہ ہیچ بر سن خاکی نمی فتد نظرش
ضعیف و زار شد ستم چو ماہ سی روزہ	دریں سہ روز کہ دورم ز روے چوں قمرش
مگر ز غصہ من شرح داد بود کسے	سہ روز شد کہ نمی یابم از کسے خبرش
گرش بجان و سرم قصد ہا بود واللہ	مرا نیا شد سوگند جز بجان و سرش
چہ علم باشدش از زحمت سفر کہ نبود	مگر ز دیدہ من نا در ول دل سفرش
مرا اگر سفرے اوفتاد یا خطرے	خدائے یاد نگہ دار از ہمہ خطرش

۴۲۲ — حسن کہ بود ز روے بتاں دلش داغی / کنوں ز آتش دل داغہاست بر جگرش — **۷**

اے دل از عشق جبیباں پا مکش	دست از آں معشوقۂ زیبا مکش
پاے در آمد شدِ کویش خوش است	گرچہ او سر می کشد تو پا مکش
گفتمش سر می نہم بر خطِ تو	گفت سر در چنبر سودا مکش
خواستم زلفش کشیدن تا کمر	گفت ہے ہے پاے تا اینجا مکش
اے ملامت گو چہ رسوائیست ایں	داغِ دیگر بر دل رسوا مکش

... یکدمے گشتی حسن را / سخن از حد مبر ایجاز را باش

مصلحت در گوش مہجوراں مگو		توتیا در چشم نابینا مکش

۴۲۳

چشم گریان حسن ہیں دم مزن
روز باراں رخت در صحرا مکش

۷

دل کز غمت محروم شد حالے جگر خوں کردمش
چشم از جمالت دور ماند از خانہ بیروں کردمش

اشکے کہ می آمد بروں چوں دُرّ دندانِ توخوش
ہمچوں درونِ عاشقاں یکبارگی خوں کردمش

عشقت رسید و ملک و دل بگرفت شاہنشاہ شد
عقلم فضولی می نمود از شغل یکسوں کردمش

بختم کہ اختر داشتے از خاک تیرہ تیرہ تر
از خاک بوسِ درگہت طالع ہمایوں کردمش

شب لابہا کردم بسے با گیسوے شبرنگ او
واں مار زخمے تازہ زد ہر بار کافسوں کردمش

گفتم طبیب عشق را ہاں جان بیمارم چہ شد
گفتا تپش دیدہ بدی درد سرا فزوں کردمش

۴۲۴

دوش از دہان قایلے در گوشم آمد نام او
من از غزلہائے حسن پر دُرِ مکنوں کردمش

۷

یوسفے کز خانہ غایب بود در می یابمش
آنکہ بے او بے خبر بودم خبر می یابمش

اے ملامت گر نسیم دوست جانم تازہ کرد
گر ضلالت نام نہی ایں اثر می یابمش

کم مکن بیش اے فلک آں یک جگر گوشہ ز من
اللہ اللہ من بصد خون جگر می یابمش

گیسویش از تارِ خود میداشت روزم تیرہ تر
امشب آں گیسو شب قدرست در می یابمش

چشمۂ خضر ش دہن، نطق اندرا و جوئے بہشت
لاجرم ایں بار بر آبِ دگر می یابمش

خار خار عشق او خواہم کہ از جاں بر کنم
صبح بر می آید از گل تازہ تر می یابمش

(۴۲۵) اے حسن بر چشم مست یار عاشق شد دلت
زود دریابش کہ در عین خطر می یابمش (۷)

بہ از صد جاں شیریں ست لعل شکر آلودش
چو دل شیریں برد از ما ملامت کے کند سودش

گرفتم انکہ من فرمان دل بردم بدل دادن
گنہ کردم[۱] ولے ایں بے گنہ کشتن کہ فرمودش

دل از چشمش اما نے خواست آں کافر نداد اورا
ز زلفش ہم فغاں ہا کرد آں ہندو نبخشودش

نکو داند کہ مقصودم جز از وے نیست یک ساعت
بمقصودم نمی خواہد ندانم چیست مقصودش

خوش است آں روے چوں آتش ہمہ عالم از او روشن
ولے ترسم کہ آب از چشمہا بیروں زند دودش

[۱] گنہ کردم ولیکن ایں گنہ کردن کہ فرمودش

دلِ یک شہر در ضبطِ مثال حسن او یابی
خصوصاً کز خطِ جاں بخش طغرایے برافزودش

۴۲۶	حسن بے یار و بے دل آنچناں شد کو نمی داند کہ روزے دلستانے بود یا وقتے دلے بودش	۷

تعالی اللہ چہ دولت داشتم دوش — زیارنوش لب کردم قدح نوش
فسون دوستی افسانۂ ناز — ہمہ در گوش گویندم در آغوش
چہ گویم آں جمالِ بے بدل را — کہ ہوش از حیرت او بودہ بیہوش
کمند گیسواں افگند تا پاۓ — کمان ابرواں آوردہ تا گوش
فریب آمیز خالے بر زنخداں — بلا آموز خطے بر بنا گوش
بساط حسن افگندہ در آفاق — شہ افلاک را گستردہ سرپوش

۴۲۷	معنبر کردہ دوش از زلف مشکیں حسن امروز کے دریابی آں دوش	۷

اے بے تو مرا ز دیں فراموش — وز ہمدم و ہمنشیں فراموش
گفتم ز غمت فرد درم جیب — شد دست در آستیں فراموش
گر لعل تو بنگرد سلیماں — حقا کہ کند نگیں فراموش
با زلف و رخت جہانیاں را — شد سنبل و یاسمیں فراموش
گویم سخنے اگر نگردد — با خاطر نازنیں فراموش

یاد آر کہ ھرگزم نکردی	یکبارگی اینچنیں فراموش

۴۲۸ — در حسرت حسن تو حسن را / دل گم شدہ عقل و دیں فراموش — **۷**

دل از غم زار شد گو ہمچناں باش	زمن بیزار شد گو ہمچناں باش
در آمد عشق و دست حکم بکشاد	خرد بیکار شد گو ہمچناں باش
ولے کاندک دلیل صحتش بود	زسر بیمار شد گو ہمچناں باش
مقامے کز ریاحیں فرش گل بود	بساطِ خار شد گو ہمچناں باش
بنائے زھد و بنیاد ورع را	خلل بسیار شد گو ہمچناں باش
ہماں خانہ کہ دیرِ طاعتم بود	درخمار شد گو ہمچناں باش

۴۲۹ — بعشقم طعن می کردند خلقے / حسن ہم یار شد گو ہمچناں باش — **۷**

جاناز سر زلف نسیمے بصبا بخش	جانے تو ازاں عالم ارواح بما بخش
بکشائے رخ فرخ و درج دہن تنگ	مہرے بغریباں کن و قہرے بگدا بخش
تشریف وفا از تو طمع می تواں داشت	بر عادتِ دیرینہ ہماں نقد جفا بخش
می گفت مرا عشق کہ جاں را کمرے بند	وانگاہ براں کج کلہ و جست قبا بخش
ناگاہ شبے خفتم و دیدم ہمہ خود را	اے بخت ہراں خواب کہ داری تو مرا بخش
ایں عشق یکے واقعہ بود خدائی	اے عقل تو دم در کش و مارا بخدا بخش

ـلہ روے ـلہ جاں را بہ کمر بند

۵	اے دوست یکے در دِ حسن رانظرے کن زاں نرگس نو خیز بہ بیمار دوا بخش	۴۳۰

اینک آں سروے کہ من می جستمش	چوں صبا در ہر چمن می جستمش
ایں سہیل اندر دیارِ ہند بود	من ہماں سوئے یمن می جستمش
بلکہ با من بود آں یوسف مدام	کاش ہم در پیرہن می جستمش
منت بیرونیاں حاجت نبود	گر درون خویشتن می جستمش

۷	خود حسن می گفت کو خواہد رسید من بداں فالِ حسن می جستمش	۴۳۱

روز عید ست از لب یاقوت حلوائے بخش	تشنگانِ ہجر را رحم آور و مائے بخش
چوں ترا ہم در ازل خرمائے شیر آلود ہست	عید وقت کشتگاں را شیر خرمائے بخش
اے ہلال ابرو رُخ داری چو عید آراستہ	روزہ داراں را زخوان عید حلوائے بخش
خسروِ خوباں شدی تیمار مسکیناں بدار	با ہمہ مستینر جائے قہر کُن جائے بخش
چشمِ نرگس، غنچہ لب چوں سبزہ زارے گرد گل[1]	پردہ از رخ برفگن مارا تماشائے بخش
حیف باشد کاں چناں یہا نہی بر ہر لبے	ایں طبر زدہا ہم چوں من شکر خائے بخش

۷	در وبائے ہجر تو درماندہ ام ہمچوں حسن آخر از لعل لبت یاقوت حمرائے بخش	۴۳۲

[1] چشم نرگس، شکل ہمچوں سبزہ داری گرد گل

زلفت کہ باد بر رخ رخشاں رساندش | ابرے بود کہ بر مہ تاباں رساندش
دل پیش دار و از سر زلفت شبے دراز | آں طاقت از کجا کہ بہ پایاں رساندش
عاشق امید بر خط سبز تو داشتست | تا آں خضر بچشمۂ حیواں رساندش
دیوانۂ کہ بر پر موریش دست نیست | یکبو سہ ات بمہر سلیماں رساندش
بستم بآہ خود دل خاکیٔ خویش را | ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش
بر دست دل دہم پس ازیں قصۂ حسن | باشد ببارگاہ الغخاں رساندش



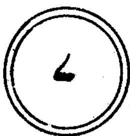
اعظم معز دولت و دیں آنکہ روزگار
ہر آرزو کہ او طلبد آں رساندش



چہ اندازی سوئے دشمن بساں تیرم از ترکش
کماں دار از پئے قرباں بسوئے خویشم اندر کش
مرا گو بند ترکش کن کہ آں دلدار بدکیش است
چگونہ ترک جاں گیرم نمیگیرد دلم ترکش
بلائے عشقت اے دلبر بہ لائے محنتم افگند
چو من در لائے ہجرانم زلائے محنتم برکش
خطت را گر خطا گفتم کہ مشکِ نافۂ چینست
غلط گفتم خطا کردم خطے گرد خطا درکش



حسن گر عشق میورزی چرا سرمیکشی بارے
لوائے عشق جاناں را زبام عرش برترکش



ردیف (ط)

ای درمیان دائرهٔ مانندهٔ نقط — تا نقطه نیست دائره را نیست دور خط

حرفے کہ سر ہر دو جہان مندرج دروست — آں حرف ذات تست تو در خود مشو غلط

اول جواہرے کہ ز انوار شد پدید — ذاتِ تو بود تا بہم آخر و وسط

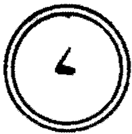
ہر کس کہ ماند بے خبر از ذات خویشتن — وازوں چو دیو گشت و شد ایں موجب سخط

در بحرِ معرفت کہ محیطے است پر ز دُر — جہدے نمائے تا کہ شناور شوی چو بط

در نیستی سمندر ازیں نار کن حذر — زیرا کہ تاب ماہ نمی آورد شمط



خاموش یکزماں منشیں اے حسن تو ہیچ
میکن بیان جوہر انساں بدیں نمط



ردیف (ع)

دل ز ما برداشت جاناں الوداع — جاں بدو اولی ترا اے جاں الوداع

یاسمن رفت اے سمن زار الفراق — گل سفر کرد اے گلستاں الوداع

کاروان مصر یوسف را ببرد — الوداع اے پیر کنعاں الوداع

خاتمے کاقبال بروے ختم بود — دیو بر بود اے سلیماں الوداع

خط عمر از لوح جانم شستہ شد — اے قرینانِ دبستاں الوداع

مہر خاموشی بریں لب مے نہند — اے سخن گویانِ گیہاں الوداع

۴۳۶	دوستاں رفتند و ما پا در رکاب اے حسن دستے بدہ ہاں الوداع	۵

دوش خوں ریختیم از دیدہ بہنگام وداع
دیدہ شد عاقبتم در سر ایام وداع

آنکہ صد شور و شغب میکند از سختی مرگ
بخشیدست مگر جرعۂ از جام وداع

ہر کہ در کام کند شکرے از عیش و نشاط
بشکند کام بنا کام بہنگام وداع

چوں برفتم بوداعت دل و دین با تو برفت
آخر الامر ہمینست سر انجام وداع

۴۳۷	از وداع تو حسن نامزد موج بلاست وہ چہ بودے کہ نبودے بجہاں نام وداع	۶

ردیف (غ)

اے تو اندر دیدہ چوں در شب چراغ
ماہ را از غیرتت بر سینہ داغ

چشم تو در غمزہ ترکے با خدنگ
زلف تو بر روے دزدے با چراغ

خط سبزت را چگویم گوییا
سبزۂ رستست گردا گرد باغ

پیش روے چوں گلت بیروں کند
غنچہ ہر بادے کہ دارد در دماغ

حسن مادر زاد تو دادہ ترا
از تکلفہاے مشاطہ فراغ

۴۳۸	خال تو حال حسن را تیرہ کرد بر چناں بلبل نشاید جور زاغ	۷

ردیف (ق)

کارم بہ جاں رسید ہمینست کارِ عشق
بدکرد روزگار مرا عشق نیکواں

سر رفت و ہم نمیرود از سر خمارِ عشق
یارب ازیں بتر نشود روزگارِ عشق

مادر بزاد و دایہ عشقم بپرورید
خوں بود شیر خوردنم اندر کنارِ عشق

اے گورکن فراخ ترک ساز گورِ من
با من بس است اندوہ و غم یادگارِ عشق

ناید فرو بمنزل مقصود محملش
اشتر دلے کہ از نکشیدست بارِ عشق

اشکے چو لالہ دارم و روئے چو زردِ گل
آرے ہمیں شگوفہ دہد نوبہارِ عشق

تا کے ہوس کنی گل و گلزار اے حسن
خارے طلب کہ رہ کندت خارخارِ عشق

۴۳۹ — ۵

ردیف (ک)

دوش درآمد از درم آمدن نہان ترک
از گلِ تازہ تازہ تر زآبِ روان روان ترک

شکل قدش چو سرو نو رنگ رخش چو برگِ گل
غنچہ صفت جوان و تر بلکہ ازو جوان ترک

زلف سیاہ پاکشاں روے سفید عرق خے
جیبِ باد واشدہ چشم زمے چنان ترک

گفتمش اے نگارِ من گر سخنی نمی کنی
کوری آں رقیب را یک نظری نہان ترک

گفت بخندہ اے حسن کے بر تو کشیدمے
گر نہ بُدے سوئے تو ام خاطرِ کشان ترک

۴۴۰ — ۷

ردیف (گ)

ازدہانت چہ چشم دارم رنگ
کہ دہانت چو چشمت آمد تنگ

گرچہ تنگیست لیکن اندر روے
از شکر تنگ دیدہ ام بر تنگ

وہ کہ میداں فراخ یافتہ
رخش را چابکانہ بر کش تنگ

پیش رویت کہ زہرہ را ماند
ماند میزاں نیکواں بے سنگ

کار عشاق بے نوازش تو
کج بماندست راست ہمچوں چنگ

عاشقان تو زخمہا خوردہ
ہم بسوئے تو میکنند آہنگ

۴۴۱ — حسن آنجا رسید نتوانست
راہ بس دور بود و مرکب لنگ — ۹

صبح چوں می زند دم نیرنگ
می یک رنگ خواہ چند درنگ

خور مے صبح رنگ بہ کہ کشید
صبح زنگیٔ زحقۂ نیرنگ

وقت صبحست خوش بود ایں وقت
باد خوش بوئے و بادۂ خوش رنگ

ساقیا عیش زنگیانہ بساز
دل چہ داری چو چشم ترکاں تنگ

خیز د آہنگ بزم کن اینک
نائے مطرب بساز کرد آہنگ

باد اندر بروت دارد نائے
ننگرد ہیچ در تواضع چنگ

چنگی از بہر دام مجلس را
بگر بیاں چنگ در زدہ چنگ

دف کہ در دور خویش آئینہ ایست
بردہ از طبع درونشاں زنگ

۴۴۲ | ۵

هر زمانے حسن زکشتی بزم
بحرے اندر کشیدہ ہمچو نہنگ

ردیف (ل)

خہے از عنبر تر مر ترا خال
میانِ ہر دو زلفت[1] فرق دیدم
لبت را یارب آں کنجد چہ زیباست
مرا آں خال مادر زاد توگشت

خطِ مشکیں زیادت کردہ باخال
ندیدم فرقے از خطِ[1] تو تا خال
چناں کاں روے گندم گون را خال
چنیں ہا مادرت فرمود یا خال

۴۴۳ | ۵

حسن چوں خال شد از تو سیہ پوش
مدار از روئے خوب خود جدا خال

خط تو ز عنبر خلیعت بر گل
جز بر دلِ من نیست بار ہجرت
بس طرفہ طریقت عشق بازی
بسیار نوشتہ ام حدیث خوباں

اے خادم خط تو گشتہ سنبل
بنگر کہ چہ حد باشد ایں تامل
تا چند تواں زیست بر تحمل
ششتم ہمہ جزو ہا کنوں گل

۴۴۴ | ۷

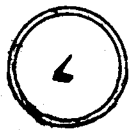
باری چو رود نظم راتفکر
در مدح شہنشنہ کنم تامل

[1] زلف

اے کہ از سبزہ نہادی دام گل / تازہ می دارد رخ تو نام گل
این نہ خط خوانم کہ بر طرف چمن / موئے در مو یافتستی دام گل
آستیں از روے زیبا دور کن / جامہ حاجت نیست بر اندام گل
گفت و گویم از ہوائے تست باز / مرغ ہنگامہ کند ہنگام گل
ذوق لعلت از یکے دہ شد بلے / مے گوارا تر بود ایام گل
عارضت صف سمن خواہد درید / زاں بجوب اندر کشند اعلام گل



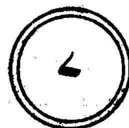
عاشق گلگوں رخت چوں شد حسن
اینک اینک گونہ زر فام گل



اے دادہ بتو ہمہ جہاں دل / از دست فراق تو بجاں دل
گر نیست دلت ز سنگ خارا / بر بندہ چہ میکنی گراں دل
دل می طلبی وگر چہ خوں شد / از دیدہ ہمی و ہم رواں دل
یک روز میاں بزلف بستی / گمراہ شد اندراں میاں دل
بنگر چہ خوش آمد اں سوادش / کز زلف تو ساخت خاناں دل
گر دست رسد توانم آورد / از زلف خوش تو موکشاں دل



بشنو ز حسن حدیث دردش
اے یار قدیم مہرباں دل



اے در کمال حسن تو حیراں شدہ عقول / در سینہا عزیزی و در دیدہا قبول

برجبههٔ تو آیت رحمت نوشته اند	اے بخت آں کسے کہ تو بروے کنی نزول
عشقت خراب کرد دلم ہمچنیں بود	ہر گہ کہ بادشہ بدیارے کند دخول
زمن شکایت آید و نز تو فروتنی	تو چو سپهر سر کش و من چوں زمیں حمول
مارا غمم تو کشت و نگفتیم قصہ باز	ماکشتہ بہ کہ طبع لطیفت شود ملول
بارِ امانت تو ز سرکے نہم فرد	گر نام من ظلوم کنی یالقب جهول

۷	گر بشنوی حدیث حسن ورنہ ماتمام گفتیم و جز بلاغ نباشد علی الرسول	۴۴۷

چنیں یکبارہ مشکیں زلف مفتول	کہ زیر ہر شکن شہریست مقتول
زگریہ چشمِ من تیرہ شد آرے	بشستن کے شود آئینہ مصقول
زچندیں خوں کہ کردی نوش چوں شہد	نشد شهد از لبِ نوشینت معسول
کند صد صنعت اندر بیت خود نحل	ولے معنی اواز تست منحول
رخت ہم آتش آمد ہم گلستاں	بمعجز ہا نشاید جست معقول
دراں خلوت کہ محرابم تو باشی	باستغفار نتواں بود مشغول

۷	حسن را قابلِ اسرار خواندی همیشہ قابل تو باد مقبول	۴۴۸

اے رُخ چو ماہ تو دادہ جہاں راجمال	از در تو دور باد آفت عین الکمال
عید نکردیم ما پردہ ز رُخ برفگن	عید بنا گوش تست گوشۂ ابرو ہلال

روئے چہ پوشی از انکہ بے تو جہاں ہیچ نیست	چشم جہاں روئے تست مردمک دیدہ حال
کوئے تو جوئیم نہ باغ، اینک نعم البدل	روئے تو خواہیم نہ گل اینک حسن السوال
گفتیم اے دوست رو مصلحتے پیش گیر	دوستئ تو بست مملکت بے زوال
مفتئ عشق تو باز این چہ روایت کند	کردہ وصالت حرام خون جہانے حلال

۴۴۹

گر تو بدانی کہ چیست عاقبت عاشقاں
حال حسن بین نخست بگزر ازیں حسب حال

۷

برانیم با کارواں یک دو منزل	وداع عزیزاں رسانیدن دل
شبے عیش نا راندہ راندند جملہ	یکے عہد نابستہ بستند محمل
زہے دور ناخوش زہے بخت سرکش	زہے سوز مہلک زہے دور مشکل
ہمیں بود از نقد ایام باقی	ہمیں بود از وجہ[1] امید واصل
منم ز آتش سینہ و آب دیدہ	گہے دست بر دل گہے پائے در گل
میسر نشد یک سجود وداعی	چو آں قبلۂ من برفت از مقابل

۴۵۰

حسن چند سیارۂ اشک رانی
نہ مہ را طریقست منزل بمنزل

۹

زہے طراوت حسن و زہے مزید جمال	ملاحتے بتمامے لطافتے بکمال
ز مشک دائرہ جیم کرد صفحۂ سیم	بجائے نقطہ دراں جیم جائے یافتہ خال
اسیر غمزۂ شوخ تو شد دل تنگم	شدہ ضعیف گرفتار شحنۂ قتال

[1] از وجہ ایام حاصل

دل منست بچوگانت خمے کردہ چوگوئے
رسیدہ ہر طرفش کوب و گشتہ حال بحال

غلو مکن بہلا کم کہ ذوق می ندہد
چو من شکارے و چوں تو سوار در دنبال

بیار یک قدح اے نور چشم مشتاقاں
ولے چو چشم من از خون دیدہ مالامال

ستارہ بارئ چشمم چو دید گفت حکیم
کہ حکم طالع باراں مقرر است امسال

مرا ہمی نخرد ہیچ کس بیازارے
غلام راہنرے نہ چہ عیب بردلال

۴۵۱ — **۷**

زنالہائے حسن خلل گر نیست ہر کہ شنید
چگونہ حکم کنم زخم خوردہ راکہ منال

شمائل تو لطیف و صورتت معقول
مباد جز تو مرا دل بدیگرے مشغول

اگر قبول نیفتد ترا ارادتِ من
ز نجم از تو کہ ہم قابلی و ہم مقبول

چو نامۂ تو بخواندم ہزار بوسہ زدم
ہزار بوسۂ دیگر بدست و پائے رسول

ز زندگانئ من بے تو خلق حیرانند
کہ بے وسیلۂ جاں نیست زیستن معقول

وجود تو یکے آیت است از رحمت
امید کایں طرفش باشد اتفاق نزول

امید آنکہ شود با حصول دیدارت
مراد ہر دمہ جاں حاصل و غرض محصول

۴۵۲ — **۷**

ز دست عشق چناں عاجز است عقل حسن
کہ پیش شحنۂ جبار عامل معزول

ایں منم کز تو سلامے بمن آورد رسول
تازہ تر کرد ہوائے من و امید وصول

نامہ آورد رسول تو و من از شادی
گہ سر نامہ ہمی بوسم و گہ پائے رسول

گر جوابے ننویسم کرمت بسیارست
من خود از شوق تو پیچیده سرم چوں نامہ
روئے خود ساختہ ام صفحہ بجائے کاغذ
قلم از نوک مژہ کردہ سیاہی از چشم

فضل کن ہر چہ ترا در نظر آید ز فضول
تن نالاں چو قلم از کشش عشق ملول
عذر قرطاس بود نزد کریماں مقبول
ہمہ شب شرح غمت را بکتابت مشغول

۴۵۳

گفتیم حال حسن چیست ز اقبال غمت
کار بر حسب مرادست غرضہا محصول

۹

بار ہا گفتم بخواہم گفت وصف آں جمال
نے خیال است ایں نیاید حسن او اندر خیال
ماہ خوبانست و در ہر خانہ کو منزل کند
ہیچ اندیشہ نباشد باچناں سر از وبال
مہر اگر یک روز مہر خود بنام او زند
کس نہ بیند بعد ازیں ملک نیمروزش را زوال
عاشقاں را ضربت معشوق در کار آورد
گوئے را بر زخم چوگاں ہمی بینیم حال
ایں چہ پیدا دست کاندر مجلس ما میرود
دل مغنی وزد و طنبور یابد گوشمال
لیلے اندر قافلہ بس تند می راند شتر
کاروانے در جل حیران و مجنون در جوال

اے صبا بکشا نقاب از صفحۂ رویش یکے
فال ما فرخنده کُن زاں آیتِ فرخنده فال
از فراق او غمے بر سینه دارم ہمچو کوه
کوه ہم نتواند ایں غم را نمودن احتمال



اے حسن دستِ تو در فتراک وصلش کے رسد
ایں طرف فقر قوی آں سو غنائے باکمال



دی گذر کردم به صحرائے که بد ماوائے گل
بلبل آسا شد دلم اندر سر و سودائے گُل
بلبلاں دیدم بر آورده فغاں بایک دگر
از سرستی و بیہوشی دراں صحرائے گُل
ناله چوں بلبل بر آوردم که بود اندر دلم
یاد روئے یار چوں دیدم رُخِ زیبائے گُل
ہمچو گل در غنچه رُو از من نہاں کرد آں نگار
ورنه با رویش کجا بودے مرا پروائے گل
ہر که خواہد کو به بیند چہرۂ زیبائے یار
گو بیا اکنوں و بنگر چہرۂ[1] زیبائے گل
گر نه گل در جست و جوئے رُوے یارم آمدست
پس چرا رفتست چندیں خار اندر پائے گل

Down whiT No 5902

[1] چہره دسیائے

۴۵۵

اے حسنؔ چہ جائے گلزارست چوں بلبل بنان
زانکہ باغ آراستست از روئے شہرآرائے گُل

۷

ردیف (م)

مرا کامشب توئی ہمراز و ہمدم
بروں زد[1] خواب ما خیمہ زعالم

تو مے می نوشی و من در خمارت
تو از شادی نمی خسپی من از غم

زعشقِ آں رخ چوں آفتابت
چو صبح اینک شمردہ میزنم دم

چگونہ آدمی حیراں نماند
پری پیدا شدہ از نسل آدم

چہ زلفست ایں چو شام تیرہ من
کہ یک روزش نمی بینم فراہم

کجائی اے بہشت ایں جہانی
فدایت ایں جہان و آنجہاں ہم

۴۵۶

حسنؔ از آستانت ماندہ محروم
نشد سگ در حریم کعبہ محرم

۷

چیست مطلوب تو تا از سر آں برخیزم
ور بجاں حکم کنی از سر جاں برخیزم

اندریں رستہ دکا نیست مرا از طاعت
گر نہ سودائے تو باشد ز دکاں برخیزم

یک جہاں طعنہ زنندم کہ نشینی بیکار
گر تو دستے بدہی از دو جہاں برخیزم

بے تو از دنیا و عقبےٰ چہ نخیزد چیزے
تو بیا تا ہم ازیں و ہم ازاں برخیزم

سوئے گور من اگر بگذری اے سرو رواں
سرو تو بنگرم از دور و رواں برخیزم

اگر از زمزمہ عشق تو در نفخۂ صور
نیم بانگے شنوم رقص کناں برخیزم

[1] بروں زن خواب کو خیمہ زعالم

۴۵۷ — ۵

دردے از درد بہ بر سر من بندہ حسن
تا ازیں زہد فروشی زباں برخیزم

صورتِ جاں فزات می بینم
از خوشی عید خوانمت شاید
تا نہ بینی ندانیم خرسند
نظر از چشم او بدوز دلا

جان خود خاک پات می بینم
کہ بسے روز ہات می بینم
اگرچہ چندیں جفات می بینم
کہ بعین بلات می بینم

۴۵۸ — ۷

نشنیدی حسن نصیحت من
چہ کنم مبتلات می بینم

سرگرداں کہ خاک پائے توام
تا تو چوں آسماں شدی سرکش
تا تو سلطان آرزو بخشی
چند بیگانگی کنی آخر
گر نہ رایت بود نیارم زیست
گر اجابت کنی دعائے کسے

عہد مشکن کہ در وفائے توام
من زمیں وار خاک پائے توام
من بصد آرزو گدائے توام
می شناسی کہ آشنائے توام
من کہ خود زندہ ام برائے توام
من شب و روز در دعائے توام

۴۵۹ — ۷

از درت دور نیستم چو حسن
چہ تواں کرد مبتلائے توام

دلم خوں شد ندانم با کہ گویم
چہ دل کز دل بجانم با کہ گویم

نہ در کویش رہ و نے بر درش بار
چنیں بے خانمانم با کہ گویم

مراز اشکال و صلش می بپرسند
من ایں مشکل ندانم با کہ گویم

سخن در وصف زلفش خواستم گفت
گرہ شد بر زبانم با کہ گویم

کمر گاہش صفت می خواستم کرد
غلط رفت از میانم با کہ گویم

حدیث آں دہاں خود ہیچ حالے
نگنجد در دہانم با کہ گویم

۴۶۰ — حسن را چارہ خواہم ساخت می گفت
من بیچارہ آنم با کہ گویم — ۷

اے مرغ بنال تا بنالیم
از اختر خویش در و بالیم

از دوستی ہوا تو نالی
ما ہم بہوائے دوست نالیم

تو بہر وصال گل زنی پر
ما دیر پر فراق بالیم

میدان فراق را شدہ گوئے
انگاہ مپرس در چہ حالیم

تو یافتۂ جمال محبوب
ما گم شدگانِ آں جمالیم

تو ساختۂ ہزار دستاں
ما سوختگاں ہنوز لالیم

۴۶۱ — ما و حسن و نوا و نالہ
اے مرغ بنال تا بنالیم — ۷

بیا کہ تا تو برفتی ز خویشتن رفتم
مرا آمدنت شاد کن کہ من رفتم

تو ہمچو یوسفی در مصر حسن خود باقی
کہ من ز بیت الاحزان خویشتن رفتم

لب تو باز زبان بند کرده بود مرا … دو عید رفت همان مهر بر دهن رفتم
رخصت اگرچه گلے بود از چمن به بود … من ارچه بلبل بودم ازین چمن رفتم
چو لاله و گل خندان نهاد عشقم خار … که سوخته دل و آلوده پیرهن رفتم
مرا نه چون سخن خود روان همی کردی … رواست اینک من هم بران سخن رفتم

۴۶۲	رواج شهر تو از بودن حسن بودست حسن چو رفت من اندر پے حسن رفتم	۷

قرار و عهد تو این بود من ندانستم … نوید مهر تو کین بود من ندانستم
همه سخن چو دل خویش سخت می گوئی … دل تو سخت چنین بود من ندانستم
چو دل بدادم و جان لا اله الا الله … جزاے این همه این بود من ندانستم
گمان وصل ترا خواستم کشید ولے … فراق تو بهمین بود من ندانستم
دل این قیام ترا در گمان همی دانست … گمان نبود یقین بود من ندانستم
دم وفات زدم همچو صبح صادق آه … دمے که باز پسین بود من ندانستم

۴۶۳	حسن که دل بتو بخشید و بیش هم بردی بلے دل تو بدین بود من ندانستم	۷

اے گل بیا که از چو توئے دور مانده ایم … بے روے گل فشانت گلابے فشانده ایم
تا باز چون بهشت شدست از تو گلستان … ما از گل بهشتی خود دور مانده ایم
در موسمے که سنگ ز لاله نشان گرفت … داغے چو لاله بر رخ خونین نشانده ایم

مرغاں بہم خویش چمن خانہ ساخت باز — ما در سفر کہ رسم نبود ست ماندہ ایم

تا گل بباغ دفتر پارینہ باز کرد — ما ہیچ حرف از ورق آں نخواندہ ایم

سر بر زدہ چو سبزہ ز میداں بیاد دوست — رخش دل از در ہمہ بیروں جہاندہ ایم

۳۶۴ — ۷

زو گرچہ پرسشے نرسد ما حسن صفت
ہر دم بدست باد سلامے رساندہ ایم

از من چہ گنہ آمد کت یاد نمی آیم — در بند فراق تو آزاد نمی آیم

گر تو ز در یاری بیداد کنی میکن — من بر در تو بارے بے داد نمی آیم

اندر رہِ عشق تو خوں جگرم زاد ست — انصاف کہ از خانہ بے زاد نمی آیم

با تو دہن از پرسش چوں غنچہ فرو بستی — شب نیست کہ در کویت چوں باد نمی آیم

تشریف سلام تو در ست نشد حاصل — دل کوفتہ کردستی تا یاد نمی آیم

با خستہ تنے در ہم می آمدے گہ گہ — آں لاشہ ہم از محنت افتاد نمی آیم

۳۶۵ — ۷

گفتی چو حسن بر من چوں شاد نمی آئی
من غمزدۂ عشقتم چوں شاد نمی آیم

ما بجاناں زندہ می باشیم از جاں فارغیم — خاک کویش یافتیم از آبِ حیواں فارغیم

جاں فدائے دوست شد از دشمناں باکے نماند — از کہ اندیشیم چوں ز اندیشۂ جاں فارغیم

دوست میداریم پس کعبہ چہ باشد دیر چہ — ما قلندر پیشہ ایم از کفر و ایماں فارغیم

گر تو زیں[1] کلبہ گلہ داری برو از ما امیر — کز عطائے پادشاہ و منع[2] درباں فارغیم

[1] گر بدرگاہ بزرگاں میروی بگذر زما   [2] جور

عشق دارم در درون از طعن بیباکاں چہ باک
کشت مارا گر دعا میخوانی اے زاہد مخواں

نوح داریم آشنا از موج طوفاں فارغیم
ما بدیدہ نم کنیم از ابر باراں فارغیم

(۴۶۶) عقل و جاں یار[1] چنیں را دور می داروز ما
ما حسن را یار خود کردیم زیشاں فارغیم (۵)

باز بکوئے تو وطن میکنم
دوش سہ بوسہ زدہ ام بر درت
دی سخن از وصف تو کردم بسے
پستہ دہن گفتمت اینک بعذر

داغ غمت بر دل و تن میکنم
ایں چہ دلیریست کہ من میکنم
بہر خدا ایں چہ سخن میکنم
خاک خجالت بدہن میکنم

(۴۶۷) گر تو بزنجیر قبولم کشی
پیشکشت جان حسن میکنم (۵)

جفا مکن کہ من از جان سر وفائے تو دارم
خرد کہ از سر فکرت رموز غیب شناسد
گرت بہ پیش کشم جاں مراں ز خود زیرا
چو خاک پائے تو گشتم بجائے من کرمے کن

بیا کہ ہر چہ کہ دارم ہمہ برائے تو دارم
اگر تو عیب نگیری نثار پائے تو دارم
کہ ایں متاع کہ ہم از عطائے تو دارم
بخاک پائے تو گر من کسے بجائے تو دارم

(۴۶۸) تو بادشاہ جہانی حسن گدائے در تو
من ایں گلیم قناعت ازاں گدائے تو دارم (۷)

[1] یاران حسن

امروز چه روزست که از روے تو دورم	از موے چو موے شدم از ضعف چو مورم
هر بار نمازے که ادا می کنم امروز	واللہ چو تو غائب شده نیست حضورم
اصحاب محبت را با صبر چه نسبت	اے واے بمن کز چو تو محبوب صبورم
بے زلف رخت خود بکشم من که بصد جان	دیوانهٔ زنجیرم و پروانهٔ نورم
با طلعت و گیسوئے تو خود یاد نیاید	نز طارم فردوس و نه از طرهٔ حورم
بوسے بلب جام زن و در دهنم ریز	تا بوئے بهشت آید ازیں فسق و فجورم

۳۶۹	نزدیک بمردن شده ام چوں حسن امروز دور از تو چو از صورت زیبائے تو دورم	۷

پنج روزست که در کشش مهٔ هجرانم	دل که از دست بتاں برده بدم می مانم
تا ازاں راحت جاں دور فتادم افتاد	آتشے در دل آوارگیٔ در جانم
او چو کعبه بحرم ساکن و من گم شده دل	مدتے شد که دریں بادیه سرگردانم
بارها خواسته ام وصف جمالش کردن	سالها رفت که در صورت او حیرانم
آفتابیست که آسیب زوالش مرساد	وہ من سوخته بر سایهٔ او لرزانم
اے دم صبح توانی که دعاے بدمی	آں لبے را که برو بوسه زدن نتوانم

۳۷۰	من ندانم که سلام حسن آنجا که برد ایں کرم کس نکند هم تو کنی می دانم	۷

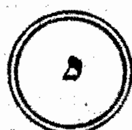
دریں شش روز کز روئے تو فردم	گذشت از هفت چرخ آهنگ دردم

نخوردم آب جز از چشمهٔ چشم
ز رنگ آمیزی عشق بتاں بیں
نہ عاشق گرد راہ دوست باشد
سحاب ادرار جوئے آب چشم
بخار ہجر عشق آمیخت ذیلم

دریں غربت ہمیں بود آب خوردم
سرشک لعل بر رخسار زردم
من ار گردم بکوئے دوست گردم
صبا اجری کستان آہ سردم
بدست خون و باد افتاد بُردم



حسن را قصۂ محنت دراز ست
من ایں قطعہ ہمیں جا ختم کردم



ہفت روز از تف ہجراں دل چو دوزخ تافتم
روز ہشتم رہ بصدر ہشت جنت یافتم
بر بساط حسن معشوق ار بیا آمد کسے
من چو بیدق کو نشود فرزیں بسر بشتافتم
تا ز بازوئے خودم بالیں نہاداں دلستاں
بازو عنم را بزور نے غمی برتافتم
تار زلف او چو چنگ از پائے تا سر شاخ شاخ
خویشتن چوں شانہ باگیسوئے او در بافتم



گر حسن سترے نگہ میدارد او میدار گو
من ز مستی انچہ در دل داشتم بشگافتم



ملہ ہاست عشق و ہجر آمیختم دل ۔ ملہ ہجو
ملہ من انجا ہم سخن را ختم کردم ۔ ملہ منعی

اے بخونم ہائے کردہ من برائے تو خوشم
باخوشی و ناخوشی من بارضائے تو خوشم

تو زدہ در کشتنم رائے و خرد گوید گریز
من بتدبیر خرد ناخوش برائے تو خوشم

یک خوشی ناوردہ بختم گرچہ از ادبار من
گو میاور من باقبال جفائے تو خوشم

تو بخندہ ہمچو گل خوش باش زیر امن چو ابر
گرچہ غرق گریہ ام ہم در ہوائے تو خوشم

گر سر افرازاں بتاج زر سر افرازی کنند
خاکپائے تو کہ من با خاکپائے تو خوشم

ہر کہ میرد صوفیاں گویند اندر پردہ شد
من بہر پردہ کہ باشم با نوائے تو خوشم

۲۷۳

گر کشی بندہ حسن را چوں حسین کربلا
ہم بحق حق من خود در بلائے تو خوشم

۷

ترک من تازی می کند چہ کنم
چشم ترکانہ اش بہر غمزہ
ترکی آغازی می کند چہ کنم
ناوک اندازی می کند چہ کنم

سرو او سر براستی دارد
نرگسش نازی می کند چہ کنم

دہن عشق او ست مشک خطش
کشف ایں رازی می کند چہ کنم

هر زماں بہر قصد مرغ خرد
دلِ چوں شمع سوختہ زلبش

چشم را بازی می کند چہ کنم
ہوس کازی می کند چہ کنم



۴۷۴

بر حسن کو بزخمہ اشس خوکرد
خوئے بد سازی می کند چہ کنم



۷

تو خوش خوش چو گل خندہ زن کاں منم
بمن پائے اے چشمہ خضر روئے
تو گیسو فشاندی ندانم کہ گشت
دلم تا بزلفت فرود آمدست
زصبرم جوئے گاہ برگے نماند
من ایں عشق را خود کشیدم بخود

کہ چوں ابر پر قطر شد دامنم
کہ طوفان توحست پیرامنم
پری یا خود آسیب اہریمنم
شد اندر دم اژدہا منم
چو آتش زد ایں عشق در خرمنم
چہ تدبیر چوں فتنہ من منم



۴۷۵

حسن را گر از تو ملامت کنند
من آں دوست را بدتریں دشمنم



۹

دل خو گرفت بر درت آیا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بفرماں ورائے تست
یاراں ہمی روند تماشائے باغ و گل
گہ گہ بطنز گوئی کز پیش من برو
راہے دراز و منزل مقصود ناپدید

از خویش دور میکشیم تا کجا روم
اے ماہ روئے ہم تو بگو تا کجا روم
من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم
جان و دلم تو داری تنہا کجا روم
نے رہبری نہ قافلہ پیدا کجا روم

خلقے برائے حاجت خود کعبہ می روند
سلطان علائے دولت دیں کعبۂ منست
دست مبارکش بسخا گنج گوہرست

من ہم ہوس کنیم کہ آیا کجا روم
ایں جا سرے ہمی نہم آنجا کجا روم
گنج گہر گذاشتہ دریا کجا روم



گوید حسن کہ من درِ جاناں گرفتہ ام
آساں ز آستانۂ والا کجا روم



مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم
رنگ مے ہمچو جگر راحت جانست ولے[1]
عقل کز غیب خبرہا دہدم میداند
جام شادی ہمہ برروئے الغخاں امروز
ہر کسے خدمتے آرد من مفلس چہ کنم
بامیدے کہ اگر برسر من پائے نہد

از یکے دست خورم وز دگرش گردانم
بخورم راحت جان و جگرش گردانم
کہ بیک جرعۂ مے بخبرش گردانم
بہترش نوش کنم بیشترش گردانم
دیدۂ خویش فدائے نظرش گردانم
سر خود را بحیل خاک درش گردانم



یک غلامیست حسن نام و دروئے ناخوش
گر قبول از تو فتد گرد سرش گردانم

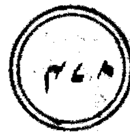


ما مستی عشق تازہ کردیم
اکنوں کہ تو خط خود نمودی
ہرگہ کہ تو در شکار باشی[2]
اے مہ کہ سر تو سبز بادا

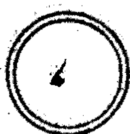
زاں جرعہ کہ از لب تو خوردیم
ما نامہ زہد در نوردیم
ما در قدم سگانت گردیم
دریاب کہ آفتاب زردیم

[1] لے
[2] تو در طلب شکار گردی

تو طبل نشاط خود فرو کوب	ما نوبت خود تمام کردیم
مستی چه کنی بسے نماندست	کز دور غمت خراب گردیم


۴۷۸

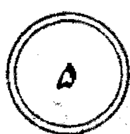
تو شاد بمان[۱] که ما حسن وار
دور از در تو اسیر دردیم


۷

گر تو برانی بہ تیغ از تو سپر نفگنم	در بکند نگم زنی دست تو بوسه زنم
بر نکنم دل ز تو در بخلاف توام	موئے بر آید ز پوست پوست ز تن بر کنم
غم نخورم ور مرا جائے بدوزخ کنند	سلسلها را چه باک طوق تو در گردنم
گر نفسے از جور تو دم زده باشم چو نے	باد بروز جزا چنگ تو در دامنم
راست چو چنگم که رگ راست نهادم بعشق	ناله برون آمده از رگ و رگ در تنم
چوں تو زنی غمزه تقوی من ضائع است	تیر تو تیز ست سخت بگذرد از جوشنم


۴۷۹

عشق بتے داشتم آں صنم اینک توئی
قصد حسن داشتی آں حسن اینک منم


۵

بکشائے در رحمت تا خاک درت گردم	ایں بنده کیم خوش کن تابنده ترت گردم
پروانه منم امشب بر شمع رخ خوبت	پروانه مطلق ده تا گرد سرت گردم
ز مار سر زلفت گر ایمنے باشد	چوں مور کمر بسته گرد شکرت گردم
تا جاں بودم در تن باشم سگ کوئے تو	ور خاک شوم روزے هم خاک درت گردم

جاں بر تو فدا کردن باید ز حسن آموخت

۱ نشیں

۵	ور تیغ زنی واللہ من ہم سپرت گردم	۴۸۰

آرزو ہاست کہ یک قصہ بدست تو دہم
شرح خونریزی آں نرگس مست تو دہم

جان پاک و دل صافی شدہ را گر گوئی
خدمتے دو لب بادہ پرست تو دہم

واللہ ار تیر زنی بر جگرم ہر پارے
از جگر بر کشم و باز بدست تو دہم

گلہ نیست کہ کشتہ شدم از ناوک تو
کہ اگر زندہ شوم بوسہ نشست تو دہم

۷	اے حسن گر دل تو بشکند از لشکر غم عشق را مژدۂ نصرت ز شکست تو دہم	۴۸۱

نہ تو گفتۂ کہ روزے ز تو جوئے خوں برانم
چہ خوش است گر برانی سن خستہ ہم برانم

چہ سخن بود کہ جاں را کنمت نثار مجلس
ببر چو تو عزیزے چہ بضاعتست جانم

بدو بوسہ[1] با تو گفتم کہ مرا ہیچ بتاں
نشد اتفاق گوئی کہ بدیں بہا گرانم

غلیان گریۂ من گذر نفس گرفتہ
غم دل تمام گفتن چکنم نمی توانم

خردم نتو بخواند ہمہ زہد توبۂ من
برواد آں حکایت مرواد از زبانم

بضمیر ہر کہ نبود ہوس پری جمالے
اگر او فرشتہ گردد[3] منش آدمی نخوانم

۷	چو ہوائے عشق گیرد جہت سماع گیرم[2] چو حدیث درد جنبد غزل حسن بخوانم	۴۸۲

زہدے کہ من نمودم گم گشت از وجودم
ساقی بیار بادہ کاں نیستم کہ بودم

۱ دو سہ بار ۲ خوانم ۳ پریم

عشقے کہ بافلانے میباختم بلا شد — تخمے کہ در خطر گہ میکاشتم درودم
بر ہر وفا کہ کردم بیداد ہا کشیدم — بر ہر دعا کہ گفتم دشنامہا شنیدم
حال دلم چہ پرسی در اشتیاق زلفت — جاں[1] سوختہ چو عودم سودائے بوے عودم
سودات تختم اے جاں سرمایہ ہم زیاں شد — سودم ہمیں کہ عمرے سر بر در تو سودم
خط بر رخ تو گوئی کز سینۂ پر آتش — شبہا کہ آہ کردم بر مہ رسید دودم

۴۸۳

گفتی حسن زخوباں باز آیم اندک اندک
ہرگز تو باز نائی بسیارت آزمودم

۷

حدیث اشتیاقت چوں نویسم — ز ہر چہ افزوں ترست افزوں نویسم
دلم آتش ہمی ریزد مژہ آب — نمیدانم کہ نامہ چوں نویسم
بوصف اشک خود از دیدۂ تر — سخنہا چوں درِ مکنوں نویسم
اگر دانم کہ خواہد خواند لیلے — چہ زاریہا کہ از مجنوں نویسم
درون خاطر خود جائے فرما — حدیثے کز صفت بیروں نویسم
سیاہیہا ہمہ از چشم من ریخت — مگر ایں ماجرا از خوں نویسم

۴۸۴

غزلہائے حسن بر تو چنانست
کہ سوئے ساحراں افسوں نویسم

۶

چیست کہ یکبار نمی پرسیم — زیں غم و تیمار نمی پرسیم
یار ہمانست کہ پرسد زیار — چوں کنم اے یار نمی پرسیم

[1] جاں ہم بسوخت چوں عود

مردن از اندوہ تو فخر منت
واقعہ بسیار شکیب اندکست
یار خبر داشتی از آہ من

گرچہ تو از عار نمی پرسیم
زاندک و بسیار نمی پرسیم
آہ کہ چوں یار نمی پرسیم

۴۸۵

خوں حسن آب شد و ہم نگفت
کائے بت خونخوار نمی پرسیم

۷

باز دل دادم و دنبالۂ دلدار شدم
خرقہ از من بکشائید کہ زلف بت من

محرم کعبہ بُدم محرم خمار شدم
شکلے انگیخت کہ پا بستۂ زنار شدم

چہ غم گر خرد و صبر و دل از من ببرند
طعنہا میزد مے آہ گرفتاراں را

زانکہ من زیں ہمہ پیش از ہمہ بیزار شدم
تا خود آہے کہ گرفت ایں کہ گرفتار شدم

آسمان نیز زمین کوہ مرا خواند آمیں
دوش میکشت من غمزدہ را غمزۂ یار

بارے ایں مرتبہ شد گرچہ گرانبار شدم
یار خوش می شد و من نیز بآں یار شدم

۴۸۶

چند ازیں گونہ سخنہائے حسن کردم گوش
از قبول سخنش قابلِ اسرار شدم

۹

ما گرچہ بدیم یا نکوئیم
اے خواجہ بگوئے ہرچہ خواہی

چہ نیک چہ بد ازآں اوئیم
بر ما تو مگیر ہرچہ گوئیم

بالا تر ہر کہ ہست بنشیں
ہر چند کہ نیست در جگر آب

ما خود ز فرو تراں اوئیم
یکقطرہ ز جوئے کس بجوئیم

گر غرق کنند ماں بدریا
گر دوست ز دست رفت بارے
گل آمد و بوئے یار آورد
ایں رفتن ما چو گل ببے کاش

ہم دست ازیں صفت نشوئیم
تا پائے ہمی رود بپوئیم
آں یار کجا کہ گل ببوئیم
تا باز چو گل رسد بروئیم

۴۸۷ — چوں گل غمت اے حسن بصد تو
گل داند و ما کہ در چہ توئیم — ۷

ہمائے رخت کہ فال گیریم
با وصل تو اتصال گیریم
ما ذرہ تو آفتاب مائی
از پرتو تو جمال گیریم
گر دیدن خود حرام داری
ما کشتن خود حلال گیریم
مرغانِ قفس فتادگانیم
از فرّ تو پرّ و بال گیریم
گر حبل متیں بدست ناید
فتراک ترا دوال گیریم
چوں خوش خواہیم روز خود را
از روئے خوش تو فال گیریم

۴۸۸ — روزے کہ تو با حسن نشینی
آں روز ہزار سال گیریم — ۹

اے باغ و بوستانم وے بوستانِ جانم
من جاں بروفشانم کز تو دہد نشانم
نہ صبر ماند نہ دل از دوری تو آرے
در من چہ صبر ماند چوں از تو دور مانم
برد آں ہمہ خوشیہا دوران روزگارم
تا عاقبت چہ باشد تقدیر آسمانم

لہ تا ماش بوئے او بوئیم ۲ بو ۳ بوئیم

چندانکه دیده بودی پندار در سر من
از دفتر وصالت حرفی نماند وه وه
از تو چگونه پرسم آں وقت خوش که گر تو
خواهم که باز گویم احوال ناتوانی
روزے به همت دل جاں هم کنم نثار

امروز اگر به بینی پندار یم نه آنم
ایں غصه با که گویم ایں قصه با که رانم
حال دلم بپرسی من حال آں ندانم
از بیم آهِ سوزاں آں هم نمی توانم
گر فرصتے دهد دست از چرخ جاں ستانم

۴۸۹

وقتے خوش است خرم هاں اے حریف همدم
نظم حسن بروں کش تا ایں غزل بخوانم

۷

هر صبح بدیں بوئے به کوئے تو در آئیم
گیرم کشاد سر گیسوت و لیکن
هر حکم که خواهی بسر ما ز قضا کن
هر گه که همی خوانی مستغرق شکریم
امروز گروهے هنر خویش نمودند
گفتی چه کنی آنکه هنر شاں همه عیب است

گز گیسوئے شبرنگ تو بوئے بربائیم
سر نیست دراں سر که بشد گر بگشائیم
ما هم همه بر بستهٔ زنجیر قضائیم
و اندم که همی رانی مشغول دعائیم
ما را هنرے نیست چگونه بنمائیم
گر عیب نه فرمائی آں طائفه مائیم

۴۹۰

یکبار بگفتار حسن داشته گوش
ما هم یکے از حلقه بگوشاں شمائیم

۹

مے ده که خمار دی نداریم
ترس همه مرداں ز فرداست

دورے دو سه در قنینه داریم
ما ترس ز حکم دی نداریم

شاہاں ہمہ رخت خاصہ خواہند | ما اقمشۂ کمینہ داریم
اے ابر مکن ہوائے ژالہ | ما خانہ ز آبگینہ داریم
واللہ کہ بباج می نیرزد | ایں جنس کہ در سفینہ داریم
با ایں ہمہ نیستی کہ دیری | از ہستی غم دفینہ داریم
اے خواجہ بمعرفت چہ نازی | ایں دُر نہ ازاں خزینہ داریم
گر خلوت تو درون کعبہ است | ما عرش درون سینہ داریم

۳۹۱

ہاں اے حسن از قرابۂ خویش
مے دہ کہ خمار دی نداریم

۶

فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم | مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم
شبے کہ ہمچو مہ از اوج حسن جلوہ کنی | اگر رضا دہی از دور یک نظارہ کنم
اگر وصال ترا حکم بر ستارہ کنند | من از مژہ ہمہ آفاق پر ستارہ کنم
گرفتم اینکہ بہ بندم دہاں ز نالیدن | طپیدنِ دلِ بیچارہ را چہ چارہ کنم
نی تواتم دل برجدائی تو نہاد | مگر دلے چو دلِ تو ز سنگ خارہ کنم

۳۹۲

نیافتہ چو حسن بار بر درت یکبار
چہ بو الفضولم کیں آرزو دو بارہ کنم

۹

دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم | تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم
در کلاہِ ہمتِ درویش تا ایک ترک ہست | ترک جنت خوشتر ست و ہر چہ در جنت نعیم

یا فنم الحمد للّٰہ ہم بکوئے عشق دوست
آنچہ در الحمد میخواندم صراط المستقیم

در گلوئے قمریاں از شوق طوقے کردہ اند
تو ہماں خط بینی و عارف نوائے یا کریم

دوش سودائے دگر میدیدم اندر سیر من
گل فروشاں سیم می بردند و دل ریشاں نسیم

مایۂ من بیں کہ دست عشق تخمم می نہد
بر تراز دار الجناں بالا تر از نار الجحیم

آب خضر اندر دہن شربت چہ آری اے طبیب
آسماں زیر قدم طالع چہ بینی اے حکیم

وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعد از ہرچہ گفت
وقت عذر آوردنست استغفر اللّٰہ العظیم

(۴۹۳)

زاں ندیمہا کہ میکرد ے پشیماں شد حسن
آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

(۷)

نیم من مرد درد او ولے برخویش می پوشم
بدست خویش چشم عقل دور اندیش می پوشم

ردائے عشق بر بالائے چوں مانا کساں ناید
من ایں معنی نکو دانم ولے برخویش می پوشم

بدو گفتم چرا ہرگز نخندی در حضور من
بگفتا سلک مروارید از درویش می پوشم

بتم از نوک غمزہ بر دل من میزند نیشے
چو در وقتے میرسم خوں می نمایم نیش می پوشم

نپرسیدم کہ تیرت از کدامیں کیش می آید
کہ من آں تیر می بوسم ولیکن کیش می پوشم

ا؎ ہر سرے ۲؎ غمزہ تو ۳؎ یارم می رسد

زہے غفلت کہ حال سینہ باخوباں نمیگویم
چہ درماں دردِ بدرا کز طبیباں ریش می پوشم

۷	حسن میگوئیم کز دشمناں پوشیدہ داراں سر نگو از دشمناں کز دوستان خویش می پوشم	۴۹۴

کجائی اے زنقایت بقائے جان و تنم
بیا کہ بیش نماند احتمال جاں بہ تنم

عذابِ تفرقۂ دوستاں کسے داند
کہ مبتلا بود اندر چنیں بلا کہ منم

دگر چہ داغ فراقم نہی بریں دل ریش
مرا کہ سوختۂ روزگار خویشتنم

اگر چہ طعنۂ دشمن مرا بکشت اے دوست
گماں مبر کہ بدیں طعنہا سپر فگنم

ز خاک من گل راحت بروں دمد تا حشر
گر از خِیِ تو گلابے زنند بر کفنم

حدیث سینۂ سوزانم اے بہشتی روے
مپرس کآتش دوزخ برآمد از دہنم

۷	حسن تو نام نہادے مرا بحسنِ وفا تو گر دگر شدی اے دوست من ہماں حسنم	۴۹۵

سر سودائے آں دارم کہ روزے ترک سر گیرم
بپایش در فتم زیں رہ مراد خویش برگیرم
چو چشمش روزے از مستی بہ بیماری برآرم سر
چو زلفش یکشب از سودا پریشانی ز سر گیرم
چناں با عشق خو کردم دریں مدت کہ نتوانم

کہ تا من در جہاں باشم پے کارے دگر گیرم

کمر زو طرف می بندد برائے آنکہ زر دارد
من از رشک کمر روزے رہ کوہ و کمر گیرم

بت خورشید رو گر زر طمع دارد زمن تامن
زرنگ چہرہ چوں خورشید عالم را بزر گیرم

دوائے عاشقی یا زور یا زر یا سفر باشد
مرا چوں زور و زر نبود مگر راہِ سفر گیرم

۵	حسن نطقے کہ من دارم اگر ہمچوں حسن روزے حدیث لعل او گویم جہانے در گہر گیرم	۴۹۶

تا غمت یافتہ ام ہر نفسے شاد ترم
تا کہ بندہ شدمت از ہمہ آزاد ترم

بندہ ہر وقت کہ آزاد شود شاد شود
من بوقتے کہ ترا بندہ شوم شاد ترم

ہمہ آباد نشیناں زخرابی ترسند
من خراب شدم و دمبدم آباد ترم

چہ فرستی غم خود تا کند استاد مرا
من دریں شیوہ عجب از ہمہ استاد ترم

۶	اے حسن گر تو ز عشق لب شیریں تباں ہمچو فرہاد شدی من ز تو فرہاد ترم	۴۹

امروز من آں نیم کہ بودم
کاشفتہ عشق شد وجودم

خوردم دو سہ جام آتش انگیز
از دل بدماغ رفت دودم

دریاے حریف سر فشاندم
از فرق خرد کلہ ربودم

عشق آوردم بلائے من شد
تخمے کہ بکاشتم درودم

حالِ بدمن بتر شد از تو
اے شوخ نکوت آزمودم

۴۹۸

در بند حزن نمی فتادم
گر پند حسن ہمی شنودم

۷

توانم کہ پیوستہ روشستہ باشم
ولیکن زخونے کہ از دیدہ پاشم

غمِ دل بندست تسکین جانم
زرِ چہرہ کافیست وجہ معاشم

صلاحیت باطن از من مجوئید
اگر چند ظاہر بدیں شیوہ فاشم

تصرف چہ ورزم کہ نازک مزاجم
دکاں چوں کشایم کہ کاسد قماشم

عمل ناستودست خرقہ چہ پوشم
دروں ناستردست سر چوں تراشم

حسن از ملامت دلم می خراشی
شبے در خروش آورد ایں خراشم

۴۹۹

ہمی پرسیم خاطرے جمع داری
تو خاطر براں دار تا جمع باشم

۷

تو حسن مطلع حسنی من از ہوائے تو مستم
ور آفتاب بتانی من آفتاب پرستم

مرا بباغ چہ حاجت کنوں کہ روئے تو دیدم
مرا ز سرو چہ خیزد کنوں کہ با تو نشستم

لہ فاسد   لہ گنج

من آں شکاری عشقم کہ از کمینگہ خلوت
چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم

رسید موج معشوق و ہوشش رفت زعقلم
گذشت کو کبہ شاہ و قصہ ماند بدستم

خرد زصحبت جانم قدم بروں زد و گفتہ
تو دانی و غم جاناں من از مخاطرہ جستم

چہ پرسے از غم مجنوں ببیں کہ حالِ دگر شد
چہ پوشی آں لب میگوں زمن کہ توبہ شکستم

۵۰۰	حسن زدرد تو گوید کہ کارخانۂ تقوی اگر خراب شد از من بہ من مگیر کہ مستم	۵

خلق برامید مقصود ست من بارے نیم
ہر یک از نوزادگانِ بوالبشیر بروحِ خدا
صبح خیزے جانِ بدروز از غمِ جاناں تداد
گر کسے ہمدست او شد تا بوسدم ستنیش

ور کسے از بخت خوشنود ست من بارے نیم
عاقبت برحرفِ مقصود ست من بارے نیم
تا کرا آں روزِ مسعود ست من بارے نیم
آں گل سوریست یا عود ست من بارے نیم

۵۰۱	گفتیم دو شینہ ہمزانوے یار خود بُدی آں تو بودی یا حسن بود ست من بارے نیم	۷

وہ ندانم تا بداں معشوق زیبا کے رسم
دل ز دستم شد بآں دلبند رعنا کے رسم

برلب شیرینش انگشت طمع کردم دراز / آنکہ انگشتم دراز آمد بحلوا کے رسم

دلبرم بالائے بام وصل می خواند مرا / نردبان عمر کوتاہست بالا کے رسم

پایۂ وصلش بلند و پائے بختم آبلہ / اے عفا اللہ من بداں پایہ بدیں پا کے رسم

بارہا گفتم کنم چوں بخت آنجا مدخلے / وہم زحمت میدہد ورنہ من آنجا کے رسم

دوستاں گویند فردا بر درش خواہی رسید / ایں چنیں دردے کہ من دارم بفردا کے رسم

(۵۰۲) ہر کسے راہے کہ می پوید بمنزل میرسد / چوں حسن من نیز جہدے میکنم تا کے رسم (۷)

جاناں شبکے خود را در کوئے تو جا خواہم / وز جام لب لعلت یک جرعہ دوا خواہم

تو باغ ظریفانی ہم باغ ترا ہم نخل / در دم چو ز تو باشد پس از کہ دوا خواہم

خلقے ز در کعبہ خواہند مراد خود / اے کعبۂ وقت من من از کہ دوا خواہم

گر سلسلۂ زلفت بر دور چناں بندی / در پنج نماز خود دوزخ بدعا خواہم

ہر بار ہمے آئی شمشیر ہوا کردہ / آں کن کہ ترا باید من بندہ ہوا خواہم

چوں ہست بقائے من باقی بقائے تو / پس ہم تو بماں باقی خود را چہ بقا خواہم

(۵۰۳) بیچارہ حسن گوید نظمے بامید تو / نظمش چو رواں کردی امید روا خواہم (۷)

امشب فلک موافق من شد زمانہ ہم / چشمم ز روئے خوب تو افروخت خانہ ہم

خاص از برائے صید دل مارسید باز / از زلف دام کردہ واز خال دانہ ہم

از بہر ضبط مملکت حسن ساختہ
گفتم کنارہ گیر بگفتا بشرط آنکہ
بگرفتم آں میانِ چو نیشکرش کنار
ہاں اے حکیم طالع مسعود من ببیں

از غمزہ دور باش وز گیسو نشانہ ہم
از دل کنارہ گیری وازجاں کرانہ ہم
ایں ذوق داشتم فشکرے زاں میانہ ہم
عیش مدام بل طرب جاودانہ ہم

(۵۰۴)

احسنت اے حسن غزلے خوب ساختی
زہرہ[1] نسازد ایں غزل و ایں ترانہ ہم

(۶)

از دست دل بجانم واز جور یار ہم
دی یار کردہ بود بمن روئے و بخت نیز
یک روز نیم شاد کہ بودم ز روزگار
میخواستم بروں کشم از پائے خستہ خار
جاناں یکے دو لعل شکر بار بر کشائے

صبر از درون سینہ بروں شد قرار ہم
امروز بخت پشت بمن داد و یار ہم
آں روز از جہاں شد و آں روزگار ہم
سوزن دریں جراحت گم گشت و خار ہم
کیں دیدہ در فشاں شد و یاقوت بار ہم

(۵۰۵)

در دو غمے کہ داشت حسن در فراق تو
کز اشتیاق مردم واز انتظار ہم

(۶)

چہ شبہست اینکہ من از شمع شکرلب دورم
گر قصورے بود از ناز خوش او فردا
شوخ چشماں زبتاں گوشہ گرفتم یکچند
گرچہ فرماں تو اینست کہ من نزدیکم

شمع جاں می ندہد نور زجاناں دورم
ز قصورم خوشی باشد نے از حورم
گوشہ چشم تو نگذاشت بے مستورم
ورنہ من از طرف خویش بغایت دورم

[1] زہرہ بسازد ایں غزلت را ترانہ ہم

تا پریشاں سر زلف تو ام مجموعم | تا خراب لب میگوں تو ام معمورم

۵۰۶

از لب تو کہ حسن تر سخن از جرعہ اوست
مست شد جملہ جہاں من چہ سبب مخمورم

۵

از ناز کویت میکند ہر بار خوشش می آیدم
شوخی ز غیرے ناخوشست از یار خوشش می آیدم
گویند سوئے باغ کش ذوق مے و میوہ بخش
بے او بہشتم نیست خوش دیدار خوشش می آیدم
زندہ ز بے صبری خجل وز بیدلی پائے بگل
نہ صبری خواہم نہ دل و لدار خوشش می آیدم
آں روئے چوں خورشید و مہ محراب کردم چند گہ
اکنوں ازاں زلفِ سیہ زنار خوشش می آیدم

۵۰۷

بر عشق آں ماہ ختن اقرار کردم چوں حسن
انکار چوں آید ز من ایں کارِ خوش می آیدم

۹

دوستاں ہیچ مپرسید کہ چوں شد حالم
راست چوں نائے کہ نالیدن او از دیدہ ست
اے کماں کردہ ز ابروئے و کمیں کردہ ز چشم
روئے تو دیدہ دگر قرعہ نخواہم انداخت

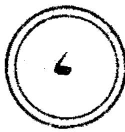
بر جوانے نظر افتاد بہ پیراں سالم
من غمدیدہ ہم از دیدہ خود می نالم
من چہ صیدم کہ چنیں داشتۂ دنبالم
کہ بند ستہماں آیت رحمت فالم

دستے گر بر سرایں بندہ فرومی ناری
منت سندس و استبراق فردوسم نہ
مگر از زحمت خاصم بخرے ورنہ مرا
باغبانا کجی و راستی من منگر

پائے بگذار کہ بر چشم جہاں بیں مالم
گر زگیسوت سلاسل بود و اغلالم
ہنرے نیست کہ آں عرض دہد دلالم
کہ بر آنساں کہ ہمی پروریم می بالم



حال خود خواستمت گفت حسن چوں دیدم
حال زارِ تو بسے زار ترست از حالم

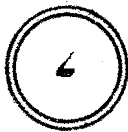


ما جگر خستگانِ مسکینیم
پاکبازان چاک دامانیم
تو ہماں بادشاہ خودکامی
با تو در کنج خانہ شادانیم
با توائے مدعی جدل نتواں
خواہ مے نوش و خواہ صومعہ شیں

جز غمت مرہمے نمی بینیم
خاک خسپاں خشت بالینیم
ما ہماں بندگانِ مسکینیم
بے تو در ہشت باغ غمگینیم
ہر چہ خواہی بگوے ما اینیم
ہر چہ دین تو ما براں دینیم



چوں حسن میرویم در رہ عشق
سر نہادہ زپائے نہ نشینیم



شبے آں چشم مست و آں لب خونخوار را دیدم
زگریہ چشم من ترشد پشیمانم چرا دیدم
مرا گفتند سوئے او مبیں دیدم بلا کردم

مرا گفتند گفت دل مکن کردم سزا دیدم
ثباتِ صبر می پنداشتم در خود غلط کردم
نشان دوستی میدیدم اندر وے خطا دیدم
سگِ کویش بشست آں خوں کہ چشم ریخت بر دامن
ز مردم مردمی ناید ز سگ بارے وفا دیدم
شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد
بحمد اللہ دراں غرقاب روئے آشنا دیدم
ندید ایں چشم من جز در سر زلفِ بلا شورش
ازیں چشم بلا جوئیں ہمہ عمر ایں بلا دیدم

۷	حکیم ار پند خواہی گفت میگو ہر کرا خواہی ولیکن از حسنؔ بگذر کہ اورا مبتلا دیدم	۵۱۰

نہ دل بدید نہ دلبر نہ زر بدست نہ زورم
چو مرد عشق ز بخدانش بودہ ام سر سکین
نخواستم کہ دگر پے روم بمجلس مستاں
بزلف چوں حبشش او ہزار چیں چو بدیدم
پری رخا تو سلیماں دستگاہ مرادی
ز زلف خویش نسیمے بمن رساں کہ مردن

رہا کنید کہ لختے چو بخت خویش بشورم
بجیہ فگند در آخر دلالت دل کورم
کمند گیسوئے ساقی کشید و برد بزورم
کہ از حبش گہے از چیں رسید غارت غورم
بزیر پائے رعونت فرو ممال چو مورم
کہ آں فرشتۂ رحمت بست مونس گورم

حسنؔ چہ گفت کہ اے سر بجیب ناز کشیدہ

ؔ پریشاں ہیں

۵۱۱ — بدامن کرم خود مرا بپوش کہ عورم — ۷

ساقی گل و مل بیار باہم
باشد کہ کنی دلے فراہم

خرقہ فگنم کہ راست ناید
ایں جامہ و جام بادہ باہم

ایں بادہ اگر صبوحیاں راست
دردہ کہ شبانہ ایم ما ہم

مے دردہ و باز جائے خود شو
ما تشنہ ایم و مبتلا ہم

گفتی کہ بکعبہ رو دعا کن
خود کعبہ ماتوئی دعا ہم

خم خانہ بخاص و عام دادی
آخر قدحے بدیں گدا ہم

۵۱۲ — ہر گہ کہ قدح دہی حسن را / یک جرعہ کرم کنی مرا ہم — ۷

بود گہے کہ سر گیسوئے تو باز کنم
برائے وصل تو ازوے شبے دراز کنم

ہمہ حدیث بہشت است و آیت رحمت
بفال روئے تو ہر مصحفے کہ باز کنم

بموضعے کہ مرا قبلہ مشتبہ گردد
بجانب کہ توئی آں طرف نماز کنم

نماز کز جہت خود کنم ہمہ ہیچست
دعائے تست کہ آں از سر نیاز کنم

اگر ندیم کنندم بصحبت محمود
حکایتے کہ کنم اول از ایاز کنم

مسافرے کہ برو گردے از درت نبود
اگر ز کعبہ رسیدست در فراز کنم

۵۱۳ — کنوں کہ در صف عشقت علم شدم چو حسن / رواست کز ہمہ عالم احتراز کنم — ۷

دلم بردی و منت می پذیرم | اگر سر خواہی از سر دست گیرم
وگر گوئی بمیر اندر غم من | عجب باشد گر از شادی نمیرم
شبت خوش باد اے مرغ سحر خیز | کہ من در دام بد مہرے اسیرم
طبیب آں بہ کہ از در باز گردد | چو بیند درد نادرماں پذیرم
بیادت روز و شب مستم تو گوئی | شراب دوستی بود ست شیرم
گہے زخمم زباں گہ تیر غمزہ | نگارا من چہ مرد تیغ و تیرم

۵۱۴

زکاتِ حسن خود دادی حسن را
گر او مسکینت بارے من فقیرم

۱۱

خہ خہ اے ماہ روے کبک خرم | بسلام آمدی ز دار سلام
آہوئے دام جستہ را مانی | پاکشاں از دو زلف مشکیں دام
لقب خود اگر نہ گوئی تو | ماہ و خورشید را گیرد نام
مہ توئی درمیانۂ خوباں | آسمانت بود کنارہ بام
برلب جام اگر نہی لب خویش | جاں چکد جائے قطرہ از لب جام
بدہ آں جام نیم خوردۂ خود | تا بگیرم نصیب عمر تمام
با تو بادہ حلال میگیرند | عمر بے تو باتفاق حرام
گفتیم حال ابتلائے تو چیست | ایں بلائیست دور از انجام
عشق در عہد تو قوی حال است | صبر آوارہ عقل دشمن کام
ہمہ در خواب خوش بیارامند | من مسکیں نہ خواب و نہ آرام

٥١٥	هیچ شب در غمت نخفت حسن "عجباً للمحب کیف ینام"	٥

از در دنیا چه دم زنم که ندارم — از همت دل چه جاں کنم که ندارم

خلق بحشت امید تخم تمنا — میفگند من چه افگنم که ندارم

نقد مراد اندر آستین حیاتست — خیره چه گیرند دامنم که ندارم

شاد نشسته شما بدانچه که دارید — شاد ترا ز همه منم که ندارم

٥١٦	دزد چه گردد بگرد من که حسن وار شب همه شب نعره میزنم که ندارم	٧

رخت را جز مه روشن نگویم — برت را جز گل و سوسن نگویم

اگر رنگ قبایت بینم از دور — سخن از بوی پیراهن نگویم

نگویم با خرد احوال عشقت — حدیث دوست با دشمن نگویم

مثل گر خود رود سر در سر تیغ — ز سِرّ تو سر سوزن نگویم

حدیثت در جهاں پوشیده دارم — صفات کعبه در گلخن نگویم

مرا گوئی بگو مقصود تو چیست — مگر هم خود بدانی من نگویم

٥١٧	اگر در وصف حسن تو نباشند غزلهای حسن احسن نگویم	٧

درجفا چه کشائی چو در وفای تو باشم — ره بلا چه نمائی چو مبتلای تو باشم

اگر ز بحر غم تو هزار موج برآید
چه باک دارم از انها چو آشنائے تو باشم

اگر بپاے رعونت سرم بخاک بسائی
چو سر برآورم از خاک خاک پائے تو باشم

بروز حشر چو خلقے ز نیم غمزهٔ شوخت
فغاں کنند من آں لحظه در دعائے تو باشم

اگر بهشت برندم نظر ز حور ببندم
دریں جهاں و دراں نیز در وفائے تو باشم

سفر برائے تو پویم حضر برائے تو جویم
سخن برائے تو گویم خمش برائے تو باشم

۵۱۸

تو بادشاهِ بتانی امید من بتو ایں بس
که چوں حسن همه ساله یکے گدائے تو باشم

۷

بازمی آیم و سر در قدمت میفگنم
میر بخشنده توئی بنده شرمنده منم

رفتنی رفت ببخشائے که باز آمده ام
گر تو دستم نه دهی دست بپائے که زنم

بوئے رحمت ز غبار قدمت می یابم
رخت امید به کتف کرمت می فگنم

خویشتن را بسر کوئے تو افگندم باز
زانکه تا بے تو همی باشم بے خویشتنم

دوستی درِ تو مایهٔ ایمان منست
میکشد هم بسر کوئے تو حبِ وطنم

هیچ اندوه نبود در دلِ گورم والله
تا ز اندوه تو پیوند بود بر کفنم

۵۱۹

چه شد آخر که خداوندی خود کم کردی
جانِ من، من نه همان بندهٔ مسکین حسنم

۷

شمع است رخت یا مه یا هر دو خطا دیدم
در وصف نمی گنجد روئے که ترا دیدم

من در تو نظر کردم تو در سخن بنده
تو صنعت من دیدی من صنع خدا دیدم

جز عشق نمی خواہم از جملۂ حاجتہا | تا طاق دو ابرویت محراب دعا دیدم
بر روئے تو ام فتنہ من باغ چرا جویم | بر قد تو ام عاشق من سرو کجا دیدم
رفتم بسر کویت سر در سر آنم شد | مستانہ رہے رفتم مردانہ سزا دیدم
با داد مقابل شد ہر چند ستم کردی | تاویل وفا کردم ہر چند جفا دیدم

۵۲۰

شاید کہ حسن را دل چوں لالہ بود پرخوں
کاں نرگس پرخوابش در عین بلا دیدم

۹

من دوست ترا دارم اے دوست ترا نجانم | شمع شب تاریکم گنج دل ویرانم
لعلے کہ بخون دل از دیدہ بدست آمد | گر دست نیفشانی در پائے تو افشانم
عاشق کہ بماند جاں او زندہ کجا ماند | تو دیر بماں تا من میبازم و میمانم
اے راندہ رقم بر من نقش تو می بینم | اے بستہ گرہ بر شب من شکل تو میدانم
ہر گہ کہ نہاں باشی با یاد تو مشغولم | گر پردہ براندازی در روئے تو حیرانم
خود نیست مرا قبلہ جز کعبۂ کوئے تو | گر روئے بگردانی من قبلہ بگردانم
شہرے بصف طاعت من ہم بخراباتم | خلقے بدر کعبہ من ہم بہ بیابانم
با آنکہ در اندازم خود را بہ گلستانہا | واللہ نرود بیروں خار تو ز دامانم

۵۲۱

زیں شعر حسن بشنو حال دل مسکیناں
صد درد نہاں دارد ہر بیت کہ میخوانم

۷

دل خواستہ جاناں با جاں تو می بخشم | جاں گرچہ کہ دشوار است آساں تو می بخشم

جان را چه بقا باشد سر خود چه محل دارد
گفتی بہشت اندر ایوان بود و منظر
لعل لب خود بنما تا ہر نفس از دیدہ
چوں باد خزاں گرچہ تند آمدہ بر من
گر نہ علمائے دیں گویند کہ کفرست ایں

یا ایں بہ تو می آرم یا آں بتو می بخشم
تو منظر خود بنما ایواں بتو می بخشم
لؤلؤ بہ تو میریزم مرجاں بتو می بخشم
من ہستی خود چوں گل خنداں بتو می بخشم
بسیار کست گوید ایماں بتو می بخشم

۵۲۲

گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من
گر تو سر ایں داری دیواں بتو می بخشم

۶

چوں نیم شب نمودی روئے چو صبحگاہم
گو غول راہ میزن من ہمعنان خضرم
گر خانہ می نشینی ایں دیدہ خانۂ تست
شانہ بخواہ و موے را فرقے براستی کن
تو شاہ تخت و بختی من چوں پیادہ بیشت

ایں را چہ شکر گویم و آنرا چہ عذر خواہم
گو باد شمع میکش من ہمنشین ماہم
در عزم راہ داری من بندہ خاک راہم
من بر سر عزیزت یک موئے کج نخواہم
گر در نہیب پیلم گہ در پناہ شاہم

۵۲۳

گر با حسن درائی از توبہ تو گریزد
ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم

۷

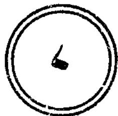
اگر از گردش اختر چو شب تاریک شد روزم
فضائے فصل را بازم سرود صدق را سازم
مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد

و لے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم
بنائے عشق را رازم شب عشاق را روزم
بداں فیروزہ در وصف صفائے عشق فیروزم

کمر بستہ زجوزا پیشم آمد تیر در خدمت
وگر ناید بہ تیر آہ با جوزاش بر دوزم
مرا امروز چوں باغ خزاں دریافتہ منگر
اگر بختم کند یاری بود ہر روز نوروزم
زسلطاں سنجر بخت ارا امید بخیظر باشد
نظام الملک طوسی را نظام الملکی آموزم



حسن گو ہیچ باک از سوختن شمع جہانم من
جہاں تاریک تر گردد اگر کمتر شود سوزم



اے ترا خوبی ز اندازہ بروں و ناز ہم
لعل تو در خون من شد غمزہ غماز ہم
گر یکے شوخے ز راہ طنز بد خوئی کند
از ہمہ بد خوتری تو شوخ ہم طناز ہم
رسم خونریز و کمند انداختن عیار را ست
تو بچشم و زلف خونریز و کمند انداز ہم
رازے اندر سینۂ من بود بے تو عمرہا
سینہ ام بشگافتی تنہا نہ سینہ راز ہم
یا کرشمہ کن بیا یا ناز چندیں خشم چیست
خشم می سازی کرشمہ میکنی و ناز ہم
ابروان جنت طاق افگندہ اینک بہ بیں
ہر یکے زیشاں مقام ساختہ کج باز ہم



در ہوائے تو ندانم چوں شود حال حسن
چوں زنالیدن بماند مرغ را پرواز ہم



دہ چہ رویست ایں کہ ہر ساعت در و حیراں ترم
تا سر و ساماں گزیدم بے سر و ساماں ترم
شہسوارا سوئے من ہیں چند گردی گرد کوئے
اے سرت گردم من از کوئے تو سرگرداں ترم

خانہ آب وگلم درماندہ از باران اشک
مست بنیادم بہ ہمہ بارندگی ویراں ترم
تا بدیدم چندگہ آں صورت جاں بخش تو
صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم

(۵۲۶) اے حسن گفتی کہ من حیرانم از روی دوست
اے کہ بے او زندہ انم من ازاں حیراں ترم (۷)

مہر منہ برکراں مازمیاں میرویم
در بجہاں خوش نہٗ مازجہاں میرویم
شمع محبت توئی شحنۂ بازار عشق
گر تو نہ بخشی رواج مازدکاں میرویم
کعبہ نشاں یافتہ بندہ گمراہ گم
خلق براں در رود ما بنشاں میرویم
باشتر سرخ مو قافلہ خوش میرود
ما بگلیم سیہ خوشتر ازاں میرویم
راہ رواں رفتہ اند در رہ تو مردوا
ما بطریق امید در پے شاں میرویم
مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع
ما بسماع الست رقص کناں میرویم

(۵۲۷) در ہمہ جا چوں حسن جز تو نخواہیم دوست
گر تو نہٗ درمیاں مازمیاں میرویم (۵)

امروز چہ افتاد کہ روئے تو ندیدم
طاقت برسید و بلقایت نرسیدم
گوشے سوئے در داشتہ ہوشے سوئے قاصد
باشد خبرے بشنوم از تو نشنیدم
ہر راز کہ گفتم بہ تکبر نہ کشادی
ہر ناز کہ کردی بارادت بکشیدم

برخاست طبیب از سر من آہ دریغا	داروئے ببیں بود کہ امروز چشیدم

۵۲۸	بکشائے حسن از دل خود قفل تاسف جز کعبۂ تو نیست دریں باب کلیدم	۷

اگر شبے بسر کوئے تو مقام کنم	صلائے عشق دہم عشرت مدام کنم
دو بار کوچ کنم از مقام خود ہر روز	کہ بر در تو رسم روزہا مقام کنم
مثل اگر بہ نماز آیدم چو تو پریئے	نماز را بگذارم ترا اسلام کنم
زبان فروشی من باتو کے رود آرے	زوصف براے کہ شمشیر در نیام کنم
تو از خمار بلب بر نہادہ مہر سکوت	مراچہ زہرہ کہ در پیش تو کلام کنم
ہمہ دعائے من از تندی تو غارت شد	یکے بخند کہ آں دردہا تمام کنم

۵۲۹	حسن در اہل تصوف تمام بدنامست مگر بمذہب مستانش نیکنام کنم	۴

پند میداد مرا خلقے و من نشنیدم	لاجرم آنچہ شنیدن نتواں آں دیدم
صبح وار از جگر سوختۂ خوں آلود	دم سردے زدم و پردہ خود بدریدم
رخت تقوی و متاع خرد و مایۂ زہد	ہمہ بفروختم و عشق بتے بخریدم

۵۳۰	ترس می بود مرا در غمش از رسوائی آخرالامر ہماں شد کہ ازاں ترسیدم	۹

بازاندہ تو بر دل خود بار میکنم	صد بار بار کردہ دگر بار میکنم

تا تو بناز و شوخی خود فخر میکنی | من از صلاح و تقوی خود عار میکنم
واللہ ز رخت عشق تو تا خانہ پر شدہ ست | جملہ متاع زہد ببازار میکنم
چوں درہ تو مستی عشاق طاعت است | خود را بہ توبہ از چہ گنہ گار میکنم
اے ترک خوب خط کہ مرا بندہ ساختی | خط از چہ میکشی کہ من اقرار میکنم
تا خار و خس ز رہ گذر تو بروں برد | خونِ جگر بہ آب مژہ یار میکنم
ایں خرقۂ کہ پارہ شد از عشق زلف تو | پیوند آں بر شتۂ زنار میکنم
گفتم بفاختہ کہ چہ می نالی ایں چنیں | گفتا کہ درس شعر تو تکرار میکنم

۵۳۱

گفتی حسن تعلق خوباں چہ کار تست
تا جاں دریں تن است ہمیں کار میکنم

۵

زہجر یار دل خوں شد کجا شد آں بگوئیدم
دریں گرداب خونخوارہ چو گم گشتم بجوئیدم
گُل نو از زبانِ حال با من گفت آخر شب
کہ من بوئے فلاں دارم ببوئے او ببوئیدم
وضو از خوں کند عاشق چو من سجدہ برم اورا
بخوں صرف کز دیدہ فشانم زاں بشوئیدم
اگرچہ می نباید کرد مویہ بر سر مردہ
ولے بے او بدیں زاری کہ من مردم بموئیدم

حسن در ہر غزل گوید حدیث روزگار خود

۵۳۳	ولے ایں درد دل پیشش کہ میگوید بگوئیدم	۷

منم یارب نشستہ پیش تو یا خواب می بینم
تو مہمان منے کامشب شب مہتاب می بینم[1]

توخود گلزار سیرابی زچہ از چشمۂ حیواں
بحمد اللہ پس از دیرے ترا سیراب می بینم

ولے کز شوق آں بہاد رسجا ہا میزد
کنوں از طاق ابروے تو در محراب می بینم

جہانے بادۂ ناب از لب میگونت نوشید
چو دور من رسید آں بادہ را خوناب می بینم

دو چشم کعبتیں تو بکار فتنہ غلطیدہ
بخواہم باخت با ایشاں لے قلاب می بینم

دو ابرو چوں کمانست[2] مژہ تیر و نظر ناوک
بخواہی کشت عاشق را ہمہ اسباب می بینم

۵۳۳	ہمی بینم حسن را من بزیر پایت افگندہ الٰہی بخت او بیدار شد یا خواب می بینم	۷

آں دوست کز دل و جاں من دوستدار اویم
مستست نرگس او من در خمار اویم

با غم چہ میفرستی سردم چہ می نمائی
با کس قرار نتواں چوں بیقرار اویم

گر از خودم بر آند ہر دم بنا امیدی
تا یکدمست در من امیدوار اویم

ہستم بنزد خلقے دیں دار و پاک مذہب
لیک از ہوائے زلفش زنار دار اویم

گرد سرش فشانم جان عزیز خود را
جان و سر عزیزش ہم شرمسار اویم

گفتی چو کشتہ گشتی از چیست شادی تو
کشتہ شدن چہ بینی آخر شکار اویم

۵۳۴	سہلست رفتن دل در عشق روے زیبا گر سر رود حسن را من بندہ یار اویم	۷

[1] زنور روشن شد امشب خانہ یا مہتاب می بینم
[2] تو ابرو چوں کماں دارد

چه سعادتست یارب که بخدمتت رسیدم
غم عشق و سر سینه همه پیش تو کشادم
بکش آتش دل من بحضور خویش یکره
تو دری و من گہرہا ز برائے تو فشاندم
بہرم ہزار منزل بہوائے خوبیٔ تو
خوشم ار ز رفت بر من بخوشی شبے و روزے

دل نامراد خود را بمراد خویش دیدم
دل و جان و دین و تقوی ہمہ پیش تو کشیدم
کہ چو آب دیدہ خود بہ ہزار سود دیدم
تو مہی و من منازل ز برائے تو بریدم
کہ ہزار بار ہستی بہ ازانکہ می شنیدم
کہ بہست روئے و مویت شب قدر و روز عیدم

(۵۳۵)

حسن انجمن مخالف ہمہ دشمن اند با من
مگر از دعائے تست ایں کہ بدوستاں رسیدم

(۶)

سحرگاہ در گلستاں بودہ ایم
در اوصاف رخسار گلرنگ یار
صبا نرم و گل تازہ و سبزہ تر
مے چند خوردیم بر یاد شاں
بشمشاد گفتم جوانی ممن

بیاد رخ دلستاں بودہ ایم
چو سوسن ہمہ تن زباں بودہ ایم
ہمہ روز در ذوق آں بودہ ایم
کہ یک چند ہمراز شاں بودہ ایم
کہ ما نیز روزے جواں بودہ ایم

(۵۳۶)

حسن وار آں وقت را گوئیا
پس از دیر ہا میہماں بودہ ایم

(۷)

عمریست کہ در سینہ سودائے فلاں دارم
بیچارہ دلم خوں شد ایں دل نتواں دادن

یک شہر خبر دارند من ازکہ نہاں دارم
ور حکم کند واللہ از دیدہ رواں دارم

روزه بکشایم من از وصل بتے دیگر
جز سایه نماند امروز از ہستی من با من
مستانش چو بر گشتند از قاعدهٔ مذہب
یارب نہ بری از من آں مونس جانم را

گز یاد لب لعلت بہرے بدہاں دارم
ویں سایہ کہ می بینی زاں سرو رواں دارم
ساقی قدحے در دہ من مذہب شاں دارم
ہر کس کسکے[1] دارد من بندہ ہماں دارم

(۵۳۷)

آرم چو حسن پیشش جاں را و جہاں را ہم
گز جملہ جہاں حقا آں جان جہاں دارم

(۷)

یاراں دل و دیں ز دست دادیم
معشوق بخشم رفت افسوس
چشمم ہمہ شب ستارہ ریز است
جاناں قدمے بنہ کہ ایں سر
من کشتۂ آں کساں کہ از ناز
گفتی کشمت بنا مرادی

دستے کہ ز پائے در فتادیم
نا یافتہ مباد دادیم
گوئی بہ ہمیں ستارہ زادیم
زیر قدم تو زاں نہادیم
کشتند و نمی دہند دادیم
یارب برساں بداں مرادیم

(۵۳۸)

بند دل در ہم حسن را
بکشائے چو سر او کشادیم

(۵)

گر ہست ترا جاناں آہنگ بخونریزم
تا نور بصر ناگہ از دیدہ بروں ناید
دُر ہاست بہ چشم من گر دست دہد دولت

من خون دل خود را از دیدہ بروں ریزم
خاک قدمت ہر دم در دیدہ دروں ریزم
نظارہ کنی کیں دُر در پائے تو چوں ریزم

[1] چو کسے دارد

زیں پیش کزیں دُرہا کم داشت بہاشت
صد ملک ہمی ارزد لعلے کہ کنوں ریزم

(۵۳۹)
روزے چو حسن بوسم یاقوت شکر بارت
با آنکہ بخواہی کشت زاں غمزہ خوں ریزم
(۵)

آمد آں یارے کہ من می خواستم
راست شد کارے کہ من می خواستم
خانہ من کرد باغ و بوستاں
لالہ رخسارے کہ من می خواستم
نیم شب آمد نہفتہ از رقیب
ہم بہ ہنجارے کہ من می خواستم
بر سر من سایہ رحمت فگند
سرو رفتارے کہ من می خواستم

(۵۴۰)
یار خود خواہد ہمہ کس اے حسن
اینک آں یارے کہ من می خواستم
(۶)

من ہیچ روئے خوب تو روئے ندیدہ ام
آں روئے تو بدیدہ و دل زاں گزیدہ ام
تا بر کشیدۂ تو سر از جیب حسن خویش
من پائے دل بدامن حیرت کشیدہ ام
گفتی چہ دیدۂ کہ چنیں مبتلا شدی
گر آئینہ بہ بینی دانی چہ دیدہ ام
گفتم باشک خود کہ چہ می اوفتی چنیں
گفتا ازاں فتم کہ فراواں دویدہ ام
پیرانہ سر کجا رود ایں مستی از سرم
کایام شیر بود کہ ایں مے چشیدہ ام

(۵۴۱)
دست ار دہد حسن بگزد یکزماں لبت
دانی کہ چند دست بدنداں گزیدہ ام
(۵)

سینہ از اندۂ بیہودہ سراسر شستم — کہ دروں یافتم آں گنج کہ بیروں جستم

ماہِ من تو بہلا کم چہ کمر بندی چست — کہ من اندر صف عشاق بغایت چستم

در تو چوں زلف تو آویختہ ام موئے بموئے — سخت بے رحم کسی گر بگذاری سستم

سُرمۂ دیدہ ام از گرد رہ خویش بدہ — ورنہ من دست ازیں دیدۂ پُرخوں شستم

۵۴۲

گفتیم اے حسن از باغ سخن سروی تو
کاج چوں سبزہ بزیر قدمت میرستم

۹

خشم و نازے کہ ترا بود کنوں دانستم — شکل شوخیٔ تو بیروں و دروں دانستم

آنکہ پیمانۂ پیمان تو شد سر بربست — بر تو نزدیکترے بخت نگوں دانستم

در جُدائی تو شد بند من از بند جُدا — من ندانستمے ایں درد کنوں دانستم

حاش للہ کہ خورم بے لب شیریں تو مے — بے تو ہر آب کہ خوردم ہمہ خوں دانستم

آں تو داری ز میان ہمہ خوباں الحق — قد خوب تو الف ابروے تو نوں دانستم

دی درون دل یک شہر زدی آتش شوق — غرض آمدن از خانہ بروں دانستم

دیدہ نادیدہ ہمی کردی و میخندیدی — بدہ انصاف کہ آں تعبیہ چوں دانستم

زلف تو بوسہ زدم لعل لبت کردم یاد — آرے از مار چہ ترسم کہ فسوں دانستم

۵۴۳

اے حسن ایں کہ دل و دیں بہ بتاں بخشیدی
مایۂ عقل شمر گرچہ جنوں دانستم

۶

من در اندوہ تو ایں حال نمیدانستم — اثر طالع ایں سال نمیدانستم

لاف بودست که فال دلِ من نیک آمد
زیر و بالا شدن فال نمیدانستم

غمزهٔ شوخ تو چوں غارتِ دلہا میکرد
ترک می دیدم و قتال نمیدانستم

گفتمے غمزهٔ قتال تو مادرزاد است
ایں بلائے دگر از خال نمیدانستم

در ہوائے تو بتا پر زدنم وقتے بود
کاں زماں نام پر و بال نمیدانستم

(۵۴۴)

گرچہ در کارِ حسنِ لعلِ تو تقصیرے داشت
تا بدیں غایتش اہمال نمیدانستم

(۷)

بتم در کوئے بازی شد من اینجا عشق می بازم
غریبم چوں کنم از دور با نظاره می سازم

سرے دارم فدایش اے رقیباں ہاں چہ میگوئید
اجازت ہست تا ایں گوئے با چوگانش دربازم

چو شمعم گر بسوزد من بجاں مجلس برافروزم
وگر سر خواہد از گردن زسر گردن برافرازم

بمن گر تیز بیند زاوجِ حسن خود روا باشد
کہ من چوں موم پیشِ چشمۂ خورشید بگدازم

اگر فردا نہ بینم در بہشت آں چشم را واللہ
زکوثر گر کسے آبم دہد در کوثر اندازم

سہ سالہ مے کند ہفتاد سالہ راز را پیدا
بیا ساقی و بر تر دہ کہ تا پیدا شود رازم

۵۴۵	حسن صد باری گوید کہ چوں مستان راہ او مرا گر جستجو باشد بہ گفت وگو نپردازم	۵

چو گل خوش بشگفم گر در دل تو یاد می آیم
وگر آں نیست بلبل وار در فریاد می آیم

وگر آزادگاں را بندہ سازی ہم بجانِ تو
کہ اوّل من ز آزادی خود آزاد می آیم

کشیدی گرچہ در سلک سگانم ہم خوشم واللہ
کہ بارے گہ گہے وقت شکارت یاد می آیم

چو خاکم گرچہ ہر روزے بروں می افگنی از در
ہم از راہِ ہوا داری رواں چوں باد می آیم

۵۴۶	نہ بود امکاں کہ یابم چوں حسن بوسیدن پایت چو اکنوں[1] دادۂ رہ از رخت دلشاد می آیم	۷

مرا عمریست کاندر جان غم جانانِ خود دارم
یکے جان دگرگوئی درون جان خود دارم

بعشقش کردہ ام اقرار و دل تصدیق میگوید
من ایں تصدیق و ایں اقرار از ایمان خود دارم

ز عاشق سُرخروئی خواست عشق او بحمداللہ

[1] چو اکنوں پردہ دار رحمتت رہ داد می آیم

من ایں دولت بخست از چشم خوں افشان خود دارم

زچشم خونِ دل بیروں فتاد اے میر مہ رویاں
نظر کن بر خراجے کزدہ ویران خود دارم

تو اے ہمسایہ زیں آتش گرفتن از چہ می ترسی
کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم

فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہر از من فرود آید
کہ من ایں تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵۴۷

حسن از تو برنجم گر کنی درمان دردِ من
کہ من شادم براں دردے کہ از درمانِ[1] خود دارم

۵

اگر گل رفت گو رو من گلستانے دگر دارم
خلاف باغہا من باغ و بستانے دگر دارم

گلستانے چہ خواہم کرد کز یادِ رخِ دلبر
بروں ایں گلستانہا گلستانے دگر دارم

کنم ایں جان رسمی را فدائے جانِ[2] دلبندان
مرا از مرگ بیمے نیست من جانے دگر دارم

بیک کشتی کہ نوح انگیخت کے ماند جہاں سالم
کہ زیرِ ہر مژہ چوں نوحِ[3] طوفانے دگر دارم

حسن تو ایں چنا زاں ترک کافر کیش خود داری

[1] جان [2] جاناں [3] عشق [4] بے دوست

۵۴۸ — من این کافر دلیها از مسلمانے دگر دارم — ۷

به جان تو که چو جانت عزیزی دارم
خیال زلف توام هر شبے شب قدر سیت
زسلک خیل سگانت شدم تعالی اللہ
هزار جور بکن لیک روئے خود بنما
چه باک گر همه آفاق دشمنم دارند
کرم مقابل این در همه جهاں بخشند

چرا بچشم عزیز تو اینچنیں خوارم
هوائے روئے تو هر روز روز بازارم
کجا رسید باقبال عاشقی کارم
زروئے خوب تو آرامم اربیازارم
گزانچه داشتمت دوست تر همی دارم
همه جهاں بگذارم در تو نگذارم

۵۴۹ — گر از حسن گنهے آمدست در گذراں
که شرمساری او را شفیع می آرم — ۷

دست کجا میرسد تا زلبت برخوریم
قلب همه عاشقاں نامزد در دست ست
بنده شدیمت ولے تند مشو عاجزیم
چند براں ایستی تا کنی ام غرق خوں
کعبهٔ ما کوئے تو قبله ما روئے تو
غیرت یعقوب بود دیده فرو بستنش

در هوس پایه بوس عمر بسر می بریم
قسمت ما کم مکن ما هم ازاں لشکریم
صید گرفتی ولے تیغ مکش لاغریم
آب دو چشم ببست بگذر تا بگذریم
گر ننمائی تو روئے ما بکه روئے آوریم
گفت چو یوسف گست ما بکسے ننگریم

۵۵۰ — گر ز فراقت حسن گم شدهٔ حیرتست
ما که ترا یافتیم یافته حیراں تریم — ۷

شبگوں رقمے بر رخ آں ماہ بدیدم
مقصود دل الممنته لله بدیدم

گویند کہ در سال نہانست شب قدر
من آں شب فرخندہ بہ یکماہ بدیدم

رخ را چہ صفت گویم وخط راچہ تواں گفت
آمیختہ صبحے بشبانگاہ بدیدم

از عارض وگیسو وزنخدانش بیکجا
ہم یوسف وہم رشتہ وہم چاہ بدیدیم

نور صحر عشرت ومہتاب شب مہر
از دولت رویش گہ و بیگاہ بدیدم

از غیب ہراں لطف کہ صورت تواں ست
یک یک ہمہ درصورت دلخواہ بدیدم

(۵۵۱) میگفت حسن چوں برخ دوست نظر کرد
از مات برستم چو رخ شاہ بدیدم (۶)

روئے تو ہمچو باغ می بینم
ماہ را از تو داغ می بینم

تا زشوقت دو چشم من چارست
دو رخت ہشت باغ می بینم

کبک را در ہوائے رفتارت
شیوۂ کبک وزاغ می بینم

دل آتش گرفتہ در زلفت
گو ہر شب چراغ می بینم

می نخواہی کہ بوئے من بخشی
اتفاق دماغ می بینم

(۵۵۲) اے ببازی گرفتہ شہرے را
با حسن نیز لاغ می بینم (۷)

من کہ از ہجر یار می گریم
بے دل وبے قرار می گریم

یار من برق وار جست از من
لاجرم ابر وار می گریم

راست چوں ابر جامہ چاک زدہ
در ہوائے بہار می گریم

گوہر گم شدست ازاں ہمہ شب
لُو لُوے آبدار می گریم

خاک از خونِ من نگار گرفت
بس کہ بے آں نگار می گریم

بند بندم جدا شداست امروز
کز جُدائی یار می گریم

(۵۵۱)

اے حسن را تو دیدۂ روشن
ننگری تا چہ زار می گریم

(۷)

من از دست گیر جہاں آگہم
کہ نصرت دہد بر جہاں ناگہم

جہاں خود بتخت تصرف شود
کہ بر تخت الفقر فخری شہم

زمن یوسفے دور دارد زماں
کہ بے اوست روئے زمیں چوں چہم

مہ تو کجا شد کہ ہر شب مرا
دو عیدست یک غرۂ آں مہم

کشاد دل از دیدن دوستست
بدیں فتح امیدے[1] بد گہ گہم

ہم آخر ازیں فتح مژدہ دہد
ندائے اذا جاء نصر اللّٰہم

(۵۵۲)

من آں بادرا[2] گزرہ او رسد[3]
حسن وار از دیدہ خاک رہم

(۷)

صبح را خوش بامدادے داشتم
بستگیہا را کشادے داشتم

ساقیم چوں آفتاب و می چو صبح
راستی خوش بامدادے داشتم

یک نفس از بعد چندیں روزگار
روزگارے بر مرادے داشتم

[1] بدیں فتح امید شد ناگہم [2] جہد [3] من

دوست حاضر ہمچو شاخ گل ولے	از رقیبش تند بادے داشتم
ہم صلاح حال من بود آں رقیب	ورنہ در خاطر فسادے داشتم
من بشستم لوح دل از ہر دو کون	عشق مشفق اوستادے داشتم

(۵۵۳)

از شب ما خوش چہ پرسی اے حسن
صبح دم خوش بامدادے داشتم

(۸)

خیز تا خوش خوش سوئے صحرا کشیم	باغ جائے خوش شدست آنجا کشیم
رخت خود چوں سبزہ بر صحرا کشید	ما چو سبزہ ہم سوئے صحرا کشیم
باغ از گل می بجنبد گل ز باد	بادہ ہم گل می کشد کش تا کشیم
چوں بیک رہ سر ہمی باید نہاد	مرد وار از ہر دو منزل پا کشیم
ہم ازاں آتش کہ دی در ما زدند	داغ بر رخسارۂ فردا کشیم
پردۂ پندار ہا را بر دریم	سائباں بر قبۂ مینا کشیم
عقل را منشور عشق آریم پیش	وز خطِ ساغر براں طغرا کشیم

(۵۵۴)

گر حسن یکبارہ شد در مے فرو
ما بزلف ساقیش بالا کشیم

(۵)

دوش از غم فراق تو خفتن نیافتم	در ریختم ز دیدۂ و سفتن نیافتم
بسیار خواستم کہ کنم راز دل نہاں	از دست آب دیدہ نہفتن نیافتم
عمرے چو غنچہ بودم دل بستہ در بہار	ناگہ خزاں رسید و شگفتن نیافتم

گفتم بگویمش غمِ دل آه سینه سوز	در حلق من گره شد و گفتن نیافتم

۵۵۵	گفتم بروبش چو حسن خاکِ آستاں تر شد ز خونِ دل مژه رُفتن نیافتم	۵

تو شاه و ما اسیرِ کمندِ غلامئیم	بر یادِ نامِ نیکِ تو در نیک نامئیم
تعریفِ تو بقاعدهٔ خواجگی خوشست	تشریفِ ما ہمیں کہ بداغِ غلامئیم
گفتی چہ حاصلست شمارا ز عافیت	شاہا مپرس ایں لغت از ما کہ عامئیم
چشمت بہ نیم غمزہ جہانے خراب کرد	آں ترک را بجوئے کہ ما اہتمامئیم

۵۵۶	گفتیم پنج بیت بیادت چو پنج گنج ما خود حسن نہ ایم غلامِ نظامئیم	۷

اے خوش نوا برار نوائے کہ مے کشیم	نوشابِ نے شکر را بر بانگِ نے کشیم
اے یار مے بیار کہ دستِ طرب باند	در زیرِ سنگ بو کہ بیاری مے کشیم
گفتی کشید کین خود از چرخ کینہ دل	تا جامِ صاف پیش نیاری تو کے کشیم
کے درعرب بمعنیٔ داغست مے بیار	تا داغِ بے نیازی بر ملک کے کشیم
ہنگامۂ بہارِ جوانی نماند گرم	ہنگام آں رسید کہ سردی دے کشیم
پے درکمان کشند ولیکن کمانِ ماست	ہم در ازل شکستہ شدہ چند پے کشیم

۵۵۷	آمد خیالِ دوست اگر گوئی اے حسن درے کہ ریختی تو ہماں پیش وے کشیم	۵

امشب کمند گیسوئے مشکینت درکشم | امشب ازاں دو پستہ شیریں شکر کشم

زلفت دل مرا ز زنخدانت ساخت چاہ | امشب رسن بگیرم و از چاہ برکشم

زیں پیش گر ز نظم چو دُر تحفہ کردمے | امشب ز دیدہ بہر نثارت گہر کشم

روزے فشاندہ ام گہر از دیدہ بر درت | امشب عقیق خدمتیت از جگر کشم

۵۵۸

دم دم کشیدمے چو حسن دُردِ درد تو
امشب حریف من توئی آہستہ تر کشم

۷

دلے پرخوں و جانے مبتلائیم | چہ با ایں پیشکش پیش تو آئیم

نگارا ہم بخاک آستانت | کہ خاک آستانت را نشائیم

چہ نسبت حور را با آدمی زاد | تو از شہری و ما از روستائیم

مگر یک شب بکوئے خویش مارا | تو بخشی جا و گرنہ ما کجائیم

جہاں در جرعۂ جام تو شد غرق | نہ ما دریاکشاں ہم آشنائیم

نمے خواہم بجز زنجیر زلفت | زہے دیوانۂ عاقل کہ مائیم

۵۵۹

حسن چوں از سگان درگہت شد
فلک گفتش کہ ماہم از شمائیم

۵

رخت آئینہ رنگ می بینم | خط بر آئینہ زنگ می بینم

لب شیریں و غمزہ شوخت | نسخۂ صلح و جنگ می بینم

دل تو میکند زبردستی | دست خود زیر سنگ می بینم

صلح کردم ببوسۂ دہنت | چہ کنم وقت تنگ می بینم

(۵۶۰) اے حسن کے رسی بمنزل وصل
مرکب بخت لنگ می بینم (۷)

باز عہد نیاز بشکستیم | توبہ کردیم و بارہ بشکستیم
بس کہ دنبالۂ بتاں رفتیم | ہمچو زلف دراز بشکستیم
زہد گم گشت دیں فدا کردیم | رود بجست ساز بشکستیم
دوش بارے صف رعونت را | لب پیالہ نیاز بشکستیم
یک طپانچہ بروے حرص زدیم | ہمہ دندانِ آز بشکستیم
رہ غلط شد عناں بگردانیم | قبلہ کج شد نماز بشکستیم

(۵۶۱) چوں حسن جامے از صفا خوردیم
شیشۂ نوش و ناز بشکستیم (۹)

خوش میروی اے شمع سراپردۂ جانم | بر سر و روانِ تو فدا باد روانم
گر دوستئ جان بود اندر دلِ ہر کس | تو از دل و جاں دوست تری اے دل و جانم
یکرہ بمن عمر زیاں کردہ بکن روئے | بارے نکوئیت چہ بد افتد ز زیانم
بگذار کہ بازم ہمہ بر روئے نکو عشق | کیں شیوہ نکو دانم اگر ہیچ ندانم
رائے سفرے داشتہ دوش براں رخش | تا غاشیہ بر دوش نہم پیش توانم
آنجا کہ کند غمزۂ خوں خوار تو خونریز | من مطہرۂ آب ز دیدہ برسانم

ملہ مشریہ

همراه شوم از سرِ اخلاص چه گوئی | یا سورۂ اخلاص هم از دور بخوانم

زیں مایه توانم که شوم پائے ترا خاک | بوسه زدن از بیم رقیباں نتوانم

(۵۶۴)

هرگز چو حسن دست ندارم ز عنانت
والله که نمانم به ازاں کز تو بمانم

(۸)

دیگر مده اے راحت جاں دُردی دردم | من مستم ازاں باده که بر یاد تو خوردم

هر شش جهتم عشق دغا باز تو بگرفت | دشوار بروں آید ازیں ششدره نردم

گر دعوی عشق تو کنم هست موجّه | اینک بدو رخ هر دو گوا گونۂ زردم

ناله بفلک بر شده و زخم نه پیدا | بیچاره طبیباں همه درمانده ز دردم

اے کاش که در راهِ سگان تو شوم گرد | آں بخت ندارم که سگ کوئے تو گردم

از خاکم اگر باد اجل گرد برآرد | گردے شوم و گرد سر کوئے تو گردم

گویند مرا توبه کن از صحبتِ خوباں | بسیار چنیں پند شنیدم که نگردم

(۵۶۵)

گفتی که حسن با دگرانے شده مشغول
من در غمت از هر دو جهاں فارغ و فردم

(۷)

گر از جورت بجاں بودم ببیں کاخر بجاں رفتم
رقیباں را بشارت ده که من زیں آستاں رفتم
کمندت را هماں صیدم اگر در کعبه ام بینی
سمندت را هماں گردم اگر بر آسماں رفتم

تو از تعلیم تیر خویش خونم را رواں کردی
منم شاگرد اشک خود کہ در رفتن رواں رفتم

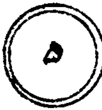
چگویم راست چوں ابر بہاری در ہوائے تو
خروشے صعب و بادے سرد و چشمے درفشاں رفتم

جگر پر درد و رُخ پر گرد و جاں در تاب و تن در تب
چہ پرسی ہمچناں زارم کہ دیدی ہمچناں رفتم

خطا گفتم چو بر خط وفائے تو نہادم سر
زخار و خاکداں جستم بباغ و بوستاں رفتم



بیاد طلعتِ خوبے تو دیدم فال روشن را
مرا فال حسن رو داد من بارے براں رفتم



بکن اے شوق درمانے کہ از شوخیت در ماندم
عفا اللہ گر غبارے بود من از دیدہ بنشاندم

سوادِ زلف تو فرمانِ ضبط است از پئے دلہا
چہ پنہاں داریش از من کہ تا پایاں فروخواندم

خیالت در سخن با من گہر می سفت یک صبحے
زہے دُرہائے ناسفتہ کہ من در پایش افشاندم

باشک خویش گفتم روئے مردم بیں مرو گفتا
دلم خوں کردہ خونِ جگر می ریز من راندم

۵۶۷ | حسن دوش از غمت می گفت با صد نالہ و زاری
مرا از جاں جدائی بہ کہ از جاناں جدا ماندم | ۵

چہ رویست ایں پری رو یا کہ من حیراں آں ماندم
بہ پیوند تو دل بستم ز خود دامن بر افشاندم
ببامے بر شدی یکروز با بالائے چوں سروے
تو بالا آمدی و من بصد حیرت فرو ماندم
خدا داناست کاں دم کز دبیرستاں شدی طالع
مرا اخلاص واجب بود و من الحمد می خواندم
کلوخ راہ تو بر دیدہ ننشاندم زہے غفلت
چرا دیدہ نکندم واں بجائے دیدہ ننشاندم

۵۶۸ | زبان خوش کردم از نامِ تو مانند حسن الحق
برانم در جہاں کامے چو نامت بر زباں راندم | ۷

کجا شدی کہ بصد جانت آرزومندم
بیا کہ بگسلم از خویش و با تو پیوندم
فرشتہ بو و پری رو و آدمی خوئی
اگر دل از چو توئی بر کنم کجا بندم
سر از دریچہ بروں کن کہ ابروانِ ترا
چو روزہ دار بماہِ نو آرزومندم
گنہ مرا نہ ترا بود کز زنخدانت
تو چہ نمودی و من خویش را در افگندم
اگر بپرسی گرمم و گر نپرسی سرد
بہر چہ می رسد از گرم و سرد خرسندم

خلاف عہد بود گر گلے کنم غارت | ببوئے کردنِ گلزار نیست سوگندم

(۵۶۹) بنزد کہ چشم ارادت نہی بہ ہستیٔ من
کہ چوں حسن نظر از ہر کہ ہست برکندم (۷)

دو مہ[1] گذشت بجز جام دہ منی نکشیم | مے ازلب خم و نقل ازلبِ نگار چشیم
ہزار غصہ ازیں ہفت شبشہ در دل ماست | کجاست شیشۂ مے تا یکے ازاں بکشیم
چگونہ دورِ مرادے تواں کشید امروز | کہ پیش چرخ زبر دست زیر دست کشیم
زشش جہات جہاں بہ بنیم مہرہ مہر | امید دانگ نداریم ما چہ مرد ششیم
خوشی زمانہ زدود ور رود ششش خوش باد | کہ ما بنا خوشئی روزگار خویش خوشیم
چرا کنیم زغم روئے خویش صاحب چیں | ہنوز از طرف موئے[2] والی حبشیم

(۵۷۰) حسن در اندہ شامست و چاشت تا ہر روز
بعمر کوتہ خود تازہ روئے صبح و شیم (۹)

دل فدائے دوست کردم جاں ہم | دیں[3] اسیرِ زلف شد ایماں ہم
عشق باجاں در تن من جاگرفت | آں بروں ناید مگر با جاں ہم
از لبت لافد صدف یارب کجاست | تا دہانش بشکنم دنداں ہم
ماہ من خط و لبت شرمندہ کرد | خضر را با چشمۂ حیواں ہم
یوسف ار دیدے فروغ روئے تو | مصر را آتش زدے کنعاں ہم
نیکواں ہستند لیکن آں تراست | خال و خط بوالعجب با آں ہم

[1] مے [2] روم [3] جاں خوش است الحق ولے جاناں ہم

گر گوئی دل که از تیر تو خست — خدمتے پیش آورم پیکاں بهم
چشم تو با خط خوں ریز تو یار — ترک بیں مست آمده فرماں بهم

(۵۷۱) بر حسن رحمے کن آن هندوی تست
او نه تنها جمله هندوستاں بهم (۷)

هر لحظه جان شیفته را در بلا نهم — یعنیٔ[1] نظر بصورتِ خوباں چرا نهم
ترک ختائی آفت جاں شد خطاست ایں — بر دیده عیب گیرم و بر دل خطا نهم
موزه چو بهر گشت پیاده بدر کشید — من جائے کفش چشم خودش زیر پا نهم
گر پرتوِ جمال تو یابم شبے چو شمع — پروانه وار هستی خود را فنا نهم
لب مے چکان و زلف پریشان و چشم مست — ایں یک دلِ خراب شده چند جا نهم
میگفت بارها دلِ بد روز من مرا — روزے ز دست دیده ترا در بلا نهم

(۵۷۲) گو بهند ایں قصیده به پیش حسن بخواں
داغِ دگر چه بر دل آں مبتلا نهم (۹)

ما در دوست قبله می گیریم — هر چه زاں در دهند بپذیریم
ساقیا مردمی کن انچه که هست — که نه ما مردمانِ تزویریم
هر کجا زهد آتش و آبیم — هر کجا عشق شکر و شیریم
خلق آفاق شعبه زو راند — ما گرفتار نغمه زیریم
جاں بپایش فشانده ایم هنوز — همچناں شرمسار تقصیریم

[1] آرے نظر بر ابروے

مصلحاں می کُشندناں از طعن
ما ز شوق سماع می میریم

مطرباں را بخانہ نتواں بُرد
خانہ در کوئے مطرباں گیریم

شیر گردوں بگرد ما نرسد
ما سگِ آستانۂ پیریم

۵۷۳ — ۷

اے حسن ما ز اہل تحقیقیم
گرچہ ظاہر ز اہل تحقیریم

ساقی زخمار سر گرانم
مے دہ کہ بلب رسید جانم

جانیست مرا بلب رسیدہ
بارے بلب قدح رسانم

آوارہ حسن خانہ زادست
آوارہ کند ز خانمانم

اے ماہ زمیں بیار دورے
مفریب بدور آسمانم

گفتی کہ ستارۂ تو سعدست
من طالع خود بہ از تو دانم

در قیمت من چہ می فزائی
واللہ کہ بہ ھیچ ہم گرانم

۵۷۴ — ۷

گر داغ نہی سگانِ خود را
من بندہ حسن دراں میانم

اشکے چو عقیق ازاں فشانم
کز لعل تو مید ھد نشانم

از دست تو نالہ چوں تواں کرد
مُہر لب تست بر دہانم

گر تیغ زنی تو می توانی
من آہ زدن نمی توانم

از پائے میفگن ایں چنینم
چوں دست گرفتی آنچنانم

برابروئے خود گرہ چہ بندی	من بندہ نہ مرد آں کمانم
در حق تو ام گمان فضل است	شرمندہ مکن ازیں گمانم

۵۷۵	گفتی کہ دل حسن کہ آزرد از غمزہ بپرس من چہ دانم	۷

اے درت گشتہ قبلہ جانم	خاک پائے تو آب حیوانم
غم تو کاں برابر جانست	نرود جز برابر جانم
تا شنیدم لب تو میگویست	من ازاں تو بہا پشیمانم
گر بگردانیم بہر کوئے	من ازاں کوئے رو نگردانم
طاقت دیدن رخ تو کراست	من سکیں شنیدہ حیرانم
تارے از زلف خویش تحفہ فرست	جمع گردان دل پریشانم

۵۷۶	چند پرسی کہ چیست حال حسن قصۂ دوست اینکہ می خوانم	۶

چشم کز روئے دوست تر داریم	گر شود چشمہ دوست تر داریم
خون دل ریختیم شستہ نشد	داغہائے کہ بر جگر داریم
ہنر و عیب ما چہ می پرسی	ہمہ عیبیم ایں ہنر داریم
ناصحا پند ما چہ خواہی گفت	ہرچہ گوئی ازاں خبر داریم
چند گوئی ز دوزخ و بہشت	ما جز ایں غم غمے دگر داریم

۵۷۷	با حسن گفت از درم بگذر ما جز ایں در کدام در داریم	۵

چشم مستت بناز می کشدم
بار ہا گشت و باز می کشدم

طاق محراب ابروان شما
در میان نماز می کشدم

گرچہ مہلت حیات می بخشد
مژۂ ترکتاز می کشدم

چشم بستن نداشت سود مرا
چشم بستم چو باز می کشدم

۵۷۸	گر حسن شد ز عشق بیچارہ چہ کنم چارہ ساز می کشدم	۷

کجا راضی شود جاناں بدیں جانے کہ من دارم
کرا مہماں تواں خواندن بدیں خوانے کہ من دارم

روا باشد مرا گر خون جاں خود خورم زیرا
غم ایں جاں نخواہد خورد جانانے کہ من دارم

دل من حالے آورد ست بر ہر موئے از زلفش
فراہم کے شود حال پریشانے کہ من دارم

دریدہ دامنے دارم بخوں آلود پنداری
گریبان گل سرخست دامانے کہ من دارم

دل پر آتشم شد از حضور دوستاں بستاں
خلیل آباد میخوانند بستانے کہ من دارم

مرا ایمان غم یارست و مذہب عشق و دیں مستی
خداوندا مزیدی دہ بایما نے کہ من دارم

۵۷۹

در یں غم چوں حسن دارم زخود سیر آمدہ جانے
کہ ذوق زیستن دارد بدیں جانے کہ من دارم

۸

ردیف (ن)

ساقیا جام مے آور پیش من
دُور کُن ایں عقل دُور اندیش من

من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازیں
عشق پیوند منست و خویش من

سورۂ خواہم کہ خوانم در نماز
صورتت ناخواندہ آید پیش من

اے مسلماناں مرا قرباں نہاد
زخم تیر ترک کافر کیش من

میل او بر مال و بر عقل است و دیں
چوں شود حال دل درویش من

تا لبش ہر بار میریزد نمک
کے فراہم خواہد آمد ریش من

ناصحا چوں نیست پندت سودمند
چند می ریزی نمک بر ریش من

۵۸۰

اے حسن چشمش اشارت می کند
نوش می خواہی منال از نیش من

۵

اے آرزوئے امیدواراں
وے مرہم درد دل فگاراں

از دشمنی انچہ بود کردی
اے دوست چنیں کنند یاراں

تا سایۂ زلف را گزیدم ‌‌ — دیوانہ شدم چو سایہ داراں

اینہا کہ تو میکنی بدیں دل — از دل نزود بروزگاراں

(۵۸۱)

تا کے گذری حسن بر آں در

چوں بر سر کشت خشک باراں

(۷)

منم ز دست تو دامن بخون دیدہ کشاں — نہ دل ز تو خبرے یافتہ نہ دیدہ نشاں

چو ذرہ زار شدم در ہوائے تو آرے — ہماں دلیل کند عشق آفتاب وشاں

در آرزوئے تو ام ہر شبے ستارہ شمار — چو روز شد شوم از ہر مژہ ستارہ فشاں

طریق زہد بیک پے زنم خاطرم برخواست — ز ہم نشینئ خوش خاطرانِ خوش نشاں

کنوں کہ کعبہ من کوئے مطرباں گشتہ است — مرا مقابلۂ زمزم است زمزمہ نشاں

بیاد روئے تو در روز رفتنم بینند — سماع در سر من رقص در جنازہ کشاں

(۵۸۲)

حسن ز جام لب تو خمار ہا دارد

اگر حریف نسازیش جرعہ بچشاں

(۷)

اے ہمہ شادی دلت ز غم و از بلائے من — غرق بلائے عشق تست ایں دل مبتلائے من

بر دل من چو شحنہ شد عشق دراز دست تو — خیمہ بروں زد از جہاں صبر گریز پائے من

آہ کہ بر امید تو عمر گذشت و ہمچناں — ماندہ بپردۂ عدم حاجت نارواۓ من

قصۂ محنت مرا شرح و بیاں چہ حاجت است — اشک رواں من نگر صورت ماجرائے من

قبلۂ جان من توئی کعبہ چہ کار آیدم — حلقۂ گیسوئے تو بس سلسلۂ دعائے من

لاف وفائے تو زنم بس قدم سگانت را	خاک چرانی شوم خاک برین وفائے من

۵۸۳	اینست خطا که چوں حسن بوسہ زدم در ترا پیش کمال عفو تو سہل بود خطائے من	۷

منم امروز و عشق مہرویاں	دل گرفتار سلسلہ مویاں
تا نہادم بپائے خوباں سر	لقبم شد سر سخن گویاں
من سگِ آستانۂ عشقم	آدمی کردۂ پری رویاں
گرچہ بر رخ زخونِ دل جوئیست	دل و جانم فدائے دلجویاں
گوئے صد زخم پیش خورد ہنوز	ہست پیش رکاب شہ پویاں
باگل ار خلوتے کنم گردد	خار نامحرم از زمیں رویاں

۵۸۴	پا بدریائے غم نہاد حسن دست از آب دیدگاں شویاں	۷

بتاں سلطان ملکِ حسن و ما در سلک درویشاں
دلا دامن فراہم کن کجا ما و کجا ایشاں

شوم از کنج درویشی پئے نظارہ شاں بیروں
مگر بیروں ز نظارہ نیامد قسم درویشاں

ندانم تا چہ خواہد آں دلارام جگر خوارہ
ازیں مشتے جگر پالودگان چند دلریشاں

ـــــــــــ

۱؎ گشت ۲؎ دیدہ ہا

در آمد عشق و عقلم برد و نا ورد ش پشیمانی
پشیمانی کے آید گرگ را از غارت میشاں
کسے کاں ترک ترکش بند را دل داد نندیشد
کش از بد مذہباں گیرند یا از کیش بدکیشاں
اگر تو با غم لیلیٰ برغبت خویشئ داری
چو مجنوں فرد باید شد ہم از خویش و ہم از خویشاں

۵۸۵	حسن در پائے خوباں سر بحمد اللہ فدا کردی نکو اندیشۂ کردی علی الرغم بد اندیشاں	۷

اے در ہوس رویت گل چاک زدہ داماں
بر یاد لبت خلقے خوں از جگر آشاماں
سرگشتہ بسے گشتم بہر سر و سامانے
سر در سر کارت شد نہ سر شد نہ ساماں
اے خشک فرو ماندہ عقل از در دیدارت
کے در تو رسد ہرگز ایں دیدۂ تر داماں
اے خواجہ مرو چندیں پے بر پے عشاقش
کاں قوم بلا سوزند شوریدہ سر انجاماں
نا بود چنیں بودست ایں خستہ دل مسکیں
عاشق صنعتاں عاجز خوباں ہمہ خود کاماں
بر وجہ نیکو رویاں ندہند براتِ تو
تا نام تو در ناید در دفترِ بدناماں

۵۸۶	بازار حسن گرم است از آتش عشق تو ایں دود کجا خیزد از طائفہ خاماں	۷

سرشک لعل مرا بیں بگو عقیق تر ست ایں

سرشک نیست نگارا نشانے ازجگرست ایں
گر آفتاب وستارہ نظیر روئے تو گویم
زبندہ عیب مفرما تفاوت نظرست ایں
خیال سبزہ خطت کہ ماند در نظر من
مزید باد ازیں رو یزید فی البصرست ایں
دل از ہوائے تو گشتہ تمام مشرق و مغرب
زہے کبوتر ہمت ہنوز نیم پرست ایں
ز روز وصل تو ماندہ بشام ہجر دریغ
دمم چو صبح ازاں شد کہ شام بے سحرست ایں
شنیدہ کہ شبے نیست بعد روز قیامت
شبم کہ روز ندارد قیامت دگرست ایں

۵۸۷	اگر رقیب تو پرسد حسن چہ ماند بریں در برات روئے دہ او را بگو کہ خاک درست ایں	۷

روئے تو ماہست یا خورشید یا برگ سمن	قد تو تیرست یا شمشاد یا سرو چمن
ابروت کج تر بود یا ماہِ نو یا دور چرخ	لفظ تو خوشتر بود یا دُر یا عقد پرن
زلف تو تاریک تر یا روز من در عشق تو	موئے تو باریک تر یا معنیٔ دُربار من
زہرۂ تاباں تر بود یا مہر یا پیشانیت	چشم تو خونریز تر یا ترک مست پر فتن
ہجر تو بد تر بود یا مرگ یا تن بے رواں	وصل تو خوشتر بود یا عمر یا جاں در بدن

فتنهٔ روئے تو یا حور بهشتی یا پری | یوسف مصری تو یا سلطان خوبان ختن

(۵۸۸) | طره ات پرتاب تر یا تاب آتش یا دلم
حسن تو دلگیر تر یا عشق یا شعر حسن | **(۵)**

ساقی دم نقد را کمیں کن | لاله به میان یاسمیں کن
خورشید و هلال را قران ده | مے را و پیاله را قریں کن
زد زردهٔ آفتاب جولاں | اے ماه من آں کمیت زیں کن
رو را چه ترش کنی سخن گوئے | آں سرکه که هست انگبیں کن

(۵۸۹) | صد حرف حسن بگوش داری
آخر بیک ابرو آفریں کن | **(۷)**

من که غمخوار توام خوارم مکن | در جگر خوردن[1] جگر خوارم مکن
روزگارم زیں بتر خواهی که هست | از تو زیں بهتر طمع دارم مکن
گر سگم خوانی بخواں سنگم مزن | ایں چنیں بیچارگی خوارم مکن
اوّل از یاریت تقصیرے نبود | من همیم آخر همان یارم مکن
زلف مشکیں از گرفتارے بترس | در شکنج او گرفتارم مکن
زخم ظلم خود همه بر من میار | من مکن گفتن نمی آرم مکن

(۵۹۰) | چوں حسن از هجر زارم کردهٔ
از سلام خویش بیزارم مکن | **(۵)**

[1] در جگر دادن

بیا که باز نشست این دلم بخون خوردن
چه شد که باز نمی ایستی ز خون کردن

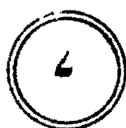
تو آفتابی و من صبح می توان دانست
که بے تو من نتوانم نفس برآوردن

بزیر سایه خود پرورید زلف توام
غریب نیست ز ہندو غریب پروردن

کنوں مبارک بادت طواف ہندستاں
که طوطیاں را آموختی شکر خوردن



زہے حسن که بدینساں نوائے عشق زنی
که قمریانت غلامند طوق در گردن



اے ترک گلرخ بیش ازیں درد دلم حاصل مکن
اے جان و دل چندیں جفا بر عاشق بیدل مکن

خواہی که حال عاشقاں آشفته نبود روز و شب
برگرد ماهِ عارضت زلف سیه حائل مکن

از لعل جاں بخشائے تو بوسے تمنا میکنم
اے صاحب روے نکو منع دل سائل مکن

رفتی و با بدخواه من پیوستی اے آرام جاں
من چوں ہوا خواه توام امید من باطل مکن

جاناں چه رفت از من خطا تا قصد خونم کردهٔ
بے جرم خونم ریختن بد باشد اے غافل مکن

اے عیب جوے عاشقاں ہستی ز حالم بے خبر
من غرقه در بحر غمم تو خنده بر ساحل مکن

۵۹۲ | ۷

مانندِ یارِ خویشتن دیگر کجا یابد حسنؔ
جز بر دیارِ یارِ من اے ساربان منزل مکن

کیست از یاراں کہ دارد در جہاں یارے چنیں
دل ندارم در جہاں از عشق دلدارے چنیں
گل اگرچہ داشت رخسارہ بصد پردہ نہاں
ہم زیک پردہ بروں نادرد رخسارے چنیں
کبک درکہ زیرپا آورد چندیں تختہ سنگ
وانگہ از یک تختۂ ناوردۂ رفتارے چنیں
دوش در خوں غرقہ گشتم تا خیالت داد دست
اللہ اللہ شب چناں و روزبازارے چنیں
امشب آمد جامِ مے را جائے برکف کردہ یار
مرحبا جامے چنیں جائے چناں یارے چنیں
میدہم جاں زابجاناں گر دہد پیمانہ پُر
عاقبت پیمانہ پر خواہد شدں بارے چنیں

۵۹۳ | ۷

خوب کن کارے حسنؔ جاناں زگفتارِ حسن
زانکہ جو نی ونیابی خوب گفتارے چنیں

اے باد ازاں بہار نسیمے بما رساں
وحشت حریف گشت ندیمے بما رساں
یعقوب وار دا اسفائے ہمیز نم
زاں یوسفؔ زمانہ نسیمے بما رساں

۱؎ ہم ناموخت ۲؎ جاں بجاناں میدہم گر پرکند پیمانہ ام

از غنچۂ لبش کہ لطافت بر دست ختم	گر یک فتوح یابی ہمیے بہارسال
بلقیس وار مہر بر بینیم ماز دور	ہدہد صفت کتاب کریے بہارسال
از حسن او بخوف و رجائیم دمبدم	از لب امید از مژہ بیمے بہارسال
از خلعت مراد کزاں دررسد بتو	زاں روئے یک سیاہ گلیمے بہارسال

۵۹۴ — نظم حسن بیک نظر نرگسش درآر
یکیک صحیح کن ز سقیمے بہارسال — ۷

اے ترک کز ختائی چندیں خطا مکن	بکشا قبا و پیرہن ما قبا مکن
داغے برخ نہادہ برسم ختائیاں	اے ماسگان داغ تو رسم خطا مکن
باسینۂ کبود مہ از جائے میرود	ایں نیل را بگو شۂ خورشید جا مکن
گفتی کہ نیل کردہ ام از بہر چشم زخم	آں نیل چشم زخم کند مر ترا مکن
دل راست ہمچو تیر بردں شد ز کیش من	در شست تو اوفتاد و ز دستش رہا مکن
زلفت کہ شد سوادش طومار ساں درآ	تعویز جان اہل دست زیر پا مکن

۵۹۴ — اے حاجت حسن تو حاجت روا کنش
گر از تو جز تو خواہد حاجت روا مکن — ۷

اسے آئینہ جا نہا در خود منگر چندیں	با ہم نفسان خود آخر نفسے بنشیں
صدشب[2] نگرید ستم از حسرت تو تا روز	یکروز نکردی تو از بازوئے من بالیں
با دوست گہے خندہ پیدا نکنی دنداں	من خود تر بیم بے تو پنہاں چہ کنی پرویں

[1] دلاں [2] از حسرت ابروئیت صدرہ نگرید ستم

اے دل تو صلا درده گرمے ندہد امکاں — اے جاں تو جگر خوں کن گرمے نخند تمکیں
یارست قبولے جاں تا کیست قبول او — یا سینت دل قرآں تا جیست دل یاسیں
فرہاد کہ شیریں را گشتست بجاں طالب — تلخست ہمہ چیزش جز دوستی شیریں

۵۹۶

مسکیں حسن ست از وے سر دفتر مسکیناں
یکشب نشد او ساکن در مسکن ایں مسکیں

۷

اے ملک ہمہ ہستی گرد سر درویشاں — سرہاے سراں زیبد خاک قدم ایشاں
خاک قدم ہر یک در دیدۂ روشن کش — اندیشۂ نیکست ایں کوری بداندیشاں
دست ہمہ عالم را ہیہات کہ گرد آرد — چوں موج زند ناگہ خون دل درویشاں
گفتی کہ چرا نبود پیوند بخویشانت — خویشی چہ محل دارد در عالم بیخویشاں
در کیش نکوناماں[1] من راست ترا زتیرم — چوں تیر بروں جستہ از صحبت بدکیشاں
تو زم دلی یارا از سخت دلاں بگذر — باگرگ خطا باشد گرگ آشتی میشاں

۵۹۷

بسیار خطا کردی باز آے حسن اکنوں
روئے بزمیں آور درویشی درویشاں

۷

اے دیده بما یکے نظر کن — از موج دو چشم ما حذر کن
گرد رخ خود بکش خط تر — گلزار حیات تازه تر کن
دُرے کہ بگوش تست رخشاں — آں زہرہ اتابک قمر کن
اے جوی بہشت چشمۂ خضر — یک روز بسوئے ما گذر کن

[1] چناں مرداں

اے باد بلب رسیدہ جانم
تا کے غم جاں خوری حسن خیز
آں جانِ عزیز را خبر کن
دل خوں شد و حیلہ دگر کن

۵۹۸
معشوق مزاج چوں دگر کرد
تو نیز علاج خود دگر کن
۵

اے بردہ روئے خوب تو صبر و قرار من
دریاب کز فراق تو جانم بلب رسید
طوفاں شدست گرد من از آب دیدگاں
وقتست گر بعین عنایت نظر کنی
وے گشتہ ہمچو زلف تو آشفتہ کار من
اے راحت رواں و خداوندگار من
اے نوح وقت من نظرے کن بکار من
کاندر غم تو سوختم اے غمگسار من

۵۹۹
امشب دگر چگونہ بروز آورد حسن
کامد نماز شام و نیامد نگار من
۷

آں سرو را کہ دیدی رفت از برم خراماں
زیں خاک رہ اگرچہ دامن ہمی کشد او
مجلس بمجلس اول چوں شمع بُد ستادہ
رفتارش از طراوت چوں ماہ صبحگاہی
عود از ہمہ صفتہا ہست از دو زلف او خوش
ور از قبول پُرسی خود بہترین عیدست
بے اُو بدن نہ طاقت با او شدن نہ ساماں
من خاک راہِ او را در میکشم بداماں
منزل بمنزل اکنوں چوں ماہ شد خراماں
رخسارش از نکوئی چوں یاد نیکناماں
از رشکش ار نسوزد باشد یکے زخاماں
اقبال بردر او از کمترین غلاماں

وصفش حسن کند کو اندر سخن تمامست

۶۰۰	وصفے کہ ہست بیروں از وصف ناتماماں	۵

اے آفتاب نیکواں آخر شبم را روز کن
شام امید خلق را صبح جہاں افروز کن

اے صبح دولت بار من گرمی بری از مہر بر
اے شمع جانہا کار من گرمیکنی از سوز کن

اے از شب گیسوئے تو ہر شب مرا قدرے دگر
پردہ ز رخ یکسو فگن روز مرا نوروز کن

گفتی بمہماں آمدن روزے شوم روزی تو
اے روز من بے تو چو شب آں روز را امروز کن

۶۰۱	مرغ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم توئی خواہی بدارش در قفس خواہیش دست آموز کن	۷

اے دوست یکزمانے با دوست شاد بنشیں
ما را قرار با تست از ما فرار مگزیں

مائیم و مجلس مے زانو زدہ صراحی
امروز میہماں شو زانو برار و بنشیں

ہم جام شکریں کن ہم لعل شکر افشاں
ہم خانہ عنبریں دار از زلف عنبر آگیں

بے آں دو رخ نباشد روے مراد روشن
بے آں دو لب نگردد کام حیات شیریں

آخر بوقت ہجراں تعجیل بود چنداں
اکنوں کہ روز وصل ست تاخیر چیست چندیں

میدان عیش خالی تا کے بود نگارا
گوے طرب در افگن حال زمانہ می بیں

۶۰۲	بندہ حسن چو بنوشت اوصاف حسن رویت بخت از طریق احساں کردش ہزار تحسیں	۶

اے جاں نبرت دورم دورم ز برت اے جاں
حیراں شدہ ام بے تو بے تو شدہ ام حیراں

دردے زغمت دارم دارم زغمت دردے	درماں نکنی دانم دانم نکنی درماں
بیچارہ من مسکیں مسکیں من بیچارہ	شاداں نزدم یکدم یکدم نزدم شاداں
با تو سخنے گویم گویم سخنے با تو	فرماں نہ کنی دانم دانم نکنی فرماں
جانے زجہاں دارم دارم زجہاں جانے	بستاں و بدہ بوئے بوسے بدہ و بستاں

۶۰۳

ہردم حسنت گوید گوید حسنت ہردم
اے جاں زغمت مردم مردم زغمت اے جاں

۷

خوشست ارچہ نتواں نگہ داشتن	وجود تو در جاں نگہ داشتن
بیک پلہ صد جاں بیک پلہ تو	ہمینست میزاں نگہ داشتن
دلے را کہ با زلف افتاد میل	بزنجیر نتواں نگہ داشتن
نزاختم شد جعد در پیرہن	شب قدر پنہاں نگہ داشتن
کشیدی اگر تیر خود در دلم	خوشم ہم بہ پیکاں نگہ داشتن
گہ مردنم گر نہ حاضر شوی	حدیثیت ایماں نگہ داشتن

۶۰۴

حسن مے بہ پیمانۂ عشق کش
نہ شرطست پیماں نگہ داشتن

۷

سایۂ شب حجاب ماہ مکن	ماہ در سایۂ کلاہ مکن
خط شبگوں بر آفتاب مکش	روز بر عاشقاں سیاہ مکن
زلف را جائے بر سر برمدہ	دزد را سوئے گنج راہ مکن

نہ نگہ داشت آئینہ نقشت	ہیچ رو اندرو نگاہ مکن
در من آتش زدن گنہ باشد	تو بہشتی وشی گناہ مکن
منزلے تو بگیر ہر روزے	آفتابی تو کار ماہ مکن

۶۰۵	بشکستی بظلم عہد حسن ایں دلیری بعہد شاہ مکن	۷

نگہ میدار یارا حق یاراں	بحق دوستئ دوستداراں
ہمہ امید ما در برقع تست	برار امید ما امیدواراں
دل من یک جہاں غم دارد از یار	دو چنداں از ملامتہائے یاراں
توئی کز عشق آں بہاۓ میگوئت	چو من مستست عقل ہوشیاراں
بوقت گریہ من خندۂ تو	چو خورشیدے کہ خندد روز باراں
معافست اینکہ نالم در ہوایت	نشاید منع بلبل در بہاراں

۶۰۶	حسن ہر شب حسینی وار گوید کجائی اے قرار بیقراراں	۷

پرسش اے یوسف عہدار نہ نسیمے برساں	ما مقیم در تو گشتہ تو در شہر کساں
چوں تو جانے بمن سوختہ خود نرسد	ہوسے می پزم آخر چو دگر بوالہوساں
زلف تو برد دل آگاہ نشد مشاطہ	شب چو ہم خویش بود دزد چہ عیب عساں
تا تو رفتے من بیچارہ بصد نوحہ گری	ایں دعا خواستہ ام ہر نفس از ہمنفساں

یارب آں یار مرا گرچہ چو یاراں ہرگز ازبرائے لب تو خاست نفیرِ عشاق	یک سلامی نرساند بسلامت برساں بہرِ شیرینئے بیخیزد شور مگساں

۶۰۷	از خساں چشم مزن خیر چہ جائے آنست جائے در چشم حسنؔ ساز علی الرغم خساں	۵

کردم جگراز درد تو خوں، از تو چہ پنہاں رازے کہ درون[1] بود مرا دیدہ بروں داد خوں را ہمہ دارند نہاں من زتو دارم اے ہمنفس من ہمہ کارہ چو کارم	خوں کز مژہ افتاد بروں، از تو چہ پنہاں اے محرم بیروں و دروں، از تو چہ پنہاں ایں دامن آلودہ بخوں، از تو چہ پنہاں با یک نفس افتاد کنوں، از تو چہ پنہاں

۶۰۸	آں قاعدۂ عقل حسنؔ جملہ فروشد آوازہ برآمد بجنوں از تو چہ پنہاں	۷

زدست آں خط شبگوں کہ برمہ میکشد جاناں
مسلمانی بفریاد ست فریاد اے مسلماناں
مجنباں اے صبا زلفش کہ ہست آسایش دلہا
مشو رآں روزگار خوش بدیں مشتے پریشاناں
خیالش گر بخواہد جاں بشیرینی برافشانم
ترش روئی نباید کرد اندر روئے مہماناں
برآنم تا بجاں بازی نہم سر بر درش امشب

[1] رازیکہ مرا بود درون سینہ

درش گر بوسہ نتواں زد بوسم پائے درباناں
چہ رحمتہا کند یارم چو گردد آگہ از کارم
ولے احوال درویشاں کہ گوید پیش سلطاناں
پشیمانم کہ بے او زیستم ہم پیش او میرم
شنیدم توبہ مقبولست آنجا از پشیماناں

۶۰۹	حسن گر عشق میورزی چنیں بر دل چہ میلرزی بیک دل در نمیگنجد غم جان و غم جاناں	۷

عمرے گذشت تا کے در انتظار بودن
گر تو بباغ وصلش خواہی چو گل کشی سر
از سوز سینہ دم دم دودے بر آر خوش خوش
کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند
اے ترک تیر غمزہ بر ما چہ میکشائی
در برق بیں کہ گہ گہ تیغ افگند بمردم

طاقت نماند مارا بے روئے یار بودن
تعلیم گیر زاول مانند خار بودن
گر بایدت چو مجمر در صدر یار بودن
کاندر غم عزیزاں تا چند خوار بودن
از مردمی نباشد مردم شکار بودن
حاصل ازاں چہ دارد ناپائیدار بودن

۶۱۰	خیز اے حسن کہ جاں را در باختن بعشقش کاریست بد نباشد دنبال کار بودن	۷

دل جز بہ غم تو داد نتواں
روئے تو بہشت عارفانست

جز بر درت ایستاد نتواں
آنجا نظر فساد نتواں

گفتی غم ما ز دل بروں کن　　چیزے کہ خدائے داد نتواں
شطرنج وصال تو نتواں برد　　بے تعبیۂ مراد نتواں
ہیہات کہ پیل بند عشقت　　آساں آساں کشاد نتواں
تا سہو نیفتدت ببازی　　رخ بر رخ تو نہاد نتواں

۶۱۱　　ہے ہے چو حسن روی دریں راہ
بے رہبر اعتقاد نتواں　　۵

الا اے مونس جان غریباں　　ز درد عشق تو عاجز طبیباں
رقیباں گرد تو ہر یک بلائے　　بلاہا باد بر جان رقیباں
چو راحتہا نصیبت آمد امروز　　یکے بر پرس حال بے نصیباں
خلاصی بخش دلہا را ازاں زلف　　کہ شب دشوار باشد بر غریباں

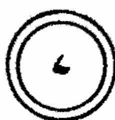
۶۱۲　　حسن را بس خوش افتادست با تو
کہ خوش باشد با گل عندلیباں　　۷

خواہ صلائے خوف دہ خواہ بشارت اماں　　ہر چہ مراد تو بود ہست مراد من ہماں
آدمئے پری صفت چوں تو نیافتم دگر　　بر صفت پری چرا ز آدمیاں شوی نہاں
شیر فلک نیاورد طاقت تیر غمزہ ات　　من چہ سگم کہ چوں توئے بر چو منے کشد کماں
تا نفسیست در تنم بے تو نفس کجا زنم　　کیست ازیں نفس مرا با نفس دگر ضماں
اے بدو لعل چوں شکر زبدہ اویس بشر　　وائے بدو چشم جانستاں فتنۂ آخر الزماں

من بخدا کہ از خدا جز تو نمیکنم طلب		روئے نیاز بر زمیں دست دعا بر آسماں



نزد تو آورد حسن قصۂ عجز و بیکسی
تو بکمال مرحمت بکش عاجزش مماں



عشق نہفتم بسے صبر ندارم کنوں		سینہ برآورد آہ دیدہ فروریخت خوں
نائب آہ منست قرصۂ خورشید زاں		ہر سحر آتش زند بر فلک آب گوں
عاشق صادق کسیست کو بریاضت رود		راہ نپرسد کہ چند باز نگوید کہ چوں
بار غم عشق را ہمچو ستوں پایدار		پیشہ ہمیں داشتست تیشہ زن بیستوں
مورچہ در شہر ماند مرغ در اطراف باغ		دل شدگان کے روند از در دلبر بروں
اے دل وائے جاں شما ہمرہ دلبر شوید		ما بشما میرسیم نحن بکم لاحقون



نیست عجب گر بدوست باز رسی اے حسن
ہمت تو ہمرہ ہست رحمت او رہنموں



خوں شد دل دیوانہ ام زلفت ببازی ہمچناں
آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہمچناں
از جور چشم کافرت گشتم چو خاکے بر درت
واں خال ہندو پیکرت در ترکتازی ہمچناں
گرچہ زناز بے عدد کردی سجود بندہ رد
من میکنم از اشک خود رخ را نمازی ہمچناں

تو ہر شبے در خواب خوش دور از تو من اندوہ کش
من در فراقت شمع وش در جانگدازی ہمچناں

۷	غم با حسن دمساز شد آشوب شب آغاز شد درہائے رحمت باز شد وآں عشق بازی ہمچناں	۶۱۵

من از ناز خوشت مستم بیا اے مست نازِ من
دروں دیدہ آکز دل بروں افتاد رازِ من
لبت بیساخت کارم پیش ازیں اکنوں نمی سازد
ہم آخر کار خواہد ساخت روزے کارسازِ من
چگونہ شکر گویم ایں سعادت را کہ پیوستہ
منم از بندگان تو توئی بندہ نوازِ من
درا ثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر چوں قامتِ خوبت قبول افتد نمازِ من
بقدت فتنہ شد شہرے زہے قدِ بلند تو
ز زلفت تازہ شد عمرے زہے عمر درازِ من
سروکارے کہ من دارم اگر از عاقبت پرسی
ہمہ محمود خواہد شد چو تو ہستی ایازِ من

۷	حسن ہر صبح میگوید کہ اے روزم بتو روشن بحق نازِ مقبولت شبے بشنو نیازِ من	۶۱۶

۱؎ شبیں ۲؎ روز ۳؎ چشمم

اے ز گلزار رخت عالم چمن
بستۂ زلف و زنخداں تو ام
جانخواہم جز کہ اندر کوئے تو
عشق ندہد بر خلل در اعتقاد
ہر چہ بد گفتم تو خط عفو کش
قامتت را سرو گفتم بر گذر

بندہ رویت ہمہ عالم چو من
در چہ افتادم چہ می پرسی رسن
جان من نشنیدہ حب الوطن
خواب خوش ناید کس در پیرہن
من مقرم بر خطائے خویشتن
گیسویت را مشک گفتم بر شکن



کے قبول خاصہ و عام آمدے
گر نہ نقش حسن تو بودے حسن



مشکے کہ کشید آں بت بر برگ گل نسریں
ترسم کہ ز مشتاقاں ہم دل ببرد ہم دیں
آں شاہسوار اینک آمد بکنار صف
بنگر کہ ندیدستی ماہے بمیان زیں
واللہ کہ چناں شاہے گر رخ بہ بساط آرد
در صحبت او ہرگز پا کج نہد فرزیں
دانم کہ دعائے من نہ پذیرد و تنگ آید
خلقش چو دعا گوید آہستہ کنم آمیں
یار از لب شیریں گر گوید سخنے با من
فرہاد صفت بدہم جاں زاں سخن شیریں

حیف است ازیں حالت با مدعیاں گفتن
گر مذہب ماداری با مردہ مگو تلقیں

۵	گفتی چو حسن شینم در زاویۂ دردش گر از سر ہستیہا برخاستہ بنشیں	۶۱۸

با من نمی سازی دمے اے یاد تو دمساز من
امشب کہ ہمراز توام چوں صبح بکشا راز من
گہ گہ سرے میباختم در کوئے تو می تاختم
با نالہ خوش می ساختم برہم شکستی ساز من
زابرو کمانے ساختی برما خدنگ انداختی
از خویش دورم ساختی اے ترک دور انداز من
در سینہ دارم تب ز تو خلقے پر از یارب ز تو
اے مردنم امشب ز تو یاد آیدت فرداز من

۷	گفت حسن از تست و بس ہرگز نہ گفتی یکنفس کاینک گرفتار قفس مرغ سخن پرداز من	۶۱۹

مہ عیدست و فصل گل قدح از بادہ خنداں کن
رخ چو ماہ خود بنما و عید ما دو چنداں کن
برویت[1] عشق ازاں بازم کہ در کویت سر اندازم

[1] برویت عشق می بازم کہ سر در پایت اندازم

من از تو عید میسازم تو از من بندہ قرباں کن

بہار عالم افروزی یکے خیمہ بصحرا زن

سوار لشکر آرائی یکے رُخ سوئے میداں کُن

سرت گردم بہ روزِ عید رسم گوئے می باشد

سر خود گوئے کردم من تو زلف خویش چوگاں کُن

بجنباں لعل میگوں وُ خرد را ہوشش یکسو نہ

بغلطاں چشم مستانہ فلک را دیدہ حیراں کُن

وفا خوب آید از خوباں اگر ایں آیدت ایں بہ

بہ بیداد تو ہم شادم اگر آں بایدت آں کُن



اگر فرمایدت دلبر کہ چوں دل درمیاں نہ جاں

حسنؔ تو بندہ فرمانی کمر بر بند و فرماں کُن



ندانم تا چہ خواہد کرد عشق یار من با من

دلِ غمخوار من با غم غم دلدار من با من

چہ خوش جائیست غم گر ہست ترک مست من ساقی

چہ خوش جائیست غار ار ہست یارِ غارِ من با من

مرا و را روز دولت یار و یار غار من عشقش

الٰہی یار او با او بدار و یار من با من

نگہ میدارم از گیسوش یک موائے مسلماناں

بوقت مرگ بگذارید ایں زنار من بامن

بنائے ہر امیدم بازمیں ہموار شد آخر

چہ کینہ داشت یارب بخت ناہموار من بامن

شکارے افگناں ہر سو کہ خواہی بارگی میراں

مرا افتادہ بگذار و دل افگار من بامن

(۶۲۱) بخواہم حاجت خوش ہمچو گفتار حسن از تو
اگر حجت نخواہی ساختن کردار من بامن (۷)

چہ فتاد کت نیفتد نظرے بسوئے یاراں
نخوری غم غریبی بطریق غمگساراں

چہ شدت کہ می نیاری زسر بزرگواری
قدمے بصف یاری گذرے بسوئے یاراں

سوئے زاہدانِ عالم خبرے برید تا کس
بوجود گریۂ من نکند دعائے باراں

بہ تو خوش بود زمانہ چو زمیں بسبزۂ نو
ز تو بشگفد گل دل چو دل گل از بہاراں

صنما قبائے گل بیں ز صبا دریدہ دامن
چو سر آستین مفلس ز جفائے قرض داراں

من و عالمیست چوں من بامید تو نشستہ
تو درائے تا برآید غرض امیدواراں

(۶۲۲) حسن ارکند گناہے بکرم بہ بخش او را
کرم شہاں بہ بخشد گنہ گنہگاراں (۵)

اے آنکہ محکم بستۂ کعبہ پرستی رامیاں
کوئے بتاں نظارہ کن تبخانہ اسلامیاں

خوباں غریبم میدہند استغفر اللہ زیں سخن
گر دین و دل غارت کنند الحمد للہ زیں میاں

اے دوست من مست توام در باغ فردوسم مبر
یک رہ سوئے گلزار شو با جامۂ نیلوفری

مرغے کہ خبد زیں ہوا آتش زند در آشیاں
تا گل بصد جا بر درد پیراہنے از پرنیاں

۶۲۳

جاناں کجا تاب آورد جان حسن با عشق تو
روباہ مسکیں راچہ تاب از حملۂ شیر ژیاں

۹

ساقی سوئے ما یکے گذر کن
جاں را ز حیات نو خبر کن

حلقم کہ ز تفت و تاب خشکست
یک جرعۂ مے بریز و تر کن

از قلقل شیشۂ علغل انگیز
وایں بخت مرا ز خواب بر کن

من خود ز غم بتاں خرابم
جامے بدہ و خراب تر کن

چوں میدہیم مے جگر گوں
نقلم کہ کنی ہم از جگر کن

اے چشم و چراغ نازنیناں
یک رہ بہ نیاز ما نظر کن

از بوسۂ لب مرا شفا دہ
در خندہ شب مرا سحر کن

عشق آمد و صید کرد دل را
اے عقل تو فکر خود دگر کن

۶۲۴

با پنجۂ عشق زور نتواں
تا بہ تواں حسن حذر کن

۷

کنوں کہ باغ ز گل تازہ شد گل از بار
ہوائے بادہ بجنبید در سر یاراں

طراوت لب معشوق برگ غنچہ بساخت
نسیم طرۂ او روزگار عطاراں

چگویم آں رخ خوے کردہ را بنام ایزد
گل آنار بر و چیدہ قطرۂ باراں

چو دورم از شکر او بروزه مشغولم
وگرنه شیوهٔ من نیست کار بیکاراں
کجائی اے کہ در زاہداں ہمی پُرسی
بیا و آشتئے کن ز نو بخماراں
توئی چو سرو ز آسیب فتنہا آزاد
بمرحمت نظرے کن بایں گرفتاراں

۶۲۵

حسن ز طاق دو ابروت قبلہ میسازد
مگر قبول شود طاعت گنہ گاراں

۷

نوش لبے در رسید ہوش برفت از حسن
شکر خداوند را اذھب عنا الحزن
روئے چو گلبرگ او ترنگلاب عرق
بوئے گلابش ببرد درد سر من زمن
برگل تر کاشتہ سبزہ مردم فریب
گرد مہ آویختہ طرۂ توبہ شکن
مرغ بگل عاشقست ما بگلستانِ او
کعبہ ما کوئے او کعبہ مرغان چمن
قاعدۂ اتحاد لازمۂ عاشقی است
تا کہ بدو حاضرم غایبم از خویشتن
پیرہن ہستیم از تنِ من برکشید
یوسفِ من یافتست من چکنم پیرہن

۶۲۷

ایں چہ حدیثست باز کز تو بروں میفتد
تیغ بلا برسرت لب مکشا اے حسن

۷

پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن
لب بلبم برنہ و جاں تازہ کن
اے شدہ دل از لب میگو نیست
شب قدحے دادۂ آں تازہ کن
بوئے ازاں بادہ بعشاق بخش
عمر کہن گشتہ شاں تازہ کن
بے رخ تو تازہ نگردد جہاں
پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن

برگل تر خط اماں تازه کن	از تو دلم خستهٔ خار بلاست
حجت نو ساز و نشاں تازه کن	بر ورق حسن خود از خط و خال



اے حسن اندیشۂ اغیار رفت
باز ز سر عشق فلاں تازه کن



رسم عاشق چیست جاں در عشق[1] جاناں باختن
ہم بیک داوِ نخستیں کفر و ایماں باختن

بر بساطِ عشقبازی[2] قائمست ایں تعبیہ
از بتاں دل بردن از اصحابِ دل جاں باختن

ایں دل گردیدۂ رسوا چہ بازم در رہش
پاکبازانند وانجا قلبِ نتواں باختن

ذره را گفتم کہ رقصت ایں کہ پیدا کردهٔ
گفت عشق آفتاب انگاه پنہاں باختن

نقد جاں در ششدر عشقش بنہ عیار وار
ایں چنیں نردے نمی شاید ہراساں باختن

گیسوئے او بردلم منصوبہا آورد کج
عاقبت او برد با چندیں پریشاں باختن

کعبتین چشم غلطانی و بازیہا دہی
تو حریف شوخ چشمی با تو نتواں باختن

[1] پاے [2] پاکبازی

۶۲۹ — ۷

اے حسن بازاے از زلف و زنخدان بتاں
پیر گشتی خوب ناید گوئے و چوگاں باختن

کار عاشق نیست بے معشوق چندیں زیستن
بے لب جاں پرور او مردنست ایں زیستن
گفتیم در عاشقی در باز دیں و دل، بلے
جز دریں مذہب نشاید بے دل و دیں زیستن
وہ چہ شیریں آمد از فرہاد جاں دادن بعشق
تا قیامت بعد ازاں برنام شیریں زیستن
من بروئے تو ہمی بینم جہاں ازمن مرو
زانکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں بیں زیستن
ہر زماں از شرم می میرم چگویم خود بگو
تا چہ بے شرمی است ایں بے یار چندیں زیستن
گر بیائی مے خورو ہیچ از غم ما غم مخور
عاشقاں را عادت است اے دوست غمگیں زیستن

۶۳۰ — ۷

مرگ مسکیں وارده یارب حسن را پیش دوست
چوں کرامت کردیش پیوستہ مسکیں زیستن

دل خوں شد و شد چشم تر آں دلبر یہا ہمچناں
عہد و وفا کمتر شده عشوه گریہا ہمچناں

ساحر بدی در دلبری الحمدللہ دیدمت
آں ساحریہا برقرار آں دلبریہا ہمچناں

از شہریاں دلہا بری لشکر کشی خونہا خوری
در شہر زیبساں بہ نیمت در لشکریہا ہمچناں

ہر بارمی پوشد دلم از صبر بر خود پردۂ
واں چشم شوخت میکند پردہ دریہا ہمچناں

تا سر بریدی زلف را موئے نہ سنجیدی ز ما
زنار ببریدی ولے آں کافریہا ہمچناں

گر غمزہ خونریز تو در خوں جانم شد چہ شد
ہست آں لب جاں بخش را جاں پروریہا ہمچناں



گر از تف آہ حسن ہر ہفت دریا خشک شد
در چشمہ چشمش نگر در وے تریہا ہمچناں



زمن برگشت یار من دریغا روزگار من
بجاں افتاد کار من دریغا روزگار من

زہر درماں کہ من کردم چوے کمتر نشد دردم
دریغے میخورم ہر دم دریغا روزگار من

نہ دل در غم قرینم شد نہ دلبر ہمنشینم شد
نہ آنم شد نہ اینم شد دریغا روزگار من

بتے بودست دلجویم کنوں در حسرت اویم
کہ می پرسد کرا گویم دریغا روزگار من

بجائے نوش نیش آمد بلا بر جان ریش آمد
چہ روز ست ایں کہ پیش آمد دریغا روزگار من

کجا رفت آں جوانیہا نماندآں کامرانی ہا
چہ شد آں زندگانی ہا دریغا روزگار من

بترس از گل کہ خارست این زمے بگذر خارست این	چہ ناخوش روزگارست این دریغا روزگارِ من

(۶۳۲)

غمے کز سینہ میروید دل از جان دست میشوید
حسن ہر روز میگوید دریغا روزگارِ من

(۵)

بے لعل لبت پر شد چشم ز دُرِ مکنوں	اے مردمک دیدہ آخر نظرے مکنوں
ابروئے تو خوش نقشے وآں خال بر آں بالا	نوں شد مگر ابرویت وآں خال فقط بر نوں
قانون طبیبانست غم خوردن بیمارے	من جاں بدہم پیشت گر نگذری از قانوں
اے لیلی اگر محمل رانی بسوئے کعبہ	اصحاب حرم بینی دیوانہ تر از مجنوں

(۶۳۳)

مردم چو حسن آرم از دیدہ و دل پیشت
اشکے چو عقیق سرخ نظمے چو دُرِ مکنوں

(۵)

اے سروِ سمن تو بیں روئے چو بہارستاں	بے چہرہ گلرنگش عالم ہمہ خارستاں
چوں رفت بباغ اندر شد باغ بہ از جنت	چو راند سوئے خانہ شد خانہ نگارستاں
ہر جا کہ گلے باشد از شرم فرو ریزد	آں شوخ چو بنماید روئے چو بہارستاں
در سوے شکار آید خورشید ز رشک او	چوں ذرہ نہاں گردد در گرد شکارستاں

(۶۳۴)

کم لاف حسن چندیں از جامۂ زہد خود
جامِ لب میگونش بے نوش چہ کارست آں

(۷)

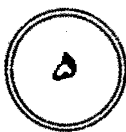
سرویست قامت تو زباغ کہ خاست ایں	آرے لطافتے کہ تو داری کراست ایں

ہم سنبلت پریشاں ہم نرگس تو سرمست	اے عالم خراب نہادہ چہاستِ ایں
رویت کہ ہست مصحفے از آیت جمال	بر خیرہ خط ہمیکشی انجا خطاستِ ایں
با دل حدیث عشق تو میگفت دل چہ گفت	ایں درد را دوا مطلب لا دواستِ ایں
معلوم شد جراحت ظاہر ہر آنچہ بود	خوں کز دو دیدہ میرود م از کجاستِ ایں
شب بودہ ام بخونِ جگر آشنا کناں	ناگہ خیالت آمد و گفت آشناستِ ایں



۶۳۵

دلبر بچشم دل ز میاں رفت صبر کن
از ہیچ کس منال حسن کز خداستِ ایں



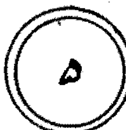
۵

اے کہ از شرم رخت روے نہفتہ پریاں	بردہ لعل لب تو آب ہمہ جوہریاں
مشتری یکطرفے دار دا ز افلاک و تو ماہ	میشوی طالع وز ہر طرفے مشتریاں
لشکر غمزۂ تو دیں مرا غارت کرد	چہ کنم غارتیانند ہمہ لشکریاں
شب ہمہ شب غم عشق تو ندیمست مرا	ذکر خوبیٔ تو افسانہ شاہ پریاں



۶۳۶

حسن از جملہ جہاں روے بدیں در دارد
لاف ازیں در نتوانند زدن ہر دریاں



۵

آں جان ہمہ عالم واں میر ہمہ میراں[1]	بگرفت جہانِ دل بر رسم جہانگیراں
دل مست مدامِ او بر بستہ بدامِ او	یکشہر غلامِ او بر رسمِ ہمہ میراں
عشقم ز کجا افتاد تا کرد دلم پرخوں	ایں فتنہ ز چشم بود اے خانۂ او ویراں
ایں کودک نورستہ چوں سرو رواں یا ز	از کوے کہ می آید توبہ شکن پیراں

[1] او میر ہمہ میراں

۶۳۷	با بندهٔ حسن گرچہ پیوستن او خیر است پیوستہ مسلم باد از آفت شریراں	۷

ساقیا جائے بیا در پیش من
دُور کن ایں عقل دُور اندیش من

من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازیں
عشق پیوند منست و خویش من

اے مسلماناں کند قرباں مرا
زخم تیر ترک کافر کیش من

میل او بر مال و بر عقلست دیں
چوں شود حالِ دل درویش من

تا بلبش ہر بار میریزد نمک
کے فراہم خواہد آمد ریش من

سورۂ خواہم کہ خوانم در نماز
صورتش ناخواندہ آید پیش من

۶۳۸	اے حسن چشمش اشارت میکند نوش میخواہی منال از نیش من	۷

اگر یابم از تو یکے نامہ من
نہد سر بر خطِ آں خامہ من

بیاد دہان چو انگشتریت
دہم بوسہ بر مُہرآں نامہ من

ہم از مُہرآں مہر بیرد ل کشم
نگینہا ازیں ہر دو بادامہ من

کجائی تو اے باد آراستہ
کہ بے تو چو گل میدرم جامہ من

نظارہ کند چرخ ہنگام شب
چو گرد آرم از اشک ہنگامہ من

سرے دارم از بہر تیغ تو خاص
ندارم سر خاصہ و عامہ من

۶۳۹	حسن دار روزے رسم عاقبت بکام خود از یار خود کامہ من	۷

اے مدعی کم داں آخر چہ کلامست ایں
لاف از دم خاصاں زن تشنیع عوامست ایں

بسیار بدم گفتی بسیار نباید گفت
تو نیک نیندیشی دشنامہ تمامست ایں

من بر قدم فقرم سرمایۂ فخراست ایں
تو در طلب سیمی اندیشہ خامست ایں

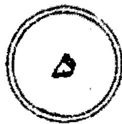
چوں دور نست اینک ریزم مے معنیہا
بستاں قدحے درکش یا بر تو حرامست ایں

براوج ثریا بیں تکیہ گہ درویشاں
اے بخت نزی رفتہ بنگر چہ مقامست ایں

پُرشد ز گل نظمم ہم مشرق و ہم مغرب
تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکامست ایں



نامم کہ حسن باشد از عالم غیب آمد
ہم نامورے چوں من داند کہ چہ نامست ایں



ایں سعادت کہ بجہ دیدمش از دور عیاں
نہ در اندازۂ شرحست و نہ در حدِ زباں

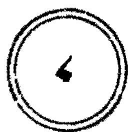
آدمی بود پری بود ندانم کہ چہ بود
ایں قدرست کہ دیوانہ شدند آدمیاں

عقل چوں در شدہ در خدمت او حلقہ بگوش
روح چوں بندہ کمر پیش لبش بستہ میاں

گفتم او را کہ ز سوداست زیاں دیدم گفت
کار سوداست گہے سود بود گاہ زیاں



بزباں آمد از آسیب غمش جان حسن
گو یکے بوسہ بدہ مردہ خود را زدہاں



بوئے دل من برد نسیم سمنست ایں
یا جنبش آں سرو سمن بوئے منست ایں

سرویست کہ چوں در دل عاشق بخرامد
من ہیچ ندانم ز کدامیں چمنست ایں

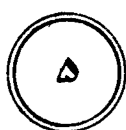
چشم ہمہ پرنور شد از گرد قبایش
اے مدعیاں قصۂ آں پیرہنست ایں

زیں پیش بیک غمزہ بکشتست جہانے
اے عقل چہ لشکر کشی از توبہ و تقوی
دی یک غزلے در دو فزا دز نظرش بود

اے دل سپر افگن کہ ہماں تیغ زنست ایں
بگریز ازیں ترک کہ لشکر شکنست ایں
میگفت بیاراں بہ طریق حسن است ایں


۶۴۲

جاں را چو شکر از لب جاناں نتواں داد
فرہاد بداند کہ چہ شیریں سخنست ایں

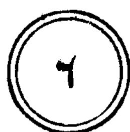

۵

جاناں دلم خراب نہادی چہ باشد ایں
روزے ہزار بار دل از دست عشق تو
گفتم کہ دل بیند بہ بدگفتِ دشمناں
شہرے زپند من بصلاح آمدند باز

از خط و عہد دور فتادی چہ باشد ایں
فریاد کردو داد ندادی چہ باشد ایں
دل بستی و زباں بکشادی چہ باشد ایں
تو ہم بداں طریق فسادی چہ باشد ایں


۶۴۳

ہر لحظہ سینہ حسن از ناوک مژہ
خستی و مرہمے نہادی چہ باشد ایں


۶

زہے محراب شرع و قبلۂ دیں
تو بر تخت نبوت شاہ بودی
ترا آں روز شد بنیاد ایں کار
خدایت لشکرے دادہ ز قرآں
الا اے مردم چشم دو عالم

بنوت راز تو امکان تسکین
بریں رقعہ نہ شہ بود و نہ فرزیں
کہ آدم بود بین الماء والطیں
پس آنگہ قلب آں لشکر چہ یاسیں
یکے در حال ما بیچارگاں بیں

دعاہائے حسن در دین و دنیا

۶۴۴	با مسین تو مقرون باد آمیں	۵

گل تو میر سد نے شکل سرو خانہ خیز ست ایں
چہ جائے گل کہ بوئے آں بہار مشک بیز ست ایں

نگارم آفتاب حسن و رویش قبلہ گاہ جاں
طلوع آفتاب از سوئے قبلہ رستخیز ست ایں

چو خوبان عرب محمل نشیں آمد بیا مطرب
بہ نسبت از عرب چیزے بگو وقت حجیز ست ایں

مرا غمزہ زناں میگفت تا کے لاف ایں تقویٰ
ترا ہیچوں نماز ست آں و ما را تیغ تیز ست ایں

۶۴۵	حسن در وصف عشقش پا نیفشرد ندسر بازاں تو خواہی در پناہ توبہ بگریزی گریز ست ایں	۹

ردیف (و)

اے بہ خلوت گاہ جانہا جائے تو
جاں بصد جاں کمتر مولائے تو

رائے سرگردانی من داشتی
اے سرت گردم کہ گشت از رائے تو

تا قلم بستی تو چشم آفتاب
دلو خوں پالاست از جوزائے تو

تا خط آوردی تو سلطان خرد
ترک فرماں گفت از طغرائے تو

لہ اناالحجاز - از مولف

آسماں چوں بندہ در خدمت دوتاست — تا کشاید بندے از یکتائے تو
بر رکابت بوسہ خواہم زد چو بخت — دست آں ندہد کہ بوسم پائے تو
دستبوس ار نیست دستوریم دہ — تا مگس میرانم از حلوائے تو
مدتے شد نامہ ناگشتہ — اے جہانے چوں حسن شیدائے تو

٦٤٦ — این غزل آرایش ہر بزم راست / راست چوں رائے جہاں آرائے تو — ٥

آہ کہ سینہ سوز شد آہ من از فراق تو — خون دل من آب کرد آتش اشتیاق تو
رائے بکشتنم زدی روے مپیچ از انکہ من — روے برائے تو کنم کار باتفاق تو
بہ کہ بیکدم کشی زانکہ من اندریں میاں — شمع بلا کشم یکے سوختہ فراق تو
ابروے جفت اے صنم طاق فتادہ لاجرم — دل ہمہ داد صبر را داد بجفت طاق تو

٦٤٧ — مر حسن شکستہ را نامہ روزگار ہیں / روز گذشتہ و شبے ماندہ بہم دثاق تو — ٦

گل خواہم از جہان و مے چوں گلاب تو — در دُرّ ناب ریختہ یاقوت ناب تو
امشب بدیدہ و دلم ار میہماں شوی — تا وقت صبح ماو شراب و کباب تو
روزے بہ بینم آں شب اندوہ خویش را — صبحے دمیدہ و مے چوں آفتاب تو
خواہم کہ در خرابۂ من سر دروں کنی — من باشم و و لے کہ تو کردی خراب تو
گفتی جواب خوش دہمت نہ تو خود بیا — دانی کہ فرقہاست میان جواب تو

۶۴۸ — ۶

گفت حسن خوشست کہ گویاش کردہ
در وصف و مدح مکرم مالک رقاب تو

خلعت نوروز ہیں راست بالائے سرو
رختنی سیم و زر ریختہ در پائے سرو

شور فگندہ بمرغ خندہ شیرین گل
صبر ربودہ ز باد قامت زیبائے سرو

سرو قداں جابجا دیدن سرو آمدہ
کردہ ز گل خرمنے راست ببالائے سرو

نرگس سرمست تو تاکہ در آمد ز خواب
دیدہ نکردست باز جز بتماشائے سرو

ابر مظلہ کناں بر سر باغ آمدہ
تاکہ نہ بیند فلک سایۂ بالائے سرو

۶۴۹ — ۷

یک گرہے برکشا از سر زلف دوتا
کار حسن راست کن چوں قد یکتائے سرو

امروز ماہ و باغ و گلستان و روئے تو
نوروز ما بس است گل افشان روئے تو

دی چوں بباغ رفتم نرگس ستادہ بود
چشمے کشادہ داشتہ حیران بروئے تو

پرواز کے کند بہوائے بہشت بیش
مرغے کہ خو گرفت بہ بستان روئے تو

خورشید را کہ شمع فلک شد خطاب او
پروانۂ شمار ز دیوان روئے تو

خلقے ز زلف کافرت ار گم کنند راہ
ما پاک مذہبیم و مسلمان روئے تو

رو تازہ دار اے گل دلہا کہ ہمچو مرغ
مائیم چند روزے مہمان روئے تو

۶۵۰ — ۷

جاناں نوائے خوش ز حسن خواہ زانکہ او
خوش بلبلیست بر گل خندان روئے تو

ـــــــ

لـہ ہم بہوا ہائے سرو۔

دو لعل تو کہ مرا امید ہند جاں ہر دو — دلے و جانے دارم فدائے شاں ہر دو

تو گیسواں بمیاں بستہ وز پریشانی — نکردہ کم سرِ موئے ازاں میاں ہر دو

ہلال و قوس قزح با چناں بلندیہا — چو ابرویت نکشیدند یک کماں ہر دو

اگر قلم نہ دہانت صفت کند ہر دم — بزخم تیغ فرو برمش زباں ہر دو

مرا کہ چشم چو چشمہ شد است گر آئی — نثار سرِ و روانت کنم رواں ہر دو

غرض توئی ز جہاں ہر دو، ورنہ خود واللہ — بیک پشیز نمے ارزدم جہاں ہر دو

(۶۵۱)

بہائے بوسہ ہمیخواہد از حسن دل و جاں
بیا کہ او بتو بخشید رائگاں ہر دو

(۷)

اے دل اگر تو عاشقی نالۂ جاں گداز کو — بانگ نوائے عشق را پردہ کجا و ساز کو

گر دم عشق میزنی چوں پسر سبکتگیں — پس سر اعتقاد تو در قدمِ ایاز کو

خرقہ ہشتئے کہ ہست از سر سر نمی کشی — رقص و سماع شوق را صوفی خرقہ باز کو

دوش من خراب را راز بباد داد دل — کت ہمہ صفۂ صفا پست فتاد راز کو

نقش سجود بر زمیں نقد دعا در آستیں — ساز صلاحیت شد ایں سوز جگر گداز کو

اے بساط زاہدی کاسہ کجا پرم شدہ — مائدہ خود تمام شد چاشنئے نیاز کو

(۶۵۲)

ہست طراز نیستی زیب قبائے معرفت
اے حسن از تو ایں قبا یا فتہ طراز کو

(۵)

چشم مستش کہ دلے گوشہ نشیں دارم ازو — خوش کجا نیست کہ پیوستہ کمیں دارم ازو

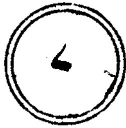
تیغ برداشت اگر خوں دلم خواہد ریخت
گو بدواں باش کہ مقصود ہمیں دارم ازو

یار بدمہر کہ با ما ہمہ کیں می ورزد
باکہ گویم من دلسوختہ کیں دارم ازو

حاصل ہر دو جہاں در سر و کارش کردم
آخر الامر نہ دنیا و نہ دیں دارم ازو



اے حسن تا شدہ ام بندہ آں خاتم لعل
ملکت روئے زمیں زیر نگیں دارم ازو



بیا درمان دردِ من کہ در ماندست جاں بے تو
ندارم با جہاں کارے چہ کار آید جہاں بے تو

تو تا چوں ا نواز چشم مشتاقاں شدی غائب
نمی خواہم کہ بینم بیش سوئے آسماں بے تو

اگرچہ راحت اندر زندگانی گفتہ اند اما
چہ بے راحت کسے کو زندہ ماند یکزماں بے تو

مرا بے تو مغیلاں در سر و خار و خسک در پا
نکو تر یا معاذ اللہ بہار و بوستاں بے تو

بہ بستان و بباغم میفرستی من نمی خواہم
تو ئی بستان و باغ من چہ خواہم کرد آں بے تو

سخن اندر بہشت است اے گل و گلزار من واللہ
عذاب جاوداں باشد بہشت جاوداں بے تو

حسن را ہر زماں گوئی چہ بربستی زباں بے من

۶۵۴	تو گل او بلبل آں بہتر کہ نکشاید زباں بے تو	۹

زہے شرمندہ گلبرگ تر از تو | حلاوت وام کردہ شکر از تو
بنہ لب برلب جام و مرا دہ | کہ ہم نقل از تو گیرم ساغر از تو
چو سروے رستہ اندر دل ما | کہ یارد کو خورد جز من بر از تو
نہ خوبے چوں تو خیزد در ہمہ شہر | نہ جا یکتر بجملہ لشکر از تو
اگرچہ غایبی از روئے ظاہر | بباطن نیست کس حاضر تر از تو
مرا ہر شب بیاد روئے خوبت | گل و لالہ دمد در بستر از تو
مرا کشتی و ایں بد کردن امروز | چہ نیکو میرود اے دلبر از تو
ہمہ در روئے تو حیراں بمانند | کہ خواہد داد روز محشر از تو

۶۵۵	حسن کہ سر نہد در پات گر روئے نہ سر دارد دریغ و نہ زر از تو	۷

قد تو سروے عجب دیدم مہ تاباں برو | روئے تو ماہے و خورشید فلک لرزاں برو
آنچہ رخسارست تر و تازہ است با آں خط خوش | یا گل سوریست رستہ جابجا ریحاں برو
گر فتد روزے خضر را بر لب شیرینت چشم | دہ کہ تا چوں تلخ گردد چشمۂ حیواں برو
دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف داد | کانچناں کو میرود عاشق شدن نتواں برو
زلف جاں آویز و چشم دلستاں بنما بمن | تا تن خاکی بریں[1] خوبی نشاند جاں برو[2]
گفت مشاطہ روم رویش بیارایم چو مہ | چوں حریر سادہ ہست از مشک تمغراں برو

[1] بردہ [2] تا دہد تن خاکی بہ آسانی فشاند جاں برو۔

۶۵۶ — لب ہمی خاید ہمہ روز از فراق او حسن
تا چہ حد دارد الٰہی بخت بد دنداں برو — ۷

فال مبارکست نظر بر جمال تو
مصروف باد عین کمال از کمال تو

ہر صبحدم بر آتش خورشید آسماں
سپارہ را سپند کند بر جمال تو

جاناں توئی و جان جہانے طفیل تست
ریحاں توئی و عالم خاکی سفال تو

گر بنگرم ابرویت اے ماہ یک شبے
عیدے دگر کنیم ز ہر یک ہلال تو

مردم چگونہ سر کشد از خط عاشقی
جائے کہ ہست فتنۂ روئے تو خال تو

بسیار خواندہ ام صفت دوزخ و بہشت
دوزخ فراق تست بہشتم وصال تو

۶۵۷ — مسکیں حسن خیالے ماندست در غمت
زاری کناں ہمیشہ بنزد خیال تو — ۸

میکشم ایں دو دیدہ را سرمہ ز گرد راہ تو
دیدہ شود گر شبے آں رُخ ہمچو ماہ تو

اے ز ازل قد ترا چست قبائے نیکوئی
تا بابد مباد کج گوشہ آں کلاہ تو

در عرصات ہمچنیں روئے کشادہ اندر آ
تا بدعا بدل شود کینہ دادخواہ تو

تو کہ شکار دوستی خون مرا چہ عزت است
اے من و یک جہان چو من خاک شکارگاہ تو

بندۂ خویش را چرا نام گریز پا نہی
از تو گریز کردہ ام و آمدہ در پناہ تو

گر بہلاک عاشقاں کار تو بیش میرود
من کم جاں گرفتہ ام بہر مزید جاہ تو

در عرصات[1] ہمچنیں روئے کشادہ اندر آ
تا بدعا بدل شود دعوی دادخواہ تو

[1] یہ شعر مکرر ہو گیا ہے

۶۵۸	ہر گنہے کہ میکنی عذر کہ میکند طلب اے ہمہ طاعت حسن گرد سر گناہ تو	۵

لعل دلا رامم نگر آرامگاہ جاں درو
حوریست در صورت قمر انجم از و زیر و زبر
در ظلمت زلفش مرو گرد لعل ناب او
زلف و خط مردم کشش این چین گر فتہ آں حبش

کفر سر گیسوش بیں سرمایۂ ایماں درو
روحیست در ظاہر بشر روحانیاں حیراں درو
یک سبزہ بیں خضر وشش صد چشمۂ حیواں درو
چشم از ہمہ خونریز تر از غمزہ ترکستاں درو

۶۵۹	خود کیست بیچارہ حسن تا خون او ریزد کسے یکمشت خاکست او بلے از یاد خاناں جاں درو	۷

اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو
اے دیدہ مردمی کن مہماں من شو امشب
تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت
اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن
چہ باک اگر زمانہ جاں از تنم بر آرد
برخیز تا کہ ہر دو رقصے کنیم یک جا

ویرانۂ غریباں گلزار و گلشن از تو
بر چشم من قدم نہ اے خانہ روشن از تو
قمریست بودے من طوقے بگردن از تو
بسیار شکر گفتم با دوست و دشمن از تو
تا ذخیرہ دارم صد جاں دریں تن از تو
من مستم و تو مستی تو از مے و من از تو

۶۶۰	جان حسن مرنجاں زیرا کہ ہستی اے جاں تو پاک دامن از وے او چاک دامن از تو	۷

گر غمم قسمت کنی غم باش گو
ور بلائے دادۂ ہم باش گو

عقدِ عقلم گر برفت از انتظام
عقدۂ عشق تو محکم باش گو

گر دلِ غمخوار کردی غرق خوں
آں دل خونخوار خرّم باش گو

از غمت ہر زخم کاید بر دلست
ہر کرا دل نیست بغیم باش گو

روئے تو دیدن چو صبحم آرزوست
ور زبانے نیست یکدم باش گو

بے لب و رخسار تو راحت کجاست
جوئے خضر و باغ آدم باش گو

۶۶۱	مہرۂ مہرانہ از حسن بر میچنی بر مچیں این مہرہ درہم باش گو	۷

مانیم یک قبا شدہ آں یک قبا گرو
در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو

اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں رویم
اسپم گرو سلاح گرو چارپا گرو

گر میہماں بیاید جائے نشست کو
صفّہ گرو رواق گرو بارجا گرو

شرمندہ مانم از پے ترتیب نان شاں
قزعاں گرو تغار گرو آسیا گرو

کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا
شادی گرو ملیح گرو زیرکا گرو[1]

یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نماند
حجت گرو قبالہ گرو ماجرا گرو

۶۶۲	حالم زبے نوائی اکنوں چناں شدہ ست بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو	۵

دل بدو دادیم چوں دلجوست او
ہم نشین و ہم نفس ہم دوست او

چوں صبا بر ہر کہ روزے بگذرد
می نگنجد ہیچو گل در پوست او

[1] نام غلامان، شاعر

دل ز زلفِ او شکایت میکند	معتبر نبود پریشاں گوست او
ہر کہ خواہد یار نیکو رو اگر	عالمے بدگویدش نیکوست او

۶۶۳ — **۹**

گر کسے راہست در عالم کسے
مر حسن را ہر دو عالم اوست او

اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو	دام ہستی بر درو مرغ بلا را دانہ شو
حاصل عالم چہ پرسی عشق را برکش علم	دہ بدہقاناں رہا کن شحنۂ ویرانہ شو
در مقالات رخش چوں آئینہ یک روئی باش	در صفاتِ گیسوانش صد زباں چوں شانہ شو
زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را	اے خردمند جہاں گر عاقلی دیوانہ شو
ظاہر اندر جامۂ زہدی و باطن سوئے جام	مرد آں پیماں نئی دنبال ایں پیمانہ شو
جاں شیریں در رہ جاناں بدہ فرہاد وار	گر فسانہ میشوی بارے چناں افسانہ شو
پنجۂ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار	خواہ شیر کعبہ و خواہی سگ بتخانہ شو
در رہِ دلبر منہ بر خویش و بر بیگانہ دل	خویش کن از خود جدا وز خویش ہم بیگانہ شو[1]

۶۶۴ — **۹**

کار مردانست بر روئے نکو عاشق شدن
اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو

قوت جاں در لعل خنداں دارد او	آب حیواں در زنخداں دارد او
در ہمہ عالم نظر کردم بسے	آں ندارد ہر کسے کاں دارد او
انچہ یوسف داشت در حسن و جمال	بیش زاں اکنوں دو چنداں دارد او

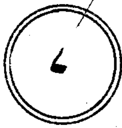
[1] خویش بیگانہ بماں

سینۂ سیمین نرمش را ببیں
از رخ چوں لالہ وز قدِ چو سرو
عرصۂ روئے زمیں در چشمِ من
زیر درج لعل و یاقوت لبش
گرد روز رخ شب زلفین خویش

دل بسختی ہمچو سنداں دارد او
عاشقاں را باغ و بستاں دارد او
بے رخِ خود ہمچو زنداں دارد او
وہ چہ شیریں دُرّ دنداں دارد او
گوئیا بہر چہ پنہاں دارد او



گر حسن از غم بنالد آشکار
درد پنہاں در دل و جاں دارد او

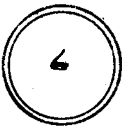


اے منور گشتہ روے آفتاب از روئے تو
روئے خنداں خوئے آلودہ چہ می پوشی از انکہ
راحت جاں گر لقب کردند گل را در بہا
مہ چو رویت کے بود زاں روئے کو پیوستہ نور
رو بسوئے قبلہ باشد ہر کسے را در دعا
حسن یوسف را سخن سازاں صفتہا کردہ اند

یک دلی دارم در و صد گونہ تاب از روئے تو
جملہ محلس در گلست و در گلاب از روئے تو
چند روزے عاریت بود آں خطاب از روئے تو
میبرد از آفتاب و آفتاب از روئے تو
قبلۂ من تو دعایم مستجاب از روئے تو
دہ اجازت تا برآرد ازم نقاب از روئے تو



روے بکشا زانکہ اکنونہا حسن را از فتوح
وعدہ کردند باوے فتح باب از روئے تو



دارم دلے دیوانہ در ہم بسان زلف تو
اے کردہ زلف خویش را شوریدہ چوں احوال من

دیوانہ و در پائے او بند گران زلف تو
من بندۂ شوریدگاں اول ازان زلف تو

گفتی کہ حال خود بگو این حرف گفتن کے توان
قصہ درازست اے صنم چون داستان زلف تو

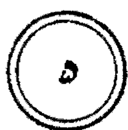
چون وعدۂ دیدار شد زلفے بشوخی برفشان
برکنگرمہ کے رسم بے ریسمان زلف تو

والفجر خواندم یک سحر آثار رویت یافتم
واللیل گر خوانم دو شب یابم نشان زلف تو

گرچین زلف کافرت زد بر خراسان دلم
آباد بادا تا ابد ہندوستان زلف تو



کلک حسن رازان بود سودائے عطر او روان
کو مشک بندد بارہا از کاروانِ زلف تو



باز فتاد در سرم غلغلۂ ہوائے تو
سوختۂ غم تو ام ساختۂ بلائے تو

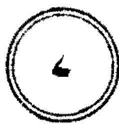
دیدہ نثار میکنم در قدمت قبول کن
تحفۂ نا سزائے ما خود نبود سزائے تو

دل طلبیدۂ ز من پیش کش تو میکنم
وز ہمہ رائے سرکشی سر نکشم ز رائے تو

سرچہ بود کہ تا از و تو بسر رضا شوی
ہر دو جہان فدا کنم از پئے یک رضائے تو



زار شد از غمت حسن اے مہ آفتاب رخ
گر ہمہ ذرۂ شود کم نکند ہوائے تو



ردیف (ہ)

اے غمت آشنائے دیرینہ
با تو ما را ہوائے دیرینہ

عمر ما یار چند روزۂ ماست
عشق تو آشنائے دیرینہ

گر شبے از درم در آئی شاد
اے تو شادی فزائے دیرینہ

من فرو ریزم انده نو نو	دیدها ماجرای دیرینه
گر ز یار قدیم می پرسی	منم آن مبتلای دیرینه
سرِ آستان حضرت دوست	کی گذاریم جای دیرینه

(۶۶۹) تو جفاها همی کنی و حسن ، همچنان بر وفای دیرینه (۷)

مرد نهٔ تا همه دل خون نهٔ	لاف محبت چه زنی چون نهٔ
با تو چه ضایع کنم افسون عشق	سنگ دلی قابل افسون نهٔ
طعنه مزن نقطهٔ تقلید را	چون تو ازین دائره بیرون نهٔ
مدعئ گفت بلیلی به طنز	رو که چنان چابک و موزون نهٔ
لیلی ازین حرف بخندید و گفت	با تو چه گویم که تو مجنون نهٔ
خشم فرو خور همه عالم تراست	تا نکشی مار فریدون نهٔ

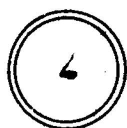
(۶۷۰) ای حسن احوال تو دیگر شدست ، آنچه که اوّل بدی اکنون نهٔ (۷)

شورشے زان لعل شیرین در جهان افگندهٔ	آتش غم در روان عاشقان افگندهٔ
یوسفی یا ماه گردون یا فرشته یا صنم	دائما عشاق را اندر گمان افگندهٔ
خون دلها ریختی چندانکه بیند چشم من	کشتگان عشق را در هر مکان افگندهٔ
ماه رویا نالهائے زار من بین و بگو	کاین چه فریاد است کاندر جسم و جان افگندهٔ

جیف باشد زاں چناں روئے بجز مہر و وفا — گرچہ تو جور و جفا اندر میاں افگندۂ
من بمیدان غم تو پہلوانی کردہ ام — زیں جہت گویم کہ شاہا پہلواں افگندۂ



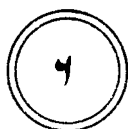
درد دل دارد حسن از لعل خود درمانش دہ
تا بگویندت کہ سایہ بر فلاں افگندۂ



اے بہ خوبی در جہاں افسانۂ — خود تو گنجی و جہاں ویرانۂ
ہر چہ در کاشانہ خلد ست حور — نزد تو نقشے است بر کاشانۂ
چشمم از خون جگر در آشناست — با تو میگویم نہ با بیگانۂ
من تہی کردم دل از پیماں زہد — کیست کو پر مے دہد پیمانۂ
گر دلِ دیوانہ بردی جاں مبر — گفتہ اند از خانۂ دیوانۂ
یک شبم بر وصل خود پروانہ دہ — گو بسوزاں شمع تو پروانۂ



قابلِ سنگِ حرم نامد حسن
کاش خشتے بودے از بتخانۂ



رخ کہ از ماہ خوبتر شدۂ — سمن اندام و سیمبر شدۂ
راز من ہمچو روز پیدا شد — تا چو خورشید پردہ در شدۂ
آئینہ در نظر مقابل دار — گرچہ منظور ہر نظر شدۂ
دوشش دیدم بہ دگر بارہ — مہ ہمانست و تو دگر شدۂ
خوبی و ناز کیت چہ تواں گفت — زانچہ گویند خوبتر شدۂ

۶۷۳	چند گوئی رحیم دل شده ام بر حسن رحم کن اگر شدهٔ	۷

اے از در لطافت ہم سنگ تو گہر نہ
ورز بذلہائے شیریں ہم تنگ تو شکر نہ

ہرگز نبود دبستہ چوں غنچہ دہانت
گل در شب بختیں می باشد و دگر نہ

شاخ تمام قامت ہم قامت تو نبود
ور سر و سر بلندست ہم با تو سر بسر نہ

چوں دید در تو نرگس چشمش بماند حیراں
در باغ ہم بماند اما در آں نظر نہ

ہر شام تا سحر گہ در سایہ دو زلفت
چوں شمع میگدازم ہمسایہ را خبر نہ

بیش آکہ از دو چشم صد جوے خوں رواں نست
آنگہ ز آشنایاں کس را بما گذر نہ

۶۷۴	ز اشک حسن حسن را تا لب رسید طوفاں اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ	۷

اے ز لعلت آب حیواں ریختہ
لولویت آتش ز لعل انگیختہ

از قد تو شاخ طوبی بشکند
اے لب تو آب کوثر ریختہ

شاہ انجم بر بساط آسماں
خانہ خانہ از رخت بگریختہ

آسماں عقد ستارہ در ہوات
ہر سحر از روے خود بگسیختہ

خاک درگاہ ترا از روئے عطر
آہواں با نافہا آمیختہ

زلف جاں آویز تو دیدم شبے
ماند جان من بداں آویختہ

۶۷۵	گفت نعت حسن تو بندہ حسن بس دقیقت آں و نیکو بیختہ	۶

ے در ے پیش من از دو چشمش صد چشمہ خوں رواں شد ے از برش ے در

عمرم فدائے روئے تو اے مہ چگونۂ
بے تو چو ماہ داشتم کاہشے تمام
امشب اگر ہے نہ نمائی رخ چو صبح
مہ نیم جام شکل بدیں گاو پشت راند
گفتم دلا بچاہ زنخداں او مرو

عمریست تا ندیدہ امت وہ چگونۂ
بے من تو اے تمام تراز مہ چگونۂ
چون صبح از افق دمد آنگہ چگونۂ
ما ئیم ویک صراحی و خرگہ چگونۂ
اے پا بگل بماندہ دراں چہ چگونۂ

۶۷۶

رہ میروی دل حسن خستہ می بری
اے بردہ صد ہزار دل از رہ چگونۂ

۶

اے در ہمہ روم ورے یک روئے چو رویت
یوسف شدہ در خوبی بل خوبتر از یوسف
تنہا نہ منم دل را بر بستہ بموئے تو
شوریدگی عالم از خوئے تو شد نے نے
تو چشمۂ خورشیدی من ذرۂ خورشیدت

کوئے تو چو فردوست فردوس چو کویت نہ
از دیدن او سیری وز دیدن رویت نہ
کو آنکہ بہر موئے دل بستہ بمویت نہ
از بے نمکی پختہ است از تلخی خویت نہ
ہر سو کہ روی چشمم مشنو کہ بسویت نہ

۶۷۷

بگذار حسن دعویٰ کز عالم معنی من
رنگیست نمی بینم چہ رنگ کہ بویت نہ

۷

شاہد ار یار کشد پردہ بران روئے چو ماہ
گر بہ داور برم او راکہ دلم را بردست
آب حیواں نستانم بدل خاک رہش

چہ تواں کرد دراں روئے بدیں دیدہ نگاہ
نبود راست تراز قامت او ہیچ گواہ
نور یوسف کہ بدل کرد بتاریکی چاہ

توبہ فرمایدم از عشق مبادا کہ کنم	نیست در مذہب عاشق بتر از توبہ گناہ
ہر یکے از ورقِ عشق فرو خواند و نشد	بحقیقت کسے از سرِ حقیقت آگاہ
چہ تواں کرد اگر رخت بمنزل نرسید	خضر را نیز دریں بادیہ گم گردد راہ



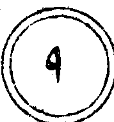
حسن از سر طلبند از تو بشکرانہ بدہ
طالب سر شدہ "ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللهِ"



آہ یارا کہ ز درد دلم آگاہ نۂ	آہ من می شنوی محرم ایں آہ نۂ
ہمچو دل محرم مستان شبانگہ می باش	گر چو گل مونس مرغانِ سحرگاہ نۂ
تخت شاہیست کہ بر فیل نہد و زیں بند	رخ دریں عرصہ منہ بیدقِ ایں شاہ نۂ
رخش تسلیم تو در صف صفاہی لنگ د	مرد میدان توکلت علی اللہ نۂ
سیر سیارہ چہ پرسی ز منجم شب و روز	کہ تو در احسن تقویم کم از ماہ نۂ
منم و بادیہ حیرت و گمراہی چند	تو عناں باز کش اے خواجہ کہ گمراہ نۂ



گفتیم اے حسن ایں خرقہ چہ کردی تو کبود
دہ ز دودے کہ بروں میدہم آگاہ نۂ



چو بنمائی رخ گلنار گونہ	گل اندر حال گردد خار گونہ
ہمیشہ چشم تو مست است جانا	ولے در دلبری عیار گونہ
بدفع چشم بد گرد لب لعل	یکے خطے بکش زنگار گونہ
شفا حاصل نشد درد دلم را	مگر زاں نرگس بیمار گونہ

اگر تو سوئے ترکستاں نگردی | بگرد آید بت فرخار گونہ
خرد در صدر دیوان خانۂ عشق | ہمی باشد ولے بیکار گونہ
کجا بودی کہ ژولیدہ است زلفت | لبت ہم اندکے افگار گونہ
چہ عمر است اینکہ بے تو میگزارم | نفس بیہودن بیکار گونہ

(۶۸۰) حسن ہموارہ در وصف قدت ست
ازاں گوید سخن ہموار گونہ (۹)

زہے بہ آمدنت بخت مرحبا کردہ | بنفشہ زیر کلہ سرو در قبا کردہ
عتاب چوں شب گیسوئے خود کشیدہ دراز | ولیک صبح صفت عاقبت صفا کردہ
تبارک اللہ تا آں چہ روئے آنچہ خطست | گلے و سبزۂ از رحمت خدا کردہ
ستارہ خط ترا خواندہ و ثنا گفتہ | فرشتہ روئے ترا دیدہ و دعا کردہ
بگرد تو زرسیدہ بتانِ چابک چیں | ختائیاں بدوانیدہ و خطا کردہ
بسان سرمہ سیہ کردہ روز بر خوباں | دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ نا کردہ
ہزار خوب بچشم در آمد و بگذشت | تو نور چشم منی در دو دیدہ جا کردہ
چہ گومیت کہ چہ نغز آمدی مسیح صفت | بیک نفس ہمہ درد مرا دوا کردہ

(۶۸۱) حسن بگرد درت گشتہ بر طریق طواف
تو کعبہ وار ہمہ حاجتش روا کردہ (۷)

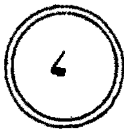
ساقی مئے لعل فام در دہ | منشیں و علی الدوام در دہ

لہ شعر ش فقد

مے را بعرب مدام گویند | من ہم گفتم مدام در دہ
گر پختہ نصیب پختہ گاں است | ما سوختہ ایم خام در دہ
مپسند مرا چنیں تہی دست | چوں سبحہ نماند جام در دہ
بر رغم صلاح ناتماماں | ما را قدحے تمام در دہ
فردا تو و دوستان خاصت | امروز صلائے عام در دہ



گر دست گرفت احسن را
آں دشمن ننگ و نام در دہ



اے غیرت حور و پری وے حیرت خورشید و مہ
مہ پیش خورشید رخت ہم سر نہادہ ہم کلہ

گر دولت از ما شد چہ شد با بخت باقی باش تو
گر مہرہ[1] گم شد چہ شد بر عرصہ[2] قایم بادشہ

جان پریشاں خاطراں در زلف تو آسودہ بس
زلفت عجب شوریدۂ شوریدہ حالاں را پنہ

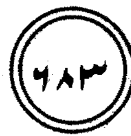
شب گر خیالت ایں طرف یکبار گشتے گرد من
دہ بار گشتم بر سرش پاداش یک نیکیست دہ

ساقی تو کان عیش را لعلے شدی با لعل و دُر
مہ را چگویم چونکہ تو طالع شوی با بدر مہ

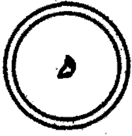
ساقی بمیگوں لب بسے بُردی خمار مردماں

[1] بیدقے [2] تخت

اے چشم وجاں رام دمک لختے ازیں سوکن نگہ



یک جرعہ پردہ بشو جملہ گناہانِ حسن
از تو چہ آید جز کرم وز ما چہ آید جز گنہ

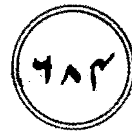


بیا عزیز من از شیشہ بادہ بیروں دہ
مراز دائرۂ جمع یک خط افزوں دہ

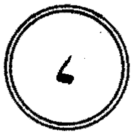
کباب شد جگرم بے مے جگر گونہ
مرا جگر مدہ آں بادۂ جگر گوں دہ

ازاں جلاب خرافات شوے یک جرعہ
بیار وسبحہ وسجادہ را بجیحوں دہ

عنایتے بکن اے میر کارواں یک روز
مہار اشتر لیلی بدست مجنوں دہ



حسن لطائف[۱] غیبی نہاں نشاید داشت
جواہرے کہ درونِ دست بیروں دہ



سبزۂ تر کز گل سیراب پیدا کردۂ
بلبلانِ عشق را سرمست وشیدا کردۂ

اے بعہدت پارسائیہا برسوائی بدل
من یکے زاں پارسایانم کہ رسوا کردۂ

ترک بسیار آمدست از بہر یغما ہر طرف
تو عجب ترکی کہ چندیں شہر یغما کردۂ

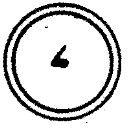
می نیندیشی کہ فردائیست ہر امروز را
وہ کہ در یک وعدہ چند امروز[۲] فردا کردۂ

ہر چہ می خواہی بکن باچوں تو بے خصمی کراست
ما بحل کردیم بارے ہر چہ با ما کردۂ

از لب و از غمزہ ہم جاں بخشی و ہم جاں ستاں
من ندانم تا چہ دعوی آشکارا کردۂ



اے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز
خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ



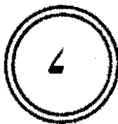
۱ لطائفے ۲ امروز

اے سروِ خراماں و گلِ تازہ دمیدہ	نرگس گل سُرخے چو تو در خواب ندیدہ
صبح آیت زیبائی و افسون لطافت	ہر روز بخواندست و بروئے تو دمیدہ
در آب حیات آتش غیرت زدہ حقا	بادے کہ ز خاک سر کوئے تو وزیدہ
ہر لحظہ و لم راہدفے ساختہ چشمت	صد تیر در و شانہ زدہ یکے رانکشیدہ
از کوئے تو باید صفت دوستی آموخت	سر دادہ و ہم پیش رکاب تو دویدہ
ابر کرم لطف تو بارانست برحمت	اے بر ہمہ باریدہ و بر مانچکیدہ



۶۸۶

گرچہ نرسیدست حسن را ز تو بوئے
بادات ہمہ میوہ مقصود رسیدہ



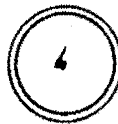
۷

اے صبا گردے کہ زاں خوں ریز ما آوردۂ	چشم خوں افشان ما را توتیا آوردۂ
آشنا ہا میکنم در خون چشم از انتظار	ہاں بدہ گر نامۂ زاں آشنا آوردۂ
تیر شوخش در دل من می نشانی بے خطا	ایں نشانیہا کزاں ترک ختا آوردۂ
نیست اندر شہر ما امروز آشوبے دگر	جز ہماں شورے کہ زاں شیریں قبا آوردۂ
آں دبستانی نماز عالمے برہم نہاد	اے معلم بت بمسجد از کجا آوردۂ
اے سلیمانِ پری رویاں یکے آخر بہ بیں	سوے مورے کش ز مستی زیر پا آوردۂ



۶۸۷

تا ز چشم شوخ یک غمزہ بزدی بر حسن
زخم دیگر بر دل آں مبتلا آوردۂ



۷

اے غم عشق تو راہ[1] جاں زدہ	چشم مستت زخم[2] بر ایماں زدہ

[1] نخ راہ [2] ام بر

تیغ راندہ بر ضعیفاں آشکار | وز مژہ تیرے دگر پنہاں زدہ
شحنۂ عشقت چہ خواہد از دلم | خیمۂ اندر دہِ ویراں زدہ
آں دہاں شکرینت غنچہ وار | خندہا بر پستۂ خنداں زدہ
با رخ خوے کردہ بر بام آمدی | چوں گل نو خاستہ باراں زدہ
زلفت آوردہ ز فتنہ لشکرے | گہ بچین وگہ بہندستاں زدہ

(۶۸۸) پائے بند زلف تست اینک حسنؔ
دست در سودائے بے پایاں زدہ (۷)

جان خود جائے تو کردیم ارچہ خود آنجا نۂ | ما دمے بے تو نبودہ گرچہ تو با ما نۂ
ما تراایم از ہمہ عالم خلاف ہر کہ ہست | اے عفا اللہ پس کرائی تو اگر مارا نۂ
ترک من خونریزیت پنہاں نمی ماند عجب | زخم تو پیدا و تو در ہیچ جا پیدا نۂ
گفتی از تنہائی تو ہیچ غم نبود مرا | ہر چہ میخواہی ہمیگوئی بگو تنہا نۂ
عشق اگر لشکر کشد تا قلب عاشق[1] بشکند | ملک خوبی خوش ہمیراں تو دریں غوغا نۂ
نو ز شوخی شیر گیر و ما ز جام عشق مست | ہاں حریفا ایں خرابی چند ہستی یا نۂ

(۶۸۹) جاں فروشند و غم جاناں ستانند اہل دل
رخت گرد آرائے حسنؔ تو مرد ایں سودا نۂ (۶)

اے طبیب آخر ز من تا کے نہ پرسی آہ آہ | در مندانِ غمت را پرسشے کن گاہ گاہ
میکشم[2] بار غم عشق تو بر دل کوہ کوہ | خرمن صبرم بباد نیستی شد کاہ کاہ

[1] در پیش کس۔ [2] بر درد [3] تا کشم

در ہوائے ابرویت پیوستہ سرگرداں ہلال	میشود باریک زیں غم میگریزد ماہ ماہ
پیل بند عشق تو بر عرصۂ دل استوار	شاہ رخ بنماکہ مات است ازغزائے شاہ شاہ
ورد جاں سوزم بدرماں بہ نگردد اے حکیم	داروئے درد دل ریش از لب دل خواہ خواہ



۶۹۰

از سر مستی حسن چاہ زنخدانش گرفت
دست بگرفتش کہ اے دیوانہ مستی چاہ چاہ



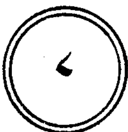
۷

بت مست خوے کردہ گرمازدہ	رسید آتش عشق در مازدہ
یکے لام الف بستہ عیاروار	بداں حرف کونین را لازدہ
زنوک مژہ بر دل عاشقاں	زدہ ناوک وبے محابا زدہ
کمیں کردہ آں خال ہندوئے او	رہ دین و دل ہردو یک جازدہ
ز گیسو برانگیختہ لشکرے	ولے خویش برقلب تنہازدہ
بخوبی او کے رسد آفتاب	یکے ہرزہ[1] گرد یست صفرازدہ



۶۹۱

حسن را چو زلف سیاہش نگر
ہمیشہ پریشاں وسودا زدہ



۷

ردیف (ی)

مست دوشینہ بادۂ باقی	قم علی الساق ایہا الساقی
یکدم از دور ماہ مجلس شو	گرچہ خود آفتاب آفاقی

[1] یاوہ

دل بیک داؤ بردہ احسنت	ہمچو ابروئے جفت خود طاقی
قول خود راست کے توانی کرد	کہ ز پردہ دراں عشاقی
پار بستی بقول خود میثاق	تا خود امسال ہر چہ میثاقی
قصد جاں میکنی و خوشنودم	کہ تو مقصود جان مشتاقی

۶۹۲	بحسن دہ بوجہ احسن وام تا کند جمع غصہ در باقی	۷

زہے خطت نہادہ بر قمر پائے	ز خط عہد خود بیروں مبر پائے
من[1] از رشکِ رخ تو داغ بر دل	گل اندر جیب[2] دارم خار در پائے
تن از بہر رکابت خستہ کردم	مگر بوسے توانم داد بر پائے
اگر یک پائے بر چشمم بمالے	بمالم چشم دیگر بر دگر پائے
سخن می بشکنی تا وقت گفتن	ز تنگی دہانت شد شکر پائے
ز عشقِ آنکہ بر خطت نہم سر	قلم کردار میسازم ز سر پائے

۶۹۳	اگر جورت حسن را دیر تر گشت تو از دورِ فلک ہم دیر تر پائے	۷

دلا با آں لب دلبر چہ بازی	ترا صفراست با شکر چہ بازی
ببازی دین تو برد آں دغا باز	حریف خود نہ بینی ہر چہ بازی
حذر کن اے تنک دل زاں دل سخت	کلالے[3] را با آہنگر چہ بازی

[1] مہ
[2] گل اندر جستجویت خار در پا
[3] زجاجی

چہ نردعشق می بازی بداں چشم	ترا باست عذراست ہرچہ بازی
چہ کردی گر دآں مژگان و غمزہ	چنیں باتیر و باخنجر چہ بازی
چہ مہرہ می نہی درششدر عشق	کہ او بردست مطلق ہرچہ بازی

(۶۹۴) حسن اول چو دل برداشت دلبر
کنوں داو پیس باسر چہ بازی (۶)

اے باد زگل خبرچہ داری	زاں آب حیات اثرچہ داری
سرگشتہ چو گرد باد گشتم	ازغایب ما خبرچہ داری
برعارضش از نظر فتادست	بخش من ازاں نظر چہ داری
گفتی ہمہ داغ خواہدت دوست	اے من سگ تو دگر چہ داری
دشنام لبش فزودہ عمرم	زیں عمر فزائے تر چہ داری

(۶۹۵) ہر صبح حسن ہمی نوازد
کاے باد زگل خبر چہ داری (۷)

روئے کہ صفت کنند داری	سرخیل بتانِ روزگاری
تا کوکبۂ تو مہ رواں شد	مہ پیش نشست از عماری
گل پیش تو کمتریں پیادۂ	اے سرو رواں چہ شہسواری
پار ارچہ یکے بدی زخوبی	امسال یکے ازاں ہزاری
بربندہ کماں مکش کہ تیرت	افسوس بود بہر شکاری

ا‌ے چشم[1] تو ترک غمزہا تیر		ہم ترکی و ہم سلاح داری

۶۹۶	اے زندہ دلے حسن بیادت یک بوسہ بنجش یادگاری	۶

اے رشک ہمہ بتان چینی		مہ جبہۂ و مشتری جبینی
مہ می تابد زآسماں روئے		زاں روئے کہ تو مہ زمینی
ناز تو عظیم دلنوازست		الحق کہ عظیم نازنینی
اے چوں تو یکے نیافریدہ		در خورد ہزار آفرینی
در پردہ چہ ماندۂ چو غنچہ		بخرام کہ سرو راستینی

۶۹۷	با بندہ حسن دمے زاحساں بنشیں کہ حریف و ہمنشینی[2]	۷

مائیم و دلے و آرزوئے		در ماندہ بعشق ماہ روئے
بے مایہ تراز سبوئے بے آب		آبے نچشیدہ[3] از سبوئے
خلقیست بجستجوئے آں ماہ		از ہر مژہ کشادہ جوئے
او موئے زموئے فرق کردہ		ما در غم موئے او چو موئے
وصل ار بخموشی دست ناید		زیں پس من و عشق و ہائے ہوئے
اے باد ببر پیامے آنجا		از بستۂ بند آرزوئے

	کاے یوسف روزگار آخر	

[1] اے چشم تو تنگ غمزہا تیز [2] بنشینی [3] نچکیدہ

۷	دریاب دلِ حسن بوے	۶۹۸

گرچوں لبِ تو شراب بودے — جاں مست و جہاں خراب بودے

اے کاش چہار جوئے فردوس — یک جرعہ ازاں شراب بودے

چوں جاں دہنت نہاں ست ورنہ — روح القدسش خطاب بودے

گر سینہ نہ تر بدے ز اشکم — از تف دلم کباب بودے

گشتہ شدے آتش دلم نیز — گر در جگر من آب بودے

گیرم کہ ہمہ جہاں شب آمد — باری شب ماہتاب بودے

۷	کرد از تو سوالہا حسن دوش یا لیت یکے جواب بودے	۶۹۹

آرزو دارم کہ روزے یا شبے — بر لبے دستے بمالم یا لبے

بالب شیریں تو شکر شریک — نزد روز روے تو لیلیٰ شبے

گر زمیں را آسماں سازد خدا — از تو روشن تر نتابد کوکبے

اے دبستانی کہ بود استاد تو — کز لبت شوریست در ہر مکتبے

عاقبت دم از ہوائے تو زند — ہر کرا جانے بود در قالبے

دست عشق تو دہانِ من بہ بست — ورنہ بخشایم خدنگ یا ربے

۵	صد طریق است اہل معنی را ولے از حسن وصف تو خواہند اغلبے	۷۰۰

از ما چه دیدهٔ که چنیں زود میروی	مارا بکشته خود گله آلود میروی
از ما عناں بتافته درتاب میشوی	آتش بجان ما زده چوں دود میروی
ایں جان دیر مانده زما زود میرود	زیں غم که دیر میرسی و زود میروی
اینجا نمی نشینی از بهر خاطرم	هر جا که میل خاطر تو بود میروی

(۷۰۱) از بهر یک نسیم تو صد جاں دهد حسن
گر تو بدیں معامله خشنود میروی (۹)

دل ندهم اگرچه دلستانی	الحق که تو حق آں ندانی
کو از دل تست نیم ذره	یک ذره دراو نه مهربانی
بے مهر عظیم دیدمت پار	امسال شنیده ام همانی
از بهر چه خویت ایں چنیں است	آخر تو بروے هم چنانی
گفتی چو زباں کنم بکامت	یا تربیتے بُد آں زبانی
با آنکه بسے نماند عهدت	یارب که بعهدها بمانی
گفتی سخن روانت بادست	دشنام بده بدیں روانی
بیچاره حسن سگ درتست	چه چاره که از درش برانی

(۷۰۲) گر طوق شکار در خورش نیست
داغیش بنه بپاسبانی (۷)

دل بتو زنده است مگر جان توئی	منت جاں چیست که جاناں توئی

ئه کس ئه بادت

با تو چرا شاد نباشد دلم	دولت شہر است کہ سلطاں توئی
آنچہ صفت میکنم از حد بروں	وانچہ بروں صفتست آں توئی
ایں ہمہ تاریکئ گیسوئے تو	چیست مگر چشمۂ حیواں توئی
گر بعذاب اند ز تو عاشقاں	ہم سبب راحت ایشاں توئی
ما ہمہ در خوف و رجا ماندہ ایم	حکم تو کن صاحب فرماں توئی



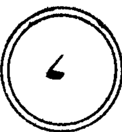
جان و سر تو کہ وجود حسن
صورت عشق است درو جاں توئی



بگلزار رفتی و مے نوش کردی	حریفان خود را فراموش کردی
ہمہ آشنائی نہادی بگوشہ	سخنہائے بیگانہ در گوش کردی
گلم دادی و نقل الوان نعمت	و لے بادہ جائے دگر نوش کردی
تف دل بروں مید ہد از دہانم	دگر بار ایں دیگ در جوش کردی
گل افشاں ہمی آئی اے باد خوشبو	مگر سرو مارا در آغوش کردی
نمیدانمت نافہ یا چیست با تو	مرا بارے از ہوش بیہوش کردی



نکو شد کہ بیہوش کردی حسن را
ازیں گفت و گوہا فراموش کردی



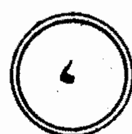
از روے دلاویزت گر پردہ براندازی	عشاق ز سر گیرند آئین سر اندازی
طوبیٰ کہ بہ ہر شاخے از قد تو میلافد	گر تو بر سی آنجا از بیخ براندازی

باز آ کہ دریں میداں کس نیست حریف تو	شمشیر زدن از تو از ما سپر اندازی
اے در تنِ مسکیناں از تیغ تو جانے نو	افتد کہ بریں کشتہ زخمے دگر اندازی
جاں را ہدفے کردہ نزدیک تو می آیم	تا ناوک مژگاں را نزدیک تر اندازی
اے چشم و چراغ جاں ناز تو چہ کم گردد	گر جانب بد روزاں روزے نظر اندازی



۷۰۵

کت گفت کہ شہرے را بدہی بکرم دستے
چوں وقت حسنؔ آید از پاش در اندازی



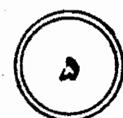
۷

درستم را ستم یک رائے و یک روئے	کجی در من نہ بینی یکسر موئے
عروس دہر تا در جلوہ آمد	دلم ہرگز نظر ننداخت ہر سوئے
کہ خواہد آں عروس بیوفا را	کہ ہر روزے کہ نوشد تو کند شوئے
یکے چوں بگذرد دیگر در آید	بآمد شد عمارت یافت ایں کوئے
ہمہ بر طبع خود کم می تواں یافت	طبائع را تنافی تہاست در خوئے
نہ در ہر روئے بینی رنگ یوسف	نہ در ہر پیرہن دریابی آں بوئے



۷۰۶

نباشد حاسداں را با حسنؔ خوش
بتابد زنگبار از آئینہ روئے



۵

اے کہ لاف از عالم من میزنی	ترک عالم کن گر ایں فن میزنی
دین و دل دادی بدنیا اے عزیز	دوستاں را کفش دشمن میزنی
رو زبانِ خویشتن را سر ببر	بے زباناں را چہ گردن میزنی

کوہ را سنگ فلاخن میزنی	عربدہ با چرخ داری اے عجب

(۷۰۷) اے بمعنی صد شہے ہیچوں حسنؔ
چوں بمعنی میرسی تن میزنی (۵)

ولے چوں حد حسنِ او ندانی از کجا گوئی	دلا خواہم کہ یک ساعت تو وصف یار ما گوئی
کہ احوال گدائے چند نزد بادشا گوئی	مرا باریست در دل اے امیر بار ہیچ افتد
بشارت نامۂ عشق ہست نام یار ما گوئی	چو نامش بشنوم غمہا بشادیہا بدل گردد
من از تو خود نیازارم ندانم تا چہا گوئی	ہمہ دشنام گوئی گر سلامی گومیت جاناں

(۷۰۸) ہمہ ز انعام عام تو رسیدہ بر سر گنجے
حسنؔ اینک بکنج صبر مشغول دعا گوئی (۶)

کہ نو شد با تو شرط دوستداری	بیا اے تازہ سروِ جویباری
ہمہ ہنگامہ پرہیزگاری	بیک نظارہ رویت بہم زد
بزن چوگاں کہ تو چابک سواری	ہمہ پیش تو سر گرداں چو گوئیم
سرشک ماست یا خون شکاری	چرا سرخست آں دامن قبایت
دریں کلبہ نگنجد آں عماری	خیال روئے تو وانگہ دلِ من

(۷۰۹) حسنؔ یار تو شد تو یار او شو
کہ یاراں ایں چنیں کردند یاری (۶)

اے برخ شمع بتاں چشم و چراغ دل توئی	روز من از تست روشن اختر مقبل توئی
عالم باطن تو داری میل ظاہر حکم نیست	در زباں با دیگراں مشغولم و در دل توئی
گر بکنج خانہ شینم نور آں خانہ ز تست	ور سفر پیش آیدم ہمراہ و ہم منزل توئی
در سواد زلف تو اشکال بینم مو بموئے	من نمیدانم معماداں آں مشکل توئی
پرسم از ہر ساربان کت چیست در محمل بگو	پرسم از محمل ولے مقصودم از محمل توئی

۷۱۰	اے حسن جاں برفشاں بر صورت مقبول یار با تو زاں گویم کہ ایں احوال را قابل توئی	۷

من کہ باشم تا مرا تشریف ہمرازی دہی	کاش کز پابوسی خویشم سرافرازی دہی
نزد عشقت پاک میبازم ولے ترسم ازانکہ	کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی
چشمت از خنجر گذاری عالمے را خوں بریخت	غمزہ را دیگر چہ شغل ناوک اندازی دہی
بندہ خود را میکشد ہیبت زمانے خوش بدہ	وہ چہ خوش باشد اگر تیغے بایں غازی دہی
طرہ را از خال یکسو کن کہ نیکو ناید آنک	دزد را باآں چناں طرار آنبازی دہی
تحفہ میسازم از نقد سخن در وصف تو	تا من درویش را ملک سخن سازی دہی

۷۱۱	گر بنوشی دردے از خمخانہ درد اے حسن داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی	۷

اے عشق ترا بردل من منت جانی	جاں را بتو بخشم کہ تو جاں بخش جہانی
ایں دیدہ ما سوئے تو دائم نگراں بود	اے رفتہ و بگذاشتہ بر ما نگرانی

باید کہ یکے شرط کنی با من ازیں دو
یا خود برسی یا دل ما را برسانی

از درد غمت بر جگر سوختہ داغیست
اے بیخبر از درد تو ایں داغ چہ دانی

پرویز نصیب از لب شیریں چو شکر برد
ما را شکرے بخش کہ شیریں ترازانی

ایں درد چنانست کہ گفتن نتوانم
ور نیز بگویم تو شنفتن نتوانی

۷۱۲

تا چند حسن عشق شراب و غم شاہد
باز آکہ زپیراں نہ پسندند جوانی

۹

افتد کہ سوئے گوشہ نشیناں گذر کنی
سر در خرابۂ من بیچارہ در کنی

اے رفتن خوش تو بہ از چشمۂ حیات
روزے بود کہ جانب ما ہم گذر کنی

امروز آشتی کنی و مہر و مرحمت
ناز و عتاب و عربدہ روز دگر کنی

گفتی بداغ خاص مکرم کنم ترا
ایں وعدہ را امید وفا ہست گر کنی

قصہ ہمی ستانی و ما ہم بایں خوشیم
گر ایں طرف بگوشۂ چشمے نظر کنی

دی گفتیم بخون تو شمشیر تر کنم
ہم عاقبت برفتن من دیدہ تر کنی

گوشے بدرد دل نکنی ہم خوشیم ما
گر اینطرف بگوشۂ چشمے نظر کنی

۷۱۳

چوں بر در تو جاں دہد از دوستی حسن
باید کہ دوستان دگر را خبر کنی

۶

دُر در صدف آں آب ندارد کہ تو داری
مہ بر فلک آں تاب ندارد کہ تو داری

یا خال خوش و خط ترا فزوں تر ای ماہ
سرو آں ہمہ اسباب ندارد کہ تو داری

چشم تو بیک غمزہ جہاں بستد و نرگس
این دولت در خواب ندارد کہ تو داری

عالم ہمہ تو نیک است تو بخشائے کہ سلطاں
این گوہر نایاب ندارد کہ تو داری

نوروز بفصل گل و در صد ورق وے
یک فصل ازیں باب ندارد کہ تو داری

(۷۱۴) بوے بحسن دہ کہ شود مست آں لطف
کیں لطف مے ناب ندارد کہ تو داری (۵)

جگرم بے تو کبابست تو ہم میدانی
دلِ دیوانہ خرابست تو ہم میدانی

دوستی نیست کہ در باغ نشینم بے تو
باغ بے دوست عذابست تو ہم میدانی

بامید تو کنم صبر و لیکن چہ کنم
عمر در عین شتابست تو ہم میدانی

ہم ازاں تشنہ نوازی کہ لبت کرد شبے
جان من در شکر آبست تو ہم میدانی

(۷۱۵) از حسن ایں چہ سوالست کہ معشوق تو کیست
ایں سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی (۵)

بخون دیدہ می غلطم چو مستے
چرا اندہی دریں غرقاب دستے

چرا چوں تو بتے در پردہ باشد
مگر از ننگ چوں من بت پرستے

اگر سروت چنیں زیبائی خواست
جہاں از فتنہا ایمن نشستے

شکست قلب مسکیناں گر از تست
مرا فتحیست اندر ہر شکستے

(۷۱۶) اگر خون حسن را ریخت چشمت
چہ میرنجی خطائے کرد مستے (۷)

ے ازیا

گلے یا سرو یا بدر منیری
بہ ہر وجہے کہ گویم بے نظیری
برے ناخوردہ از نخل جوانی
دریں حسرت بسر بردیم پیری
دل و دیں خدمتی تست بپذیر
سرے شکرانہ گر ہم می پذیری
زگور کشتہ ات می آید آواز
کہ یارب قاتل ما را نگیری
یکے در ہمت ذرہ نگہ کن
ہوائے کیستش با آں فقیری
اسیرت خواہم ایں دل را و ہرگز
خلاص او نخواہم زاں اسیری

۱۷ — ۷

حسن عمر تو از نو تازہ گردد
اگر در پائے مہ رویان بمیری

زہے روئے خوبت بہار خوشی
غم تو مرا غمگسار خوشی
تو سروے ز بالا رواں کردہ خوش
من از دیدہ ہم جویبار خوشی
رخت خوشتر از روئے گل در بہار
خط تو بر و نو بہار خوشی
ترا گر دلب سبزہ زارے خوشست
مرا از مژہ لالہ زار خوشی
مرا دوش با تو شبے بود خوش
نہ شب بود بل روزگار خوشی
لبت پر مے و چشم ہا پر خمار
شراب خوشی یا خمار خوشی

۱۸ — ۹

غزل خوب خواہی حسن را بخواں
کہ یادت دہد روزگار خوشی

اے کہ سر تا بقدم جاں کسے
جاں کشم پیش تو جاناں کسے

ا؎ بہ ہر د صفے ۲؎ ہمیں حسرت رسانیدم بہ پیری ۳؎ ز

چند دشنام چو زہرم بدہی | اے بہ بوسہ شکرستان کسے
زلف چوں چتر سیہ بازکشائے | اے بدیں قاعدہ سلطان کسے
خانۂ چشم زدم آب و لے | تو کجا آئی مہمان کسے
خال تو دل ستد و باز نداد | نیست ایں طفل بفرمان کسے
نیست در عہد لب کافر تو | نا خلل یافتہ ایمان کسے
خوانی از طنز مرا کافر دل | چہ تواں گفت مسلمان کسے
داغ کردی چو دلم صد جا بیش | بیش ازیں داغ مکن جان کسے

(۷۱۹) صد سخن داں چہ حسن عاشق تست
اے تو معشوق سخن دان کسے (۷)

بگرداں نگارا شراب خوشی | بما تشنگاں در دہ آب خوشی
کہ مارا ز زلفت شبے خرم است | ز روئے خوشت[1] ماہتاب خوشی
من از ناز مستانۂ تو خراب | تو مست خوشی من خراب خوشی
لبت خواہم آخر زبانے بدہ | سوالے خوشی را جواب خوشی
چو خوش بود دوشینہ مطرب کہ داشت | سرود ترے و رباب خوشی
وے سالہا شد کہ ایں بخت من | بخفت است نا دیدہ خواب خوشی

(۷۲۰) حسن کار بختت ناخوش مشو
خمش باش و درکش شراب خوشی (۷)

[1] تو ہم

یکزماں گلگشت گر در جانب صحرا کنی
صد ہزاراں زاہداں را بیدل و شیدا کنی

شہرے اندر عشق خود اے شوخ رسوا کردۂ
بس کہ آخر چند کس را ہمچو من رسوا کنی

ایکہ در عالم بحسن خویش لیلیٰ گشتۂ
چند چوں مجنوں مرا سرگشتہ ہر جا کنی

خاک گشتم بر سرِ رہ کو فتادم بہرِ آنکہ
بو کہ یکدم[1] ایں تن مارا بخاک پا کنی

فتنۂ روئیت شدم اے فتنہ انگیز جہاں
وہ کہ تا کے خلق را بے دین و دل چوں ما کنی

مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ
یا ہمی خواہی کہ باز از سرمرا رُسوا کنی

۷۲۱	چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب اے حسن تا کے حدیث آں رُخ زیبا کنی	۶

اے رُخ چوں زہرہ ات رشک رُخ مشتری
حاصل ازاں اخترت حاصل نیک اختری

بے رخ چوں زہرہ ات ماہ ندارد کمال
بے لب چوں شکرت آب ندارد تری[2]

نوش لبا وقت بوس زلف چہ آری بلب
زلف ز لب دور دار دیو ز انگشتری

خوئے زبرت باز شد بند قبا باز کُن
زانکہ خوئے بشود زاں برخ مشتری

خیز بدو رُخ یکے آتش موسیٰ نمائے
اے کہ بدو لعل تر زاب خضر خوشتری

۷۲۲	شو بہ[3] حسن ختم کُن خاتم گویائے خود زانکہ بروے میشود ختم سخن گستری	۷

مرا بروز غم امروز یار بایستے
صد اندہ ست یک اندہ گزار بایستے

گزار بردر گورم در آرزوئے فلاں
یک آرزوئے فلاں درکنار بایستے

[1] بو کہ یکرہ ایں تن افتادہ خاک پا کنی [2] شیدا [3] بری [4] تو

مرا خود آه درونه ببرد از سروقت	دریں چنیں سروقت آه یار بایستے
طبیب چونکه مرا شربتے دهد گویم	که چاشنی ز لب آں نگار بایستے
منم غریب ز شهر و توئی غریب ز من	هوائے غربت ما سازگار بایستے
من از غم دل و دل در هوائے یار بسوخت	عجب ازیں دو یکے برقرار بایستے

(٤٢٣) حسن تو در صفت عشق استوار کردی پائے
ولیک پایه عمر استوار بایستے (٧)

باد آمد و از سرو من آورد سلامے	از دوست سوئے دوست رسانید پیامے
آباد هراں باد که چنداں بدمید او	کاں سرو ده آورد یکے سر بسلامے
اے هدهد نامه بر عشاق اگر صبح	افتد سوئے آں کبک خرامنده خرامے
خدمت برسانی و بجز تو که رساند	در بارگه شاه زمیں بوس غلامے
کے باد برد نامه و هدهد خبر آرد	ایں خستهٔ صحرائی و آں رستهٔ دامے
آه ایں چه هوا و هوس است آه که نبود	ناپخته تر از هیچو من سوخته خامے

(٤٢٤) برخیز حسن گام طلب در ره حق نه
کالحق نرسی جز که ازیں گام بکامے (٧)

چشم شوخ تو که در عین دغا اندازی	مهره برچید ازیں سوخته بازی بازی
من بمانده بخطر خانهٔ مات و تو[2] هنوز	دست در مهرهٔ بدمهری خودمی یازی
با تو من[1] دایم شطرنج وفا خواهم باخت	گرچه تو خود بجفا لعب دگر آغازی

[1] با تو من دانم شطرنج وفا قایم باخت   [2] نو

ببری از شہ انجم گرو حسن تمام
گر دو رُخ را تو دریں عرصہ بہ پیش اندازی

کردم ہا مید ز دل طرح چو میدانم انکہ
با چو من مفلس بے مایہ تو کمتر سازی

زلفِ کج میشکنی چوں روش فرزیں باز
ایں چہ منسوبہ فتنہ است کہ می پردازی



۷۲۵

دست بردے بنمایم دو جہاں را چو حسن
بحریفیٔ خودم یک نفس ار بنوازی



۷

مہ من چہ باشد اگر گہے سوے دوستاں گذرے کنی
بمراد ما نفسے زنی بہ نیاز ما نظرے کنی

شب من نگر کہ چہ تیرہ شد متوقعم بعنایتت
کہ نقاب بر فگنی ز رُخ شب تیرہ را سحرے کنی

چو بہ پیش تیغ تو سر نہم غلطست گر پے کشتنم
ز خط سیہ سپہے کشی ز صف مژہ حشرے کنی

بچہ اروم ز صف غمت کہ درید قلب مرا ہمہ
تو توانی از سر زلف خود کہ نشانہ را ظفرے کنی

دل خستہ را بنمایت بامید آنکہ مگر گہے
ز رخ و ز لب مددے دہی ہم ازاں دو گلشکرے کنی

چہ غمست ازیں مرضم اگر بعیادتم قدمے نہی
چہ خوشست بر لحدم اگر بزیارتم گزرے کنی

حسن از طریق رضائے تو دگرے نکردہ بجائے تو

۱؎ بدیں تعبیہ ۲؎ زلف کر میشکنی چوں روش فرزیں باز۔ ۳؎ کج میبازی۔ ۴؎ شبنم
۵؎ ز رخ و بلے مددے دہی ہم ازاں گل و شکرے کنی۔

(۷۲۶) نسزد کنوں بوفائے تو کہ بجائے او دگرے کنی (۶)

بوسے بدہ از شکر چہ پرسی
رو باز کُن از قمر چہ پرسی
بر دار نقاب از رخ خوب
اوصاف بہشت بر چہ پرسی
گفتی کہ چہ حال شد دلت را
دل سوختہ شد دگر چہ پرسی
سوزِ دلِ خویش با تو گفتم
بریاں شدن جگر چہ پرسی
لختے سخنانِ بندہ را باش
چندیں زدرو گہر چہ پرسی

(۷۲۷) جاناں خبر حسن زمن پرس
از قاصد بے خبر چہ پرسی (۷)

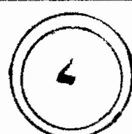
بیا ساقی کہ قوت جاں تو داری
بالماس اندروں مرجاں تو داری
قدح میداں و مے رنگیں کمیتے
بعیاری چنیں میداں تو داری
سراز چوگان زلفت ہر کہ برتافت
سرش را گوئے کن چوگاں تو داری
دلم جانِ تو از چشم تو دارد
مے چوں چشمۂ حیواں تو داری
چو مے دادی بگو نقل از کہ خواہم
شکر در پستۂ خنداں تو داری
نمک را عاشقاں آں نام کردند
بحمد للہ کہ امروز آں تو داری

(۷۲۸) حسن دور سخن بر یادشہ نوش
کہ آں معنی دریں دوراں تو داری (۹)

در جاناں زدن کاریست جانی — دلا آں در مزن تا در نمانی
چو میدانی شب آمد ایں جہاں را — یکے شمعے برافروز آں جہانی
مراد از شمع نور عشق دارم — مرادِ من ہمن کے میرسانی
گر ایں رہ میروی ہشیار میرو — تو ناز نازنیناں راچہ دانی
نثار افشاں تیغ یار جانست — از و تیغ و ز عاشق جاں فشانی
بجاناں داد عاشق جان خود دوش — شباب بارے برآسود از گرانی
بشہر امروز آوازہ چنانست — کہ نیکو مرد آں بدزندگانی
بہ موسیٰ گو کہ بر ہر کوہ تیغ است — ولے بر طور تیغ لن ترانی



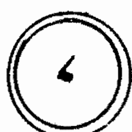
بہ تیغ عشق شو کشتہ حسن وار
اگر خواہی بقائے جاودانی



سرچشمۂ نوش است دہانے کہ تو داری — سر رشتۂ عشق است میانے کہ تو داری
کوثر بحضورت نکشاید دہن لاف — کابش ببرد آب دہانے کہ تو داری
گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم — بر بندہ یقین است گمانے کہ تو داری
بشکست صف عقل مرا غمزہ و ابروت — صفہا شکند تیر و کمانے کہ تو داری
از نوک مژہ چاک زدی جوشن صبرم — جوشن چہ کند پیش سنانے کہ تو داری
گر فتنہ بعالم فگند قامت خوباں — بارے ہم ازاں سرو روانے کہ تو داری



گفتی حسن آشفتہ خوبان جہانم
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری



چو دل را رفتہ می بینیم بارے | بیادت شاد بنشینیم بارے
زخوباں یک نظر وجہ زکات ست | بما بنگر کہ مسکینیم بارے
چہ بینم ایں جہاں بیوفا را | بیا یکدم ترا بینیم بارے
بہ جو خرما گہے خارے بما زن | کہ گر خشکیم شیرینیم بارے
دریں رہ کار کارِ بیخودانست | تو باخود باش ما اینیم بارے
چو جام پارسائی خورد بشکست | ازاں لب جرعہ بگزینیم بارے

۷۳۱ — حسن گر مذہب تقلید خوش کرد / بکن گو ما بریں دینیم بارے — ۷

گرہ زد باز بر زلف بلائے | بہ ہر موئے مسلسل مبتلائے
بنام ایزد زہے خال و زہے زلف | بلالے ہمنشین مصطفائے
بکعبہ بردنم حاجت نداری | کہ من دارم درِ حاجت روائے
نہادہ خال بر رخسارۂ خوب | فزودہ دلبرے بر دلربائے
بیا اے آنکہ ہستی طالبِ دُر | دریں دریا بہ میزن دست و پائے
مرا گوئی کہ جائے او نشاں دہ | بگویم گر نہ خواہی گفت جائے

۷۳۲ — حسن صد بار سر آشنائی / بگوید گر بیابد آشنائے — ۷

کہ می آرد ز زلف یار بوئے | خط صلحے ز ترک جنگ جوئے

فروشد دل دراں بالا و ہرگز | نگفتم ہیچ بالا و فروئے
اگر روزے ازاں رخ فال گیری | زہے روز خوش و فال نکوئے
گل ارچہ تو بر تو شد ہمہ لطف | نشد ہمتائے او در ہیچ توئے
بہ یوسف چشم روشن داشت یعقوب | چنینہا چشم دارند از چو توئے
کجا پیراہنِ یوسف کجا ما | بندست از سرِ گیسوش بوئے

(۷۳۳) حسن تو جاں بجاناں دہ کہ خوبست
فدائے خوب روئے خوب گوئے (۷)

زہے دل کز جہاں جانش تو باشی | زہے جانے کہ جانانش تو باشی
گرایں دل را بتفت عشق سوزند | دراں دوزخ گلستانش تو باشی
دلم در تنگنائے مرگ ماندست | کجا میرد اگر جانش تو باشی
شو دمرغانِ عرشی را نوا بخش | ہراں بلبل کہ بستانش تو باشی
چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس | دراں مجلس کہ ریحانش تو باشی
مژہ چوں چتر میدارد مرصع | بشرط آنکہ سلطانش تو باشی

(۷۳۴) بامیدت حسن با درد خو کرد
خوشا دردے کہ درمانش تو باشی (۷)

اے دو چشم مرا تو بینائی | کس مبینا و درد تنہائی
چشم از طلعت تو روشن بود | در کہ بینم چو رفت بینائی

ـــــ
ٖـہ بمعنی تہ

هر چه بایست آدمی باشد | همه دارم ولے[1] تو می بائی
درد دیدم ز زود رفتن تو | درد دیگر که دیر می آئی
جاں نپاید اگر نپائی تو | جان من پیش ازیں چه پیائی
هر کرا پائے بند گشت فراق | عاقبت سر کشد برسوائی

٧٣٥

حسن ایں جا سرشک خوں می بار
یار یکبارگی شد آنجائی

٧

دلم را در ہوائے خویش بستی | مرا بیدل رہا کردی و جستی
که میگوید که رفتی از برم دور | ز دیده خاستی در دل نشستی
مرا گفتی دل تو نشکنم بیش | اگرچه عهدها کردی شکستی
لب شیرین تو تا هست میگوں | مرا از سر نخواهد رفت مستی
بهل مستانه در پایت شوم پست | مثل نشنیده مستی و پستی
بکویت آمده در خور چه بینم | دروں کعبه نتوں بت پرستی

٧٣٦

حسن چوں از دو عالم در تو آویخت
براں بے خانماں در از چه بستی

٥

ترک من دی گزر به خم کردی | مست گشتی و راه گم کردی
مست گشتی و تند راندی رخش | مور بیچاره زیر سم کردی
گفته بودم که دل نخواهم داد | من نه دادم تو اشتلم کردی

[1] کنوں تو می آئی

تانہ گردند گرد گنج رخت
مارزلفت درازدم کردی

۷۳۷

حسنؔ از ساکنانِ صومعہ بود
تو بشوخیش وقف خم کردی

۶

اے سروِ روان جویباری
روزے ننواخت روزگارم
سرمہ کنم استخوان خودرا
ما دشمن عقل وجاں خویشیم
کارم بہ تمام کرد ابتر

مابے توچو بلبلاں بزاری
تو ہم بہ مزاج روزگاری
باآنکہ بدیدہ درنیاری
اے دوست بیا کہ تاچہ داری
بہ زیں نبود تمام کاری

۷۳۸

بنشست حسنؔ بزلف او دل
جیفست گرش فروگزاری

۵

اے تو بہ حسن پادشاہ بندہ نواز کیستی
دُر بزرگ قیمتی تاجِ سرِکہ میشوی
روئے تو زنیکوئی بردہ زماہ چاردہ
اے بکرامت آمدہ بر سر وقت بندگان

پردۂ ماہمیدری محرم راز کیستی
سرو بلند قامتی عمر دراز کیستی
اے ہمہ داوٗہات خوش چاردہ باز کیستی
حاجتِ ماروا کنی سرِ نیاز کیستی

۷۳۹

بندہ حسنؔ بصد زباں گفت کہ بندۂ توام
تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی

۷

بیا که بر همه خوبان شهر شاه توئی — چو غنچه در صف گل صاحب کلاه توئی

کله بپوش که فرمان هر دیار تراست — کمر ببند که سالار هر سپاه توئی

زهے نشاط دراں سینه که منزل تست — زهے رواج دراں کشورے که شاه توئی

بروشنانِ فلک حاجتے ندارم ازانک — مرا بروز و بشب آفتاب و ماه توئی

ز دست تو بکه نالم زمام حکم تراست — ز تو بسوئے که گریزم گریزگاه توئی

هراس چیست چو امید مرحمت از تست — گناه چیست چو بخشنده گناه توئی

(۷۴۰) کدام قاضی حکم حسن تو اند کرد — که هم میانجی و هم خصم و هم گواه توئی (۷)

چه گلے که هیچ غنچه نبود بدیں جوانی — چه بتے که هیچ سروے نبود بدیں روانی

سفرے چو تو عزیزے ز نظر بود نه از دل — خبر از بروں چه پرسم که تو در درون جانی

تو عناں بدیں طرف ده چه رسول میفرستی — تو بیا سلامت اینجا چه سلام میرسانی

بجمال جانفزایت که عزامتست برمن — اگر ایں حیات گیرم بحساب زندگانی

همه روزه می نشانی غمِ تازه بر دلِ من — چه شود شبے نشاطے ببری برو نشانی

به هوائے یک حدیثت من و صد هزار سودا — به مفرحے مدد کن هم ازاں شکر که دانی

(۷۴۱) بجمال حسن وقتے ز حسن ربوده دل — دل و جاں فدائے رویت که هنوز هیچ دانی (۵)

من و آهِ سحرگاهی تو از جانم چه میخواهی — منم درویش و تو شاهی مرا با تو چه همراهی

سراز دام تو نتواں تافت میکش ہرچہ میگیری	مجال دم زدن ہم نیست میکن ہرچہ میخواہی
بگرد نقطۂ خورشید مشکیں دائرہ برکش	ممالک را مسلّم کن بطغرائے شہنشاہی
تو از درد فراق من چہ دانی زانکہ دریارا	چہ معلوم است تاب اوچگونہ می تپد ماہی

۴۲ ء	زغمہائے حسن اے جاں اگر آگہ نئی شاید ز اندوہ تہی دستاں تونگر را چہ آگاہی	۹

وعدہا میکنی و میگذری	شادمانی مانی نگری
ہر سحر یک دوگام پیشتر است	آہ من از ستارہ سحری
نشد از من خیال زلف و رخت	من ندانم فسون دیو و پری
کس بحسن تو نیست در عالم	خود تو از حسن عالمے دگری
اے بوقت طلوع بدر منیر	وے بگاہ خرام کبک دری
نہ سلامے دہی نہ دشنامے	نیک بیگانہ وار میگزری
من ہمہ عمر خود ندانستم	کہ ہمہ عمر نام من نبری
ہم بجان عزیز جات کنم	کہ ہنوزم ز جاں عزیز تری

۴۳ ء	حسن از عشق مست و بیخبر ست تو ازاں مست خویش بیخبری	۹

اے بشوخی نہادہ بنیادے	از غریباں نمی کنی یادے
دل گرفتار غمزۂ تو بماند	بیگناہے اسیر جلادے

چشم تو جاں ستاں و لب جانبخش	ہر یکے در فن خود استادے
داد جستم ز گیسوئے تو بتافت	تا فنِ چیست گر نمیدادے
کو نسیم صبا کہ از زلفت	ہر کجا مشکلست بکشادے
زلف تو تو بہ مرا ماند	کہ ہمی بشکند بہ ہر بادے
اے کہ تا دور عالم است نزاد	از تو زیبا تر آدمی زادے
دلِ ویرانِ من بدولت عشق	ہست امروز محنت آبادے

(۷۴۴) بہ کہ در پایت او فتم چو حسن
نیست مارا جز ایں بہ افتادے (۷)

اے رخت اوراق گل را محملے	خود توئی سر دفتر خوبی بلے
سرو ہرگز رہ بر فتارت نبرد	ہرگز ایں اقبال یابد کا ملے
عقل عشقت را ندیدہ آخرے	آنچناں در آفرینش اولے
از کراں ناید نشانے با تو راست	یکدو بینند ہر کجا ہست احولے
دل بجاں بستہ چہ آید بر درت	در حرم نبود جنب را مدخلے
از قدومت ہر مقامے روضۂ	وز فراقت ہر رباطے مقتلے

(۷۴۵) با حسن گفتی چرا عاشق شدی
صد جوابست ایں سوالت را و بے (۵)

زہے با عاشقاں تو کردہ نازے	چو ناز تو مرا با تو نیازے

همه شب در خم آں زلف شکیں — چه پرسی محنتے دارم درازے
بود گاہے که بمهمانِ من آئی — شوی بیچارهٔ را چاره سازے
چرا بیمار خود را جاں نبخشی — نمیدارد عفی الله جاں نوازے

٧٤٦ — **٧**

حسن گر روئے تو قبله نسازد
مباد اکش قبول افتد نمازے

جاناں اگر امید من از تو روا شدے — جاں در بلائے ہجر کجا مبتلا شدے
خورشید رویت ار نشدے غائب از نظر — ایں روز روشنم شب تیره کجا شدے
از دست وعدہائے تو یا رب آمدم — یا رب چه بودے ار یکے از صد وفا شدے
من ایں جدائی ار مثلاً دیدمے بخواب — ہستم براں که بند ز بندم جدا شدے
تو کعبه منی و چه بودے که از تو ام — طاعت قبول گشتے و حاجت روا شدے
چوں خواست بود روز فراق تو عافیت — اے کاش کایں بقائے دو روزه فنا شدے

٧٤٧ — **٧**

کے کردے بجوں چو حسن ہر دم آشنا
آبِ حیاتم ار نفسے آشنا شدے

نظر بر ہیچ غمخوارے نداری — وگر داری بمن یارے نداری
طبیب عاشقانت نام کردند — ولے تیمار بیمارے نداری
بہ بسمل کردنم ہر دم کشی تیغ — مگر جز من گرفتارے نداری
اگرچه سوختی جان و دل من — ز من دلسوز تر یارے نداری

بروائے عقل ما دانیم و عشقش | تو با ایں کارہا کارے نداری
بروائے مدعی عمرت حراست | کہ دل داری و دلدارے نداری

(۷۴۸) دکان لاف مکشائے حسن باز
کہ چنداں روز بازارے نداری (۶)

رفتی و رسم وفا برداشتی | خشم را حدیست آخر آشتی
داشتی در دل کہ بیجانم کنی | کردی اے جاں انچہ در دل داشتی
خشم را از سر فگن چوں خوب نیست | آشتی کن آشتی کن آشتی
گفتی از تو نگذرم نگذارمت | عاقبت بگذشتی و بگذاشتی
روز عمرت بر سر آمد ہوش دار | تا بکے در بند شام و چاشتی

(۷۴۹) اے حسن عاشق شدی رافت مجوئے
گندمت ندہند چوں جو کاشتی (۵)

گر غم تست روزیم مونس روز غم توئی | ور ستمے رسد ز تو داور آں ستم توئی
کعبۂ دل بخون جاں پاک بشستم از بتاں | جز تو کہ رہ برد دراں محرم آں حرم توئی
وعدہ قبول کردۂ نعمت خود تمام کن | منت غیر چوں برم زانکہ ولی نعم توئی
صفحۂ جاں عاشقاں ہست بخوں رقم زدہ | خود چہ حساب میکنم حاصل آں رقم توئی

(۷۵۰) روز قیامت ار حسن ہمچو شمار ہر کسے
عرض سخنوراں شود وصف شاں علم توئی (۶)

اے چو ہلال داشتہ شخص مرا بلاغری	در دو ہلال خود نگر بیں دو کواکب دری
سی و دو کوکبت بمن راجع دار تا مگر	بیست و دو سالہ عمر را باز بہ جبت آوری
یوسف اگرچہ روشنست آئینہ جمال زو	یوسف عہد ما توئی آئینہ کو کہ بنگری
تا ز تو قوتے ہمی یابد اساس حسن تو	بر دل من قوی بود قاعدۂ قلندری
کارد باستخوان و تو خوردہ ز ظلم خون ما	گر پری استخواں خورد تو ہمہ خوں چرا خوری





روئے تو مشتری حسن از پے حوت می تپد
ہم تو بران مقیم شو کوست مقام مشتری

اے ز بہار تازہ تر سوئے بہار میروی	پیش تو گل پیادہ شد تا تو سوار میروی
خلق بجوئے تو دواں شد سوئے باغباں رواں	اے تو بہشت نیکواں تو بچہ کار میروی
رشک فریب تاختہ تیغ کرشمہ آختہ	زلف کمند ساختہ سوے حصار میروی
غمزہ چو تیر داشتہ زہر براں گماشتہ	رحم فروگذاشتہ زخم گزار میروی
رہ چو صبا نوشتہ تازہ چو گل گذشتہ	کبک خرام گشتۂ گام شمار میروی





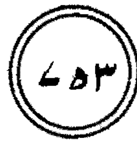
اے ہمہ دل بدام تو بندہ حسن غلام تو
ہفت زمیں بکام تو تو ز کنار میروی

اے کس چو تو نہ از چو منے سیر چرائی	چوں دور زمانہ بکسے دیر نپائی
دور از تو چو تو دور شدی بند ز بندم	از درد جدا گشت نے درد جدائی
سرو کہ سوئے کس نکند میل بہر باد	امروز چہ بادست کہ ایں سوئے گرائی

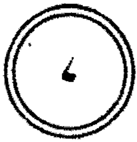
مہمان منی خانۂ من تنگ تراز دل
دل خانہ تو سازم اگر تنگ نیائی

جان تو کہ من بے تو ندانم کہ کجایم
اے جانِ من آخر تو ندانی کہ کجائی

افلاس مرا طعنہ مزن بہرِ خدا زانک
کاقبالم وادبارم حکمت خدائی



تدبیر چہ سازد حسن اکنوں کہ بر آمد
نام تو بسلطانی و نامش بگدائی



اے ماہ کہ شمع ہمہ خوباں طرازی
روے چو مہت ہست چو شمعم چہ گدازی

امروز دریں کار مرا چارہ کہ سازد
گر چارۂ کار من بیچارہ نسازی

ہرگز نتواں داشت نہاں راز دل از تو
کز گوشہ نشینان نہاں خانہ رازی

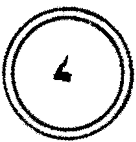
پیوستہ بدنبالۂ چشمت رود آں خال
ہندو بچہ با ترک کماندار ببازی

بر حلّۂ نیکوئی ترکاں چو طرازند
لیکن تو ورائے ہمہ ترکان طرازی

از بہر سجود در تو دوش ہمہ شب
رخسارہ خود کردہ ام از دیدہ نمازی



از تو نبرد بندہ حسن جاں بحقیقت
کیں عشق حقیقی ست نہ سودائے مجازی



اے سرو خوش خراماں یارب چہ خوش خرامی
جانم فدائے نامت با من بگو چہ نامی

سرکش چو نہ سپہری روشن چو ہفت کوکب
در چاردہ نباشد ماہے بدیں تمامی

تا عارض تو باشد سیماب گوں در افشاں
گر سیم خود بپوشم نوعے بود زخامی

با آنکہ دُرِ وصلم بخشیدۂ تو خواہم
زاں لعل آبدارت یک چند بوسہ وامی

عذرست گر ز چشمت تیرے رسید مارا
گوئی تو کعبۂ دل دل کمترین غلامست

بے قصد بود دائم "رمیًا بغیر رامی"
اے کعبہ راکشیدہ در حلقۂ غلامی

(۷۵۵)

سہلست اگر حسن را کردی بکام دشمن
باید کہ دوستش را بینم بدوست کامی

(۵)

اے یار بیعتے کن کز یار برنگردی
گر روزگار با من زنہار خورد برگشت
یاری چو کردی از نو درگردنت کہ من بعد
سرمایۂ جوانی بس اندکست جاناں

امسال یار باشی چوں پار برنگردی
تو خون جان من خور زنہار برنگردی
یاری کنی و ہرگز از یار برنگردی
تا گرد اندک خود بسیار برنگردی

(۷۵۶)

ہر بار از حسن گر برگشتہ نگارا
بارے امیدش اینست کیں بار برنگردی

(۶)

اے دل بتمنائے غرض خویش نیابی
دردے بتو دادند ترا مایہ ہمانست
زاں سوئے جہانست رہ یافتن دوست
از خویش بروں شو ز در دوست دروں آ
دنیا طلباں را چہ خبر از غم مولے

بے محرم خود مرہم یک ریش نیابی
آں مایہ کہ از دست دہی بیش نیابی
آں رہ بحچپ و راست پس و پیش نیابی
تا گم نشوی گم شدۂ خویش نیابی
ایں گنج بجز در دل درویش نیابی

(۷۵۷)

بگذر حسن از دعوی ہر رمز و اشارت
دعوی ہمہ ہیچست چو معنیش نیابی

(۷)

از کرشمه باز شوری در جهان انداختی — لب فرو بستی و ما را در زبان انداختی

آن دهان پر نمک بر هیچکس پیدا نبود — خنده کردی و شوری در جهان انداختی

شهسوارا ای که بیرونی ز میدان صفت — گوی بردی گفت گوئی در میان انداختی

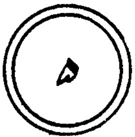
چست بر بستی کمر انگه نه چیزی در میان — یا ز وهمی عالمی را در گمان انداختی

دی که رفتی سوی بستان همچو گلزار بهشت — غلغلی در بلبلان گلستان انداختی

گل دهان باز کرده میزد از شکل تو لاف — رخش بر کردی و خاکش در دهان انداختی



بامدادان نامهٔ دادت حسن گریه کنان
قصه اش خواندی و در آب روان انداختی



ای دو جهان فدای تو تو ز جهان دیگری — باغ و بهار حسن را سرو روان دیگری

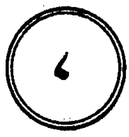
گرد بگرد شهر ما هست هزار گلستان — تو برخان لاله گون لاله ستان دیگری

عقل سپر نمی کند پیش خدنگ عشق تو — زانکه تو در صف بتان سخت کمان دیگری

ز آفت مرگ هیچ تن جان نبرد مگر که من — من بتو زنده مانده ام زانکه تو جان دیگری



ای ز جهانیان ترا مثل نیافته حسن
گرد سرت همه جهان تو ز جهان دیگری



ای قاصد از کجائی از هر کجا که آئی — بنشین که هست در تو سیمای آشنائی

از آستینت ما را پر مشک گشت دامن — این نامه میکشی تو یا نافه می کشائی

دارم بشهر ماهی کز خرمن جمالش — خورشید خوشه چیند مانند روستائی

بادام چشم مستش واں پستهٔ سخن گوے　　جاں بخش جاں ستاند بے دعوی خدائی
عشقش کشید شمشیر در راه لا اُبالی　　سوداش کرد غارت بازار پارسائی
امروز وقت صبحم آمد از وسلامے　　خوش وقت صبحگاهاں آغاز روشنائی



هاں اے حسن شب و روز آید ندا که آخر
روز وصال باشد بعد از شب جُدائی



اے شهد نوشین لبت پاک از همه آلودگی　　به نشیں مگر باز آید چشم زخوں آلودگی
داری جمال بے بدل روئے تو بے مثل مثل　　خالے و خطے بے خلل چشم و لبے فرمودگی
گفتم بر غم عاشقاں آسائشے گیرم ز تو　　استغفر الله زیں سخن عشق تو و آسودگی
اے خون خلقے ریخته وانگه ازاں خوں ریختن　　نه دست تو دارد خبر نه تیغ تو آلودگی



نور حضور تو چناں بر ما تجلّی می کند
کز خود حسن غایب شدست از غایت کم بودگی



الله الله ایں توئی یا رب که مهماں منی　　دوش در دل بودهٔ امروز در جان منی
سر بسودائے تو در بازم که سر باز توام　　جاں بزیر پایت افشانم که جانان منی
مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدهد　　من ازاں مرغانِ تو، تو باغ و بستان منی
خسرو و پرویز گر شیرین شکر بهر دو داشت　　تو بدیں لبهائے شیریں شکرستان منی
اے که عمرے تشنه بودم شکر وصل ترا　　قطرهٔ در کار من کن کاب حیوان منی

گر حسن صد بار میگوید که من زان توام

۷۶۲	کے چناں باشد کہ یک رہ گوئیش آن منی	۵

ای دو چشم در ہوائے لعل تو در خوں یکے | جام جاں پرور کرم کن زاں لب میگوں یکے
ظاہر و باطن بداغ اتحادت سوختم | ہم دروں با تو یکے داریم ہم بیروں یکے
دی ز دردے سینہ با دیوار میگفتم حدیث | خشتہا صد پارہ شد ہر پارہ در خوں یکے
صد ہزار آشوب اگر ہر دم رسد زاہل عرب | باک نبود چوں دل لیلی ست با مجنوں یکے

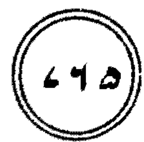
۷۶۳	گر حسن آہے زدے دوش از درون بیقرار برقرار خود کجا ماندے ز نُہ گردوں یکے	۷

ای بہار خرم از رویت گرفتہ خرمی | چوں نسیم گل حریم قدسیاں را محرمی
زلف تو با ایں کہ درہم شد ولے این مکن اد | چند دلہا را فراہم کرد با ایں درہمی
حسن تو ہر روز از روز دگر افزوں ترست | نعمت فردوس را ہرگز کجا باشد کمی
عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون او | آدم آنجا ہا بلغزیدست مسکیں آدمی
کوئی غمہائے تو اندر جائیگاہ جاں رسد | حال اینست و تو ز احوال غریباں بے غمی
گر ببخشی ور بگیری چارہ جز تسلیم نیست | من کمینہ بندہ ام تو بادشاہ عالمی

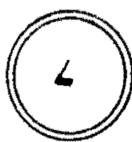
۷۶۴	آستان عشق را بنیاد نو کن اے حسن کیں بنائے زہد را چنداں نباشد محکمی	۷

ای ز طراوت رخت تیرہ شدہ گل تری | غنچہ چہ گر خوش ست و تر در نظرم تو خوشتری

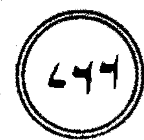
جملہ بتانِ نازنین از ختن اند یا ز چیں	تو ز بہشتی اے صنم بلکہ بہشت دیگری
شکر و گل یکے شوند چوں تو بباغ در شوی	ماہی و مہ قراں کنند چوں تو در آب بنگری
جاں بغمت دہم مگر رحم کنی و دل دہی	سر بر ہت نہم مگر پائے نہی و بگذری
جاں بہ نثار میکشم بر قدمے کہ می زنی	دیدہ قدم کنی ہمی بر طرفے کہ پے بری
روز غم تو مرا ز اشکست گو شکن	من بہ شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری


۷۶۵

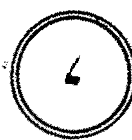
چیست کہ بر شکستۂ از حسن شکستہ دل
خون دلش بخوردۂ ہیچ غمش نمیخوری


۷

باز ایں چہ جور ہاست کہ امسال میکنی	جانم اسیر غمزۂ اقبال میکنی
پیشِ کہ خط نوشتۂ اے شوخ کز جفا	ہر جا کہ الف می نگری دال میکنی
حالی چو نیست در ہمہ میداں حریف تو	خود گوے می ربائی و خود چال[1] میکنی
ساقی بدمے کہ دہد راحتے بعمر	تعجیل عمر بیں تو چہ اہمال میکنی
اے محتسب چو توبہ بدستت نداده اند	خون قرابہ بہر چہ پامال میکنی
جاناں تو از نخست صف صبر می دری	بس قلب عاشقاں را دنبال میکنی


۷۶۶

ایں طرفہ کز حسن کہ ضعیفست و بے نوا
گہ قصد جاں و گہ طلب مال میکنی


۷

پریرو یا بنام ایزد جمال حور عیں داری
مژہ چوں نیش زنبورے دلے چوں انگبیں داری

[1] چال کردن یعنی گرد بردن

که بیند تیز در خالت ز بیم چشم فتانت
که از بهر یکے ہندو دو ترک اندر کمیں داری

اگر مہ روے روشن دارد و گل بوئے جاں پرور
ترا چوناں صفت کردن ہماں داری ہمیں داری

اگر خوباں بساعد ہاے سیمیں خون خلقے را
ہمی ریزند ایں حجت تو خود در آستیں داری

زحال دین من گہ گہ چہ می پرسی تعالی اللہ
مرا چوں خود توئی قبلہ بس انگہ لاف دیں داری

اگر در چیں بتاں باشند گیسو ہاے خم در خم
تو اندر ہر خم گیسوے چندیں جاے چیں داری



حسن گر یار سلطاں وار حکمے کرد بر جانت
ترا آں بہ کہ درویشانہ روئے بر زمیں داری



بہر کجا کہ تو گیسو کشاں دروں آئی
نزار دل شدہ را بند بستہ بکشائی

شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ را نمی شایند
اگر بتاں تو سجدہ بر ندی شائی

بطنز و طعنہ ہمی گوئیم شکیبا باش
تو حاضر آمدہ انگہ مرا شکیبائی

بقامتے کہ نہ پیستت و لے بلند ترا
میان خوبان سرو بلند بالائی

منازعے سخن سرو گر دراز کشد
بگو سخن بدرازیست یا بزیبائی

سگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم
غلام امر توام ہرچہ حکم فرمائی

۷۶۸

اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست
بعمر خویش مبیناد روئے بینائی

۷

چو از شبہائے من آگاہ بودی
چرا روز مرا بدخواہ بودی

نہ روزے بر دل من مہر کردی
نہ یک شب منزلم را ماہ بودی

من از تو چوں شفق در طشت خونم
تو مہ خوش خفتہ در خرگاہ بودی

ز ملک حسن بیشند در ازل ذکر
دراں بعیت تو شاہنشاہ بودی

مرا گفتی سفر کن یا بدل کن
مگر کز عشق من آگاہ بودی

ق

بدل جستم کسے چوں تو ندیدم
سفر کردم تمام ہمراہ بودی

۷۶۹

حسن ایں راہ صاحب نعمتاں بود
تو بارے فی امان اللہ بودی

۵

چہ شد کہ قول حریفاں بگوش می نکنی
مے شبانہ کہ باقیست نوش می نکنی

بیک کرشمہ مرا مست کردہ بودی دوش
چرا ہماں کرم امشب چو دوش می نکنی

ز عشق لعل لبت صد ہزار در سفتم
چہ فائدہ کہ یکے زاں بگوش می نکنی

ز کاسہ سر عاشق گذشت آتش عشق
چہ دیگ اے دل سنگیں کہ جوش می نکنی

۷۷۰

چہ مرغی اے حسن ایں نالہائے دلکش چیست
اسیر دام شدی و خموش می نکنی

۵

چه باشد گر شبی با من بسازی — کنی دلداده را دلنوازی
قیامت کردهٔ از شب کمندی — به از روز قیامت در درازی
اگر رویت نباشد قبلهٔ من — نباشد یک نماز من نمازی
چه شکر می نماید تلخی دوست — چه شیرین نسبت یارب عشق بازی

(۷۷۱) (٦)

حسن کاریست برعکس او فتاده
ازیں سو عجز و زاں سو بے نیازی

حریف من توئی امشب اگرچه مست خرابی — نصیب عمر همینست قدح بیار شرابی
درآمدی و برآمد امید گم شدهٔ من — حدیث من بچه ماند بماهتاب و عرابی
چه نیم مست گذاریم شهر بند تکلف — بیا که عالم عقلم نهاد رو بخرابی
به جستجوئے تمنا مباش تافته ای دل — چو حکم اوست سراسر تو سر ز حکم چه تابی
بدوستی منجم ستاره سعد نگردد — بهم نشینی زرگر کلید گنج نیابی

(۷۷۲) (۷)

منم مقیم در او حسن کجا رسد انجا
که آں مقام ندارد محل خاکی و آبی

خواب دیدم که چو گل خنده زناں می آئی
چوں سمن تازه و چوں سرو رواں می آئی
گرد رخساره نیفشانده بحکم عادت
همچناں نازکناں خنده زناں می آئی

دیده ام رفتن تو نغز تر از چشمۂ خضر
چشم بد دور چه گویم به ازاں می آئی

من چه گفتم چو بدیدم که درا بسم اللہ
جاں کنم جائے تو کز عالم جاں می آئی

چمن آب و گل ایں میوہ کجا آرد بار
بارک اللہ مگر از باغ جناں می آئی

بخت را مانی و بنیاد ہمہ دولت ہا
بخت ایشاں تو که در خانۂ شاں می آئی

۷۷۳

جایگاہت حسن از دیدہ بدل کردہ بدل
چکند کز نظر خلق نہاں می آئی

۶

خه خه چه پرسم از کجا خوے کردہ خنداں آمدی
بسم اللہ اینک نزل جاں کز منزل جاں آمدی

خوش خوش به تخت دل برآ جاں خاک راہ تو چرا
آگاہ ناکردہ مرا ناگاہ مہماں آمدی

گنجے که گوہر چینمت سروے که سایہ شینمت
ماہے که روشن بینمت صبحے که خنداں آمدی

اے شاخ گیسویت علم وے قلب عشاقت حشم
از مشک بر گل دم بدم صف کش که سلطاں آمدی

رخشے چو آتش زیر تو صحرائے دلہا صحن او
خورشید وش کے خاستہ تنہا بمیداں آمدی

(۷۷۴) مسکیں حسن نالاں چو نے مخمور تو ناخوردہ مے
در کلبۂ تاریک وے چوں آب حیواں آمدی (۷)

خط خوش تو کہ سر سبز باد تا دیرے
چو زلف تو بکژی وعدہ داد تا دیرے

بخدمت لب خندانت غنچہ دل در بست
نکو باند دریں اعتقاد تا دیرے

درون دل کنمت جا و لے بہ شک آئی
قدم بر آتش نتواں نہاد تا دیرے

بہ تیر غمزہ جہانے خراب خواہی کرد
کہ مے بداری و تنت کشاد تا دیرے

مگر کہ فاختہ ہم داغ دارد از شب ہجر
کہ می بنالد ھر بامداد تا دیرے

بہار حسن تو خواہیم تا قیامت خوش
پس از قیامت ہم تازہ باد تا دیرے

(۷۷۵) سر از دریچہ بکش یا بکش حسن را زود
کہ بر درت نتواں ایستاد تا دیرے (۷)

دل می طلبی سہلت گر حکم بجا نستے
جان و سر تو جاناں کاں ہم بمیانستے

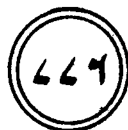
رہ یافتے ار یک رہ دستم بدہان تو
با آں ہمہ تنگی ہم دستے بدہانستے

غنچہ دہن تنگ است تا دیدہ شدہ دل تنگ
خوں میخورد از حسرت کے کاج چنانستے

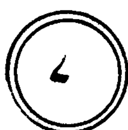
گل رفت و پس از رفتن عیش چہ کنم اے کاج
کو با ہمہ خیر خود چیزے بنو مانستے

انگشتری لعلت پوشیدہ بماندار نہ
ہر جا کہ سلیمانست دیوانہ آنستے

گفتا کہ دراشکست از دیدہ رواں کردم		در گنج سخن گفتی آں نیز روانستے



خط تو بعین عشق افگند جہانے را
ورنہ حسن خستہ ایں حرف ندانستے



دل ضعیف قوی شد بیک پیام کہ دادی
دوگانہ واجبم آمد بیک سلام کہ دادی

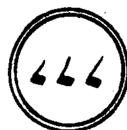
نصیب بود لبم راکنی ز شکر خاصت
کنوں فرشتہ مگس شند صلاے عام کہ دادی

تو دیرمان کہ نماند سہ سالہ مے بہ دوبوست
سہ سالہ مست بماند بدیں دو جام کہ دادی

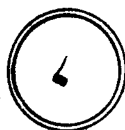
بصف باربرآ دیدۂ لگام بابلق
کہ بر دوکون برآید بیک لگام کہ دادی

عقیقے ازلب لعلت بدیدہ وام گرفتم
چو دیدہ لعل فشاند بگیر وام کہ دادی

پیام دادی وگفتی قرار گیر بہ محنت
مزید راحت من شد ہماں پیام کہ دادی

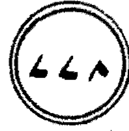


حسن زتست بریں در مقام یافتہ وہ وہ
گرش مقیم گذاری دریں مقام کہ دادی

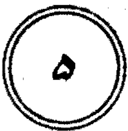


روزم بہ مے فروشد در عشق میفروشے
خردے ولے بخوبی یک فتنۂ بزرگے
در وصل دل فروزے در ہجر سینہ سوزے
ہنگام عشق دادن ہر موے ازو زبانے
دادہ مرا لبالب جو شان مے کہ ازوے
گویند ہست در چین شہر سیاہ پوشاں

دل را ازو ہراسے جان را ازو خروشے
چشمش بغمزہ نیشے لعلش بخندہ نوشے
در ہر سست عہدے در کینہ سخت کوشے
در وقت دلنوازی یکبارگی خموشے
ہر جرعۂ فگندہ در مغز عقل جوشے
در چین زلف او بین ہر سو سیاہ پوشے



پیر خرد حسن را اکنوں مرید گردد
کز توبہ توبہ کردست بر دست مے فروشے

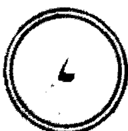


روشن نگرا ز طلعت خورشید چہ پرسی
یارے کہ کند یار من از غیب چہ جوئی
از عقل صفات رخ محبوب نیاید
گفتی بچہ حد ست امید تو بدلبر

کویش طلب از مسند جمشید چہ پرسی
بوے کہ دہد عود تو از بید چہ پرسی
از بوم صفائے رخ خورشید چہ پرسی
تحقیق امید از دل نومید چہ پرسی



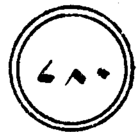
ہر بار ہمی پرسی کا حوال حسن چیست
ہیہات ازیں محنت جاوید چہ پرسی



سرے کہ بر در ایں آستانہ می زنمے
زلفت از سر موے طمع کند شانہ
چہ کرد طوبی با قامت تو پائے دراز

بروں خرام کہ تا زیر پایت افگنمے
بخاک پات کہ دندانہاش بشکنمے
خدائے دست دہد تا زبیخ بر کنمے

تو یار غار منی و مرا چه بهتر ازاں — که عنکبوت صفت بر در تو می تنمے
اگر نه خار غمت می گرفت دامن من — که می گرفت که چوں گل دریده دامنمے
دلے بر آتش سوزاں ہمی زنم یارب — چه سخت جانم گوئی ز سنگ و آہنمے



فسرده ماند حسن از غم جہاں اے کاش
ز آتش غم تو شعلۂ براو زنمے



ساقی بیا که از شب بگذشت نیم پاسے — زاں جام جاں نمانده بر جانِ ما سپاسے
زاں پیش کاورد صبح از زر سرخ طشتے — در ده سبو جہاں را زاں لعل صرف تاسے
با ما پلاس دارد چرخ ار نه در نه بستے — با فاضلے فضولے با اطلسے پلاسے
دارم خمار غصه صافی ده ار دہی مے — خود در در انباشد با در دمن قیاسے
پیش سگ افگنم دل تا قدر من شناسد — چوں نامدست ز آدم یک آدمی شناسے



بے خوف و بے رجائے ہمچوں حسن نباشد
نرگس امید دارد ز ہیچکس ہراسے



شب و روز چوں غریباں کشم از غم تو خواری — ز تو بس غریب باشد اگرم فرو گذاری
شکرے ز پسته بکشا بظرافتے که دانی — نظرے بحال من کن بلطافتے که داری
نه به ہفت چرخ باشد ملکے بدیں لطیفے — نه بچار رکن عالم ملکے بدیں سواری
بکرم چو آفتابی چه کنم اگر نتابی — به صفت چو ابر رحمت چه کنم اگر نباری
سر و کار من دریں غم بکجا رسد که داند — نه مرا مجال قربت نه ترا طریق یاری

۷۸۲	حسن ارچہ کج نہادے کلہ کرشمہ برسر ببر تو بندہ اکنوں کمر امید واری	۵

کل خیمہ بصحرا از دہان گر ہوسے داری
پاے بگلستاں نہ گر دست رسے داری

اے سرو بتو شادم شکلت بغلاں ماند
اے گل بتو خشنودم تو بوئے کسے داری

مارا بدعائے ما نکشاد درے امشب
اے صبح تو یاری کن گر خوش نفسے داری

جاناں ہمہ خوباں را باشد ہوس کشتن
من کشتہ ایں کارم خیز ار ہوسے داری

۷۸۳	گر با تو حسن وقتے صحبت طلبد مشنو حیفست کہ گوہر را در سلک خسے داری	۷

گر بود ترا خارے رفت از در تو بارے
داریم امید اکنوں نظارۂ گلزارے

اے تازہ بہار جاں رغم دل دشمن را
امروز کہ گل داری بر دوست فشاں بارے

گر بندہ خریدن را از خانہ بروں آئی
امروز مرا باشد ز اقبال تو بازارے

من سر ز تو بر زانو ہم زانوے تو دونال
ایں کار گر از بختست اے بخت بکن کارے

چشمم نشد از گریہ یک چشم زدن خالی
دریا بگہر دادن مفلس نشود آرے

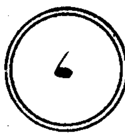
تا چند بجاں بردں در قصد کساں باشی
یکبار بدل دادن دریاب دل یارے

۷۸۴	نو خواجگی خود را کردی بہ حسن ثابت آں کیست کہ می دارد از بندگیت عارے	۵

کودک میفروش ہیں کردہ چو عقل سرکشی	میوہ باغ نیکوئی مایۂ شوخی و خوشی
من چہ کسم کہ از کفش جام نبید درکشم	کاج مقررم شود قاعدہ سبوکشی
روئے چو آفتاب او چوں بہ پیالہ تافتہ	در دل آں تنور ترمے شدہ آب آتشی
اے خضر از شراب خود جرعہ فشاں بخاک رہ	جرعۂ او بچش اگر آب حیات می چشی



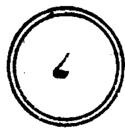
خیز و چو خاک پست شو پیش سگ درش حسن
گر تو بہمت بلند آدمیٔ ملک وشی



گلہا ہمہ باز آمد وقتست کہ باز آئی	جاں بے تو ہمی نالد چندیں چہ ہمی پائی
گل آمد و صد گونہ خوبان چمن با وے	با جملہ جہاں بے تو فریاد ز تنہائی
گر غنچہ دہد بوئے دانم کہ تو میخیزی	ور صبح شود طالع دانم کہ تو می آئی
سودائے سر زلفت افگند بمن شورے	تا کرد مرا چوں خود شوریدہ و سودائی
فالے کہ نکو دیدند در شہر بتان چیں	نام تو بروں آمد از دفتر زیبائی
اے مردمک دیدہ افتد کہ بنور خود	ہم چشم کنی روشن ہم خانہ بیارائی



گفتی کہ بخواہم شد مہمان حسن روزے
تاخیر نمی شاید حکمے کہ تو فرمائی



مکن ناز ارچہ ترک نازنینی	چرا با بندگان در بند کینی
ز خاموشیت عیش بندہ تلخ است	دہاں بکشا کہ جملہ انگبینی
ز رشک روئے تو اے ماہ بت رو	شود روئے بتان روم چینی

به پیش تو کمر بند و ستاره	کلہ کج نہ کہ ماہ را ستینی
مرنج ار خوانمت ماہِ زمانہ	زماں داند کہ خورشید زمینی
ترا خوبی چو مُلک کیقباد است	بنز دہر گدائے کے نشینی

۷۸۷	حسن را در ہمہ حال آفریں گوئے کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی	۵

مرا طاقت نمی ماند برفتارے کہ می آئی
شدم دیوانۂ رویت نمی ترسم ز رسوائی
توئی روشن دریں عالم من مسکیں بگرد تو
چو پروانہ ہمی سوزم مگر تو شمع دلہائی
اگر روزے بروں آئی تماشا را بگلزارے
زہر سو سرو ہا تازد بدیں خوبی و رعنائی
نظر بر روئے تو کردم بیک دیدن ربودی دل
دلم خود رفت و می ترسم کہ جانم نیز بربائی

۷۸۸	حسن چوں روئے تو بیند زند نعرہ چنیں گوید مرا طاقت نمی ماند برفتارے کہ می آئی	۷

من خانہ بسازم مگر آنجا کہ تو باشی	وز ہیچ غمے غم نخورم تا کہ تو باشی
وحشت چہ گذر دارد آنجا کہ تو آئی	دل تنگ چرا باشد آنرا کہ تو باشی

از طنز ہمی گوئی خوش باش تو بے ما	آں روز بود روز خوش ما کہ تو باشی
دینے و دلے بود مرا قبلۂ احوال	اکنوں ہمہ اینست تمنا کہ تو باشی
کردم تہی از نقش بتاں کعبۂ دل را	تا کس نبود در حرم الا کہ تو باشی
ایں گرد حرم گردد و آں گرد خرابات	من گرد سرت گردم ہر جا کہ تو باشی

۷۸۹

اے عقل مزن لاف کہ یار حسن ام من
بیگانۂ عشقی تو مبادا کہ تو باشی

۷

ماہ سبک سیر مرا اشتر بکار آید ہمی	ترکم برہم ساربان اشتر سوار آید ہمی
دادہ چو اشتر مالشم از خار و خارا بالشم	در پائے اشتر نالشم خلخال وار آید ہمی
تا اشتر او شد رواں چوں بحر کف لب بر دہاں	جزع منش در ہر زماں گوہر نثار آید ہمی
تا آہوئے من یک نفس راند شتر را پیش و پس	از شیر مرداں چوں جرس آواز زار آید ہمی
اشتر چو گردوں ہیچگہ ناسودہ از ہنجار رہ	اشتر سوارم ہیچو مہ منزل شمار آید ہمی
از سکۂ رخ زر کشم بر اشترش زیور کشم	پس رشتۂ جاں بر کشم کز وے مہار آید ہمی

۷۹۰

پیشش حسن رو بر زمیں بر رخش جاں افگند زیں
چوں ہست رخشے ایں چنیں اشتر چہ کار آید ہمی

۷

من از مے توبہ کردم میل خاطر ہمچناں باقی
ازاں لبہائے میگونت خمارم بشکن اے ساقی
بدہ یک جرعہ ام حالی و نام نیک باقی کن

نکو گفتند درویشاں مرا حالی ترا باقی
مرا مستی نہ از بادہ ست ہست از چشم مست تو
کہ از طاق ابروان عہد چوں ابروے خود طاقی
مثل گویند شہرے و گلے اکنوں توئی آں گل
چہ گل چہ گلستاں واللہ بہارستان عشاقی
ترا گر روز و شب خورشید و مہ گویند می شاید
کہ در روز آیت نوری و در شب شمع آفاقی
چہ فرماں میدہی چندیں کہ زہر افشاں شواے غمزہ
یکے آں لعل شیریں را اجازت دہ بتریاقی

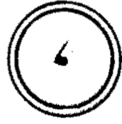
۵	چہ می نالی بدیں نالیدن زار حسن جاناں چو مرغ در قفس ماندہ بروئے دوست مشتاقی	۷۹۱

من بندۂ آنکس کہ دل و جانش تو باشی
آباد ہر آں خانہ کہ مہمانش تو باشی
ملک دل من ملک تو شد تنگ نگردد
اے دولت آں شہر کہ سلطانش تو باشی
اے نقش نگین لب تو "فیہ شفاءٌ"
از من مبر آں درد کہ درمانش تو باشی
عاشق چو خلیل آمد و عشق تو چو آتش

کے ترسد از آتش چو گلستانش تو باشی



دل تنگ تر از حلقہ خاتم شدہ لیکن
دیوانۂ آنم کہ سلیمانش تو باشی



وقتست بوئے عود را گیسوت بکشا اند کے
شام است ماہ عید را ابروت بکشا اند کے

دیدم بوقت صبح دی یک نیمۂ پیشانیت
چوں آفتاب اندر طلوع از گوشہ پیدا اند کے

صد بار بازی دادیم از گوشہ ابروئے خود
یک رہ بخندہ باز کن لعل شکر خا اند کے

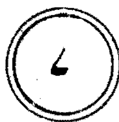
خلقیست از خاموشیت با اشک چوں عناب تر
وہ آں لب عناب وش بکشا چو پستہ اند کے

مجموعہ عالم نگر چوں زلف تو ابتر شدہ
آخر ازاں خط خوشت زنار بکشا اند کے

ہر چند ناز و شوخیت بسیار بسیارست ہم
گہ گہ مراعاتے بکن احوال مارا اند کے



جاں مید ہمیت چوں حسن با آنکہ چیزے اندکست
بسیار بخشا از کرم بپذیر از ما اند کے



ہرشب من و نظارۂ سیارہ کہ گاہے
بروے نظر انداختہ باشد چو تو ماہے

آں چشم کجا تا بجالت نگرم تیز
بارے بہ نگہ کردہ چشم تو نگاہے

بیداریٔ شبہائے مرا صبح گواہست
صادق ترازو خود نتواں یافت گواہے

ہر تعبیۂ ناز کہ درتست نینگیز
بارے چو شوم مات بدست چو تو شاہے

روتافتی ازمن کہ زوم بوسہ بپایت
وہ ایں چہ عذابست بدیں سہل گناہے

روزے نگری سبزہ زگورم شدہ پیدا
صد قطرۂ خوں بر سر ہر نوک گیاہے

۷۹۴

فارغ منشیں گرچہ حسن می نزند دم
آہ ازدل سوختہ بیروں زند آہے

۹

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم برسمت کج کلاہے

خیز اے خطیب برخواں ہر خطبہ کہ داری
رویش نگر چو عیدے ابرو نماز گاہے

گر سرو مہ ندیدی بایکدگر موافق
بالاش بیں چو سروے بالائے سروماہے

با آنکہ کرد توبہ فسق ازدلم فراموش
ہم گر لبش بہ بینم یاد آیدم گناہے

بندے اگر کشاید از زلف ظالم او
از ہر خمے برآید فریاد دادخواہے

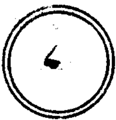
ہر صبح اشک من ہیں سر بر زدہ ز مژگاں
چوں شبنمے کہ افتد بر روئے ہر گیا ہے

یارب نگاہ داری چشم و چراغ ما را
گرچہ نکرد ھرگز در حال ما نگاہے

قاضی گواہ نجوید در عشق بازی من
داند کہ نیست حاجت اقرار را گواہے

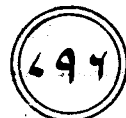


عقل حسن چہ باشد اندر حضور عشقت
طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشاہے



ہر لحظہ ز شوق خود سوز دگرم بخشی
درد دے بگلو ماندہ دردے بگلو ریزی
ہر روز بجاں بازی پیش تو کمر بندم
مریم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ
درد دل مسکینم شاید کہ بیار امد
گفتی کہ مفرح کن آں ہم بتواں کردن

من پیش کنم خدمت گرپے سپرم بخشی
تیرے بجگر نشستہ تیرے دگرم بخشی
تا از شکن زلفت یکشب کمرم بخشی
افتد کہ ز نخل خود خرمائے ترم بخشی
از خندۂ شیرینت گر گل شکرم بخشی
گر از لب و دندانت لعل و گہرم بخشی



من بندہ حسن زاں رو پیش درت افتادم
امید شکر دارم و قتست گرم بخشی



یاد نام تو بہ از ملک جہاں بسیارے
رنج عشق تو بہ از راحت جاں بسیارے

بے رضائے تو کرا دل کہ نہد دل بجہاں
یک رضائے تو بہ از ہر دو جہاں بسیارے

پیش لعل لب تو سنگ ندارد یاقوت
جوہر جاں نہ بہ از گوہر کاں بسیارے

گرچہ از جور و جفائے تو کسے دیر نماند
تو براں عادت دیرینہ بماں بسیارے

رخ گل کیست کہ لاف رخ رنگیت زند
خاک پائے تو بہ از خون فلاں بسیارے

جرم بسیار مرا چند صفت خواہی کرد
اندکے عفو تو آخر بہ از اں بسیارے

حسن از نالۂ مرغان قفس عبرت گیر
خامشی بہ بود از زخم زباں بسیارے

(۹۷) (۷)

یک ہفتہ گذشت در جدائی
اے ماہ دو ہفتہ ام کجائی

افتد کہ فتادگان خود را
از دور نظارہ نمائی

ما خود عدمیم بے وجودت
ما ذرہ تو آفتاب مائی

مارا بتو ہیچ نسبتے نیست
جز نسبت عید و روستائی

نا دیدہ جہانیاں جہاں ہم
بے روئے تو روئے روشنائی

ہجر تو علامت قیامت
وصل تو لطیفہ خدائی

در بحر غم تو شد حسن غرق
دستیش بدہ بآشنائی

(۹۸) (۵)

افتد کہ شبے بدل نوازی
با سوختگان خود بسازی

بے آب دو چشم خون دل نیست
رخسارہ عاشقاں نمازی

چوں زلف تو ہندوے ندیدم	در چین و حبش بہ ترکتازی
زلفت چو شب دراز یا رب	تاریک شبے بدیں درازی

۶۹۹ — ۹

گر چوں حسن او فتم بپایت
زیں پس من ولاف سرفرازی

حبیبی مہجتی قلبی منائی	ترحم حالتی وانظر بکائی
چو نور چشم من چشم تو باشد	مکن دور از دو چشم روشنائی
شربنا شربۃً فی یوم ہجرٍ	بصحراء الفراق من فضائی
زبانم نالہ و خون جگر مے	حریفاں جملہ یاران ریائی
وجودی مولم قلب جریح	فراشی حزن وھی متکائی
چہ خیزد گر بپرسی عاشقانرا	چہ باشی کز درم ناگہ درائی
رجائی فی لقاکم یا حبیبی	شفائی فی شفاکم یا شفائی
اذا ما انت عنی غاب روحی	چہ بودے گر نبودے آشنائی

۸۰۰ — ۷

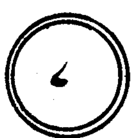
حسن را وارہاں از ظلمت غم
چو داری در رخان نور خدائی

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں درون آئی	ہزار دل شدہ را بند بستہ بکشائی
شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانمی شایند	اگر بتاں بتو سجدہ برند می شائی
بطعن و طنز ہمی گویدم شکیبا باش	تو حاضر آمدہ آنگہ مرا شکیبائی

منازعے سخن سرو گر دراز کشد	بگو سخن بدرازیست یا بزیبائی
سگ تو باشم وخاک درت شوم حکیم	غلام امر تو ام ہرچہ حکم فرمائی
بقامتے کہ نہ پست است نے بلند ترا	میان خوباں سرو بلند بالائی



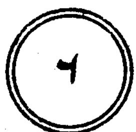
اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست
بعمر خویش مبیناد روے بینائی



چو بامداد پگہ برکنار بام آئی	جہاں بطلعت آراستہ بیارائی
مرا بہ بینی وگر من بہ بینمت از دور	جمال خود چو ہمہ نوبہار بنمائی
زتو توقع پرسیدنی نمی دارم	سلام می نکنی گہ گہے کہ پیش آئی
منت سلام کنم صد ہزار بار اے کاش	کہ دہ سلام مرا یک علیک فرمائی
دلم ربودی وجاں می بری چہ باشد اگر	دلم ببخشی وبر جان من ببخشائی
زچوں تو شاہ سوارے دمے نیاسودم	تو از جوانی وخوبی خود بیاسائی



زپا در آمدہ دست حسن بگیر امروز
وگر نہ قصہ او سر کشد برسوائی



لعبت زیبا جمالی آیت فرخندہ فالی
دیدہ در روے تو حیراں اینت صنع لایزالی
گل کجا روید بہویت مہ کجا ماند برویت
تو گل از باغ بہشتی تو مہ از اوج کمالی

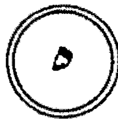
سبزہ گرد گل عیاں کن خال مشکیں را نہاں کن
با چناں خالے نباشد روزگار از فتنہ خالی

آدمی زادی تو یا سر پا پری استغفر اللہ
ہر خیالے کاں ببندم تو بروں ازاں خیالی

ما و عشق ماہ رویاں عاشقے خود مینوید
ان یکن ہذا ضلالی ماہدانی من ضلالی



ہر یکے را ہست حالے با یکے صاحب جمالے
اے حسن تو حال خود گو حال من ایں بود حالی

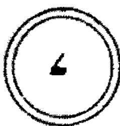


زہے درونہ دل را زماں زماں تو میلی
بیا کہ مائدۂ لطف کردگار جہاں را
اگرچہ در عرب از بہر قبلہ کعبہ نباشد
بسان قطرۂ باراں سرشک من ہمہ در شد

مرو کہ میرود اینک زنوک ہر مژہ سیلی
تو میہمانی عالم دریں میانہ طفیلی
نبود قبلۂ مجنوں جز از قبیلۂ لیلی
ہمیں اثر دہد الحق طلوع چوں تو سہیلی



عنانِ عہد حسن را سزد کہ سہل نگیری
کہ سخت مشکلش افتاد با جمال تو میلی



مہ را بخط مشکیں چندیں چہ ہمی پوشی
در پردہ چہ می داری آں روے نگاریں را
دستے بعزیزاں دہ گر زہد ہمی ورزی

در خون من مسکیں چندیں چہ ہمی کوشی
حال من بیچارہ می دانی و می پوشی
جامے بعزیزاں کش گر بادہ ہمی نوشی

گفتی کہ کجا بودی از دولت توانیک
موقوف بہ بندِ غم در کنجِ فراموشی

باآنکہ بروں بُردی رخت از نظرم ظاہر
واللہ کہ درون دل پیوستہ در آغوشی

اے خواجہ بقلبے چند آں دُر کہ خریدستی
در چشم زلیخا دار آں روز کہ بفروشی



بگذر حسن از دعویٰ کاشفتۂ خوبانم
در تو نزند آتش بیہودہ چرا جوشی



خلوتے خوش دارم امشب باچو تو سیمیں تنے
سرو قدے چوں توئے سوسن زبانے چوں منے

آں لب میگوں چہ می پوشی مگر شرم آیدت
مے مہیا کردہ ام جامے بخور شرم اشکنے

بے لبت مے ذوق ندہد بے رخت حور بہشت
بے حضورِ دوستاں گلشن چہ باشد گلخنے

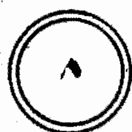
مہ بپا بوس تو صدرہ افتد از بالا فرو
چوں کند چوں نیست بام آسماں را روزنے

زحمت پروانہ را اعراض کردن روئے نیست
ہر کرا چوں شمع خواہد بود روئے روشنے

دی مگر دامن کشاں سوئے چمن کردی گذر
کاں طرف امروز چاک افتاد در ہر دامنے

دعوی حسن بت من میکنی اے گل مکن

تو ازاں یوسف چہ داری جز ہماں پیراہنے
دوستے کز مہرو مہ رویاں حذر فرمایم
نیست واللہ نزد من دشمن ترازوے دشمنے

خونِ من درگردنش گر ناوردیاد از حسن
ہرکہ با زیبا رخے دستے کند در گردنے

دیر ست تا نمیکنی اے دوست یاریے
در آتش غمت دل و جاں زار سوختم
درمان دردِ من نہ بہ بازوے ہرکس ست
معذوری ار بمن نظرے نفگنی کہ نیست
خلوت سرائے غار اگر اہلِ قرب راست
از مانہ علم جوئی نہ زہد و نہ معرفت
میدان گیر ودار تو داری ہم از ازل

غرق غمم کنی نکنی غمگساریے
گرچہ دلت نہ سوزد برہیچ زاریے
تیرے ز دست غمزۂ چشم تو کاریے
اندر خور کمند تو چوں من شکاریے
آخر بعنکبوت رسد پردہ داریے
راہی ہمی رویم با میدواریے
ناموختست عقل دریں صف سواریے




جانا ز دردِ عشق تو درماندہ شد حسن
نشنیدۂ کہ در حق درماند یاریے

اللہ اللہ ایں توئی یارب کہ مہمان منی
دوش در دل بودۂ امروز در جان منی
سر بسودائے تو در بازم کہ سرباز توام

جاں بزیر پات اندازم کہ جانانِ منی

مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدہد

من ازان مرغان نیم تو باغ و بستانِ منی

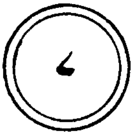
خسروِ پرویز گر شیرین و شکر ہر دو داشت

تو بداں لبہائے شیریں شکرستانِ منی

اے کہ عمرے تشنہ بودم شربت وصل ترا

قطرۂ در کامِ من کن کاب حیوان منی





گر حسن صدبار میگوید کہ من آن توام

کے چناں باشد کہ تو گوئی کہ توزانِ منی

ببرد از من روان من روانے

مہے مہرے گلے مشکے عبیرے

حریفے دلبرے شنگے دلیرے

طبیبے داروے دردے بلائے

کمندے ناوکے تیرے خدنگے

شریفے شاہدے خمرے خمارے

بتے شوخے لطیفے دلستانے

خوشے خوبے حبیبے مہربانے

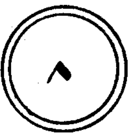
ظریفے نازکے تیرے کمانے

قضائے محنتے رنجے قرانے

امیرے بادشاہے پہلوانے

لطیفے سرکشے جانے جہانے





حسن مداح او گشتی ازاں شد

زبانت در سخن گوہر فشانے

نه دردِ دلم را دوا میکنی / نه بر گفتهٔ خود وفا میکنی
نه یک شب بحالم نظر میکنی / نه فکرے ز روزِ جزا میکنی
نه کامِ دلم یک نفس می دہی / نه از قید جورم رہا میکنی
چرا زخم بر دوستاں میزنی / چرا کام دشمن روا میکنی
بخونِ غریباں کمر بستهٔ / مکن جاں مکن جاں خطا میکنی
فغانے برآرم ز جورِ تو من / بگویم که با من چہا میکنی
چو جاں درہوایت دہم مردوا / جفا با من آخر چرا میکنی

ترا در جہاں نیست عیبے جز ایں
که بیداد بر آشنا میکنی





رباعیات و متفرقات

روے زردم زرد دار دروئے او
دور ازاں دل دار و آں رو آبرو

آرزوے روئے او دار درد ال
آہ از درد درون و آرزو

دورِ دولِ د اوری آزرد روح
داروئے روئے حسن شد روئے او

اے دلبر بے وفا کجائی
تا کے بر عاشقاں نیائی

بیگانہ ز دوستاں شدستی
با دشمن دوست آشنائی

روزاں و شباں دو دیدہ بردر
تا بو کہ چو مہ ز در درائی

در رخ کف موسوی تو داری
وز دم دمِ عیسوی نمائی

مانند تو نیست در ہمہ شہر
تو صورتِ رحمتِ خدائی

گر خشم کنی حیات جانی
ور تیغ کشی مراد مائی

عشقت چو قضا گرفت ما را
اے جان جہاں مگر قضائی

بردی دل و رفتی از میانہ
چوں میکنی از برم جدائی

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

مجنوں تو ئیم اے پریرو
بر پائے دلم چہ بندی آں ہو

بکشائے دو زلف تا کہ زہرہ
از چرخ در آوری بگیسو

خواہی کہ ہزار دل ربائی
یک تیر زن از کمان ابرو

اے صاحب حسن نیکوئی کن
تا چند جفا کنی تو بد خو

از نافۂ مشک گیسوانت
در خون جگر نشستہ آہو

کے باشد و کے بود کہ یکدم
در گوشۂ خلوتے من و تو

غم ہائے دل اسیر گویم
باشد کہ رہد ز چشم جادو

اے باد صبا گرش ببینی
بر رہ گذرے بماہ من گو

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

تا کردہ غمت ز پردہ آہنگ
عقل از سر ما برفت و فرہنگ

در ہر سر موییت اے دلآرام
صد دل چو دل منست اونگ

چوں سنگ دلی کنی تو من نیز | بستم بدل حزین خود سنگ
در باغ در آے تا به بینی | بر لاله و گل ز خون ما رنگ
از دل بدر آر مکر و دستان | وز سر بنه اے نگار من جنگ
دریاب که جاں بلب رسیدست | اے سرکش شوخ و دلبر شنگ
نالیم چو فراق تست چوں نائے | پشتم ز غمان تست چوں چنگ
اے فتنۂ دلبراں چیں چوں | در دامن رحمتت زدم چنگ

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راه فتنه برخیز

اے روئے تو بر قمر زده دق | مویت ز عبیر برده رونق
مثلے تو نیامد از نه و چار | شاید که کنی تکبر الحق
هم فتنه بزلف تست مضمر | هم شیوه بچشم تست ملحق
گر من نشوم ترا بجاں دوست | نامم ننهند جز که احمق
گر زانکه جفا کنی تو امروز | میکن که تراست دست مطلق
من با تو نظر بپاک بازم | زینهار مکش مرا بناحق
اے دلبر جاں فزاے سرکش | چوں بندهٔ تو شدم محقق

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راه فتنه برخیز

در روئے مہا چو آفتابی | درلب صنما چو لعل نابی
محراب دو ابروئے کمانت | در مسجد دل کند خرابی
من با غم و غصہ و مشقت | تو با مے و چنگی و ربابی
در زلف تو جان بندہ گم شد | بنگر تو خودش کہ باز یابی
آخر زچہ خاست من چہ کردم | با ما تو ہمیشہ در عتابی
حاشا کہ ز تو خطا بیاید | زیرا کہ مدام بر صوابی
تنہا نہ حبیب مائی اے دوست | محبوب جمیع شیخ و شابی
یغمائے وجود کرد چشمت | گر طالب رحمت و ثوابی

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

اے چشم تو دلربا و سرمست | وے زلف تو دل کشاد و پربست
از ہجر تو ایم چو خماراں | وز عشق تو ایم دائما مست
قدت چو بناز و عشوہ برخاست | جاں بر سر درد و غصہ بنشست
آخر بنگر با بروانت | کز ما ببرید با کہ پیوست
گر زانکہ دل تو نیست با ما | با ما غم عشق روئے تو ہست
چوں دید دلم کہ چارہ نیست | پا در غم تو ببست و از دست
مپسند جفا و جور چندیں | اے جاں وروان چو رفتم از دست

مسپار دلم بچشم خونریز

بنشیں وزراہ فتنہ برخیز

چشم تو بجادوئی نگارا	بربست رواں و جان مارا
ہم رحمت و شفقتے و مہرے	ہم لطف و ترحمے نگارا
در زلف کہ ہست ہمچو چوگاں	چوں گوئے مزن دلم سوارا
آخر چہ شود اگر بعاشق	یک ساعتکے کنی مدارا
زنہار مرا مکش بعشوہ	دریاب مہا بتا خدارا
گر باد صبا وزد بکویت	از غیرت پے کنم صبارا
در درد دلم مدام جانا	بفرست بدرد ما دوارا
ہر شام و سحر بیاد زلفت	گویم کہ بیار گو کہ یارا

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

از روئے تو روے روح زیباست	وز موئے تو در درون سوداست
آں زلف چرا بود پریشاں	او نیز مگر ز عشق شیداست
زاں موبمیاں چرا ببندی	آں رہزنِ دیں مگر چلیپاست
اے باد صبا بگو بیارم	کاں یار ز جان خود مبراست
در گفتن او مکو نگہ کن	کز از سر عہد خویش برخاست
بنشینم و صبر پیش گیرم	ور زانکہ دلِ طبیب باماست

برخیزم و دست یار گیرم — کز جمع بتان دل من او خواست
القصہ بکوشش کائے دل آزار — گویم سخنے چو قد تو راست

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

آں زلف سیاہ پرشکن بیں — واں روئے چو ماہ پرفتن بیں
تا بند و خواب عاشقاں را — در حلقۂ زلف اہرمن بیں
بکشائے دو چشم را بپاکی — وانگاہ رُخ نگار من بیں
در ہر طرفے ز عشق رویش — جاں دادہ ہزار مرد و زن بیں
در ہر مژۂ ز چشم جادوش — افزوں ز ہزار راہزن بیں
اے دوست تنم چو موشد از غم — یکبار بیا و حال تن بیں
یکشب بدرم گذر کن آخر — نالیدن و زاری حسن بیں
بگذر ز جفا و جور و عشوہ — انصاف وزیر انجمن بیں

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

زلف شور انگیز او با مہر و مہ بازی کند — چشم سحر آمیز بیں با فتنہ طنازی کند
شرح حال بیدلاں از غمزۂ مستش بپرس — کو بیک دم صد ہزاراں مکر و غمازی کند
ہر کہ دید آں طرہ بر بالائے پیشانی چہ گفت — ہندوی آشفتہ بیں تا ترک سربازی کند

تا ہمائے درد عشقش سایہ برمن گسترید
مایہ دار عشق رویش مایۂ محنت دہد
تا قبولِ زلف آں بت گشت جان پر غمم
میروم از دست جورش تا درِ شاہ جہاں

بلبل ذہن منیرم دعوی بازی کند
ابلہی جان من بیں باکہ انبازی کند
باز جانم ہر شبے در فید پروازی کند
آنکہ سم رخش او با سدرہ ہمرازی کند

شہسوارے کز بن دریا غبار انگیختست
تا رک ترک فلک از طاق عرش آویختست

چشم کافر کیش او از دل مسلمانی برد
اے کہ گفتی چارہ کن دل زچشمش وارہاں
قصد دل کردن روا نبود ولے معشوق من
زلف عنبر بیز او باشد پریشاں زیں عجب
من بدیں شیوہ ندیدم ماہ روئے در جہاں
گر بنقاشان چنیں رسمے برند از صورتش
ظلمت غم از رواں و جان محزونم مگر

مشکلات عقل را از تن بآسانی برد
چارۂ او چوں کنم کو دل بہ پیشانی برد
کو دست اینہا ندا و زنادانی برد
کاں نسیم زلف او از دل پریشانی برد
کو بیک ساعت رواں ہر انسی و جانی برد
در زماں آں حسنہا از صورت مانی برد
نور رائے روشن آں لطف یزدانی برد

سروے کز فرط جودش زہرہ اندر آب شد
بود تشنہ از سخا و بذل او سیراب شد

ہر چہ چشمش میکند ابرو باو یاری دہد
خط او باشد موجہ لیک مشکل ایں بود

آں عزیز مصر دل دایم مرا خواری دہد
کو چو بیند عاشقاں را خط بیزاری دہد

بوئے زلف عنبریں آں نگار سرو قد — در مشام روح بوئے مشک تاتاری دہد

اینچنیں خورشید روے من ندیدم در زمیں — کو بماہ آسمانی غاشیہ داری دہد

من ز چشماں صد ہزاراں لعل در آوردہ ام — او ہمیشہ مر حسن را نالہ زاری دہد

تا خورد خوں روانم چوں بہ بیند مر مرا — چشمہاے مست او در حال ہشیاری دہد

دلبرا ظلمے مکن در عہد ایں صاحبقران — آنکہ عدل خفتہ را از تیغ بیداری دہد

سرفرازے کو سزاے افسر و دیہیم گشت
میزبان خلق عالم ہمچو ابراہیم گشت

آنکہ باز چرخ اندر راہ او پر می نہد — وانکہ شاہ نہ فلک بر پاے او سر می نہد

مصدر افعال نیکو کف راد او من — تاج آں حرفیم کو اصل مصدر می نہد

خسرو اندر خدمتش بندد میان چوں بندگاں — قیصر اندر درگہ او تاج و افسر می نہد

گرچہ دشمن در رہ او تیز گامی میکند — لیک خوش خوش تخت بد در ہر زہ پی می نہد

رخش او در مرغزار چرخ چوں جولاں کند — یک قدم بر قطب و یک بر فرق محور می نہد

ہر کہ اندر دامن وے دست دل زد دائما — آفتاب اندر کف او صرۂ زر می نہد

تا زباں را بر کشودم در مدیحش ہر زماں — در دہان خاطر من چرخ گوہر می نہد

شد نشانی گر جبینش مہر و مہ پیدا بود
لائق تخت قباد و مسند دارا بود

اے کہ فتح و نصرت اندر ہر دہت ہمرہ بود — وی کہ شیر چرخ از شمشیر تو روبہ بود

آیت نصرٌ من اللہ در جبینت دائما — ہمچو نور آفتاب اندر جبینِ مہ بود

توسن تند فلک در زیر ران چون آوری — در زبان اہل گردون جملہ بسم اللہ بود

دشمن اندر روز حربت گر شود خود عالمے — خندہ طنز تو آن دم جملگی قہقہہ بود

عقل کل بر قد جاہت گر بدوزد جامہ — از شعار چرخ اطلس قدش کوتہ بود

آسمان خرگاہ جاہ مادح فراش تست — بندہ طبعش شد ندانچہ درین خرگہ بود

با چنین جاہ و جلالت با چنان رائے ہنر — مہر اگر شہپر نسوزاند عظیم ابلہ بود

صد ہزاران در جہان پرور بمدحت آختم — حق تعالی بر ضمیرم شاہد و آگہ بود

در مدیحت خاطر من شمع جان افروز باد — روزگارت دائما چون عید چون نوروز باد

سرورا چتر سعادت بر سرت دوار باد — باغ اقبال جلالت دائما پربار باد

شاہدانِ بخت را در کارگاہِ بے زوال — سال و ماہ و روز و شب در بارگاہت بار باد

ہمچنان کان جان پاکت بحر گوہر بار شد — ہمچنان کف سخایت ابر لولو بار باد

دوستانت از تنعم در نشاط خرمی — دشمنانت از عنا و غم بریز دار باد

سرفرازا از عطا و بذل و احسان کفت — ہر مرا در ہر یکے جبہ و دستار باد

زاد فی الطنبور نغمہ می شود گر خواہے — از اصطبل خاص اسپے تنگ در رفتار باد

رخش دولت گاہ و بیگہ در صحاری جبال — زیر زین عزم و حزمت دائما سیار باد

ناصرت در کار دینی رائے عقل مستفاد — حافظت در دار عقبیٰ خالق جبار باد

چوں شود حالم دریں سیلاب غم
صبر کم دل غایب و دلدار دور

ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد
بخت ما بنگر چہ بدبخت اوفتاد

اے حسن مردانہ بر سختیٔ عشق
دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

دوش دیدم دلبرے عیار کے
مہ رخے شیریں لبے دلدار کے

شاہدے شنگے لطیفے چابکے
فتنۂ حیلت گرے خونخوار کے

خلوتے خوش بود از یاران جنس
بندہ و او بود دیگر یار کے

گرچہ از گلزار رخ یک گل نداد
لیک برد از پائے ہجرم خار کے

صبر کردم تا شد او مست خراب
پیش رفتم چست از طرار کے

دست در پایش زدم با صد ادب
تا کنم در نیم شب بازار کے

چوں گرفتم از لبش شفتالوے
حالے اندر جان من زد نار کے

قصد شلوارش چو کردم گفت ہے
من ندیدم ہمچو تو غدار کے

گفتمش اے شاہ حسن از روئے لطف
رحم کن بر بندگاں یکبار کے

گفت بے زر چوں رسی در سیم ما
کے بیابی ذوق بے ایثار کے

انچہ چند انچہ بود از ما حضر
پیش بردم بستہ در ایزار کے

چونکہ بستد دیدم آں دم شیخ را
ایستادہ راست چوں مسمار کے

در نشاندم گفت ہی ہی چیست ایں
رو بساز از بہر خود افسار کے

اے برادر بہ ازیں کاری مداں
زانکہ نبود بہتر ازین کار کے

یک زماں گلگشت گرد جانب صحرا کنی / صد ہزاراں زاہداں را بیدل و شیدا کنی
خلق اندر عشق خود اے شمع رسوا کردہ / بس کن آخر چند کس را ہمچو من رسوا کنی
اے کہ در عالم بحسن خویش لیلےٰ گشتۂ / چند چوں مجنوں مرا سرگشتۂ ہر جا کنی
خاک گشتم بر سر ہر کو فتادم بہر آنک / بو کہ یک رہ ایں تن افتادہ خاک پا کنی
فتنۂ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں / وہ کہ تا کے خلق را بے دین و دل چوں ما کنی
مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ / یا ہمی خواہی کہ باز از سر مرا شیدا کنی

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تا کے حدیث آں رخ زیبا کنی

رسید جان جہانے زغیب نزد رہی / ہماں بہ بندگی جان خود فرستادم
طویلۂ گہر از درج دل چو خاقانی / بصدر دولت خاقان خود فرستادم
امید واری من دفتریست تو بر تو / بہ تحفہ کہ ز دیوان خود فرستادم
نثار راہ سم خنگ و خاک گلگونش / گل سخن ز گلستان خود فرستادم

ہزار جاں بفدائے دلش کہ دریائیست
کہ گوہرے بہرش از کان خود فرستادم

تیغت زپے ضبط جہاں حجت قطعیت / نیزۂ تو بریں قول دہد راست گواہی
دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود / تا حشر زرہ دور نکرد از تن ماہی
اے چتر سپید تو در آیات سیاست / بگرفت جہاں جملہ سپیدی و سیاہی

چوں شد حسن اندر رہ اخلاص تو یکتا — نازد فلک اندر تن او بیش تناہی
بادا بجہاں قاعدۂ کلک تو محکم — حکم تو براحوال جہاں آمر و ناہی
اندر کف عدلت ہمہ افلاک و ستارہ — و اندر پنہ عدل تو شہری و سپاہی

قدر تو معظم تراز انست کہ خواہد
عمر تو فراواں تراز انست کہ خواہی

در پردہ چہ داری تو آں روئے نگاریں را [۱] — حال من بیچارہ میدانی و می پوشی
دستے بہ عزیزاں دہ گر زہد ہمی ورزی — جامے بہ غریباں بخش گر بادہ ہمی نوشی
گفتی کہ کجائی تو از دولت تو اینک — موقوف بہ بند غم در کنج فراموشی
با آنکہ بروں بردی رخت از نظر ظاہر — واللہ کہ درون دل پیوستہ در آغوشی
اے خواجہ بقلبے چند آں ورکہ خریدستی — در چشم زلیخا وار آں روز کہ بفروشی

بگذر حسن از دعوی کاشفتہ و خونابم
در تو نزدند آتش بیہودہ چرا جوشی

یکے حکایت حال فلان دیں میگفت — کشاد باو زہے ذات بارشاد آمیں
نشاند وقت ملاقات باز باغ بہشت — بریخت وقت حکایات آب در شمیں
زچرخ نالہ برآمد چو او کشید کمان — بمہر لرزہ برافتاد چوں کشاد کمیں
ولے چہ سود کہ یک عیب دارد آں سرہ مرد — کہ ایں ہمہ ہنرش را فرو برد بہ زمیں

سوال کردم و گفتم بگو چہ عیب است آں

[۱] یہ غزل مطلع کے ساتھ غزلیات میں موجود ہے۔ کاتب کی غلطی سے مکرر ہوگئی ہے۔ مولف

بشت بستہ اشارت نمود گفت ہمیں

کسے کہ خلق حسن یافت یافت ہر ساعت
زخلق تحسین وز کردگار احسانے

ولے کہ یک رمہ پارہ کند برات طمع
بجل وعقد دو گونش دہند فرمانے

بداں کہ تا شود اسباب حقد و حرص حریق
زدل تنوری سازم زدیدہ طوفانے

شوم بر آتش خود خاک و آب بر سر آنک
بباد بر دہد آب خود از پئے نانے

برائے ناں نکنم پیش دست حق دانا ست
مگر کہ وقتے آب بے خورد مسلمانے

شہنشاہ زمانہ دولت تو
امان اہل ایماں باد آمیں

ہمہ عالم زمشرق تا بہ مغرب
ترا بر خط فرماں باد آمیں

جہاں در روئے تو اقبال یوسف
چو روئے عید خنداں باد آمیں

دریں میداں بہر عیدے کہ باشد
بد اندیش تو قرباں باد آمیں

علوئے طالع شہزادگانت
فراز چرخ گرداں باد آمیں

ہمیشہ شادیت بادا مبارک
بہ دیدار خضر خاں باد آمیں

ازاں چار اختر مسعود یارب
مدار چار ارکاں باد آمیں

خسرو از راہ کرم بہ پذیرد
انچہ من بندہ حسن میگویم

سخنم چوں سخن خسرو نیست
سخن اینست کہ من میگویم

ضابط دائرہ ملک علاء الدنیا	کہ بدو دائرہ چرخ ہمی گردد شاد
تا کہ در دائرہ ونقطہ حدیثے گویند	فتح در دائرۂ لشکر او حاضر باد

اے ہم از زور وہم از روئے لقب	آمدہ ارکان این دولت اسد
نور رخسار تو شمع ہر نظر	نفظ دُر بار تو جانِ ہر جسد
بر درت آوردہ دانایان سجود	وز کفت تو بردہ دریا ہا حسد
ایں قوافی خواستی حال مرا	دل بدیں خستہ کہ گفتم می رسد

خصم تو از خار خاری خستہ باد
در گلوش افتادہ حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدْ"

بخیل نز پے حرمت گذر کند ز سماع	کہ خوب گفت بخیل ایں لطیفۂ نرمے
کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند	ازاں قبل کہ ندارد کرامتے کرمے

نہ صدق بود درو کز سرود گیرد ذوق
نہ آں کرم کہ بہ مطرب بہ بخشد او درمے

فصل نوروز موسم بادہ است	خاصہ روزے کہ بادہا باشد
شیشۂ نزد خاکیاں باشد	کہ دراں شیشہ بادہا باشد
زندگی چیست دل ہمی دادن	مرد باید کہ بادہا باشد
باد جاں پرورست اما باد	گر پے دال بادہا باشد

عقل از بادمیرود گورو
از نمش خیر بادہا باشد

خواجہ برخیز یک دم از سر جاہ
کس چنیں پائے بند جاہ نماند

یک سرِ مو دلت سفید نہ شد
ہیچ مو بر سرت سیاہ نماند

چوں حواصل بہ دام گاہ آمد
ہیچ زاغے بہ دام گاہ نماند

گاہ گاہے بر آں خطا بایت
دم سردی چو دود آہ نماند

اے حسن توبہ آں زماں کردی
کہ ترا قوت گناہ نماند

ہر کہ ترا نیک گفت نیم درم سنگ
بہ کہ مکافات او کنی تو بمنہا

خلق چو جام سلام نزد تو آرند
تو قدحے بیش بر احسن منہا

(٭)

میکنندم سوال از حرفے
کہ بہ تنصیف نقش می گیرد

بست و چار ست حرف نقش پذیر
کالہوام انچہ نقش بہ پذیرد

(٭)

اے فضل تو تختہ شوے نادانی ہا
عفو تو پذیرائے پشیمانی ہا

از لطف بکن کار پریشانم جمع
اے جمع کنندۂ پریشانی ہا

(٭)

اے یک نظرت طبیب بیماری ہا
ما ئیم گرفتار گرفتاری ہا

دشوار مرا بفضل آساں گرداں
اے فضل تو آساں کن دشواری ہا

(٭)

صدرا لقبے چوں لقب خاص تو نیست
ثلثانی از و صدست و یک ثلث دو بیست

بنگر چہ نیکو نشست ایں جا لقبت
معنی غریبیت دریں حرف بایست

❊

ماہیست ضمیر پاکت اے صدر زماں
کلکت ذنبے ولے نہ بر جبیں نشاں
اینجاست نہفتہ نکتہ از لقبت
از ماہ و ذنب مگر بروں آید آں

❊

دیدم پسرے کہ پاۓ مادر برداشت
وز دست پدر کلاہ زر بر سر داشت
بس دست بر آورد پدر را بنشاند
ہم بر سر آں پاۓ کہ مادر برداشت

❊

افسوں خواندم براں صنم باز نخواند
از لوح وفاش یک رقم باز نخواند
بر صفحۂ دل زخون دل قصۂ خویش
بنوشتم و پیش بردم و باز نخواند

❊

جاناچو دلت نرم نگردو دانم
الا بہ نم دو دیدۂ گریانم
گفتی کہ چنیں سیل مریز از دیدہ
در کوۓ تو تا ہمی رود میرانم

❊

ہر دم ز تو اشک من دگرگوں آید
گاہے ہمہ آب و گہ ہمہ خوں آید
در شیوۂ عشق تو ہمی غلطد جاں
بینم کہ تا چگونہ بیروں آید

❊

جاناگل اگرچہ رایت حسن افراشت
پندار ورا چو باد باید پنداشت
گوید کہ قباۓ لطف دارم چو تو چیست
گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں و شاد و خوش می آید | باقافلہ مراد خوش می آید
فصلے خوشست موسم گل اینک | ہم اول روز باد خوش می آید

قمری بہ قفس ہوائے بستاں دارد | بازاری ہرچہ زارتر می زارد
گفتا کہ چہ پرسی کہ فرود آمد دوش | او غلغلہ می کند کہ بیروں آرد

غنچہ زدروں چو گنج زر افشان است | شبنم زصفا چو طسع ظرافان است
گلزار کہ گرد ست گل رنگیں گرد | گویا کہ محلہ سپر بافاں است

امروز صبا را از قدم ہاے بہار | درعلم حدیث بود گوئی تکرار
گہ با خورشید در مشارق جنید | گاہے برچید از گل اخبار ثمار

برخاست بت سنگدلے سیمبرم | چوں سیم نماندہ یک درم سنگ برم
چوں سیم و چو زر گرچہ گراں سنگم لیک | گر بے زر و بے سیم روم سنگ خورم

دیوان برسانمت چو فرماں باشد | گر بخل کنم مایہ حرماں باشد
تو واحد عہدی ز کرام کرماں | نزد تو سخن زیرہ بکرماں باشد

یالیت ہزار جاں بہ تن داشتمے | تا در قدم شاہ زمن داشتمے

بغداد چو دجلہ آب شد زیں حسرت | کاے کاش چنیں خلیفہ من داشتمے

اے خلق مبارک تو جان پرور خلق | وز عدل تو جوشن اماں در بر خلق
خواہند ہمہ خلق زحق تا باشی | تو سایۂ حق و سایۂ بر سر خلق

اے جملہ جہاں بہ نوبت ملک تو شاد | نوبت نوبت فلک بپاے تو فتاد
تا پنج بود نماز را قوت وقت | اسلام بہ پنج نوبت قائم باد

کارے کہ دل مبارک سلطاں خواست | آں خواستہ را خدائے می آرد راست
در ملک موافق ترازیں کار کجاست | کاندیشۂ تو موافق حکم خداست

دارم دلکے غمیں بیامرز و مپرس | صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم | اے اکرم اکرمیں بیامرز و مپرس

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود | واندر دل تو غیر جفائے نہ بود
بر چہرۂ گلرنگ چہ می ریزی اشک | باران بہار را بقائے نہ بود

دارم دل و دیں و سر چہ پیش تو کشم | لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم
گر جاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد | بخشیدۂ تست ہر چہ پیش تو کشم

جانا بہ کرم یک نظرے بر جانم کز طالع خود چو چرخ سرگردانم
من ہیچ ندانم بجز از غم خوردن یک بار بگو کہ غم مخور من دانم

اے روئے تو والنہار اذا جلیٰہا گیسوئے تو واللیل اذا یغشیٰہا
اے عقل تو سر بنہ بگو کہ طاہا طاہا کاں قبلۂ ماست قبلۃً ترضیٰہا

یک تربیت تو یافتیم می پوییم۔ دنبال دگر
حال دل خود بگفتیم و می گوییم۔ احوال دگر
صد سالہ حیات تو مقرر گشتہ۔ در روز ازل
از فضل خدا و بعد ازیں می جوییم۔ صد سال دگر

دل یافت نسیم جاں فزا در شب گیر۔ یعنی بو بیت
کردست بہ رفتن گلستاں تدبیر۔ یعنی کو بیت
چوں کرد مرا بہار گہ دیوانہ۔ یعنی رو بیت
دیوانہ خویش را بہ فرما زنجیر۔ یعنی مو بیت

غافل مروائے حسن دریں رہ زنہار یمن السعدین است وجودت ہشدار
زاں گونہ کہ ہیچ بودۂ اول بار صد بارہ ازاں ہیچ تری آخرکار

گر نام تو نقش دفتر افلاک است ہم از ورق حیات روزے پاک است
گر نوح ہزار سال در عالم زیست شد چند ہزار سال کاندر خاک است

امروز کہ گل شد است دفتر پرداز کرد است صبا ورق شمردن آغاز

جملہ ورق شاخ چو سر بالا شد
غنچہ چو حساب عقل می گیرد باز

❖

برابر فرو میرود این نم کہ مراست
در صبح اثر می کند این دم کہ مراست
گویند مرا کہ صبر کن در غم یار
اندازۂ صبر نیست این غم کہ مراست

❖

عاشق چو شنیدست کہ رفتی بہ شتاب
از دیدہ ہمے ریخت سحرگہ مے ناب
از پردۂ چشم خویش بہر سفرت
می دوخت بہ سوزن مژہ جامۂ خواب

❖

اے یار بیا بیار پیوند آخر
با یار مرا بیار خرسند آخر
گر دولت آن نیست کہ میرم پیشت
این محنت بے تو زیستن چند آخر

❖

ہر صبح دمے واقعۂ ما بنگر
از آتش ہجر سوختۂ جان و جگر
آہن صفتم در غم آن آہنگر
با سوختگی کوفتگیہا بر سر

❖

ما آیت ہجران ترا بر خواندیم
جان و دل خویشتن بکویت ماندیم
اے آنکہ دولت بہ کام خویشست امروز
تو کام دل خویش بران ما راندیم

❖

در عشوہ چرخ ہیچ تقصیرے نیست
در رفتن عمر ہیچ تاخیرے نیست
ہر چند بگرد حیلہ بر می آیم
جز فضل خدائے ہیچ تدبیرے نیست

مفرد بچہ روئے درسفر می آرد
چندیں دل وجاں زیر وزبر می آرد
بر می دارد دل از ہمہ چہ تواں کرد
کشتی گیرست وسنگ بر می آرد

❋

چرخ ازدل من تمام بر بود نشاط
عمریست کہ پیش روی نہ نمود نشاط
باغصہ بسازم چہ کنم پندارم
یک خادمہ گریز پا بود نشاط

❋

دل را غم یار خار خارے دگرست
تقوی وصلاحیت شعارے دگرست
مشغول شدن بدو شمارے دگرست
بیروں زنماز و روزہ کارے دگرست

❋

لعلیست بہ از ہزار فیروزہ ترا
خواہیم بصد ھزار دریوزہ ترا
گفتی مہ روزہ است اینہا کم گوئے
یک بوسہ بہ ثواب سی روزہ ترا

❋

بقال بچہ از ہمہ شوخاں شنگ است
بروے ہمہ چیز ہست شکر تنگ است
می گفت کسے بدو کہ سنگش قلب است
بر قلب بداں حدیث قلبش سنگ است

❋

جاناستم توبرکرد و مہ بگذشت
دستان وفائے توازیں دہ بگذشت
گفتی شنبہ بیایم آخر شد مہ
از وعدہ تو چہار شنبہ بگذشت

❋

دل تنگ مشوائے حسن از شتے دوں
دارند ہنر کم و مباہات فزوں

گر لاف زنند فاعف عنهم فاصفح
هر طائفۃ بما لدیھم فرحون

دل بستۂ و بوسۂ نہ فروختۂ
سوداز دکان خویش راسوختۂ
داد و ستد است کار بازرگاناں
آخر ز پدر ہیچ ، نیا موختۂ

وزد آمد و گرد خانہ ام جولاں کرد
نظارۂ افلاس منش حیراں کرد
یک جامۂ نو نیافت یک دانۂ جو
شرمندۂ او ہم شدہ ام چہ تواں کرد

ہنگام جوانی کہ چو گل بشگفتیم
ہم آخر کار راہ رفتن رفتیم
ہرگز نہ بود میان ما و پیری
پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

مدخل مروے در خور طعن و طاعون
برخاستہ اش ہر کسے از مناعون
منہی صفتے ز جملہ ساعون
در طائفۂ و یمنعون الماعون

داری خط و لب از کرم یزدانی
چوں لعل تروز مرد ریحانی
مارا بہ یکے بوسہ چہ می رنجانی
آخر پسر خواجۂ بازرگانی

اے ترک اگر مرا اسیر تو کنند
پایت بوسم چو دستگیر تو کنند
جانم ہدف ناوک مژگانت ساز
آں روز کہ امتحان تیر تو کنند

عرضے کہ تو دادہ دراں عرصۂ دشت　　حیراں تو بود حور و جنت ہر ہشت
ابروے ترا اگرچو کماں گوشہ گیست　　چشمت بارے سلامت از تیر گزشت

(✤)

جانا رخ تو کہ مہ دراں حیران است　　میزان صفت از دو روی نور افشان است
ہر طرہ برو چو سنبلہ می بینم　　از سنبلہ بگزری ہماں میزان است

(✤)

امشب منم از شکل مہ نو حیراں　　آں کوکب رخشندہ بُد کردہ قراں
گوئی کہ فرو خزید روز جولاں　　یک میخ زر از لعل سمند سلطاں

(✤)

باآں کہ نہ ایم ماز دنیا داراں　　خواریم بہ پیش چشم نعمت خواراں
با ایں ہمہ شکر ہا بباید کردن　　بسیار نکو تریم از بسیاراں

(✤)

شطرنج کزو ھزار منصوبہ کشاد　　قایم بہ یکیے دگر نیارد استاد
شہ راچو ہزار فیل در دست افتاد　　ایں تعبیہ تا قیامتش باقی باد

(✤)

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی　　چوں غم رسدت ہزار فریاد کنی
دنیا ز تو رفتہ و ترا دعویِ ترک　　گنجشک پریدہ راچہ آزاد کنی

(✤)

مائیم ز تف غم جگر تافتہا　　با سلسلۂ درد تو در یافتہا

جانا بمراد خود مکن چندیں جور　　　بر طائفۂ مراد نا یافتہا

❖

زر خواست بتے کہ ساعدش سیمین است　　　گویم کجاست زر سخن اندر دین است
اینک رخ چوں زر و سرشک چوں سیم　　　ہر سیم و زرے کہ ہست ما را این است

❖

بکشائے دگر بہ نرمی و لطف دہاں　　　دل را ز کف حرص و حسد باز رہاں
با مردم و مردمی جہاں خوش باشد　　　بے مردم خود نمی تواں دید جہاں

❖

اے گاہ تنم سوختہ چوں سوختہ عود　　　گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ز بخت ناساختہ کار　　　با سوختہا ساختہ می باید بود

❖

شیری تو چہ شیر گویمت شیر نری　　　بس شیر دل و شیر وش و شیر فری
یک شیر نہ دہ شیر نہ دیدم صد شیر　　　تو شیر ز شیراں جہاں شیر تری

❖

اے ترک مرا کہ رفتم از دست بخواں　　　بنواز و بخوان وصل پیوست بخواں
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت　　　چوں میدانی کہ خواندنی ہست بخواں

❖

نام بت من بیا باخلاص تمام　　　در فاتحہ فکر کن ہم بیروں آر

❖

محمدؐ گر بروں آری ز احمد　　روا باشد کہ ہست احمد محمدؐ

❊

لطف خدا کہ بر ہمہ واجب سلام تست　　گو ختم کن یکے بہ یکے عین نام تست

❊

یک حرف تو صد صباح آدم نور　　یک حرف تو ہشت خلد را مایہ سور
حرف سومی چہل ولی را دستور　　زاں چار چہار رکن عالم معمور

❊

گل آمد و بوئے او ندارد چہ کنم　　چوں آب ز جوئے او ندارد چہ کنم
دی دفتر گل ورق ورق میکردم　　یک نسخہ ز روئے او ندارد چہ کنم

❊

گرمے دہی از دو نرگس مستم دہ　　وز مشک ازاں دو زلف چوں شستم دہ
زلف تو کہ نامہ مرا می ماند　　انکار قیامتست در دستم دہ

❊

با قاضی عشق داوری بیہوداست　　کورا ہمہ حکمہائے ناحق بوداست
زانگاہ کہ ماجرائے ما بشنوداست　　غم را و مرا ملازمت فرموداست

❊

از مکید کہنہ نو بہ نو غم دیدم　　یارے کہ بہ غم یار بود کم دیدم
یک چند زدیم دست در دامن صبر　　اے صبر گریزپا ترا ہم دیدم

❊

چنداز می غم مست نشینم بے خود | من بے دل وایں دل حزینم بے خود
من بے تو ہزار بار دیدم خود را | روزے باشد ترا بہ بینم بے خود

❀

از غنچۂ آں دہن دل من باغ است | از زلف تو در سینۂ من صد داغ است
طوطی لبت را بہ سخن نتواں داشت | بر زلف تو دست کس نیابد زاغ است

❀

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود | کاندر دل تو غیر جفائے نہ بود
بر چہرہ گلرنگ چہ می ریزی اشک | باران بہار را بقائے نہ بود

❀

دعوی چہ کنی بہ حسن چنداں اے باغ | آں عکس رُخ گل مراداں اے باغ
تو بیش نہ از و پس ایں گلہا را | بیفائدہ بر خویش مخنداں اے باغ

❀

زلف تو کہ کار بندہ بکشاید ازو | اے دیدہ و . . . .
جاں میدہمت ہم بہ بہائے اول | نہ فروشی کہ بوے مشک . . . . . .

❀

دوشش آمد و زلف عنبریں بر سر دست | در ہر شکنے شکستہ را می بست
گفتم بزنم بزلف چوں مست تو دست | خندید کہ نازدہ چہ می گوئی ست

❀

سبزہ ز خط ترش دبیری آموخت | گل از رخت اوراق حریری آموخت

دل را گفتم کہ سحر گیر از چشمش — زلفش بگرفت و مارگیری آموخت

❊

گفتم بہ نہم زرے کہ در چنگ آید — از بہر کفن چو پائے در سنگ آید
آں خواجہ کہ نان و جامہ دادت ہمہ سال — آں روز ز بہر یک کفن تنگ آید

❊

معز ملت و ملک اے عزیز کردۂ حق — مدار دولت الغ خاں سرِ ہمہ خاناں
برآمدی و گرفتی جہاں بنام ایزد — چو آفتاب کہ طالع شود زر افشاناں
دریں سراچہ شش روزہ زیر ہفت طبق — تو میزبان کریمی و خلق مہماناں
مخالفان تو از عمر خود پشیمانند — چناں کہ مرگ بخندد براں پشیماناں
بماندہ اند پریشاں عدو چو تخم یہود — کہ ہیچ تخم مبادا ازاں پریشاناں
دعائے عمر تو گویم کہ اندراں صورت — دعائے خود کنم و جملہ مسلماناں
خدات در سفر و در حضر نگہباں باد — خدا بحق خدا از ہمہ نگہباناں
ہمیشہ بر سرِ تو باد سایۂ سلطاں — کہ اوست سایہ سجان و چشم سلطاناں

❊

نو نو ز فلک فتوح خواہم شہ را — افزونی عقل و روح خواہم شہ را
گر نوح ہزار سال در عالم زیست — من عمر ہزار نوح خواہم شہ را

❊

گل آمد و فتح نامۂ شہ بود ست — در پوست نمی گنجد و جائے آں ہست
یک مژدہ کہ داد جاہ تو بر تو یافت — یک خو شخبرے کہ گفت زر ہا بر بست

ای شاه بخلق تو چه ماند گل لعل
از هر ورقی مدح تو خواند گل لعل
چون خنده زنان رواکنی تنگهٔ زر
گوئی که بهار می فشاند گل لعل

(⁘)

در خدمت شاهست کمر بستن گل
وز بخشش بیکران است زر بستن گل
بر شادی شاه قبه می بند دباغ
انگاه رو و ببین بسر بستن گل

(⁘)

در شادی شهزاده خضرخان بنگر
بر قبهٔ چرخ آفتاب اسپر زر
بادا همه زین سراچه اش عشرتها
آراسته تا دامن روز محشر

(⁘)

العیش که عیش بیکرانست امروز
شادی شهنشاه جهانست امروز
الیاس بخلق می دهد شربت خاص
یعنی که شهی ز آن خضرخانست امروز

(⁘)

شهزاده خضرخان چون سکندر شد راد
خضریست که از سکندر ثانی زاد
تا خلق کند ز خضر و اسکندر یاد
این خضر بدان سکندر ارزانی باد

(⁘)

شهزاده مبارک که شه گیهان است
خان ایست که تاج سر صد خاقان است
عذری که دلیل بخت بتوان دانست
در روی مبارک مبارک خان است

(⁘)

شهزاده که شادی دل سلطان است
شادی که شهان کنند شادی آن است

تا ہست جہانِ شادی شادی خاں باد
چوں شادی جاں ہا ہمہ از شادی خان است

❖

تا ہست جہاں فرید خاں خواہد بود
از دولت شہ جہاں ستاں خواہد بود
چوں شد بہ جہاں ہم لقب شیخ فرید
الحق کہ یگانۂ جہاں خواہد بود

❖

شہزادۂ ابوبکر کہ خاں ایست عزیز
با خلق جہاں صدق نہاں دارد نیز
بوبکر کہ او خلیفۂ اول بود
بخشید بدیں خلیفہ زادہ ہمہ چیز

❖

شہزادہ عمر مدار دوراں بادا
موصوف بہ عدل و بذل سلطاں بادا
شاہے کہ کند شاہ عمر عدل امروز
یک یک مدد عمر عمر خاں بادا

❖

زاں گونہ کہ یافت در نبی عثماں راہ
آثار نبی گرفت زیں عثماں جاہ
تا در عالم مناقبِ عثماں ہست
باقی بادا مراتب عثماں شاہ

❖

شہزادہ علی شیر شہ عالی رائے
چوں نام علیست نام او روح فزائے
تا در ہمہ نسخہا علی شیر خداست
ناظر بادا بداں علی شیر خدائے

❖

شاہی کہ بہ اتفاق شاہنشاہ است
رایش زبد و نیک جہاں آگاہ است
با بندہ حسن گر گنہے ہمراہ است
ہم خلق کریم او شفاعت خواہ است

شاہے کہ بہ اوج فلکش دست رس است
باخضر چہ پایہ زیستن ہم ..... است
آمد چو خضر خانش ہمایوں پسرے
درعالم ہیں سعادت اواست بس است

۞

العیش کہ حق نعمت ایماں بخشید
ملک عرب و عجم بہ سلطاں بخشید
آراستہ شد قصیدہ ملک بہ شاہ
شہ بیت سعادت بہ خضرخاں بخشید

۞

خاں را کلاہ بخت مبارک بادا
بروے ہمہ فضل حق مبارک بادا
چوں بیت سعادتش موافق افتاد
ایں منقبتش نیز مبارک بادا

۞

شاہے کہ رخ اوست سوئے دولت دیں
بر پیل نہاد زیں زہے رائے متیں
پیل از جہت شکوہ خود فرے داشت
شہ بیں کہ مزید کرد با او فرزیں

۞

جز بر در شہ کس ایں قدر پیل ندید
پیلان گلہ کردہ میل در میل ندید
زیں گونہ کہ فوج فوج می آید پیل
واللہ کہ کسے طیر ابابیل ندید

۞

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی
بگرفت زنور چہرہ ات زیبائی
اقبال ترا تعبیہ ملک آموخت
تا ہر طرفے کہ رخ نہی بکشائی

۞

مائیم زتف غم جگر تافتگاں
باسلسلۂ درد تو دریافتگاں

جاناں بہ مراد خود مکن چندیں جور
بر طائفۂ مراد نایافتگاں

از سبزہ کہ بسیار شد و گل انبوہ
ہم باغ جمال یافت ہم کوہ شکوہ
چوں کوہ ہمہ لالہ بہ دامن دارد
زاں پس من دوست عشرت و دامن کوہ

چوں ریخت ز ژالہ آسمان مہرہ یشم
پیدا شدہ ابرہا پراگندہ چو پشم
ہم غنچہ شد از زر فراواں پر دل
ہم باغ ز بسیاری نرگس پر چشم

گفتی کہ مرا باغ و زر و کاشانہ است
آں کز تو بجز تو طلبد دیوانہ است
دیدار تو خواہم آں دگر افسانہ است
با روئے تو ام بہشت کوئے خانہ است

چشم ز غمت دوش ہمہ خون انگیخت
باران سرشکم آبروئے جملہ بریخت
خوں گرچہ ز باران سرشکم بگریخت
بیچارہ بہ ناودان مژگاں آویخت

اے دل ز لبش شکر و قندے می ساز
وز زلف دراز او کمندے می ساز
کار تو بداں دہان و زلف افتاد است
در جاں چہ بود بہ تنگ بندے می ساز

عاشق چو بہ پنہانی دل می بیند
بر عشوۂ چرخ شادمی ننشیند
تو روشنی صبح نگر ہر صبحے
کز چرخ چگونہ مہرہ بر می چیند

آن دور نویس کودک پر تلبیس ہر چند کہ نقش اوست چوں دُر نفیس
ننوشتہ خطے کہ دور شد بر رُخ او ہست ایں ہمہ فریاد من از دور نویس

در خانۂ چشم آں بت حور نژاد شب مہماں بود و من بداں مہماں شاد
صبح آمد او رفت من اندر فریاد خانہ نبود بہ جُز بہ مہماں آباد

گہ آب ترم موج زند دریا وش گہ آتش سینہ سینہ را دارد خوش
با ایں ہمہ گنج عشقت اندر دل ما چندانست کہ نہ آب بود نے آتش

گردوں کہ بحال زار من خوں نکشد یک غم ز درون سینہ بیروں نکشد
ایں غصہ کہ گردوں نکشد از دردش باریست بریں دلم کہ گردوں نکشد

اے گاہ تنم بہ سوخت چوں سوختہ عود گہ از نفس سوختہ ام سوختہ دُود
من سوختہ ام ریختہ نا ساختہ کار با سوختگاں ساختہ می باید بود

اشتر ز بہ نہ ہر شتر شیر نر است ایں بیت شتر بیں کہ شتر بر شتر است
تا چند شتر شتر شتر را چہ محل احسانت نہ یک شتر شتر بر شتر است

بر پیل نشیں پیل تنا پیل براں تو پیل وشی پیل صفت پیل تواں

پیل تو چہ پیل است زہے پیل کہ نیست　　یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

(❖)

آں شوخ چو در راہ ریاضت بشتافت　　یکبار عناں ز نامراداں برتافت
گفتم کہ یکے بوسہ بہ درویشاں بخش　　چنداں کہ نفس زدیم توفیق نیافت

(❖)

امروز خلاصۂ زمن جز من کیست　　در حُسن ملاقات حسن جز من کیست
از انجم و انجمن منم نجم مہین　　کاخر بنگر در انجمن جز من کیست

(❖)

از آتش و آب و باد و خاک است بشر　　من ز آتش و آب و باد و خاکم برتر
روحم نہ ز خاک و آب و باد و آتش　　بر آتش و آب و باد خاکم چہ گزر

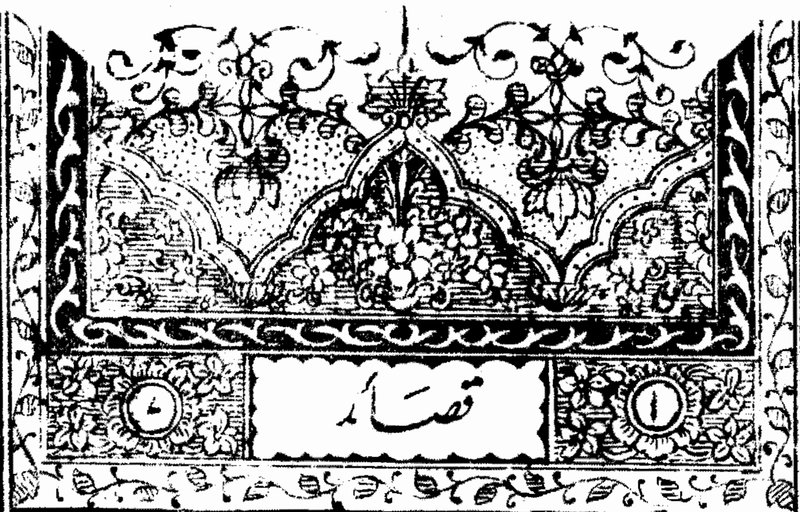
(❖)

فرزند عزیزت بہ امیری برساد　　در ہر ہنرے بہ بے نظیری برساد
این بخشش غیب ہست از حکم ازل　　ہم در نظر پیر بہ پیری برساد

(❖)

ہمائے اوج ممالک علائے دنیا و دیں　　فگندہ سایۂ انصاف بر زمان و زمیں
ہمیشہ تا بجہاں از ہمائے ذکر کنند　　جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد آمیں

(❋)



۱ ردیف الف ۴۸

شبے کہ ممد من بود فیض فضل خدا — بداشت یک نفسم از غرور نفس جدا

شبے چگونہ شبے من ز دستیاری طبع — زپا در آمدہ و دستگیر فضل خدا

شبے چگونہ شبے بر خلاف عادت عرف — گہر قرین خس و شاہ ہمنشین گدا

شبے چگونہ شبے بر سماع دعوت من — سپہر چرخ زدہ صبحدم دریدہ ردا

زمیں مثال فرو ماندہ من منادی غیب — بگوش ہوش من از آسماں رسانده ندا

کہ خیز بر حسب ایں ندا مطرا کن — ہوائی گل زندامت چو روی گل زندا

باسم حق ز سر سر سخنے کاسمعیل — بدیں طریق بذبح عظیم یافت فدا

مرا بشربت ایں وعظ امید صحت شد — کہ اندکے دل بیمار من گرفت غذا

طبیب چوں بکشاید در دواسازی — درآں مقابلہ رخت وداع خواہد دا

ہزار معنی نو یافتم ز ہاتف غیب — بنکتۂ کہ ادا کردنیست حسن ادا

ازیں قصیدہ چو خواندم بر آسماں یک بیت — زہفت گنبدش احسنت خاست گاہ صدا

زکاوکاوخسانم چہ غم کہ عصمت حق — بسندہ باشد بیخ و بیمیر رشدا
عجب مدار ازیں یکشبہ جواہرمن — چگونہ ساخت بیک شب چناں نوا ئبدا
شنیدہ باشی لوئے زنفحۃ الریحاں — حدیث نغمہ سعل داور حمتہ عدا
حسن بقاعدہ اصل شوچہ فضیلت ایں — زسرنگوئی و بختم رسانش ازمبدا
شبے کہ ذکروے اندر ثبات ایں پیوست — چگونہ شب شب تیرہ تراز شب یلدا
تمام چہرۂ شب داشت نگ روئی بلال — ولیک کام سحر بوئے درد بود دردا
شب درازومن اندر نظارۂ گردوں — شدہ زجملہ جہاں فرد و چشم بر فردا
خیال اینک ازیں آئینہ یکے صورت — بود بریں دل تاریک گشتہ زنگ زدا
نخست مرکب بہرام آں شگافتہ سُم — بدیں شگفتہ چراگاہ سبز شد پیدا
عظیم سخت سروسخت نرم دُم رخشے — فرو زہیئت اضداد اد شدہ شیدا
رسیدہ برپئے او چار پایۂ دیگر — کہ پایہ پایہ بیغزود در دلم سودا
گہے بجستن بیچارۂ گزار دہ شاخ — گہے بکار غضر بیے لکدزدہ عمدا
دگر بصف دور و خوئی زرق و نفاق — بشکل حور کمر بستہ بام او دردا
زشول آں شجرہ بس عجب ہمیدارم — کہ ہیچ خوشۂ جوزانہ ہم من جوزا
گذشتہ دگر آب کار مد بر طبیع — بر وہمیشہ یکے رنگریز کار افزا
کریہ کشر رواں پنج پا کہ علت اوست — چو پنجہ اسد آفت رساں و عمر گزا
اسد ہمہ حسداں بد مزاج کافر چشم — کہ قتل کاوۂ اسلام نزد اوست غزا
کشادہ موئے زسر سنبلہ بقوت کرم — دروں ولے شدہ جو جو بروش غزا
دو کفہ دگر آنجا اگرچہ ظاہر داشت — عدالتی بتمام وسو بیتے بازا

نوٹ ۔ جن اشعار پر علامت استفسار بنائی گئی ہے وہ باوجود کوشش کے پڑھے نہ جاسکے ۔ صرف صورت نویسی کردی گئی ہے۔
اس قصیدہ کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے ۔ مؤلف

ولے بمعنی چوں خوئے ناسزایاں کژ — بعدل فرق نکردہ ز ناسزا و سزا

زہے ترازوئے انصاف باد و پلہ عدل — کہ ایں سرش ہمہ ہزل است و آں سر استہزا

دگر کہ گشت دمے الحق گزندہ تر ز زماں — ز زور زہرش گزیدہ مار افا ؟

کمان چرخ پے فتنہ زہ شدہ کہ گریز — ز شست آفت او واجبست تیر آسا

بُرّی کہ سبزہ او آسماں شبان زحل ست — از و چگونہ کسے را بود امید کشا

نداد گو بیکے پشہ آب تا داند — تعلقش بدو تار رشتہ صباح و مسا

نشانہ شدہ اند رصف جفا ماہی — کشیدہ لشکر غم بر دل ستم فرسا

منازلِ بہ ازاں لشکر بلا فوجے — مقدمہ شرطین آمدست و ساقہ رسا

بداں شدم کہ دہم شرح آن دگر ہا ہیم — مسامحت کنم انشار و حدِّ انشا

زہندوی فلک احوال بخت من تیرست — ز مشتری ہمہ ایام عیش من چو عشا

ز ترک تازی مریخ و کینہ سازی مہر — شدست طالع من زیں دو چشمہ چشم گشا

خسے کہ دور قمر پیش ازاں کہ می باشد — میان کاہ خس و برگران کوہ حصا

بخلق زخمہ ناہید و کلک تیر ازہم — ہماں نمودہ کہ فرعون را نمودہ عصا

جفائے لیس ہمہ را کے توان نمود کہ ہست — بروں ز دائرہ حصر و از خط احصا

سپہر جیست دبستان فتنہ را لوحے — کواکبش ہمہ از بر کناں بحرف ہجا

بر و نگاشتہ شعری معطل از ہمہ چیز — نہ حسن مدح درو بیسنم و نہ قبح ہجا

تمام شب من و نالہ ز چرخ و انجم او — رسیدہ اند بہ ہفت اخترم بہفت اعضا

(۲)

ہمیں قدر دریں فصل نظم یافتہ بود
کہ ناگہاں درے از فصل باز کرد قضا

(۵۰)

رسید وقت صبوح و وزید باد صبا سپهر سبز گلگشت و کوه زرد قبا
شده ز کثرت انوار و غایت پاکی فلک مدینهٔ اسلام و صبح کوی قبا
رکاب خسرو انجم روانه شد اینک خروس هر طرفی در خروش چون نقبا
چمن نموده دو صد جام گل نغیر نبید فلک کشیده یکی خوانِ زر بغیر ابا
می شبانه خورد خندهٔ خوش از لب کاس ترش گرفته چه شیشے چو کاسهٔ سکبا
یکی خلیفهٔ ملکِ معانی آمد جام دلیلِ کفر بود از چنان خلیفه ابا
نزادیک خلف آراسته چو بنت الکرم هزار سال ز چار امهات و هفت ابا
زبای باده طلب جشن عیش را امداد بوقت آنکه برامداد وصل گردد پا
صریح گویم یعنی چو با امداد شود صبوحیانه سبک دور نوش ویرسیا
ز بوی صبح چنان گشت رنگ لاله لطیف که لعل گشت از و جمله کوه سرتاپا
به لاله بین در تمی کاغذی سیاهی رو چو کودکے که به مکتب فرستدش بابا
دم طرب که زنی آن حلال گیر چو تیغ غم جهان که خوری آن حرام دان چو ربا
شراب لعل طلب جامه آن زمان که فلک بدل کند شبه خویش را بکاه ربا
کنون که صبح برآمد مے مصفا جوے وگرنه عیش مکدر کنی و عمر هبا
بردن فتاد ز خمخانه فلک جرمے بشکل همچو قرابه برنگ چون صهبا
فرو نشست چو سلطان شام از ادهم سوار گشت شهنشاه صبح بر شهبا
سر از دریچه برون کرد شاه مشرق پدید گشت ز سر عشق بازی حربا
خیال دیو چو شد بسته از بسیط جهان جمال داد ز ایوان جم عروس سما
چو زیر پای عدم پست گشت صورت زشت بجلوه دست برآورد لعبت زیبا

بلی که این دگهی آن بود که بافته اند / بکارگاه ازل هم گلیم و هم دیبا

نه هر یکی ز پی چیزی آفریده شدست / یکی نشانهٔ راحت یکی نشان بلا

برای قلعهٔ ثمود است ناقهٔ صالح / برای مهد رسولست ناقهٔ عضبا

یکی است محض کرم نام او نسیم سحر / یکیست مایهٔ نکبت خطاب او نکبا

یکیست تا به ابد اثر چو باد سموم / یکیست هم ز ازل خوش نفس چو باد صبا

چو نیک درنگری در هر آدمی همه است / نشان قبح و صباحت هم از اودان صبا

چنانکه کوکب صبحدم دلیل کند / که شاه شرق برون تاخت آورند لوا

نوای فاخته و برگ تازهٔ گل سرخ / صبوحیان را ترتیب کرد برگ و نوا

صدای نوبت و آوای نوش نوش لبان / هزار بار مرا خوشتر از هزار آوا

تو سبزه بطلب و ز پیاله میدان کن / چو ساخت شاه افق قصر سبزه را ماوا

برای تسلیت جان تافته جگران / بر از شمامهٔ کافور صبح نیست هوا

شب دراز وشاقان چرخ درباری / چنانکه میل جوانان بود بلهو و هوا

یکی شرارهٔ گلریز ریخته به زمین / یکی ستارهٔ آتش گذاشته به هوا

فلک به خنجر خورشید خون اطفال آن / روان بریخت چنان خون که داشتت روا

بر و گواه چه حاجت بود درین صورت / از آنکه سرخی شمشیر او بس است گوا

همه معاملت او بصدق باز آید / نخست اگرچه غلوئی کنند در اغوا

ز زهره نغمهٔ آهنگ آنکه او دارد / گرفت مرغ سحر یاد امینت ذهن و ذکا

فلک که گوهر خود را بریخت پنداری / نکاح دختر نعش است و عقد ابن ذکا

خزینه های فلک سر بمهر تقدیر است / نصیب صبح که یکدم میان خوف و رجا

کشیدہ لشکر کشائے رومی روز
زتیغ ہائے سحر در گریز خیل نجوم
نمود در وشنم این نکتہ کاسمان ہر صبح
عجائب فلکی را نظارہ می گردم
دریں نظارہ خیال نگار در نظرم
بران خیال خطاب من آنکہ تا نکنی
دہان خم بکشا بادہ دما دم دہ
چہ خفتہ اید حریفان بادہ کش کہ کشید
بصبح صادق بیندز حسن مطلع او
روان چو باد ببادہ قریب باید شد
نہ خوش بود کہ رود رائگان حسن وقتے

نماند زنگی شب را بہیچ جا منجا
ہمہ بزاویہ غرب ساختہ ملجا
کنند زصفہ انجم یکے صف ہیجا
غرایب فکر اندر ضمیر یافتہ جا
گہے پدید گہے ناپدید ہمچو سُہا
من ز پائے در افتادہ راز دست رہا
کہ بر نہ بینم چیزی زدانش وزدہا
زمانہ مہرہ زراز دہان اژدرہا
خلاف شعر کہ ہست احسن او اکذبہا
بدان صفت کہ قریب است دان بادِ صبا
کہ کس نیافت ہمہ عمر وقت خوش بہا

(۳)

عروسِ صبح بدیں خوبی و تری آنگہ
مزید کردہ بروز یور بہار بہا

(۴۹)

کنوں کہ لشکرِ غم صف کشید بر سرِ ما
چو در رسید بہار خجستہ گرما گرم
چہ التفات زسرمائے گل کہ در مجلس
در آفتاب نگر بر کشیدہ تیغے تیز
حمل ز آفت عین الکمال ترمی سد

چہ شد کہ آں مے گلگوں نیاوری بر ما
خنک بود اگر آہستگی کند سرما
اثر ہمی کند از آفتاب می گرما
برانکہ ذبح کند برہ ثمین سما
کہ یافت است زہر برج پایۂ اسما

چو رنگ لالہ و بوی سمن گرفت جہاں   می چو لالہ طلب از بت سمن سیما

مے طلب کہ نمودار رنگ بہرام است   ہماں شمائل ایں ہفت گنبد شما

چو گل بر آر ز صف طرب نشانۂ عیش   کہ چندگاہ نماند نشان ما و شما

یکے نظارۂ نورستگان بستاں کن   ز ابر باد بہاری گرفت نشو و نما

گل از جواہر شبنم چو تخت کیخسرو   چمن ز نرگس جام جہاں نمای نما

نماز را طرف سیستاں نماگویند   بنفشہ روز و شب اندر رکوع مست دو تا

بنفشہ کیست چو خاتون گل جمال دہ   میان صف کمربستگاں یکے دا ما

بصحن باغ بر افروختہ گل سوری   ہزار شعلۂ آتش ز چند قطرۂ ما

بہ غنچہ بیں صبیے نو بہد گل خفتہ   چو طفلکے کہ بگہوارہ بندوشں ما

چہ خوش بتے است گل اما وفا ندارد ہیچ   خوش آنکسے کہ نگوئی در آخرش از ما

زمانہ در ہمہ روئے زمیں ز سوسن و گل   مثال داد بہ تشہیر تیغ و سنگ دو ما

نظر بہ ہیچ نظارہ نمیکند نرگس   کجا رود چہ کند سخت علتے است عما

ہوا کہ عطر طراز ست از کجاست مگر   رسید محمل مشک از طراز و از یغما

چہ می کشای چندیں متاع مشک اے باد   اگر ولایت یغما نکردۂ یغما

بہار از گل و مل باغ آدم و حوا ست   چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خرما

گل شگفتہ مگر گفتہ شرح یحیی الارض   زبان نامیہ تحریر اخرج المرعیٰ

بہار را چہ دہم شرح و بسط پنداری   بہشت را بزمیں کردہ اند استدعا

غرض اقامت سروست و بارگئے چمن   کہ ہدہداں بہ نمازند و بلبلاں بدعا

بنفشہ پشت خمیدہ سری فرو کردہ   گماں بری کہ مگر می بہ پیچدش امعا

همه فروشدگان سر ز خاک برگیرند — بتیغ مثل زند این روز را بروز جزا

کتاب خلقت گل را که بس خلق شده بود — فراهم آمده بار دگر همه اجزا

چو زاهر زر بکف آمد طراز زر پیوند — اگرچه مرکز پیوند را نگیرد درا

گلاب میچکد از شیشهٔ فلک آرے — ز فیض اوست چنین بوی خویش گرفته صبا

بهر ورق که از و جبر گل شود تازه — بخط سبزه کند کدخدائے باغ امضا

گزشت گرچه همه عمر شاخ را با شاخ — ولیک مرغ دمے میزند با سرحیا

طریق عاشق دارند شیوهٔ معشوق — که این تمام ستیزه است و آن تمام رضا

بجوئے باغ نگر مار پیچ چون ثعبان — کشیده هر طرفے یاسمین ید بیضا

چه موسم ست که مخصوص شد شگوفه گل — برای خنده و گریه چو عید عاشورا

نمود لاله و گل حسن را مراعاتے — مراعتے که نمایند بر سبیل مرا

هزار گونه غرورست در سر هر گل — چه حاجت ست که با او سحر کند اغرا

بگو بهار بنام ستم کند خطبه — که سرو منبر او گشت و قمریان قرا

مگر که بر رخ گل یار من تجلی کرد — که نور او ز ثریا همی رسد به ثرا

جمال گل همه بار دئے خوبرویان ست — درین حدیث نه بینم مجال چون و چرا

بهار گوئی که می آرد از در خوبان — گل و صبا را هم جاگی و هم اجرا

سلامے از لب دلجوئے من مرا خوشتر — که هشت باغ در و چار جوئے را مجرا

دو کون صرف ده از نیکوان بوسه بحر — چنین کنند ببازار عشق بیع و شرا

مے چو گل طلب از گلرخان آهو چشم — سپیده دم چو رسد آهوئے فلک بچرا

فسون گری صیاد خیال بازی صبح — کشیده لاله از خار و لعلے از خارا

بنفشه می نگری کوز چون قد وامق
قد چنار نگر راست چون قد عذرا

بنفشه پیش بتان چمن سر افگنده است
که جمله لعل و سپیدند او یکی سمرا

چنار پنجه برآورده شاخ زر خوشه
تو گوییا اسد است این و آن گر عذرا

عروس غنچه بصد روئے روئے پوشیده ست
بجز صبا که کشاید نقاب آن عذرا

نوائے مرغ شنو پند ناصحان مشنو
که جمله هرزه درایند بر مثال درا

۴

درآ به مجلس و جام بخواه از مے جام
تو پخته حذر از ناقصان خام درا

۴۹

چه جائے زرق و نفاقست ای غلام بیا
بیک دو باده مرا وارهان ز ریو و ریا

زبان ببر بدم مانده مطربا تو بگو
خرد به شهر عدم رفت ساقیا تو بیا

بیا و جرعه ده بدین شکسته خویش
که مومیائی من نیست جز به میم و به یا

بخنده گفتی بوسی ببخشمت یا نه
همان ببخشم نغوست اگر نگوئی یا

ندا همی کندت روح یا ندیم القلب
ازان سبب که ندا را علامت آمد یا

که پائے وصل توام صلح سیکنم و بوس
نگر چه قافیه بر محل نشست که یا

هوا به قالب گل میدهد دم عیسیٰ
یکے عزیز صفت کن نظاره احیا

دهان بلبله بکشا که گردد از بویش
زبان سوسن چون سوسن زبان گویا

بخاصیت به هر باده ناتوان را زور
بلے تواند بودن خواص در اشیا

بخاک اگر بچکانند آن گداخته لعل
همه زمرد سر بر زند بجائے گیا

نگر چه روشن شده روز عیش ما چو گرفت
ز آفتاب شراب آسمان شیشه ضیا

شراب نیست که دریائے گوہر طربست — پدید گردن گوہر دراو به از دریا
سمن برے که کشد یک دو جام شرم شکن — بدست باز چو گل بر درو نقاب حیا
زجام باده اگر قطرۂ فرو افتد — حیات تازه دہد خاک مرده را چو حیا
چو ہست گوشۂ مجلس کنیم امروز — ولے چو مجلس فردوس مجلس علیا
طلب کنیم مزامیر اول از بربط — که اول او در رحمت کشاد در دنیا
مغنیانش نیایش کنان ولیکن اوست — چو کودکے که بود خفته در کنار نیا
دگر ہماں که بیک پا قیام میکند او — سلام گوید ہر شیب کرده آمده تا
رگش ز پوست برون آمده عجب پیرے — که در ہوا چه پیراست و در سخن برنا
رباب راست انلئے غذائے روح درو — بپوستے تنکے بر کشیده روے انا
گہے ملازمتش با ورق چو اہل صلاح — گہے معاملتش با خرک چو اہل زنا
دف است صاحب دوروبدان ہمی ماند — که حاضرست بہر مجلس از پے آنہا
بکوب سینۂ دف تا مے آرزو کنم دم — بلے ز صدر ہمی خیزد اے پسر تنہا
نے است شور دباو دم بیاری ہمدم — دمش نماند اگر یکدمے بود تنہا
چه نے که زاغ سیاہست خوشنوا زاغی — که ہمچو مرغ شکر خوار ہست شکر خا
چو مرد معنی خوش دم به سختی و نرمی — چو اہل ہمت یکساں بشدت و برخا
نگر ز بانگ کمانچه بخواب شد ساقی — بلے خواص سماع آمدست استرخا
چه ریخ می برم ایں باز کن سر گنجے — که انتہاش به میم ست وابتداش ز خا
سخاوتم بکن اے ترک یک شرابم ده — ز تنگ چشمان حالے ہمیں بس ست سخا
ز غم چو جامۂ گل شاخ شاخ شد دل من — بیار جام مئے لاله رنگ لاله رخا

اگر بر دم کنند از صفائے مے صفتے — عجب مدار که زناز بگسلد ترسا

مے که گر مثلا خوردش بجا بلقاست — رواں خوشش او می رسد بجا بلسا

نشاط می ز دروں گنجها بروں آرد — کزاں شگفته نگردد سر رجال و نسا

مرا هم این دم خوش طیب از مے مغنی ست — که تحفه می بردش کارواں بمرو و نسا

بتان سحر بیانم بهفصد و ده و دو — نگر چه نقش بروں زد ز زلف غالیه سا

تا ملے که نمودم دراز تر ز امل — نگر که بر امل خود درازه کردم تا

چو در دز صیف اگرچه دراز گفتم شعر — ولے خوش است چو قلب شتا بقلب شتا

دراز گفتن نزدیک من ستوده نبود — ولے زبان خرد هست این قصیده ستا

قصیده نیست کتابے شدست از یک شعر — کم از کتاب نباشد که نسخه شد به سه تا

گر این کتاب من استاد ژند برخواند — فرود هر دهمه اوراق ژند باوستا

یکے ببیں که چه حد رنج برده آرے — زکات گنج هنر را هم آمدست ایتا

لزوم قافیه جنس و زحمت اقوا — نگاه داشتن از شایگان و از ایطا

همه مواهب غیبے است این و آنم نیست — ازیں طرف همگی شکر و زاں طرف اعلا

خدائے عز و جل اندریں گریوه تنگ — کشاده کرد در فضل از کمال عطا

همیشه بر حسن از فیض غیب کشف غطاست — چو بر علی رضی الله عنه کشف غطا

اگر خلاصه انشار خود کنم انشاد — سپهر چاک زند بر خود این کبود قبا

سپهر نیز هم از احکام طارطبع نفست — بلے حساب جمل حرف نه چو آمد طا

قلم زنا قلم آهسته دار چند دماغ — اگرچه هست سواد خط تو مشک ختا

دریں خطه گه خاکی و خطه سخنداں

یکی بصفهٔ صفوت قرار گیر دلا — که هر چهار طرف درگرفت گرد بلا

بشهر نفس تو آشوبهاست از شهوت — چه به اگر کنی آن شهره راز شهر جلا

درمجاهده زن تا شود دلت روشن — که هیچ آینه بی صیقلی نیافت جلا

غبار بود و صفا در دل زمین و فلک — که این بسفل گرائید و آن گر بعلا

اگر صفا نکند مرد بر دلست فتور — اگر وفا نکند ابر غله است غلا

اگر ولایتِ تحقیق ملک خود دانی — بیار حجتی از والیانِ ملکِ ولا

خلیل وار چنان راه رو که از همت — بجبرئیل نگوئی انا الیک فلا

معانئی که هی پرسیم بخلوت پرس — از آنکه حکم ملانیست همچو حکم خلا

بپرس هرچه که خواهی که خاصگانِ خدای — جز از خدای نگویند در خلا و ملا

عطیه ایست مرا این سخن ز خالقِ من — اگرچه بر ملاء خلق میکنم املا

هر آنچه من کنم املا عجب که گر نکند — زبان روح قدس بر ملائک استملا

ز چار طاق فلک ساز خیمهٔ وحدت — مسیح وار گرت هست همتی والا

حجاب راه تو طبع چهار پایهٔ تست — کجا رسی تو بدین نردبان بر آن بالا

کجاست جائی تو در بزم قرب تا نکنی — بسان چشم قرابه دو دیده خون پالا

گرت چو دریا شوری و جوششی باشد — بدیده باشد اشکت چو لولوی لالا

اگر بشوئی آلایش فضول از خویش — معاینه کنی از فضلِ حق همه آلا

دل فرشته وشت را خدا خریدارست — بدست دیو چرا می فروشی آن کالا

بکنج غم گرے بستنی چو لا بر بند | که گنج دربری از گنج خانهٔ الّا
به چار بالش لا گر تکیه زد مگر آنک | بدار کرد جهان هر دو برد و گوشهٔ لا
به ترکِ هر دو جهان گوئے گرچه باکے نیست | ازانکه هرچه که لا باشد تر بود اولیٰ
ز خار خار امل آن زمان امان یابی | که این درخت هم از بیخ برکنی اصلا
مرا کزین صفت اعراض کرده ام کلّی | گمان مبر که دگر پے در او فتم کلا
روم به سایهٔ دین و خرم گریزم ازانک | یگانه یافتم آن هر دو مرغ را چو هما
وجود من که یکے بوم عار غفلت بود | ازان دو عز هما یافت و ام عز هما
گر آرزوست که بر چرخ پایهٔ شرفت | برآورند چو سیاره باش شب پیما
بهرچه می طلبند از تو این جهان نفروش | برین متاع بدین حد نشاید استغنا
جهان چه باشد نزدیک نکته پیرایان | چنانکه مزبله در جنب مسجد اقصا
اثر نماید تسکین هر دمم به سخن | پدید باشد تلفیق نامه ام به سخا
کجا رسند برین سر جماعت غافل | که غافلان را دورست کعبه از بطحا
اگر باهل ضلالت جدل زنی صدره | چو گمرهند چگونه برند ره بهدا
وگر به سوئے هدیٰ سال کنند استدعا | خدا چه گفت فلن یهتدوا اذا ابدا
بدار ملک بنا کن بنائے خانهٔ دین | ترا هوس همه بر مولدست و بر منشا
بنص پاک همه نیکبختی است ولیک | ترا هوای تو بدبخت میکند حاشا
هوا و حرص مکن هرچه هست دریابی | چو رفتنے است ز دار الفنا بدار بقا
جوانیم شد و گر عمر هم رود خوشتر | که من به آمدن خویش ناخوشم حقا
مرا ز عمر چه راحت که تنگ شد روزی | مرا ز شکّ چه حاصل چو لنگ شد سقا[1]

[1] کمر وغیره

چه سود چشمهٔ نیلی که میرود در مصر ‏ که مرد قافله در بادیه باستسقا

سوی خراسان سازی که هست عنقا نام ‏ درین دیار نهفته ترست از عنقا

درین دورنگی دوران نگه کن ای خواجه ‏ حذر بهست ازین دیو فعل حورلقا

جهان خراب و تو عشرت طلب کنی لاحول ‏ وساوسیست که شیطان همی کند القا

جهان به آب ماند که ایستادش نیست ‏ تو بر گذر چه نشینی چو بقلة الحمقا

به شعبده نتوانی نصیب برد از خلق ‏ مقامری نبرد از مقامران بدغا

همانچه قسمت تست آن کشند در پشت ‏ اگرچه شاه و سپاهی و گرچه شیر وغا

حریص راند هند از جهان پر مگسی ‏ اگرچه نخل بعالم در افگند غوغا

فلک ز خوشهٔ خود توشه نبخشد نان ‏ مثل اگر هست به بانگ شب کند غوغا

کسی که نعمت حق را نگاه داشت ز خلق ‏ درین جهان خلق است و در آن جهان رسوا

حسن بهر نفست شکر واجب است از آنک ‏ رساند حضرت حق هرچه داشتی در وا[1]

به میزبانی اصحاب دل ز دیده و دل ‏ کمر به بند چو کردی در معانی وا

(۶)

کنون بیار پس از شرح هر صفت غزلی ‏ که شرط باشد از بعد هر خورش حلوا

(۱۲)

کجاست آن مه ترکان گرفته ترک وفا ‏ زده ز ترکش شوخی هزار تیر جفا

درون چو شانه بکین من همه دندان ‏ برون چو آئینه با هر همه طریق صفا

کشاده چشم و لبش در ولایت خوبی ‏ بغمزه دار سیاست ببوسه دار شفا

چنان ز غیرت رویش قفا خورند نهان ‏ که بتگران نشناسند روی شان ز قفا

[1] دروا = مطلوب

چو دل ممالک دل گشت و عشق او سلطان — وزیر عقل طلب مینماید استغنا

کنون که رفت زمن همچو یوسف از یعقوب — من و بلائے فراق و نوائے یا اسفا

دل مرا اگر آواره شد ز خانهٔ صبر — در خدائے بسندست حسبه و کفی

حسن تو از ظرفائے زیاده گوئے مباش — بلے فضول نبودست حرفِ ظرفا

فرو گذار ز زار زبانت خار فضول — وگرنه فا و بمانی چو مردم فنا فا

اگر ز نائره طبع شعله خیزد — سبک بآب ادب واجب آیدش اطفا

مگوی زین سپس اوصاف اهل حسن کج — مگر بصنعت اطفا روشیوهٔ اخفا

مدار بیش بوصفِ جمال خوبان میل — که میل نبود صاحب جمال را بوفا

۷

دگر کلام کنی بارے از کلام رسول
که ذوق در صفت مصطفاست استوفا

۴۸

زہے ہوائے تو از من خلاص داد مرا — بیا بسر ثقلینی یگانهٔ دو سرا

مدار عالمی و علویانت شکر گزار — مراد آدمی و عرشیانت مدح سرا

این صاحب سر صاحب سریر توئی — سر سران ملک صدر صفهٔ دو سرا

زیاد نام تو دل را علامت دولت — ز خاک پائے تو سر را عمامهٔ دو سرا

ز فر دین تو و وجه کین تو دیده — موافقان همه سرآ منافقان صبرا

رسول بازپسینی و پیشوائے همه — شه دو کونی و منشور تو همین طغرا

محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود — بداده حاصل این خط زمان خط ابرا

ز ننگ صحبت این گنده پیر شیرین نام — نگاه داشته تا روز مرگ استبرا

شکسته صدمهٔ تو قهر صدمهٔ کسری　　ربوده صرصر قهر تو افسر دارا

ز درفشانی تو بوده بحر را لرزه　　ز گنج بخشی تو آفتاب را صفرا

ترا مظلهٔ مجلس ز دوحهٔ طوبی　　ترا سراچهٔ مطبخ ز گنبد خضرا

شبی که مجلس عالی غیرتت بردند　　به نه بساط ازین هفت مفرش غبرا

نخست مسند جاروب تو مقرر شد　　ز چه ز دیدهٔ رضوان و طرهٔ حورا

اگر نه زیر کف پای تو نهادی سر　　بهشت هیچو کف دست میشدی صحرا

براق جاه ترا جبرئیل پر بسته　　ز کار خانهٔ والنجم اذا هوی بهوا

ستاره بهر نثارت شده درفشود　　شب از برای مشام تو عنبر سارا

حسن ز فرط ثنائے تو بر افاضل عصر　　مقدم است بدین یک قصیدهٔ غرا

یکے بهر گره از جنس اوست پیش روے　　صف کلنگ نه بینی یکے ازان غرا

ضمیرم این قدرے کرد در سخن یاری　　چنانکه حق ثنایت بود کرا یارا

جهانیات بر نسبتے کنند ولیک　　تو آفتاب جهانگیری جهان آرا

خیال از تف خورشید همتت چه عجب　　اگر شود همه یاقوت و دهر همه حمرا

تو شهر علم و دران باب آ علی است بقول　　تو باغ فضل و دروے دو شگوفهٔ رعنا

ز گنج فضل برین مطلعے که هفتم شد　　نثار کن که بسے گنج دیده ام زیرا

لزوم را و الف کردم این قوافی حرف　　حکیم آخر صدے نهاده قافیه را

کنون چه هدیه نون و القلم بمدحت خاص　　کنم ملازمت نون پس ازندارم را

نقادة لفظ تو شد چشم و گوش را راحت　　که نور دیدهٔ دین و در درج دنا

کمند دعوت تو انچنان دراز افتاد　　که عالمے ز درازی گرفت تا پهنا

چو اتفاق سواری بود عجب نبود
که آفتاب جنیبت شود هلال خبا

کسیکه خاک درت را نساخت سرمهٔ چشم
شد آب دیدهٔ او جمله خون برنگ حنا

سزد که بر در تو جان خود کنم قربان
تو کعبهٔ منی و سدّهٔ تو جای منا

چو مهمان مزامیر تکیه خاصم
مرا برون ز مزامیر فقر نیست غنا

چه جای فقر گر امروز تا ابد با من
ز گنج مدح تو و نقد نعت تست غنا

طویلهٔ ز جواهر کشیده ام اینک
نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا

تو قائل انا افصح بحضرت تو خطاست
سخن فروشی چو من فضولی غنا

بصدر تو سخن من چنان بود که کسی
کشد بجو آنچه خورشید ماهی صحنا

ولی بفر ثنای تو و بفضل تو هم
توان شد از فضلای زمانه مستثنا

تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد
تو مایهٔ کرمی دستگیر اهل عنا

اگر فنا شوم از دوستی نام تو به
بقای نام تو خواهم چه غم خورم ز فنا

فلک کشد بدعا دست ز آستین صبح
بر آن طمع که شود پیش آستانت فنا

اگر بپای تو افتد فلک رهاش مکن
روا ندارم بر پشت پای تو مینا

کمال حسن ترا خود حسن چه دریابد
نگارخانهٔ چین است و چشم نابینا

خبی دقایق طبعم ز نیم اشارت تو
تمام تر ز اشارات بوعلی سینا

کنم بدولت ارشاد تو مناجاتی
بدرگهی که دل و دیده راست انس و سنا

قبول بختا یا رب قبول گردانی
زکات خاطر من بر خواطر دانا

رسول حضرت تو سی صد و سیزده تن
بدان قیاس شد ابیات شعر من بانا

چو در مهلت ایمان خویشتن کردم
بنام هر یک بیتی ازین قصیده بنا

دریں معاملہ از لیست بندہ را بپذیر
که ایں خراب ہماں از پیچ و پیا

حسن چو ختم سخن میکنی دعائے کن
چنانکہ رسم کہن آمدست بعد ثنا

(۸)

دریں محل چہ کنم جز دعائے خاقانی
کہ ربنا وقنا شر ما قضیت لنا

(۱۰)

اینست بزرگ نعمتے صبر بحالت بلا	دام بلا قبول کن چوں زدہ دم ولا
تو چو زمیں رہا مکن قاعدۂ فروتنی	آں فلک است کو نہاد بر خود علامت علا
ہر کہ بدور ایں زماں کرد جلالت آرزو	حاصل ازاں جلالتش خرگہ پست یا جلا
خلوت ذکر بس خوش است الفت خلق گو شکن	جمع علائق خوشی یا دخلائق خلا
فقر اگر سیہ کند آئینۂ مراد تو	تو بسرشک دیدہ رخ سرخ نمای بر ملا
چوں ز وفا کشادہ بر دل خود دریچہ	روی بداں دریچہ کن بام کشا پس اولا
صدق چو نبود اندروں ورع او فتد خلل	نم چو نبارد از فلک بر غلہ او فتد غلا
خلق جہانست یکبیک بہر فساد ساختہ	آہ کہ کس نمی دہد خوان صلاح را صلا
از سپہ نیاز خود بہ قبر ساز چوں حسن	بو کہ بروں بری گہی پے ز گزرگہ بلا
ہر کہ دمے کہ در جہاں یافت نشان زندگی	ہستی او بعاقبت ہست بہ نیست مبتلا

(۹)

نوح ہزار سالہ بد ہم بہزار سالہ شد
در عدد جمل نگر بعد ہزار چیست لا

(۱۳)

از برائے عید می پرسید شہرے ماہ را
عید من آں بس کہ بینم آستان شاہ را

جشن سلطانی مرتب شد چو رسم عید را — غرهٔ میمون شه دیده چو بینم ماه را

بس عجب نبود که ماه عید ازین پس بنده وار — قبله سازد آفتاب روی ظل الله را

شد علاؤالدین والدنیا محمد کاسمان — هر زمان پیشش زمین بوسد مزید جاه را

کرد فراش ازل نصب از پی سلطان عهد — برتر از نه بارگاه چرخ خرم گاه را

هست در افواه کام سال عمر او هزار — بس اثرها دیده ام آوازهٔ افواه را

تیغ چون آتش همه بر راه دین دار دگزار — پاک کرده از خس و خاشاک کفران راه را

خلق نیکو خواه شد دست دعا بر داشته — وانکه بد خواهد خدا بردارد آن بدخواه را

خصم بد دل را خدنگ شاه لب بر لب بدوخت — تا برون نارد بآسانی ز سینه آه را

چرخ را با بندگان شه ستیزه روی نیست — پنجه با شیران نباشد مصلحت روبه را

تا که بر مصداق یحی الارض نو نو نامیه — جان دهد برگ درختان را و برگ کاه را

باد از بخشش رسیده مژده های جانفزا — دشمن اندر جان گرفته اندهٔ جانکاه را

(۱۰)

جان من بندهٔ حسن شادان ز جان بخشی شه
حرز جان خویش کردم مدح این درگاه را

(۱۱)

این منم یارب که بوسم خاک پای شاه را — جان نثار آرم سریر دیر پای شاه را

خاک پایش بوسه دادم پای بوسم آرزوست — بی اجازت بوسه نتوان داد پای شاه را

شه علاؤالدین والدنیا محمد کز ازل — شاه عالم آمد عالم برای شاه را

جبرائیل از آیت نصر من الله هر زمان — نقش بند در رایت کشور کشای شاه را

چرخ از جوزا کمر بربست بهر بندگی — تا چه فرمان روی خواهد اورای شاه را

بے رضائے شاہ جاری نیست گوی آسماں		بر قضا سابق ہمیدارد رضائے شاہ را
بحر با صد لرزہ بر یک جائے ساکن شد زشرم		تا صفت کردم روانے ثمن عطائے شاہ را
منت ایزد را کہ سرتا پائے من رحمت گرفت		اول ایں دیدہ کہ می بیند لقائے شاہ را
عیسیٰ از قانون طب میساخت معجونے ولے		شربت از نوش خضر دارد شفائے شاہ را
شد بہار دولتے اینک بہ بستانہا چنار		دست بالا کردہ میگوید ثنائے شاہ را
۱۱	چوں محمد پادشاہ در عصمت عون خداست ایں حسن ثانی حساں شد ثنائے شاہ را	۷
ساقیا جاں تازہ کن از جام مے یکدم مرا		خرمت بادا ہمہ عمر ار کنی خرم مرا
گرد ریں مدحے اندر کعبہ و زمزم رسید		چتر شہ چوں کعبہ بود و کفش زمزم مرا
فتح شد ذوالحجہ فتح آرزوہا شد م		گر کنی پیش از محرم با قدح محرم مرا
آخر ماہست اگرچہ آخر سالست نیز		اول عمرست حالے از شہ عالم مرا
شہ علاء الدین والدینا محمد شاہ آنک		جز بمدح جانفزایش بر نیاید دم مرا
خسروے کانعام عامش بر طریق معدلت		کارساز و ہر ہمہ آفاق راو ہم مرا
۱۲	صد ہزاراں سال بادا بر سریر ملک شاہ زانکہ شادی ثنائش وارہاند از غم را	۶
شہنشہ را اساس ملک تاباد اقوی بادا		سریر خسرویش از افسر کیخسروی بادا
علاء الدین والدینا محمد شاہ کز عشقش		ظفر در ہمسری خواہد فلک در پیروی بادا

فلک هر شب همی آرد نثار شاه شعری را ‌ ‌ پس از شعری که آورد او دو پیکر شنوی بادا
چو گنج افشاند سلطان آفتاب آسا بهر سوئی ‌ ‌ عدو چون بوم اندر کنج عزلت منزوی بادا
شه شاهان شهنشاه است و بازوی ملک را جان ‌ ‌ همیں سر باد پاینده همان بازو قوی بادا

(۱۳)

ید بیضاست نے مشکل مراد رهرثنائے شه
چو دستش موسی آمد هم دمایش عیسوی بادا

(۵)

بیا ساقی که فصل عید رونق داد عالم را ‌ ‌ روان شد باد نوروزی روان کن باده خرم را
ازین پس ماه جامی از هلال عید روشن تر ‌ ‌ که از اقبال شه هر روز نوروز است عالم را
ازان یکجا همی آیند عید و روز نو اکنون ‌ ‌ که این ساقی شده وان میر مجلس شاه عالم را
بصف بندگان نوروز و عید استاده پنداری ‌ ‌ مبارک باد میگویند سلطان معظم را

(۱۴)

علاء الدین والدنیا که از روز نخلق او
بر از عید است هر روزے که هست اولاد آدم را

(۱۷)

الٰهی دولت سلطان همیشه کامران بادا ‌ ‌ چو عمرش جاودان داوند ملکش جاودان بادا
خضر یار بقا بادش ظفر عطف قبا بادش ‌ ‌ همه حاجت روا بادش همه فرمان روان بادا
علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور ‌ ‌ که از الطاف غیبی آنچه او خواهد همان بادا
درش کامد ز وهم چار طبع و پنج حس بیرون ‌ ‌ پناه شش جهات و قبلهٔ هفت آسمان بادا
جهان از بندگی شاه آزادی کشد دایم ‌ ‌ جهان دهر که در روے بندهٔ شاه جهان بادا
چو از شادی شاهان شاد شد یارب که پیوسته ‌ ‌ بشادی که پایانش نباشد شادمان بادا

هران مجلس که او فرمود زهره مطربش آمد — بهر قلعه که بکشاید عطارد مدح خوان بادا

چو از قلعه چه انداند زمین الا که بر گردون — ده و دو برج انرا نیز فتح شه ضمان بادا

برین فرخ بساطی کز نشاط بو مظفر شد — فتوح غیب و عیش جاودانی میهمان بادا

خضر خان و مبارک خان و شادی خان که هر خانی — ز آفات و مخافات زمانه در امان بادا

عمر خان و شه حیدر صفت بوبکر خان هر یک — چو بوبکر و عمر حکم هدی را حکمران بادا

همان خان مبارک فال از نام فرید الحق — که همچون نام مقبولان جمیع انس و جان بادا

خدایا حق آن پیر جوان بخت جوان اختر — که بخت آن جوانان تا جهان باشد جوان بادا

شهنشه آفتاب آسا برین سیارگان قایم — شعاع طلعت او نور بخش خان شان بادا

حسن کین آستان کهف عصمت یافت در عالم — کمینه مادح دکتر سگ این آستان بادا

(۱۵)

چه باشد گر چه باشد خاطر یک شهریار او
من آن گویم که یارب شهریارش مهربان بادا

(۷)

وقت است کز ابر صفا یکسو نهم گرد جفا — روشن کنم چشم وفا از خاک پای مصطفا

ای بحر عفو و عاطفت کافی کف و صافی صفت — یاقوت درج معرفت خورشید برج اصطفا

درپیش او هفت آسمان سر بر زمین در هر زمان — دل را درش دار الامان جان را لبش دار الشفا

مانند زاغ در باغ کن دیبا چه اولاف کن — چون ماه کامل در سخن چون صبح صادق در صفا

چون جیم صد جنت او چون دال ادلیل رحمت او — چون دال تاج دولت و بد بیچه فنا فرد

اعداش را چون گمرهان مهر ضلالت بر دهان — اخراج برده از جهان سیلی خدمت از قفا

اکنون حسن دانی چه به پایش ببوس و سر بنه

۱۶	جان در وفائے او بدہ در عذر آں چندان جفا	۳

دستِ فلک چو برکشد بیدق صبحگاہ را
شاہ جہاں علاء دین کوست پناہ دین حق
روح آمین دعا کند دولت پادشاہ را
عصمتِ حق پناہ باد ایں شہ دین پناہ را

۱۷	عید رسید پیش کش کردہ کمان ماہ را تہنیتے ہمی کند دولت بخت شاہ را	۹

دیدہ بر مستی ندارد عاشق دیدار ما
خواجہ را گو تا دکان ہستی گرد دو
ما یکے را بر کشیم آں دیگرے را در کشیم
خار خار عشق ما در جاں جانبازاں طلب
آنکہ از دنیا و عقبی یار ئیے میخواہد او
بر در ما بار خواہی بار خود از خود بنہ
اندریں رہ مہرتاباں یک بدیگر میرسد
ای محمد سر ز زنداں خانۂ خاکی بر آر

مست ذرد درد باشد محرم اسرار ما
زانکہ جز قلب شکستہ نیست در بازار ما
کار کار ماست کس را کار نے با کار ما
کے خلد داماں مہر تر دامنے را خار ما
ایں نہ بس باشد کہ من یارش شوم او یار ما
گر تو ایں رہ میروی یا بار خود یا بار ما
آنکہ واصل نیست حاصل نیستش انوار ما
پس قدم در نہ بہاں خانہ دیدار ما

۱۸	چوں حسن را بلبلی دادیم اندر نعت او تو صبا خلقی گوئے بغمہ ستش از گلزار ما	۲۲

به شکل دائره غمم گرد من محیط شد است / من ضعیف چو نقطه دران میان تنها

همی رود بخطر گاه مملکت همه روز / زهی گرفته چو خورشید آسمان تنها

نخورده هیچ به تلخی من آن نواله غم / سفندیار که رفت او به هفت خوان تنها

مباد هیچ کس از دوستان چنین که منم / بکام دشمن و از جمله دوستان تنها

ز دور چرخ خراب و ز دور حادثه زار / ز اهل بیت غریب و ز خان مان تنها

به تیر بین که چگونه است در کشاکش هجر / بگاه آنکه همیگردد از کمان تنها

سفر گزیده همه مردمان و من غافل / چو خفته که بماند ز همرهان تنها

دلاوری جهان بین که از مکابره زرد / عجب بود که توان برد نقد جان تنها

هزار شکر خدا را که نقد ایمان هست / اگرچه مانده ام از نعمت امان تنها

چو شیر خفته به تنها دهم ز حصهٔ خویش / نه چون سگی که فرو گیرد استخوان تنها

بصدر نشسته عزیزان من آستان بوسم / روا ندارم و دربان بر آستان تنها

چو گرد طبع برایم صلا دهم همه / که از کرم نبود طوف بوستان تنها

دلی ز لطائف میوه ز دمی ترسم / که باغ سخت بزرگ است و باغبان تنها

جهان ز نظم ترم هست چون دهانهٔ آب / منم زبان سخن گو دران میان تنها

بحسن نظم حسن یک زبان شدند همه / منش همی نستایم بیک زبان تنها

زبانش نعت زبان رسول گوید و بس / ازان زبان سخن گوست این بیان تنها

مه چهارده خورشید آفرینش کوست / میان دائره کون قطب سان تنها

کجاست یوسف بختم که همچو یعقوبم / به بیت احزان با چشم خون فشان تنها

بما فرست خط عشق ما به هیچو خودی / وگر کسی به پذیرد بمار سان تنها

جہاں چو حلقۂ خاتم شدست تنگ و منم | نگینہ وار بماندہ بیک مکان تنہا

(۱۹) دراں زماں کہ نہی پا بر آستانۂ خلد
تو دستگیر کہ می مرا میان[1] تنہا (۱۸)

دوش معراج بُد از خانۂ خمار مرا
سرِ خم باز کشادہ در اسرار مرا

جنبش شہپر طاوس ملایک خورشید
کرد آواز لبِ بلبلۂ بیدار مرا

شب معراج من از خط خوش ساقی بود
قاب قوسین نمود ابروئے دلدار مرا

مستیم بیں کہ چہ اسرار بروں میریزم
اینست اسرار کہ بر بود ز اسرار مرا

مدہ اے خواجہ ہمسایہ مرا چندیں پند
یا بروں میکنی از سایۂ دیوار مرا

گفتیم در تو نمی یابم ازیں پند اثر
کاشکی درد ہر نمی یافتے آثار مرا

چند گوی کہ در دولتیاں لازم گیر
ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا

خار خار رہ معشوق بہ از صد گلزار
گل و گلزار ترا خار جگر خوار مرا

سبع ایوان ہتو بخشیدم و ہر ہشت بہشت
ثانی اثنین دبن غار و سر مار مرا

عشق کاریست و گر بار دگر گویم نہ
حاجتے نیست دریں نکتہ بتکرار مرا

دوست گوید کہ عزیزم کند از آتش عشق
ہیچ دشمن نتواند کہ کند خوار مرا

اندکے یار من ار از غم من اندیشد
بس چہ اندیشہ بود از غم بسیار مرا

زند تعلیدیم از جادہ بروں می فگند
گیسوی دوست نگہداشت چو زنار مرا

بستۂ زلف بتاں گشتہ ام دمی ترسم
کہ رسن بستہ بر آرند ببازار مرا

مرکب از شیر کنم مقرعہ از مار ازآنک
جائے جولاں نبود جز بہ سر دار مرا

[1] ماں = مگزار

بند منصور سر زلف پریشانش بود — این همان سلسله کرده ست گرفتار مرا

همه روز از لب تو جان نوم امید است — تا چه روزیست ازین غمزهٔ خونخوار مرا

دجله دجله چو مے از دیده فروریخت حسن — جام مے تا خط بغداد ده اے یار مرا

۱۰	ردیف (ت)	۲۰

دل نهادیم به حکمے که از تقدیر است — ترک تدبیر پسندیده ترین تدبیر است

خانهٔ عافیت امروز مسلم نشود — بام او خار گرفته ست و درش زنجیر است

عمر آن نیست که صد سال بخون خوردن رفت — عمر آن سی طفلیست که اندر شیر است

دهر سازیست که زیر و زبرش آهنگست — هرچه آن سوی بم است این سوی دیگر زیر است

کثرت مطلق از اجزائے کمان چون نبرد — اثر راستی حرف که اندر تیر است

گر پیاده است برین نطع دورنگی باشاه — همه منصوبهٔ شه تعبیهٔ تقدیر است

ای به تذکیر نشسته گنهت یاد آری — که همان یاد گناه تو ترا تذکیر است

ظالمان را نبود پند بزرگان مانع — گورکن را شب آدینه چه دامنگیر است

سر به نخوت چه برآوردهٔ اے سرو بلند — پنجهٔ برگ نه چون پنجهٔ بید انجیر است

۱۵	والله امروز همین بود دم من که چو صبح کای حسن این چه روا داشتن تقصیرست	۲۱

خلقے خوشند و شاه که نوروز عالم است — نوروز بنده و یک نظر شاه عالم است

برشاخ و برگ باغ کرم میکند بهار
باغ و بہار من کرم شاه عالم است

یکدم که آفتاب صفت رخ بمن کند
صبح سعادت من مسکیں ہماندم است

ہرکس که راه یافت به بستان فضل او
کارش سرور ہست و چو غنچه فرہ اہم است

شاہنشه جہاں که زخلق مبارکش
آفاق تازه و آنکه در آفاق خرم است

سلطاں علاء دنیا و دیں آنکه رای او
اندر حریم غیب ہمه سال محرم است

صاحب قراں محمد شاه جہاں کشائے
کاندر جہاں ہمیشه چو قرآں معظم است

داؤد وار بلکه سلیماں صفت برو
ہم ملک و ہم خلافت ملکش مسلم است

شد سالہا که در ہوس دست بوس شاه
فیروزه سپہر خمیده چو خاتم است

در اوج قدر او نرسد عقل ار اقدم
گرچه بر آفرینش گیتی مقدم است

ذات کریم شه که کرم وصف خاص اوست
بر خلق مکرم آمده و ز خلق مکرم است

ہستند شہری از کف چوں ابر شہریار
امیدوار رحمت و بنده حسن ہم است

تا نام باغ زنده ز آثار نامیه است
تا روزگار نامیه زنده ہم از نم است

خوش باش فرش مجلس شه چوں بساط خلد
کاعداش را بسیط جہاں چوں جہنم است

۲۲

ایوان ملک شاه مدام استوار باد
کارکان او بقاعدهٔ عدل محکم است

۷

بریں بساط چه شینم که ہمنشیں رفتست
مردے که گماں داشتم یقیں رفتست

زخلق ازاں کنم انزا که خلق ناپیداست
به مہم ازاں زنم آتش که انگبیں رفتست

دریں خزاں مبر اے باغباں که باغ مرا
طراوت از گل و تری ز یاسمیں رفتست

صفای دل نشود چون درا و حضوری نیست
هزار مردم دیده زچشم من رفتند
کسی که پار زنخوت بر آسمان میرفت

شکوه جم برود چون از و نگین رفتست
ولی مرا نظر اعتبار ازین رفتست
بسر شکستگی امسال در زمین رفتست

۲۳

اگر نه رفت بکام تو در جهان کاری
حسن مرنج که کار جهان برین رفتست

۱۵

ز فتح شاه عالم را بهار است
تهال ملک او زانست تازه
درین حضرت زنو نو غنچهٔ فتح
گل نصرت که رست از سبزهٔ تیغ
شهنشاهی که دائم طالع او
علاء الدین والدین که از وی
محمد شاه بحر و بر که اسلام
چو پیدا کرد تیغ یاسمین فام
چو حق را در میان می بیند الحق
بحمد الله که از باران عدلش
الا تا وقت نصرت رایت گل
نثار فتح بر رایات شه باد
دعایش خواستم گفتن چه گویم

بهار او فتوح روزگار است
که آن پروردهٔ پروردگار است
همه ایام گوئی نو بهار است
ز سرسبزی بخت شهریار است
بهر عزمی که خواهد اختیار است
بنای دین و دنیا استوار است
ز تیغ بیقرارش برقرار است
زمین از خون کافر لاله زار است
همه مقصودها اندر کنار است
هوای ملک و دولت برقرار است
زمین را از آسمان هردم نثار است
که فتحش دین و ملت را مدار است
که عمرش چون عطایش بیشمار است

شهنشه را بهر تدبیر یار است	خدا کو را منزه تعبیه از یار

(۲۴)

حسن زین بادشاه بنده پرور
چو دیگر بندگان امیدوار است

(۷)

که گل دولت او هر طرف خندیدست	باغ امروز مگر طلعت سلطان دیدست
گوئیا شاه جهان مهر زرش بخشیدست	این چه شادیست که در پوست نمی گنجد گل
گر تری هر ورقش یک به گر چفیدست	دفتر غنچه سراسر صفت خلق شه است
چند پرکالهٔ لیلی که بدامن چیدست	همه از مجلس شاه است گل سوری را
زانکه تا چشم کشادست همه زر دیدست	برکف شه نظر افتاد مگر نرگس را
که همه ساز فلک گردشش گردیدست	شاه زربخش جهان گیر علاء الدینا

(۲۵)

حامی و حافظ او فضل خدا باد آمین
هر دعائے که حسن گفته خدا بشنیدست

(۷)

موے خود را مشک میدانی که میگوید که نیست	روئ خود را ماه میخوانی که میگوید که نیست
بر سمن سنبل چه میشانی که میگوید که نیست	چون رخ خود را بهشت عاشقان کردی گفت
روے تو نور مسلمانی که میگوید که نیست	ظلمت ظلمت زلف تو چه مشکل اندران
ور مرا تو سخت جان دانی که میگوید که نیست	گر ترا من نرم دل گویم که میگوید که هست
آنکه هست اسکندر ثانی که میگوید که نیست	جانم از خاک در شه آب حیوان یافتست
بر همه کس منت جانی که میگوید که نیست	شه علاء الدین که می بینم ز جان بخشی او

(۲۶)

شاہ را صد بندہ چوں خاقانؔ میدانم کہ ہست
بندہ پیشش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

(۸)

تا خطت یہمین خون مسلماں آموخت
چشم خوں ریز تو گوئی کہ دو چنداں آموخت

شاد باد آں لب شیریں چہ خط خوش دارد
زلف تو گرچہ خط آموخت پریشاں آموخت

مقریٔ تو لب خونی تو میسد آخر
کافہے را چہ غرض بود کہ قرآں آموخت

حسنؔ امروز نوائے دگر آموخت مگر
دوش نو نالہ از مرغ سحر خواں آموخت

سحر ہائے کہ بدشواری ازو می زاید
آں ہمہ غمزۂ جادو بتو آساں آموخت

غمزۂ تست کہ ختم است شکاری زو نش
آں شکارے زدن از تیر آلغ خاں آموخت

مصطفیٰ خلق سمر دول آں کزپی خلق
جبرئیل از لب او آیت احساں آموخت

(۲۷)

عمر چوں خضر علویش چو سکندر بادش
کہ صفاداری وصف کردن از ایشاں آموخت

(۷)

باغ بہشت وصف جمالِ محمدؐ است
ختم رسل صفاتِ کمالِ محمدؐ است

نون والقلم ہدایۂ از لوح خلق اوست
طاہا اشارتے ز جمالِ محمدؐ است

کرسی کہ ہشت تختِ فلک تحت قدر اوست
یک پایۂ ز جاہ و جلالِ محمدؐ است

آغاز عید شادی و انجام صوم غم
موقوف ابروئے چو ہلالِ محمدؐ است

زاں شد فلک ز تختۂ خاک ایں چنیں بلند
کیں حرف خم پذیر چو دالِ محمدؐ است

ہست ایں نعیم نوالۂ از خوان او بلے
جملہ نوالہا ز نوالِ محمدؐ است

(۷)	آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے کو بندۂ محمد و آلِ محمد است	(۲۸)

اے خواجہ بدولتم ہوس نیست
این دولت بندگیت بس نیست

بے یاد تو مرغ را نوا نے
بے نام تو صبح را نفس نیست

من شمع غمم تو صبح شادی
جز پیش تو مردنم ہوس نیست

آن پائے ترا کہ عرش سایست
چوں بوسہ دہم کہ دسترس نیست

حلوائے پسین انبیا تو
این طرفہ کہ بر تو یک مگس نیست

گیسوئے تو بند ہا کشادہ
آرے شب عید را عسس نیست

(۹)	بر بیکسیٔ حسن بہ بخشائے آن ظالم نفس گرچہ کس نیست	(۲۹)

بہر طرف کہ نہد روئے بخت بیدار است
خدائے عزوجل بس بود خریدارت

خدایگان سلاطین علائے دولت و دیں
کہ سجدہ میبرد از دور چرخ دوّارت

چو کعبہ قبلہ اسلامیاں محمد شاہ
کہ نصرت ازلی ہست تا ابد یارت

جہان زخصم ستانی بہ بندگان بخشی
جہان ستانا اینست در جہان کارت

نظام و مصلحت ہفت کشور از در تست
چو نور دیدہ ہفت آسمان ز دیدارت

موجہست کہ برابر برق خندہ کند
کہ قطرہ بار د پیش کف گہر بارت

نگرچه بازخجسته است مطلع این شعر	دوباره میکنم این دُرِ غیب اشارت
نگاهدار تو بادا خدای عزوجل	بهر طرف که نهد روی بخت بیدارت

(۳۰)

حسن چگونه ثنا گویدت چو بار رهی
که جبرئیل دعا میکند بهر بارت

(۱۱)

صبح بر گل خنده زد تد بر بستان واجبت	بادهٔ گلرنگ و بزمی چون گلستان واجبت
بادهٔ جان را راحتی تن را ہدر روح دگر	پاسبانی تن و غمخواری جان واجبت
می چو مرجان جام چون دُر نوش چون ساقی رسید	در مفرح ہم شکر ہم در و مرجان واجبت
جام بر یاد ثنای شہ کشم خود روز و شب	جام این معنی کشیدن بر ثنا خوان واجبت
حضرت شہ را دعا گویم چو دیگر بندگان	زانکہ بعد از این فریضہ بندہ را آن واجبت
بعد توحید خدا و نعت پیغمبر مرا	روز و شب مداحی درگاہ سلطان واجبت
شہ علاء الدین والدین محمد شاہ آنک	دوستیش اندر ہمہ دلہا چو ایمان واجبت
خاص و عام از بخشش بخشایش او میخورند	خاصہ امروز این طرف بر کل ارکان واجبت
زآب حیوان شست سر شہزادہ دوران بلی	از پی سر شستن خضر آب حیوان واجبت
از خدا در خدمت اسکندر ثانی بصدق	عمر خضری خواہم داحق دو چندان واجبت

(۳۱)

اندرین مجلس حسن از باغ طبع این گل فشاند
ہر کجا مجلس مرتب شد گل افشان واجبت



زہی جان جہان آرا و خورشید جہان دولت	کریم کامیاب و کامگار کامران دولت

نکو رائے و نکو روے و نکو فال و نکو طالع
معز الحق والدین الغ خان زمان و اور
ہمیشہ ایں نہال ملک را سر سبز می بینم
کمان چرخ با اوج کج انگشت و تیر کے گردد
فلک سر بر ایں خانہ می مالد چو می داند
چو در صدر سعادت جان ما کش میہمان آمد
حسن تو دولت پابوس او ہر بار یکجا نیستی
دعا را باش ہر ساعت بخواہ از حضرت ایزد

نصیبش از فلک فتح و نصابش از جہاں دولت
کہ دارد او ز تائید ازل از لامکاں دولت
بر و بارید گوئی جائے باران ز آسماں دولت
چو بہر بازوے او راست کرد است از کماں دولت
کہ ہر گز سر نہ پیچد زیں مبارک خاندان دولت
ز لقمہ خانہ غیبش بہ پیش آورد خواں دولت
خدا را شکر کن کامروز ہوستی بایں دولت
بقائے جاودان بابقائے جاوداں دولت

۳۲

ہمیشہ تا کہ دولت اصل شادیہا بود او را
بہ بزمش ہمنشیں شادی بعزمش ہمعناں دولت

۱۵

صبح چوں روے گلستاں آراست
بسر و دے کہ شب ہمی گفتند
وقت صبح ست رود باید دمے
ساقیا گر صفائے آموزی
خیز یارا ز خواب و سر بر کن
صبح صادق ہمہ جہاں بگرفت
صبح را دوست داشتند ہمہ
سر ز بالیں بر آر تا گویم

ق

ہمچو گل تازہ روئے باید خاست
ہم شراب شبانہ باید خواست
تا کہ توفیق ایں دوگانہ کراست
بارے از صبحدم کریں صفاست
وقت بیداری و سعادتہاست
ہم چنیں باشد آنکہ باشد راست
دوست بر سر رسید خواب خطاست
روز روشن شد و جہاں آراست

بادہ بر یاد شاہ عالم نوش
که ز شاہان عهد بی همتاست

شاہ عالم علائے دنیا و دیں
که درش از سر فلک بالاست

بادشاه جهان محمد شاه
که چو دور سپهر دیر بقاست

ہم از اتفاق طالع اوست
بسعادت که در جہاں پیداست

مے صاف و کف مبارک او
گوئی ایں گوہرست و آں دریاست

خواست گفتن حسن دعایش لیک
او چہ محتاج ایں دعا و ثناست

(۳۴)

هر کجا هست و هر کجا باشد
حافظ و ناصر و معینش خداست

(۱۱)

اے فضل خدا نگاهبانت
سرہائے سراں بر آستانت

بخت از لست ہم رکابت
فتح ابدست ہم عنانت

زر بخش علائے دنیا و دیں
اے جاں و جہاں فدائے جانت

شاہ عرب و عجم محمد
ملک عرب و عجم از آنت

احسنت زہے سعادت من
کا حسنت کشید از زبانت

اے آب حیات جرعۂ تو
نہ جام سپہر جرعہ دانت

گر ہست کسے بہ روم یا چین
بادا ہمہ ریزہ چین خوانت

تو شاہ جہان و جملہ عالم
پر از علم جہاں ستانت

ایں عالم پیر باد پیوست
در سایۂ دولت جوانت

تو آمدہ میہمان اسلام
اسلام چو ملک میہمانت

تو دین خدائے را نگہباں	تائید خدا نگاہبانت

۳۴	ردیف (د)	۹

منازلے بت چیں کہ چیں ہم نماند — قرار جہاں ایں چنیں ہم نماند
بزہر غم ار عاشقے کشتہ گردد — شکر خندۂ نازنیں ہم نماند
تہی دست ویرانہ خسپ ار بمیرد — جہاندار او رنگ شیں ہم نماند
نہ تنہا نماند ایں خانہ نقش و نگینش — چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نماند
نماند بجیس ہیچ بتخانہ آوخ — چہ بتخانۂ چیں کہ چیں ہم نماید
بچرخ بریں مسکنی تختہ دایم — ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہمی گیری از ہر قرینے — کہ مونس نماند قریں ہم نماند
اگر بگذرد مرد کزش گوی و کم داں — سخنداں باریک بیں ہم نماند

۳۵	ہمی نالشے ماند مسکیں حسن را بترسم ازاں روز کیں ہم نماند	۷

گزشتگان جہاں حال خویش چوں گویند — کہ زیر ضربت چوگان عشق چوں گویند
یکے بپرس ز نورستگان باغ ایدل — ازاں نو آمدگاں کز چمن ہمی رویند
فراق دیدۂ گل چہرگاں نہ بیندانم — کہ از کہ یاد کنند آں زماں کہ گل بویند
خبر شدست کہ فلانی برفت آگہ باش — کہ روزے ایں خبر تو بد دستاں گویند
غم جنازۂ خود اے عجب چرا نخورند — کساں کہ بر سر تابوت مرداں پویند

چو روشن است کہ آں رفتگاں کجا رفتند | ہنوز ایں دگراں ہم کجا ہمی پویند

۳۶

حسن بگوی عدم گم شدند یارانت
بگو نشان زجا گم شده کجا جویند

۷

فلک با کس دل یکتا ندارد
درخت دہر سرتا پائے خارست
جہاں از مردمی سامرداں را
دریں کوے ار یکے سر که فروشد
کسے کز ہفت بام چرخ بگزشت
کسے کا نجام ربع شنید از کبر

زصد دیده یکے بینا ندارد
تو گل میجوئی او اصلا ندارد
نویدی میدہد اما ندارد
مرنج از وے کہ او حلوا ندارد
بلبل غ ہشت در ما وا ندارد
در ایوان سشمن جا ندارد

۳۷

حسن آخر چرا اندیشی امروز
ازاں فردا که پس فردا ندارد

۷

بوئے راحت در ہمه عالم نماند
چند پرسی از نکو نامان از آنک
مردم از غم کے رہد انصاف رفت
مانده ام بایک دو صد جائے رشیں
یک نفس بر کار بود آنہم گست
یا که خواہی دم زدن از نیکوئی

آدمیت در بنی آدم نماند
نیکوئی را نام در عالم نماند
بیژن از چه چوں جہد رستم نماند
چوں کنم چوں در جہاں مرہم نماند
نیم جانے مانده بود آں ہم نماند
محرمیت را یکے محرم نماند

۴۸ | حال محرم بشنو از مسکین حسن
در ہمہ عالم یکے محرم نماند | ۱۵

ساقیا مے دہ کہ مہر میکدہ بکشاد عید
کرد جانہا را بجام شادی افزا شاد عید

بود در مغرب کلیدے گم شد و چوں یافتند
قفل نور از مشرق خمخانہا بکشاد عید

گر خرابی داشت از دوری مستان میکدہ
داد استظہار ساغر را و کرد آباد عید

ساخت جامے نو دریں یک مہ ز زر دہ دہی
یازدہ مہ را صلای عشرت اندر داد عید

داد عشرت داد عید از عین عدل شہ ولے
دور داد ست ایں نیارد بود در از داد عید

شہ علاء الدین والدنیا محمد شاہ آنک
ملک را نو نو ز ماہ رایت او داد عید

عید شکل عبد شد بر شاہ یعنی بندہ شد
بندہ شد از ہمہ بند محن آزاد عید

تا شود صید از پئے قربان شاہ بے بدل
عین خود خواہد کند حالے بدل با صاد عید

خسروا گر غزوات رونق بہ بخشد عید را
ہمچو طبل عید ہر سو بر کشد فریاد عید

نعل خنگت بر فلک ماہ نوے بنیاد کرد
برکشید ایوان شادی ہم بر آں بنیاد عید

فتح را بو دست عزم درگہ شاہ فلک
در رکابت ہمعناں فتح بفرستاد عید

عید میگوید کہ رزمت را مبارکباد فتح
فتح میگوید کہ بزمت را مبارکباد عید

تاز سیارہ نماید خندۂ شیریں سپہر
تا ز ماہ نو بر آرد قامت فرہاد عید

عید خنداں باد و نوروزیست انے دور چرخ
باد چوں عاشور گریاں روئے حساد عید

یک نظر از شاہ بر اتمام امید حسن

(۴۹) همچنان کاندر ردیف شعر او افتاد عید (۱۸)

تا چهار راه سخن بر دل من بنده کشاد
دل بدعای سلطان جهان کردم شاد

شاه جان بخش جهانگیر علاء الدنیا
کز جهان تا که جهانست چو او شاه نزاد

داور کل ممالک محمد شاه آنک
دیر اسلام بدو در کرمش گشت آباد

آن خلیفه بحقیقت که هم اکنون فرمانش
بینم از دجله روان تر میان بغداد

هر کجا راند سپه پیش وی افتاد عدو
در ره دین به ازین نیست دگر پیش افتاد

باد در سر نکند هیچ کس اندر عهدش
ور کند داده بود هم سر خود را بر باد

بانگ بر عدو که گه و گاه همی خیزد جیت
ابر از دست در افشانش برآرد فریاد

دست شه کرد بهر منزل ازین پیدا
اختران از زر و خنگش مه نو از پولاد

شهریارا چو توئی زبدهٔ کونین امروز
حق تعالی بکفت داد سر رشتهٔ داد

رمضان در سپه خاص تو میر همه است
عرض آن هر سه دهه پیش تو بتوانم داد

دههٔ اول این مه دههٔ رحمت بود
رحمت این دهه دانی که کجا روی نهاد

هر که در بندگی شاه جهان دل دربست
این دهه بر دل آنکس در رحمت بکشاد

دههٔ دوم این مه دههٔ مغفرتست
کایزدش از پی آمرزش ما بفرستاد

هر که او طاعت شه کرد شد آمرزیده
وز اولی الامر همین طاعت شه هست مراد

دههٔ سیوم این مه دههٔ آزادست
در دل بنده **حسن** بین که چه می آید یاد

هر که در بند غم افتد چو من از جور جهان
شود از یک نظر تربیت شه آزاد

خسروا وقت دعا شد بدعا ختم کنم
هم به بینی که باخلاص تو دارد بنیاد

(۴۰)

دین حق را چو نگهبان و نگه داری تو
حق همه جائے نگهدار و نگهبان تو باد

(۱۵)

روز نوروز که گل پرده ز رخ برگیرد
مرغ هر پرده که دارد همه از سر گیرد

روئے گل تازه شود از دم صبح صادق
صد در گل نه که در هر که بود در گیرد

نرگس آید همه تن چشم بنگران چمن
غنچه از شوخی او روئے بجان در گیرد

صبح جام زر خورشید بروں آرد چرخ
جام بر یاد شهنشاه مظفر گیرد

شاه جان بخش جهانگیر علاء الدینا
که جهان را نه بتعلیم به خنجر گیرد

سر شاهان جهن ندار محمد شاه آنک
از سر تیغ بیک عزم سر افسر گیرد

شاه راز آئینه غیب جهان روشن شد
که بقائے خضر و ملک سکندر گیرد

نام سنجر بچنین جائے که گیرد امروز
نوبتے دار در شن نام چو سنجر گیرد

کمتریں بندهٔ او دست چو سنجر یابد
کهتریں حاجب او پایهٔ قیصر گیرد

شاه زر بخش بخورشید همی ماند راست
چو شود طالع ازو عالم همه زر گیرد

خسروا خلق جهان نام تو بر دیده گرفت
وانکه نگرفت خدایش ز جهان برگیرد

صدف اندر دل دریا کف تو یاد کند
ابر نیسان دهنش در در و گوهر گیرد

همچو بلبل حسن آورد نوائے بر خویش
تا چو گل خلعت و چون غنچه تر زر گیرد

تا بهر کشورے امروز بود خندان گل
نرگس از شادی آن جام معنبر گیرد

باش صد قرن چو گل خرم و خندان که گفت

(۱۴) جام مے بخشد و خواهد ز زر کشور گیرد (۱۲)

بوقت صبح چو مرغ از بهار یاد کند — صبوحیان را عیش سحر ز یاد کند

بران توافق و سجعی که رسم مرغانست — هزار دستان هر لحظه مستزاد کند

اگر ز گرئے این فصل غنچه تنگ آید — هم ابر آب زند هم چنار باد کند

سیاهی است دوا و وراق لاله یار تربیت — مگر مکارم اخلاق شه سواد کند

علاء دنیا و دین بو المظفر آنکه چو بحر — به بزم و رزم گهر بخشد ایستاد کند

خدایگان زمین و زمان محمد شاه — که کار دین محمد با عتقاد کند

ز هر تنے که بدرگاه شاه یافت سلام — همان زمان غم صد ساله خیر باد کند

ز دست چرخ ستمگر عنان شه گیرم — که شاه هر چه کند بر طریق داد کند

چو دولتست شهنشاه را صلاح اندیش — کرا مجال که اندیشهٔ فساد کند

اگر نه هم به ضمیر مبارکش گذرد — مرا بعصد چنان باد شاه که یاد کند

خدا ایش شادی نو تو دهد که هر نفسے — هزار غمزده را همچو بنده شاد کند

(۴۲) کلید حکم همیشه بدست سلطان باد — که کار صد چو حسن در زمان کشاد کند (۱۵)

باز عهد گل بگلگشت ریاحین در رسید — شاخ اگر در دل امیدے داشت اندر بر رسید

دی بگلگشت تماشائے چمن خوش بود گل — دوش چون تر شد ز باران صبحدم خوشتر رسید

گل ز یکدیگر برونق میرسد یکسال به — سال ما امسال خود برونق دیگر رسید

غنچهٔ فتح از بهار خسروے بشگفته بود
سرو باغ سلطنت نخل ریاض مملکت
هست جمشید دوم با فر و فرهنگ تمام
شه علاء الدین والدنیا محمد شاه آنک
ضرب نقش سکه اش بر روے هفت اجرام شست
یافت پیغمبر ز حق نامے ز بهر ضبط کل
آسماں هر جا که منزل ساخت او شد پاسباں
لشکر منصور را هر گه که گرد فوج فوج
خون کافر همچو جرعه بر زمیں شد ریخته
چوں حسن بخشا و گل شیر دهن در مدح شاه
خواست کردن گوش مجلس از دعائے شاه نوش

نونهال دیگر از بستان شادی در رسید
کز قدم او بهار نو بهر کشور رسید
ثانی جمشید از ثانی اسکندر رسید
طالع سعدش سعادت بخش هفت اختر رسید
صیت صوت خطبه اش زانسوے بر منبر رسید
ایں زماں آں نام بر هم نام پیغمبر رسید
فضل حق هر سو که رو بر داشته رهبر رسید
گوئی افواج ملائک در مدد لشکر رسید
چوں گل آمد دو رسته شد نوبت ساغر رسید
هم دهانے پر گهر هم دامنے پر زر رسید
مژدهٔ خوشتر بگوش ایں شنا گستر رسید

(۴۴)

شاه ما جاوید خواهد ماند بر تخت بقا
خاطرم ایں حرف بر جاسوس غیبی در رسید

(15)

ما منتظر عید که عید دگر آمد
زاں پیش که فر ابر سد کوکبه عید
ما شاد بدیں عید مجازی که ز حضرت
اقبال خبر داد که بر طالع مسعود
خان زادهٔ فرخنده قدم کز قدم او

صبح طرب از مطلع امید بر آمد
امروز نیکے مژدهٔ عید دگر آمد
از آمدن عید حقیقی خبر آمد
در خانهٔ خاقان معظم پسر آمد
شادی بدل کافه اسلام بر آمد

اسلام از و چشم کرم دارد و یارب — این دیدهٔ دولت چه مبارک نظر آمد

تا غرهٔ ملک ابد و دولت سرمد — در بندگی خسرو جمشید فر آمد

جان بخش علاء الدین سلطان جهانگیر — کز صبح جهانگیر جهانگیرتر آمد

سلطان قضا حکم قدر قدرت محمد — کافلاک مطیعش چو قضا و قدر آمد

هر شاه بتاجی است سرافراز ولی اوست — آن شاه که بر تاجوران تاجور آمد

چتر سپهش مردمک دیدهٔ فتح است — گرد سپهش سرمهٔ چشم ظفر آمد

در مدح کمر بسته بده جا حسن امروز — آمد چو نی راست ولی نیشکر آمد

طبعش ز ره تهنیت اینجا گهر افشاند — آری سخن از روی معانی گهر آمد

شه را چه دعا گوید از آن روی که ملکش — در عین امانی ملک دادگر آمد

(۴۴) تا حشر همون شاه جهان باد که او را — نصرت حشم و فوج سعادت حشر آمد (۹)

طراوتی که گل و سبزه را جوان دارد — ز فر دولت شاهنشه جهان دارد

از آن میان چو گل آزاده زید سوسن — که مدح شاه جهانگیر بر زبان دارد

نثار غیب که نوروز راست کرده همه — برای حسن شهنشاه کامران دارد

نگر چه راست فتادست پیش شب و روز — مگر نشانهٔ عدل خدایگان دارد

خدایگان سلاطین علاء دنیا آنک — کسی چو ابر بهاری گهرفشان دارد

ابو المظفر شاه جهان محمد شاه — که خلق او همه عالم چو گلستان دارد

عجب نباشد اگر این سکندر ثانی — عنان ز تخت بگیرد که وقت آن دارد

هزار جان گرامی فدای جانش باد — که زنده از کرم اوست هر که جان دارد

۴۵ — **۹**

حسن رعایت اخلاص و روخود کرده
دعای شاه که چون فاتحه روان دارد

نوبهار آمد جهان را تازه کرد	سبزه رو تازه جهان را تازه کرد
دوش صوتی در دل من میگذشت	مرغ صبح امروز آنرا تازه کرد
باد بوی صبحدم را تحفه ساخت	آبروی بوستان را تازه کرد
مهرهای نوکشید از غنچه شاخ	گل بساط گلستان را تازه کرد
گل بدست شاه دارد نسبتی	کز زرافشانی جهان را تازه کرد
شه علاء دین و دنیا کز کرم	هم زمین و هم زمان را تازه کرد
نام او در دار ضرب معدلت	سکهٔ نوشیروان را تازه کرد
گرد میدانش صبا بر چرخ برد	گلشن هفت آسمان را تازه کرد

۴۶ — **۴**

تا حسن طوطی مدحت خوان اوست
زین شکر هندوستان را تازه کرد

یارب همه جهان مدد عمر شاه باد	اسلام در پناه شه دین پناه باد
تا در جهان ز دین و ز دنیا سخن رود	سلطان علاء دنیا و دین بادشاه باد
بر صدق آنکه عرصهٔ آفاق ملک اوست	احسانش حجت آمد و عدلش گواه باد

هر جانبی که رایت اعلی روان کشد

(۴۷)

فتح مبین و نصر عزیزش سپاه باد

(۳)

فتح غیبی همعنان شاه باد
تخت او بر فرق مهر و ماه باد

اختر مسعود رهبر همنشینش
نصرت سبحانیش همراه باد

(۴۸)

شه علاء الدین و دنیا کاسمان
چوں همه گیتیش دولت خواه باد

(۹)

مرا امشب مئے چوں صبح نورانی همی باید
عقیقے در تن الماس پنهانی همی باید

پیاله رنگ در وار و قرابه رنگ فیروزه
مرا از هر دو آں لعل بدخشانی همی باید

می خرگاه آتش وار ان دختی عود بر آتش
زمستانی و اسباب زمستانی همی باید

فلک را گفتم این دُر ها چه بیروں میکنی گفتا
همه بهر نثار بزم سلطانی همی باید

کرمها کرد حق در حق سلطان مسلمانان
حقیقت شد که او را این جهانبانی همی باید

علاء الدین و الدین که تا نام جهان باشد
همایون ذات او اندر جهانبانی همی باید

فراهم میکند از فضل یزدان کار ملک و دین
بلے آں کارها را فضل یزدانی همی باید

چو شد در دور ملکش تا ز نعمت در جهان ارزان
بس این ملک جهان بر وی همه ارزانی همی باید

(۴۹)

برین درگاه هر بنده فزوں آمد ز صد خاقان
حسن کردار صد مادح چو خاقانی همی باید

(۷)

ماه سن زمشرق جهان آمد
اختر م از مطلع وصال آمد

عقل توان باختن بر ابروی معشوق
عید توان کرد چون هلال برآمد

خوی چو ستاره ز رخ برون زده گوئی
کوکبهٔ ماه بر کمال برآمد

صبح دمان خال نیک بجستم از افلاک
طالع شاه خجسته فال برآمد

خسرو عالم علاء دولت و دین آنک
قرعهٔ عمرش هزار سال برآمد

بخت چو زد سکهٔ عمر و ممالکش را
هر دو طرف نقش لایزال برآمد

(۵۰) (۱۱)

ورد حسن شد مزید فضل و جلالش
وان همه از فضل ذوالجلال برآمد

روی گل از هوا نمی دارد
پشت شاخ از صبا خمی دارد

مرغ صبر بامداد نالهٔ زار
از چه دارد دگر غمی دارد

گر نه زیر عروس خوش گیرند
دهل صبح هم سببی دارد

صبح را در هوای گل یارب
جان برون رفت تا دمی دارد

باغ را این درون و بیرون خوش
همچو من وقت خرمی دارد

غنچه از برگ سازی نوروز
روزگاری فراهمی دارد

گرچه امروز فاخته با من
صوت سجعی دمادمی دارد

ساقیا خیز می بده که حسن
سر این گفتگو نمی دارد

دلش آسوده از غم عالم
تا چه آسوده عالمی دارد

گرچه بی کس شهریار نیست
شهریاری معظمی دارد

کعبهٔ دین علاء دنیا آنک

(۵۱) سرو کفی مصحو زمزمه دارد (۵)

ساقی مے گلگون بہ بوئے بہارم میرسد / یک دو قدح در کار کن خاصہ کہ یارم میرسد

اے ابر روئے گل بشوئے گل دل بلبل بجو / بلبل تو صوت نو بگو کان نوبہارم میرسد

خیزم سوئے میدان شوم با قد چون چوگان شوم / چون گوئے سر غلطان شوم کان شہسوارم میرسد

زین پیش غم زادم بسے بر جان من نو دستم / اکنون ازان غمہا چہ غم چون غمگسارم میرسد

(۵۲) گفتم حسن چونی تو ہان گفتا خوشم بے اندہان / کانچہ از در شاہ جہان امیدوارم میرسد (۵)

طرۂ رخسار صبح چتر سیاہ تو باد / سرمۂ چشم ظفر گرد سپاہ تو باد

ای تو شہ دین پناہ دین بتو آورد پشت / عصمت پروردگار پشت پناہ تو باد

عقدۂ نہ آفتاب تاب کمند تو شد / نوردہ صبحدم طرف کلاہ تو باد

نیکی از فضل حق ملک اقلیم ملک / تا بابد ہمچنین عدل گواہ تو باد

(۵۳) تا ز ہوا بر زمین سایۂ ابر او فتد / بر سر ہفت آسمان پایۂ جاہ تو باد (۷)

سلام ضعف بہ نقش ہوا پرست رسید / نوید قطع بحرص دراز دست رسید

غبار واقعہ در جویبار عیش آمیخت / خمار حادثہ در نرگسان مست رسید

شد آن توجہ در ہائے کارخانۂ غیب / کنون چہ شینی دیوار خانہ پست رسید

جوانیم همه شد چرخ و هیچ حاصل نه — درین معامله یکبارگی شکست رسید
مزاج عمر بران راحتی که بود نماند — بلای شیب بدان شد نیکه هست رسید
چو تیر میگذرد سال عمر من امروز — حساب میکنم آن تیرها بشست رسید

(۵۴)

حسن اگر نفسی داشتی بلند آهنگ
بدار کان همه آهنگها بشست رسید

(۱۵)

کرا گویم که بخت گمرهم در راه اندازد — بگیر دست من یکبار در پای شه اندازد
کرا گویم که آرد ز آفتاب محنتم بیرون — چو سایه در پناه دولت ظل الله اندازد
شهنشاهی که رایش عقل را دانائی آموزد — چو استاد کهن کو طفل نو را در ره اندازد
علاء الدین والدنیا محمد شاه کز سهمش — فلک چون زه شود چون زه چه میگویم زه اندازد
مباده شاه دست قهر بر برج فلک دارد — مبادا شیر چشم خشم سوی روبه اندازد
دگر روباه یا بد از سگان صد کاهش دل — بیک پنجه ز شیران درنده پنجه اندازد
عدو چون ابر گر با لاهی جوید وجودش را — چو باران قطره قطره کرده از بالا ته اندازد
چو بی دولت کسی کو کین آنحضرت بدل دارد — چه دیوانه کسی کاتش در انبار که اندازد
جهانگیری که تیرش همچو برقی بگذرد روشن — اگر براسپر خورشید بر جاس مه اندازد
فلک بازین زهر روز خنگ نوبتی شه — مه نو نعل زرینش که بعد هر مه اندازد
به از صد چشمهٔ خورشید بینی چشم انجم را — که از عین عنایت یک نظر آنکه اندازد
چو جوزا وار بربندد کمر بهر شکاری را — اسد از قوس او خود را چو داو اندر چه اندازد
حسن میران مدح شاه سنجد بس کتابی فردا — خدا در پله جای یکی نیکی ده اندازد

الا تا چست تر گردد قبائے شب تابستاں | بساط روز فراش زمستان کو به اندازد

(۵۵) بساط مملکت بر درگہ شہ باد گسترده
که دولت رخت خود در سایه ایں درگه اندازد (۷)

سلطان جہاں جہاں ستاند
اسکندر روزگار ما را

برگل مراد کامران باد
چوں خضر بقائے جاودان باد

چوں مردم دیدۂ جہاں اوست
بر خلق چو صبح مہربانست

از چشم زمانہ در اماں باد
بر خصم چو چرخ قہرماں باد

فتحش ہمہ سال ہمرکابست
زیں پیش ہر آنچہ خواست آنشد

نصرت ہمہ عمر ہمعناں باد
زیں پس چہ طلب کند ہماں باد

(۵۶) یا رب قلم حسن بدخش
پیوسته چو تیغ او رواں باد (۷)

بنامت میکشایم نامه را بند
که جانم را بیاد اوست پیوند

خداوندا تو عالم را خدائے
خداوندانِ عالم را خداوند

نهاد عالم از فضل تو قایم
نهاد آدم از فضیلت برومند

توئی پروردگار جمله عالم
منزه از زن و فارغ ز فرزند

نے گشتست از تو در صدف در
نے بستست از تو در کمر قند

زہے وصف جمالت قل هو الله
بیک دیدارشان خشنود و خرسند

(۵۷)

توزین چابک رواں بسیار داری
حسن رادست برفتراکشاں بند

(۱۲)

چو شہ بفال ہمایوں علم بروں آرد
علائے دولت و دیں کاستان حضرت او
محمدے کہ ہم از بہر دین و ہم نامش
بحق کعبہ کہ چوں او قدم نہد بمصاف
سیاہ روئ ماہ از خسوف نیست از انست
شہنشہا فلک از جنبشے کند بخطا
وگر زمانہ مبادا فرو رود بزمیں
زفیض فضل تو آنکس کہ جرعہ بخشد
دل مبارک تو ہر قسم کہ بر او حست
حسن بگرد ثنایت برآمد از پے آنکہ
برو منازع من سر بہ بحر فکر فرو

زمانہ نزل ظفر دمبدم بروں آرد
ز فتح و نصرت و فیل و علم بروں آرد
چہ لشکرے ز عرب تا عجم بروں آرد
ہزار زمزم فتح از قدم بروں آرد
کہ با وجود سپاہش حشم بروں آرد
کف تو خط اماں اسم بروں آرد
عنایت تو بدست کرم بروں آرد
بجام ہندسہ جام جم بروں آرد
یگان یگان غرض آں از قسم بروں آرد
ز صحن سینہ ہمہ گرد غم بروں آرد
ولے چنیں دُر بے مثل کم بروں آرد

(۵۸)

بقائے ذات تو چند آنکہ تا بنی آدم
سر وجود ز جیب عدم بروں آرد

(۱۶)

ہر کرا نصرت سلطان ازل یار آمد
تا ابد یاریٔ اغیار نبود ش حاجت

اختر ش بندہ و افلاک خریدار آمد
ہر کرا یاریٔ یاری دہ او یار آمد

چونکہ شہ تازہ نہالیست برآوردۂ حق / لاجرم شاخ امیدش ہمہ در بار آمد

شہ جہاندار جہانگیر علائے دل و دیں / کہ جہاں را ابدالدہر خریدار آمد

داور کل اقالیم محمد شہ آنک / داد او راہ سر گنبد دوار آمد

دست افلاک و ستارہ ہمہ از کار بماند / بخت عالی قدم شاہ چو در کار آمد

کارزارے کہ در ایام شہ عالم رفت / کار بر خصم چہ گویم کہ چہ دشوار آمد

ہیچ کس راہ گریزے نتوانست گرفت / وانکہ بگرفت سرانجام گرفتار آمد

رائے باریک شہنشاہ چو روشن گردد / ہر چہ از ہندسۂ غیب پدیدار آمد

رفت چوں چشم جہاندیدہ سر فتنہ بخواب / ایں ہمہ از اثر دیدۂ بیدار آمد

قاف تا قاف ہمائے سر چترش بگرفت / جان سیمرغ ازاں رشک بمنقار آمد

سر پابوسی شاہنشہ دوراں دارد / دور افلاک ازاں دائرہ کردار آمد

چرخ در پائے وے افتاد سرش برگرفت / گوئیا ہمت والائے ورا عار آمد

حسن اندازہ وصف تو نیارد گفتن / گفت او انچہ در اندازہ گفتار آمد

حافظت باد خدا ہم شب و ہم روز کزو / روز ہر دشمن دیں ہمچو شب تار آمد

(۵۹)

حق نگہدار و نگہباں سزدش در ہمہ حال
خلق را او چو نگہبان و نگہدار آمد

(۱۱)

ہر کرا دل چوں گل از باد صبا خنداں شود / رویٔ او خنداں چو گل نے بلکہ صد چنداں شود

شاہ ما چوں ملت حق را کند پشتی بعدل / می سزد گر نصرت غیبش بہ پشتیباں شود

شہ علاء الدین والدنیا کہ چشم آفتاب / در علو طالع میموں او حیراں شود

ابر گردستے زند بر دست شہ از خاصیت
این کہ بر ما قطرہ می بارد گہرباراں شود
شاہ را صف صفا با حضرت حق راستست
زاں شب و روز ابلق شاہیش در جولاں شود
زان طرف فیلانِ جنگی بر سر شہ رسید
زیں طرف زیں گونہ لشکر در حق فرماں شود
مغربی چندیں ہزاراں فیل کز خرطوم شاں
آسماں آں کنگرہ بر برج ہم لرزاں شود
از برائے تختہ نرد شاہ می انگیختند
تعبیہ کاں بخشش انگیز د حقیقت آں شود
در بساط ملک فیل افزود حق بادشاہ
بر خلاف اتفاق فیل آب آساں شود
شاہ قایم باد بر تخت بقا تا خصم را
مہرہ گرددں بپایۂ تخت او غلطاں شود

(۶۰)

شہ محمد را باسم و فعل امید است آنک
ایں حسن در بارگاہ دولتش حساں شود

(۱۱)

شاہ ما را ایزد از شاہانِ دوراں بر کشید
کیست کز وے سرکشد آنرا کہ یزداں بر کشید
خاص درگاہ خدا اعظم خدیو اعظم است
کو علم بر اوج ماہ و فوج کیواں بر کشید
شہ علاء الدین محمد آنکہ رائے کاملش
روئے ماہ آسماں را داغ نقصاں بر کشید
گاہ جوشش آب زر را دانہ زہر خور کشاد
وقت بخشش خوں لعل از دیدہ کاں بر کشید
سایباں از بہر دفع گرمی خورشید شاہ
سایبانے دیگر از خورشید تاباں بر کشید
چتر ایراں گیر را چوں رایت توراں کشاد
بر سر شہزادہ ایران و توراں بر کشید
خسروا لعل سخن را پیش ازیں نامے نبود
دور انعام تو نام ہر سخن داں بر کشید
بخشش شہ را عطارد در شمردن عاجز ست
زہرہ نتواند ازیں زر ہا بداماں بر کشید
بحر جود دست او بشنید و شورے در گرفت
رعد برق خنجر او دید و افغاں بر کشید

تو سخن سنجیده میگوئی و لعل مدح تو	هرگز اندر پله اندیشه نتوان برکشید

(۶۱)

پایهٔ تخت ترا بنده حسن تابنده شد
چرخ در تحسینش گردن دست احسان برید

(۱۴)

سعادتے که پیاپے دریں دیار آمد	ز فر طالع میمون شهریار آمد
جهان و خلق جهان را نوید دولت و کام	ز یمن دولت سلطان کامگار آمد
خدایگان سلاطین علاء دولت و دیں	زمانه را به زمیں بوسش افتخار آمد
ابوالمظفر شاه جهان محمد شاه	که چوں محمد مقصود هشت و چار آمد
رسیده از چپ و از راست فتح باریده	چو باز دولت ایں شاه در شکار آمد
بریده گردن گردن کشان علی الاجمال	بخنجرے که علی القتل ذوالفقار آمد
جهان ز پشتی شمشیر اوست رو تازه	که پشت مملکت و روئے روزگار آمد
بلندی از سر شه یافتست کنگره وار	ده و دو برج که در دور نه حصار آمد
هزار گنج بشکرانه درمیان آورد	که هرچه خواست بزودیش در کنار آمد
چو گل شگفتن شهزاده باهمی خواهم	که هر یکے چمن ملک را بهار آمد
بباغ دولت او خضر خان نهالے خواست	وزاں نهال نهالے دگر ببار آمد
همیشه باد گلستان ایں ممالک خوش	که گل بدیدهٔ بدبیں خصم خار آمد
ثبات ملت و ملک از بقائے شه بادا	بقائے اوست که اسلام را مدار آمد

(۶۲)

حسن چگونه تواند شمار عمرش کرد
که عمر و مملکتش هر دو بے شمار آمد

(۸)

شاہے کہ بیک جرعہ صد گنج عطا بخشد — تا نام بقا باشد یزدانش بقا بخشد
خورشید ندید ستی گو بر ہمہ کس تابد — خورشید صفت سلطاں زر در ہمہ جا بخشد
زر بخش علاء الدین بر دنیا و دیں حافظ — دیں را بکنف دارد دنیا بعطا بخشد
یارب تو بفضل خود ہر گنج مرادے را — کاندر دل سلطانست می بخش کہ تا بخشد
چوں چرخ دم ہمت بر اوج علو راند — چوں صبح زر روشن بر صدق و صفا بخشد
وقتے کہ ثنا خوانند عالم چہ بود انجا — محصول تمام آں بر نسیم ثنا بخشد
در چہرہ او بینی نورے کہ خدا بخشد — در سایۂ او یابی فرّے کہ ہما بخشد

(٦٣)
ایں مملکت کامل بخشید خدا آرے
نقصاں کہ تواند کرد آنرا کہ خدا بخشد
(٧)

مرا امشب چوں صبح نورانی ہمی باید — عقیقے در تن الماس پنہانی ہمی باید
من و خرگاہ و آتشدان و لختے عود بر آتش — ز مستانست اسباب زمستانی ہمی باید
فلک را گفتم ایں دُرہا ز بہر چیست گفتہ — ہمہ بہر نثار بزم سلطانی ہمی باید
کرمہا کرد حق در حق سلطان مسلماناں — حقیقت شد کہ او را او مسلمانی ہمی باید
علاء الدین والدنیا کہ تا نام جہاں گم شد — ہمایوں ذات او اندر جہانبانی ہمی باید
فراہم میکند از فضل یزداں کار ملک و دیں — بلے ایں کارہا از فضل یزدانی ہمی باید

(٦٤)
چو شد در دور ملکش ناز و نعمت در جہاں ارزاں
بس ایں ملک جہاں بروے ہم ارزانی ہمی باید
(١١)

بازتازہ نعمتے از حضرت سبحاں رسید
بازنو سروے بباغ دولت سلطاں رسید

گوئی از فال مبارک چشم عالم نور یافت
یا خضر بد پشیرو کاں چشمۂ حیواں رسید

کو کبے کاں چشم جانرا نور بخشد رو نمود
میوۂ کاں شاخ جانرا مایہ بخشد آں رسید

صوت ساز خرمی از کام ہفت اختر کشاد
صیت طبل تہنیت بر بام ہفت ایواں رسید

بوستانے در میان گلشن شادی شگفت
آفتابے در کنار سایۂ یزداں رسید

شہ علاء الدین والدنیا محمد شاہ آنک
نعل رخش ہمتش بر تارک کیواں رسید

آں خداوند خداوندان عالم کز خدائے
تا ابد بر خلق فرماں دادنش فرماں رسید

جان خلق و دین خالق را پناہ از عدل تست
رونقے در دل فزود و راحتے بر جاں رسید

تا کہ دوران را بقائے ہست از دور سپہر
تا کہ نوئے خواہد اندر عالم انساں رسید

داور دوراں ہمیشہ شاہ عالم باد و بس
چوں ز دور عدل او آسائش دوراں رسید

(۶۵)

مدح سلطان ختم کن ہم بر دعائے او حسن
زانکہ ہرگز در کمال عدل او نتواں رسید

(۶)

شہر یارا ملک و ملت بر مزید آوردہ اند
ہمت در ہائے ہمت را کلید آوردہ اند

شہ علاء الدین والدنیا تو آنی کز ازل
ہفت گردوں از پے جاہت پدید آوردہ اند

دیدہ روشن شد شہا از بخت سرسبزت مگر
سبز دیدن چشم مردم را مفید آوردہ اند

عیش تو با شادی شہزادہا فرخندہ باد
زانکہ نسل تو چو عمرت بر مزید آوردہ اند

اے کمینہ بندہ ات برتر ز صد خوارزم شاہ
در ثنایت بندہ را رشک رشید آوردہ اند

جام مے کش نام مے بر ملک مے پرور از آنک

۹	ذات تو از بهر این معنی پدید آورده اند	۶۶

خلق در سایهٔ اقبال الغ خانی باد — سایهٔ دولت شه بر سرش ارزانی باد

جانِ اسلام معزز دل و دین که مدام — مدد دولتِ او سایهٔ سلطانی باد

خان ما را مدد از دولت سلطانی شد — هر در را پشت و پنه نصرت سبحانی باد

خان چو شد خانهٔ انصاف و کرم را بانی — کرم شاه جهان هم مدد بانی باد

خسروا روی چو در راه شه آورد ستی — روی بختت هم از آن آینه نورانی باد

شه ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد — شاه اقبال تو تا حشر همه ثانی باد

روح روح تو چو از بادشه عالم شد — مدد جان شه از عالم روحانی باد

دل پاکت که امان بخش مسلمانانست — چون دل شه پنه دین مسلمانی باد

(۱۳)	روزگار شه و خان غیرت خاقان آمد گفتهٔ بندهٔ حسن غیرت خاقانی باد	(۶۷)

خدایگانا فضل خدا معین تو باد — فتوح همدم و اقبال همنشین تو باد

بهر مقام که آئی و هر کجا که روی — خدای عز و جل حافظ و معین تو باد

علاء دنیی و شاه جهان محمد شاه — که دوست و دشمن در حکم مهر و کین تو باد

شده غلام تو خاقان چین و میگوید — که صد چو خاقان هر روز ریزه چین تو باد

عنایت ازلی چون نگین دولت تست — کفایت ابدی نقش آن نگین تو باد

جهان شبی است بصبح سعادت آبستن — طلوع صبح وی از مطلع جبین تو باد

هلال فتح کز اوج ظفر نماید روے
ہمیشه در نظر رائے دوربین تو باد

برفع دشمن دیں چوں کنی تو اندیشه
فلک موافق اندیشۂ کمین تو باد

رضائے حق طلبیدی چنانکه حق رضا است
رضائے آں ملک بے قریں قرین تو باد

توئی بہین خلافت حسن دعا گویت
که اعتضاد ممالک ہم از یمین تو باد

زہے بہین چو خورشید شہسوار جہاں
بحکم تو کره چرخ زیر زین تو باد

زہے زمین ز قدوم تو آسمان گشته
چو عزم گوئے کنی آسمان زمین تو باد

(۶۸)

چو فتح باب ممالک بآستان تو شد
کلید جمله مقاصد در آستین تو باد

(۴)

شاه را پیوسته تائید خدا ہمراه باد
فتح داعی بخت چاکر چرخ دولتخواه باد

تا که سیر آفتاب از شرق باشد سوئے غرب
شرق و غرب اندر پناه جاه ظل الله باد

بخت عالی رائے او بر اوج چرخ چنبر است
تخت فرقد سائے او بر فرق مهر و ماه باد

(۶۹)

سعد اکبر کز سعادتها ست بر فرقش کلاه
ہمچو جوزا از کمربندان ایں درگاه باد

(۵)

شاہا بقائے دولت تو بر مزید باد
دشمن به قہر و قوت تو مستزید باد

حصنے که عاجز ست جہاں در کشادنش
تیغ جہاں گشائے تو او را کلید باد

صوفی خانقاه ششم ایں مراد کن
درپیش رائے تیز تو دایم مرید باد

اکنوں که دین حق ز در تو مدد گرفت
چوں دور چرخ مدت ملکت مدید باد

(۷۰) باد ات عید فرخ و اندر دیار ملک
از ماه رایت تو همه عمر عید باد (۵)

شاها بنائے دولت تو استوار باد
طفل امید تو که دو عالم طفیل اوست
گر طاق چرخ روئے به پستی نهد چه باک
از جام انتقام تو شد خصم بیقرار

هر آرزو که هست ترا در کنار باد
پرورده عنایت پروردگار باد
تخت بلند پایهٔ تو استوار باد
یارب که روز دولت تو بر قرار باد

(۷۱) هر صبحدم که گفت زبان حسن دعات
آمین جبرئیل بران گفته یار باد (۶)

سلطان جهان جهان ستان باد
اسکندر روزگار ما را
بر خلق چو صبح مهربانست
فتحش همه ساله در رکابست
زین پیش هر آنچه خواست آن شد

بر جمله مراد کامران باد
چون خضر بقائے جاودان باد
بر خصم چو چرخ قهرمان باد
خضر رشش همه دم زهرمان باد
دیگر چه طلب کند همان باد

(۷۲) یارب قلم حسن بمدحش
پیوسته چو تیغ او روان باد (۵)

طرهٔ رخشان فتح چتر سیاه تو باد
سرمهٔ چشم ظفر گرد سپاه تو باد

عقده نه آفتاب طاق کمند تو شد
میکنی از فضل حق ملک اقالیم ملک
تا زهوا بر زمیں سایه ابر اوفتد

نور ده صبحدم طرف کلاه تو باد
تا بابد ہمچنیں فتح گواه تو باد
بر سر ہفت آسماں پایه جاه تو باد

(۷۳)

اے توشه دیں پناه دیں بتو افزوده است
عصمت پروردگار پشت و پناه تو باد

(۵)

خسروا اقبالت ہمه مسعود باد
تو محمد اسمی و محمود رسم
نیک خواہا زرویت عید شد
نقد عمرے کز خدا خواہد خضر

خلق راضی از تو حق خوشنود باد
ہرچه خواہی عاقبت محمود باد
بدسگالت سوخته چوں عود باد
در مبارک ذات تو موجود باد

(۷۴)

اے ز حق ہر روز شادی یافته
طالعت چوں طلعتت مسعود باد

(۵)

شمع اقبالت جہاں افروز باد
بزم تو بستان و شاخ دولتت
طفل بختت کوست پیوسته جواں
اے مبارک غره ات خوشتر ز عید

دولت تو در جہاں فیروز باد
ہمچو نخل بوستاں فیروز باد
پیر گردونش فتوح آموز باد
روز تو ہر روز چوں نوروز باد

(۷۵)

عالمے خوش از نسیم خلق تو
دشمنت چوں مجمر اندر سوز باد

(۵)

شاہ را روز نو مبارک باد
شاہ عالم علائے دنیا و دیں
خسرو طارم چہارم را
بر در او نثار گردد فتح

حافظش فضل حق تبارک باد
گر ہمہ فال تو مبارک باد
گردمیدہ انشش تاج تارک باد
بر سر دشمنش پلارک باد

۷۶

ہمہ احوال او ہمایوں شد
ہمہ ایام او مبارک باد

۶

ہوا خوشست و مرا جام بادہ می باید
بنام شاہ در آسماں چو بکشادند
علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ
نگے کہ باشد یزداں شاہ را عرضے
بیاد فتح شہنشاہ واے حسن امروز

شراب رنگیں در جام سادہ می باید
بیاے کہ در دل کشادہ می باید
بشکر نعمت او داد بادہ می باید
نخست شیر فلک را قلادہ می باید
خوشست بادہ ولے وجہ بادہ می باید

۷۷

ہزار سال دگر عمر شاہ خواہد بود
بر آں سعادت دیدہ نہادہ می باید

۱۶

بتم چو سلسلہ مشکبار بر بندد
برخ ہمی فگند تار زلف و می ترسم
رقیب بر در خود نصب کرد و عیبے نیست
میان سنبلہ جوزا نہاں شود از بیم

بخرمن گل از آں مشک بار بر بندد
کہ راہ روز بشبہاے تار بر بندد
کہ باغبان رہ بلبل بخار بر بندد
چو شہ کمر ز براے شکار بر بندد

علائے دولت و دیں آنکه باد برخوردار
بهرچه از کرم کردگار بربندد

شهنشها همه از مایه شمال تست
بضاعتے که صبا از بهار بربندد

چو سوسن آنکه زبان در ثنات بگشاید
گره گره زده او غنچه وار بربندد

ز بخشش تو گدا سے طلب کند مادح
نخست ابلق لیل و نهار بربندد

وگر شتر طلبد سایل از درت حالی
ز هفت چرخ فلک یک قطار بربندد

بمدح همچو تو شاہے گشادہ دست کسے
چنیں ردیف ز بہر چہ کار بربندد

ولے چو فرمان باشد برائے بندۂ تو
بدست فضل حسن چون نگار بربندد

دل حسن که چو دریا گشادۂ ز ابرو
بسلک نظم در شاهوار بربندد

سخن اگرچه بکام دلست لیک زبانش
مهابت تو شہ کامگار بربندد

هزار گرچه لقب کرده اند بلبل را
حضور شاه نفس بر هزار بربندد

بجوه تا نهد ایام نعل بر آتش
به بحر هم گهر آب دار بربندد

۴۷

تو گنج باش گهر بخش تا ز شرم کفت
دل معادن و دست بحار بربندد

۸

بخدمت چو تو یارے سلام ما که رساند
سلام مرغ بگلزار جز صبا که رساند

ز دستگیرئ زلفت برگ وصل تمام
ولیک آں سر رشته بدست ما که رساند

مرا ز خویش برون برده است فرقت تو
برون ز چون تو کریمے چنیں صلا که رساند

ترا ز غیب رسیدست بادشاهی خوبان
حدیث بنده مفلس بپادشا که رساند

خدایگان سلاطیں که هرچه در دلش آمد
همه خداش رسانید و جز خدا که رساند

مدار دہر سلاطیں علائے دیں کہ عدو را
حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش
نوال او چو دعائے حسنؔ رسید بگردوں

رسیدہ باد غذ نخش بہر عجب کہ رساند
بجملہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند
بسمع شاہ جہاں از من این دعا کہ رساند

۷۹ ردیف (ر) ۲۶

تازہ کردم باز در نفس سخن جان دگر
گوہر نطقم ورائے لامکاں دارد دکاں
طبعم از انوار فضل و جانم از اسرار فکر
ہر قلم کز کار و بار یکش کنم چوں نوک خار
بوستاں ہر سال دریک فصل گیرد رنگ و بوئے
عندلیبا بشنود یک داستانم از ہزار
گر کسے امروز از معنی من بہرہ نیافت
اے بسا منزل شدہ آیات سخن در شان من
اے بسا کس کو سخن دانی کند در روئے صدق
ناقلاں را در سخن دانی نباشد حجتے
راستی حال دانا داند از ناداں مپرس
آہ دعوئے کمالیت بروں بردم ز حد
اے حسنؔ در گریباں کش مکن این سرکشی

ملک معنی را بخط غیب فرمان دگر
وین ز کان کن فکاں دارم نہ از کان دگر
آفتاب دیگر ست این و آں در افشان دگر
دم بدم زاں خار بر روید گلستان دگر
نظم و نثر من نگر ہر فصل بستان دگر
روز و شب این داستاں خواند نہ دستان دگر
دور ہا نوشند بر یادم بدوران دگر
ویں کرامت ہست در شان سخن شان دگر
او ہمیں سودا پزد در ختش زد کاں دگر
عاقلاں گویند بر ہر نکتہ برہان دگر
کو زنا دانی شنید او ہم ز نادان دگر
اہل دعوے را چو دعوے نیست نقصان دگر
سر مکش بر کش سر وقت از گریبان دگر

چند باشی میزبان مهمان بوالفضول — خوشتر از عزلت نخواهی یافت مهمان دگر
چونکه آمد خوانچهٔ الفقر فخری درمیاں — پیش نتوان رد دست عهد بر خوان دگر
دستگیر ما و تسکین بخش درویشی ما — هست درویشی دگر مهمات سلطان دگر
مصطفی کالطاف غیبی را جهان دیگرست — بل جهان دین و دنیا را جهانبان دگر
کفهٔ مهر و مه ار افتند در کف هلاک — او بعدل خود تواند کرد میزان دگر
چشم دشمن گر شبی در خواب بیند تیر او — روز دیگر هر مژه بیند ش پیکان دگر
کی تواں زد در صفات نفس پاک او نفس — هست نقش دیگر و نقشش ز ایوان دگر
شمهٔ از خلق او گر بر زمین خواهد صبا — بردمد از هر سفالے تازه ریحان دگر
دُرفشاندم در ثنایت وز خدا خواهم کنم — بر سر روضه ز دیده گوهر افشان دگر
گوهر جاں آورم بر دُر دندانت نثار — چوں اُو دسیم نیست جانے مزد دندان دگر
چوں ز دیوان قبولت یافتم پروانهٔ — مدح خاصت را نخواهم ساخت دیوان دگر
اے رسول هفت کشور بعد هفصد سال و هفت — خاست بر تخت حسن امروز حسان دگر

(۸۰)

بر حسن گر میکنی یک روز حسن التفات
بیند از دور فلک امروز احسان دگر

(۲۵)

رسید کوکبهٔ عید و کاروان بهار — بهار کرد علامات خرمی اظهار
سپهر زیب گرفت از هلال فرخ عید — جهاں بهشت شد از اعتدال لیل و نهار
هلال عید درم ریز کرد از کوکب — گل از غنچه های زر و سیم آورید نثار
نثار عید کند شاه را دُر از دامن — سپیده دم چو زند ابر خیمه در گلزار

بموقع عید و جشن بلکه هنگام بهار

زمین نام شہست انتظام خطبہ عید
چنانکہ سکہ گل را ز خلق اوست عیار

علائے دولت و دین کز بہار دانش او
چو عید تازہ شود عیش بر صغار و کبار

شگوفہ چمن مملکت محمد شاہ
بہار عدل وے آوردہ عید عزت بار

گل از خزانہ تشریف او بہاری پوش
مہ اندر انجمن موکبش عماری دار

مہ نواز کرشش مہر مغربی در جیب
گل از مکارم او آستین پر از دینار

ز فتح شاہ دگر عید شد گلستان را
کہ دستہای گل از ہر سوست بستہ نگار

بسان قوس قزح وسمہ کردہ ابروی ماہ
بشکل دستہ گل نقش بستہ دست چنار

بہار از مہ رایات اوست عیدی خواہ
چنانکہ عید ز عید سخاش اجراخوار

بہ پیش رایت گلگون و عکس لالہ او
شدست عید چو تصحیف عبد خدمتگار

زمین عاطفت اوست عید را رونق
ز فر معدلت او بہار را مقدار

اگر عنایت او نیست عید چیست وعید
وگر رعایت او نیست گل چہ باشد خار

مرا بیادش ہر روز عید و نوروز ست
چو عید روزی او باد عید نو بیار

شہا ملوک پناہا مبارکت بادا
چو در رسید مہ عید و مہد گل یکبار

تو عید عالم و چتر سیاہ تو شب قدر
رخت بہار کرم چتر لعل تو گلنار

خجستہ عید تو آن نوبہار را ماند
کہ باشد آمدہ ایام عید او با یار

حسن نگر کہ بہر بیت شرح داد دو فصل
بہار فصل و را بہ ز فصل عید انگار

ہمیشہ تا کہ بعید ست وقت مردم خوش
ہمیشہ تا بہار ست زیر مرغان زار

بہار باد نواساز مجلس عیدت
بقا ز برگ درختان برون ز حد شمار

بساز بر صفت عید جشن سیر نشاط
بباش در چمن ملک سرو دیر قرار

چو ماه در شب غره ز برج فتح برآید		چو ابر وقت بهاران ز اوج فصل بهار
۸۱	هزار باره به بین فصل عید و موسم گل هزار بار چه باشد هزار بار هزار	۱۶

بساط سبز نو تر گشت و کار سرو بالاتر — ز شبنم طرهٔ شمشاد هر ساعت مطراتر

دل بلبل بگل آسود کو را دوست میدارد — ز روی دوستان چیزے کجا باشد دل آساتر

یکے در خوبی گل بین و خط سبزش از سبزه — خط زیباش تر گشتے ز سبزه هر چه زیباتر

نگر گل همچو من اخلاص دارد در درون دل — که هر صبحش ز طبع صبح می بینم مصفاتر

علاء الدین و الدنیا محمد شاه دریا کف — کز ین کرسی آمد پایهٔ تختش معلاتر

محمد آشکارا کرد دین حق بنام ایزد — کنون در عهد هم نامش شد این دین آشکاراتر

گر از ابر کفش یک قطره در بحر او فتد بینی — بشکرش ماهیان بے زبان از مرغ گویاتر

کواکب هر یکے اندر صفات بندگی شه — چو خورشیدست یکتا بلکه از خورشید یکتاتر

فلک در هفت دفتر می نوشت اوصاف شه گفتم — مدائح میدهدست از نسخه خواهی کرد گنجاتر

جهان بخشا توان شاهی که دست فتح بهر تو — کند هر روز اسباب جهانداری مهیاتر

مخالف خواست تا چون برج گردون سر برافرازد — دلے آن سر نشد از کنگر دروازه بالاتر

خدایت یار خواهم تا به بینم در جهان هر دم — علمهائے جهانگیر ترا بازو تواناتر

بدانائے که او دانائے اسرار است از شاهان — نیاید در امور ملک و ملت از تو داناتر

همیشه تا بهار نو پے نظاره در بستان — کشاید دیدهٔ نرگس ز چشم یار رعناتر

بهارت باد فرخنده سران پیشت سر افگنده — جهانت کمترین بنده فلک از بنده مولاتر

(۸۲)

حسن بهر سال بهر روز نوست گفتست شعر نو
با تب سال تو بهر شعرے ز دیگر شعر اثر

(۱۴)

چو صبح عید ز مشرق کشید رایت نور — کشم ز دور قدح گرد دل سراچهٔ نور

چرا بے نکشد دل که گوشهٔ جگر است — میان جانش که پرورده خوشهٔ انگور

مے خمار شکن پیش ساقی استاده — ز خویشتن نپسندم که شسته ام مخمور

جہاں ز عید بہشت ست ساقیا بشتاب — که در کشم مے چوں کوثر از کف چو تو حور

بیاد دولت سلطان علاء دنیا و دیں — که هست دنیا و دیں از وجود او معمور

محمدے که محمد صفت بقوت عدل — فرو نشاند غرور زمانهٔ مغرور

مخالف ارچه که فغفور چین بود فگند — کمینه بنده او چیں در ابروے فغفور

بحق حق که ندیدم بهمتش شاهے — نه در سیر سلاطیں نه در کتب مسطور

درم که خواست کند از جبین شه زر بخش — بنزد من ز طریق ادب نماید دور

بر آفتاب تقاضاے نور حاجت نیست — که خود بخاصیت خویش می فشاند نور

همیشه تا سپر آفتاب هر صبحے — بسان تیغ بود در برآمدن مشهور

ز تیغ شاه که هست آفتاب عالمگیر — کشاده باد جهان دشمن از جهان مقهور

(۸۳)

سپهر بنده و اعداے حضرتش در بند
خداے ناصر و ارکان دولتش منصور

(۲۴)

یکے در حسن جاناں بیں که جانہا تازه کرد از سحر — رخش ماهست و خطش مشک قدش سرو لبش شکر

برفت از دیدن آں ماہ و شکر و سروش — قرار از نفس و نفس از ہوش و ہوش از عقل و عقل از سر

غلام آں مہ و آں شکر و سرو و شکرم آمد — یکے جنت یکے روضہ یکے طوبیٰ یکے کوثر

زہے تقدیر کو یک حقہ نوشین خوباں را — دہد لعل و نہد لولو و بدسبزہ کشد عنبر

بدستش بین و انگشتش گرفتہ شیشہ پُر مے — بلور صاف و سیم صرف و دُرِ ناب و لعل تر

غزل رسم قدیمست از پئے آں میکنم رنگیں — لب خامہ رخ کاغذ دل دیواں سر دفتر

وگرنہ با وجود مدح شہ نتواں ستودن خود — سر سرو و بر سوسن لب غنچہ قد عرعر

سر شاہان مدار دہر و روئے ملک و پشت دیں — علاء الدین والدنیا محمد شاہ دین پرور

مبارک روی و فرخ رای و گردوں بخت و دریا کف — مخالف سوز و شرع اندوز و دین افروز و دین گستر

جواں سال و جوان بخت و جوان فر و جوان دولت — جہانگیر و جہان بخش و جہاندار و جہان داور

بوقت جام صد جمشید و در فرمان صد فریدوں — بدار و گیر صد دارا بہ بستن صد اسکندر

کہینہ بندہ اش فغفور و کمتر چاکرش خاقان — کہینہ پاسبان محمود و کہتر نوبتی سنجر

نیامد در وفا و عدل و احسان و کرم مثلش — مگر بوبکر یا فاروق یا عثمان و یا حیدر

زعدل اوست امروز امن و قہرش روز شر الحق — بہفت اقلیم و ہفت اعضا و ہفت افلاک و ہفت اختر

کشد تیرش زند تیغش درد سہمش برد قہرش — رگ ملحد پے مرتد دل مشرک سر کافر

اگرنہ فیض فضل و عین عدل او بودناد — چمن لالہ ہوا لولو فلک اختر صدف گوہر

نشاط آورد و چتر دورباشش خشت دستش را — ثوابت دیدہ و انجم دل ممالک جاں ملائک پر

زہے شاہے کہ دارد خاطر و طبع دل روشن — رضا بر دین سخط بر کان کرم بر ما ستم بر زر

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے — زبان ساکت قلم ساکن معانی کم سخن کمتر

کنوں می ہمت از جاہ و جود و بذل و عدل شہ — سخن بیاد و فضل افزون و شعر آسان سخن از بر

همیشه تا گل و گلزار و ابر و لاله هر سالے
شه آفاق باد در سال و ماه روز و شب یادا

کند جلوه شود خندان بود ساقی کشد ساغر
قدر بر کف طرب در دل شفا در تن غرض در بر

(۸۴)

قضا خادم قدر خاضع جهان مخلص ظفر ممدّ
فلک بنده ملک داعی خدا یار و خرد یاور

(۹)

چو آفتاب نماید ز آسمان دیدار
چو آفتاب صفت بادشاه ریزد نور
علائے دولت و دین شاه کامران دولت
ابو المظفر و شاه جهان محمد شاه
کشاده هر نفسے فضل ایزدی دیده
زمانه را شده با عیش و خرمی الفت
ز اهل عشق سماع و ز اهل طبع سخن
بدان خدائے که هر بندگان مخلص را

همه نظر بهار روشن شود ازان دیدار
نمایدش همه مانند آسمان دیدار
نموده هر نفسش بخت کامران دیدار
مبارک آمده از وے هنر جهان دیدار
نموده هر نفسے فتح جاودان دیدار
بهار را شده با باغ و بوستان دیدار
ز ساقیان مے ناب و ز دوستان دیدار
بهشت میکند از وعده بعد ازان دیدار

(۸۵)

که باد دولت سلطان علائے دین باقی
همیشه ذات ورا با وجود جهان دیدار

(۱۳)

فتوح غیب نگر پیش تخت شاه نثار
ظفر نام شهست ابتدائے فتح و ظفر
خدایگان سلاطین علائے دولت و دین

بهار فتح شگفته در ابتدائے بهار
ز عدل معدلتش اعتدال لیل و نهار
خداش داشته از ملک و ملک برخوردار

ابوالمظفر خاص خدا محمد شاه
پناه ملت و پشت هدی محمد واز

سپهر بنده و سعد سپهر چاکر او
زمانه داعی و اهل زمانه خدمتگار

ز تیغ آب دعا صاف کرد در اسلام
ز تیر رو ر بقا تار کرد ور تاتار

ز هند و بیش نجهد هیچ هندوی گرچه
زحل صفت رود اندر فراز هفت حصار

رسید سجاده کشان برای دهر چه بود همه
بنام خسرو کشورکشای کرد ایثار

زهی مقدمه دست برد نصرت شاه
که بر بساط ممالک عدوش قایم دار

پیادگان درش تعبیه وار گردند
همه بدولت شه بازگشته فیل سوار

بشاه باد همه سال تخت و بخت بلند
بهر طرف که نهد رخ شه ملایک بار

(٨٦)

هزار سال بقا خواهم از خدا شه را
هزار فیل چه چیز است فیل خانه هزار

(٧)

دُر سعادت از صدف فضل کردگار
گرد آسمان بفرق شه کامران نثار

شهزاده معظم و شمع دیار دین
خورشید اوج عزت و جمشید روزگار

امیدهای هر دو سرایش بر آمده
مقصودهای هر دو جهانیش در کنار

یارب ببیای دل پیران صبح خیز
یارب بحرمت دل مردان روزگار

بادا همیشه رونق این خاندان ملک
اقبال در یمین و فتوحات در یسار

شه را دوام دولت شهزاده اش باد
سال بقا هزار نگوییم که صد هزار

تایید غیب یار خضر شاه خان شده
از فضل حق بحق خداوند کامگار

(۸۷) ردیف (ز) (۷)

ای ملک منعم مفلس نواز
نامه بنام تو روان گشت باز

از تو پدیدار شده عرش و فرش
هم تو از آن و هم ازین بی نیاز

قطره از ابر عنایت بریز
بو که نمازی شودم یک نماز

زان خودم کن نفسی تا کنم
از خود و از هر دو جهان احتراز

رحمت خود رهبر ما کن که هست
مرحله بس دور و رهی بس دراز

با کرم تو دل ما نشکند
زانکه کریمی و شکسته نواز

بنده حسن را که امیدیش هست
کار بسازش که توئی کارساز

(۸۸) ردیف (ش) (۵)

شاهی که برگزید خدایش بفضل خویش
از هر چه گفته ایم و بگوئیم هست بیش

ای خسروی که از دم لطف عنایتت
رونق گرفت عالم و شد راست دین و کیش

سلطان علاء دولت و دین کز علو او
اسلام شرع آمده هر روز بیش بیش

سرتا بسر گرفت جهان را بنور عدل
زانسان که با هم اند شب و روز گرگ و میش

در خلق چون محمد و سید بروز رزم
مداح او حسن شده سلطان یار خویش

(۸۹) (۱۳)

شاهی که فضل ایزد از خلق برگزیدش
فرخنده باد یا رب نوروز و روز عیدش

نوروز بزم شه را افزود رونق نو — بهر طرب فزائی عید از عقب رسیدش

سلطان علاء دنیا شاه جهان محمد — کایزد محمد آسا از خلق برگزیدش

هست آفتاب سیرت شاه یگانه ایرا — در آفتاب گردش گیتی دوم ندیدش

حتی که نیست مثلش در عالم آفریدن — از خسروان عالم همیشل آفریدش

بینی درم خریدش هر دم هزار بنده — بل صد هزار چون من بینی درم خریدش

چون شب کسی که با او زد از سیه دلی دم — پیراهن سلامت چون صبح بر دریدش

زین رو که خط نویسد تیرست یک دبیرش — زین رو که زور دارد چرخست یک بریدش

خود چرخ گرده شد تا شاه گوی بازد — در نوبت همایون الحق نکو دویدش

بنده حسن بمدحش وقت شکر فشانی — بگشاد قفل دلها بی پاره کلیدش

تا عید باشد و گل پادشه جهان را — عیشی چو عید فرخ فتحی چو گل جدیدش

روزی حسن بسازد نوروز عالم آنجا — چون نقش عید بادا از کمترین عبیدش

(۹۰)

دوران چرخ رامش شاه فلک غلامش
هم ملک بر دوامش هم عمر بر مزیدش

(۱۹)

شهی کاسلام را اسکه منور میکند نامش — مبارکباد دور دولت همه ایام و اعوامش

ظفر چون تیر در شستش جهان چون قبضه در دستش — فلک چون موم در حکمش عدو چون مرغ در دامش

علاء الدین والدنیا محمد آن که دین حق — تمامیت گرفت اکنون بدور دولت تمامش

جهاندارے که از تیغ زبانش در جهانگیری — دهان فتح خندان کرد این بود از جهان کامش

مخالف تا نگه کرد آتش شمشیر شاهی را — نماند اندر تن لرزنده چون سیماب آرامش

نگردد پاک خصم او چو سایہ از سیہ روئے
اگر از گنبد خورشید بردارند حمامش

بہ گفتم تو نعل مرکب شاہنشہی گفتا
سمش بر فرق کیوانست اینجا کے رسد گامش

کہ یارد قصر شاہش را صفت کردن بنہ گردون
کہ نہ طاق فلک یک نردبانے باشد از بامش

ہر آن کارے کہ آغاز د بخیر و خوبی انجامد
بہ فضل خدا یارست در آغاز و در انجامش

زہے شاہے کہ ہم بر فضل و بر مش ختم شد اکنون
خطا پوشیدن خاصش عطا پاشیدن عامش

مواجب دادن شاہان بمیزان دگر بودے
کنون یکجو نمی سنجند آن میزان در ایامش

دریں میزان کہ عدل شاہ آنرا راست میدارد
بیک پلہ مواجب بین بدیگر پلہ انعامش

الٰہی تا کہ میزان است خصم خانہ ناہیدش
الٰہی تا کہ عقرب ہست در بالبیت بہرامش

چو بہرامش فلک تا ہفت گنبد تختگہ بادا
بہ نسبت پاسبان در ہفت گنبد ہفت اندامش

کسے کین شاہ ہفت اقلیم را موئے کژ اندیشد
عذاب ہفت دوزخ باد اندر ہفت اندامش

حسن را از ثنائے او شرف حاصل کرم واصل
مشرف ہم بہ تشریف و مکرم ہم باکرامش

چو جان خود ہمہ جا ہا فدائے جان او خواہم
حیات نوح درجانش شراب خضر در جامش

شہت اسکندر ثانی کہ دائم باد ارزانی
مراد او خضر ہم جام و خضر را عمر ہم نامش

٩١	ظفر مقدور یکرانش عدو مقہور پیکانش ملک مامور فرمانش فلک محکوم احکامش	٨

شاہے کہ ہفت کشور گیرد برائے خویش
تخت از سپہر ہفتم سازد برائے خویش

آن آفتاب ملک کہ چون کوکب یمین
آفاق تازہ کرد ز ابر عطائے خویش

زان راست آورد ہمہ تدبیر ہا خدائے
کو راست ست در ہمہ جا با خدائے خویش

سلطاں علاء دنیا و دیں آنکہ دین حق
در سایۂ سرادق او کرد جائے خویش

گو سر بتافت سند خیسان نا سزا
دیدند از سیاست شاہی سزائے خویش

بندہ حسن چو از کرم شاہ قایم ست
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

شہ باد تا ابد چمن ملک را نہال
تا بر خورد ز دولت بے منتہائے خویش

۹۲

چنداں بقاش باد کہ شاہان خویش را
بینند چو خضر دیدہ بقا در بقائے خویش

۶

زلفت کہ باد بر رخ رخشاں ساندش
ابریست آنکہ بر سر تاباں ساندش

دل پیش دار داز سر زلفش شبے دراز
آں طاقت از کجا کہ بپایاں رساندش

عاشق امید بر خط سبز تو بستہ ست
تا آں خضر بہ چشمۂ حیواں ساندش

بستم بآہ خود دل خاکی خویش را
ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش

بر دست دل ہم پس ازیں قصہ حسن
یا شد بہار گاہ الغخان رساندش

۹۳

اعظم معز دولت و دیں آنکہ روزگار
ہر آرزو کہ او طلبد آں رساندش

۵

شہے کہ باد ہمایوں عزیمت سفرش
در آمدن ظفرے دربروں شدن دگرش

علائے دنیا و دیں آنکہ بود و خواہد بود
چو دولت از حضرش بل سعادت از سفرش

بہر طرف کہ رواں گشت عالمے بکشاد
نگر ز آیت فتحت ایت ظفرش

فلک جنیبہ کش آستان حضرت اوست
چنانکہ بود فلک یک قطار از نفرش

۹۴

حسن زجور جہاں در پناہ شاہ گریخت
جز آستانہ شہ نیست ہیچ جا مفرش

۱۰

شب برات برآمد زہر مکاں آتش
مراز عشق تو افتد دروں جاں آتش

ہر آتشے کہ بود عکس عارض تو بود
مرا چو آب حیاتے نماید آں آتش

تو میروی و من سوختہ بداں شکلم
کہ جائے خار بماند ز کارواں آتش

کسے کہ نام تو امروز در زباں آرد
گذر ندارد فرو ابر آں زباں آتش

خلیل عہد منی اے در تو کعبۂ من
ز روئے تو شدہ تازہ چو گلستاں آتش

بدست خویش مرا یک پیالہ پیش آور
پیالہ کہ چو آبست و درمیاں آتش

کشم بیاد شہے کو بدوستئ خدا
زدہ است دشمن دیں را بجاں نہاں آتش

شہ زمین و زمانہ علائے دولت و دیں
کزو گرفت خجالت بہر زباں آتش

حسود راز تف تیغ تیز او در رزم
عجب کہ بجہدش از مغز استخواں آتش

حسن ز فر ثنایش چنیں نوشت ایں سطر
کہ ہم چو آب شدش وقت امتحاں آتش

۹۵

ردیف (ل)

۷

خط تو رہبر خطیست بر گل
اے خادم خط گشتہ سنبل

جز بر دل من نیست بار ہجرت
بنگر چہ باشد ایں تحمل

بس طرفہ طریقیست عشقبازی
تا چند تواں زیست بر توکل

بسیار نوشتم حدیث خوباں
شستم ہمہ جز و ہا کنوں کل

بارے چو رود نظم رائتفکر سلطان سلاطین علاء دنیا	در مدح شهنشه کنم تأمل از خاک درش چرخ را تجمل

۹۶	سرو چمن ملک باد سلطان تا برگ گل است و نوای بلبل	۱۸

خجسته باد بتائید ایزد متعال — وصول رایت سلطان بمستقر جلال

خدایگان سلاطین علاء دنیا و دین — یگانه دو جهان هم بحسن و هم بخصال

محمدست محمد صفت بنام ایزد — چو خضر از رخ شادی درا مبارک فال

چو مشتری و مه چهارده است دولت او — درآمدے بسعادت برآمدے بکمال

اگر بطالع مسعود شش التجا باشد — نه ماه نقصان بیند نه آفتاب زوال

چنین که ملک عجم را ازو فزود بها — چنین که دین عرب را ازو گرفت جلال

عجب نباشد اگر چتر سازد از پر خویش — همای چتر همایونش را بسازد بال

فرشتگان بچپ و راست شاه عالم را — برند غاشیه در پیش و چتر در دنبال

علو شاه که هست از خیال و هم برون — مرا هوس که بشعر اندر آرم اینت خیال

هلال رایت تو دست چرخ را یاره — کمند قدر تو پای عروس را خلخال

اگر فلک را یک روز گوئے خود سازی — فلک برقص در آید از این هوس در حال

مخالف تو شفق وار غرق خون گردد — شهاب ثاقب تو گر روان شود چو هلال

عنان دال مراد این زبان هست گسسته — که بار کاب تو دارد تعلقی چو دوال

دلت بنور فراست چو میکند روشن — مراد صاحب حاجت چه حاجت است سوال

گرتو دادهٔ از آفتاب بدرهٔ زر
حسن دعائتو گوید درانهای ثنا
هزار سال بقائے تو باد در دولت
بهر مقام که آئی و هر کجا که روی

سپهر را که بود گوژ پشت چون حمال
چو ابتدائے دعا دررہ اجابت دال
هزار گونه ظفر دست داده در هر سال
معین و حافظ تو باد ایزد متعال

(۹۷) ردیف (م) (۹)

دل بر تو جا گرفت نگارا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بفرمان حسن تست
یاران همی روند تماشائے باغ گل
گه گه بطنز گوئی کز پیش من برو
راهے دراز و منزل مقصود ناپدید
خلقے برائے حاجت خود کعبه میروند
سلطان علاء دنیا و دین کعبه منست
دست مبارکش بسخا گنج گوهر است

از خویش دور میکنیم تا کجا روم
اے ماه روے هم تو بفرما کجا روم
من صورت تو دیده تماشا کجا روم
جان و جهان تو داری تنها کجا روم
نے رهبر و نه قافله پیدا کجا روم
من هم هوس همی کنم اما کجا روم
اینجا سرے همی نهم اما کجا روم
گنج گهر گذاشته دریا کجا روم

(۹۸) گوید حسن که من در سلطان گرفته ام
آسان ازین ستانه والا کجا روم (۵)

از درد دنیا چه دم زنم که ندارم
از جهت دل چه جان کنم که ندارم

خلق بکشت امید تخم تمنا
نقد مراد اندر آستین خسانست
شاد نشسته شاید آنچه که دارید

می فگند من چه افگنم که ندارم
خیره چه گیرد دامنم که ندارم
شاد تراز هر همه منم که ندارم

(۹۹)
دزد چه گردد بگرد من که حسن دار
شب همه شب نعره میزنم که نه دارم
(۷)

اگرچه از گردش گردون شب تاریک شد روزم
فضاے فضل را بازم سرو صدق را سازم
مرا با خاتم همت فلک فیروزه آمد
کمر بسته ز جوزا پیشم آمد تیر خدمت را
مرا امروز چوں باغ خزاں در یافته منگر
ز سلطان سنجر بخت ار امید یک نظر باشد

ولے در عالم خویش آفتاب عالم افروزم
بنائے عشق را رازم شب عشاق را روزم
بداں فیروزه در صف صفا پیوسته فیروزم
دگر ناید به تیر آه تا جوزا شش بر دوزم
اگر بختم کند یاری بود هر روز نوروزم
نظام الملک طوسی انظام الملکی آموزم

(۱۰۰)
حسن گوید چه باک از سوختن شمع جهانم من
جهاں تاریک تر گردد اگر کمتر شود سوزم
(۱۹)

زهے روز مبارک طالع و وقت خوش و خرم
شهنشاهے که میباز شهاں را قهر او عاجز
علاء الدین والدنیا محمد شاه دیں پرور
مه عید از هوائے رمح او شد حلقه زریں

نظر کردن بروے عالم آرائے شه عالم
جهاندارے که میدارد جهاں را فضل او خرم
که سلطان سلاطین است و برهان بنی آدم
شب قدر از برائے نیزهٔ او طره پرچم

بزم از بخشش او ششجهت آسوده راحت — برزم از پنجهٔ او پنج حس بیکار بر ضیغم

دگر خود بزم و رزمش دیده بودے کے گرفتے کس — بروز رزم نام جنگ روز بزم جام جم

چه زینت میدهد یارب نگین ملک را نامش — چنان چون دست را انگشت چون انگشت را خاتم

نهال غم برافتاد از نهاد دل بیکباره — درخت دولتش با بیخ کرد اندر جهان محکم

زسیمرغ از نشانی نیست نامے هست در گیتی — بعهد او نیابی نام را جائے نشان غم

فلک در طاعتش حاضر دگر با او کواکب میں — حسن در مدح او حیران او تنها ملائک هم

چه گوید معجز ذاتش تو پنداری اثر دارد — کفش از موسی عمران دمش از عیسی مریم

چه گوید هفت کشور در خط فرمان او ماند — کنون کین هشت چتر آمد بدور دولتش مدغم

خدا راضی قضا خاضع فلک داعی ملک ممدد — جهان بنده زمان چاکر ظفر همره وفا همدم

صفا و صدق او احرام گاه فتح را محرم — ضمیر پاک او خلوت سرائے غیب را محرم

مروح از گل اخلاق او بینی دل پاکان — شرف در موسم نوروز یابد نیر اعظم

نگویا یاد آمد اینجا موسم نوروز و فصل گل — که نوروز سعادت باد در روز دولتش را هم

اگر ذکر بهار اندر ثنا نفتاد در مطلع — بهارستان غیبی و دعائے اوست در مختم

همیشه تا که باغ از باد و از نم میشود تازه — زفیض فضل یزدان باد و باغ ملک او را نم

(۱۰۱)

کشیده جامهای عیش چون فرش چمن نو نو
رسیده نامهائے فتح چون اوراق گل هردم

(۷)

بدار الملک کشور گیر اعظم — معز الحق الغخان معظم

گرامی گوهر الماس کوکب — شدش نصر من الله نقش خاتم

زبذلش خلق چون گل شستہ خندان — زعدلش ملک چون غنچہ فراہم
فلک تا تیز رومی باشد اندو — زمین تا تازہ رومی باشد از نم
فلک داعی او باد املک نیز — زمین در حکم او باد ازمان ہم
من وجملہ جہان در سایۂ او — وے اندر سایۂ سلطان عالم

(۱۰۲) خداش از عمر برخوردار دارد
من این دانم دعا واللہ اعلم (۱۳)

اے حاکم جہان وجہان داور حکیم — محدث ہمہ بدایع وتو مبدع قدیم
جز تو کہ داد مفرش لیل ونہار را — از آفتاب شمع زر از ماہ طشت سیم
نقشم نگیست با تو ازان دورم از دوئی — فارغ ز انس جنت واز وحشت جحیم
سیم محمد آئینۂ چشم عالم است — خود مردم دو چشم جہانند آن دو میم
ہر کاو رید خاتم اخلاص تو بدست — یا چون نگینہ بر سر گنجش بود مقیم
آخر نہ جاہ تاج لعمرک ہم از تو یافت — آن دُر کہ بود چند گہے در عرب یتیم
انصاف بود مہ بدو نیمہ نہاد نش — انصاف چیست از رہ معنی ہمین دو نیم
اے مالکے کہ ملک بقا از تو شد کبیر — وے خالقے کہ خلق رسول از تو شد عظیم
این نعت اندکست کز انعام داریم — طبعے چنین لطیف و ضمیرے چنین فہیم
انشاے این قصیدہ کہ دال سعادتست — در سال دال بود بر دور فزودہ سیم
از راہ فکر حاصل صد گنج بر سنیم — لیک از عرب عواقب یکبارگی عقیم
مارا ز دار ضرب قناعت عطیہ کن — نقدے چنان سرہ کہ بود دستگاہ سلیم

مرغان خوشنوا که در آری درون باغ
در تنگنائے بیم و امید اوفتادہ ایم
چوں راست گفتہ اند کہ کار تو شد کرم

ہم بخششے بکن بدروں ماندگاں تیم[1]
چوں کار بر امید تو افتاد پس چہ بیم
ایں ہم دروغ نیست کہ میخوانمت کریم

۱۰۴

گر از حسن نیاید فعلے چو نام او
حرفے ز رحمت تو بسنداست یا رحیم

۵

الٰہی رحم کن کالودہ ائیم
ہدایت راہ و روئے پدید آر
روا جے نیست اندر سکہ ما
بفیض فضل نقش ما فروشوے

بخون دل جگر پالودہ ائیم
کہ ما در کار خود گم بودہ ائیم
کہ ہشتے سر بسیم اندودہ ائیم
کہ از سر تا قدم آلودہ ائیم

۱۰۴

یکے بر روز کار ما بخشائے
کہ ما بر خویش نابخشودہ ائیم

۷

ایں نامہ را بنام خدا باز میکنیم
از جنبش قلم کہ کلید معانیست
آں بلبلم کہ شہر پر آوازہ منست
مست سماع قول مغنداہل این دیار
یارب تو بخش آں قدمم کاندریں سماع
شاہاں اگر بشاہئی خود میکنند ناز

سر نامہ سخن ز سر آغاز میکنیم
در ہائے ذکر رحمت حق باز میکنیم
کز اوج کنگرہ فلک آواز میکنیم
اینک ہماں طریق غزل ساز میکنیم
رقصے چو عاشقاں سرانداز میکنیم
من چوں حسن بہ بندگیت ناز میکنیم

[1] گوسفند مذبوح در گرسنگی

١٠٥	هر چند ایں حدیث خوش آیندہ قصہ ایست انصاف را گذاشتہ ایجب زمیکنیم	٧

روئے خوب تو والضحیٰ گفتم — زلف واللیل اذا سجیٰ گفتم

سرو خواندم قدت غلط خواندم — مشک گفتستم خطت خطا گفتم

خواستم گفت نعت تو بسیار — همہ گفتستم چو مصطفیٰ گفتم

اے سزاوار صد چنیں مدحت — عفو کن هر چہ ناسزا گفتم

آستان تو آسمانِ دعاست — ہم از اینجا منش دعا گفتم

خون چشمم شد از فراق رواں — حکم فرمائے ماجرا گفتم

١٠٦	حسن از پا در آمدست عظیم اے سرِ سروراں ترا گفتم	٠

کے بود یارب کہ دل را سوئے رحمت رہ کنم — جاں نثار روضۂ پاک رسول اللہ کنم

خاک راہ او بہر میلے بگیرم سرمہ وار — پس بہ میل ہر مژہ اندر دو دیدہ رہ کنم

ہر زماں بر عقل خوانم داستانِ حسنِ او — آں بداں ماند کہ مہ را جلوہ بر اکمہ کنم

ماہ اگر پیش رخت لاف کمالیت زند — کلک را راس و ذنب سازم سزائے آمہ کنم

گرچہ گہ گہ کج رود پایم چو فرزیں زیں بساط — عاقبت سر در سر ہمراہی آں شہ کنم

وہ کہ بے او زیستن نزدیکم از اسلام نیست — گر بہ پیش شہ کشندم کافرم گردہ کنم

نیست جز گیسوئے او پیش حسن حبل المتیں

۷۲	بس درازست این سخن بکین سخن کوته کنم	۱۰۷

دوش دردے کہ خاست از جگرم — گوی از دوش باز کرد سرم
آتش جان از آن جگر سوزست — کاب نگذاشت چرخ در جگرم
جگرم درد مے خورد شب و روز — بخت این بار پخت ما حضرم
جگر از تنگنائے پہلوئے خشک — نمک از شورہ زار چشم ترم
تا مرا برگ گندنائے ہست — ہشت بستان بترّہ نخرم
کوہ بر فرق مردمک صد بار — بہ سرم بار منّتے نبرم
این نمک وین جگر مقرر شد — راتب توشہ خانۂ سفرم
گفتی از آسمان طلب روزی — آسمان سفلہ روزی از کہ برم
در روزیم تنگ بستہ چہ سود — آسمان فراخ در نظرم
چیست حاصل کہ آسمان شب و روز — می نویسد برات خیر و شرم
در روزی چو آسمان دارد — بر در عمرو و زید چون گذرم
کاشکے نام ہم نبودی ثبت — در نسب نامہ ابو البشرم
چون حسن مرمرا امیر شدست — چہ گلہ از گرانی سفرم
شحنۂ حکم چند خواہد داشت — شہر بند حظیرۂ خطرم
دولتم را ستارہ مانع نیست — از قضا دید باید این قدرم
بشکنم بند گر خدا خواہد — چہ کنم بند بستۂ اگرم
صدفم خورد بشکن اے غواص — تا بہ بینی بزرگی گہرم

من که از حلم گشته‌ام پامال — بلکه با کوه دست در کمرم

گرچه گوشه‌نشین شدم ز شفق — چون مه نو بفضل مشتهرم

واجب آید زکات فضلم از آنک — صاحب گنج خانهٔ فکرم

مالک الملک این عطا کردست — از قناعت ممالک بکرم

بوریائی بس است و سر پیچی — تخت بر زیر و تاج بر زبرم

نیست در دم ز تیر سخت انداز — لیک سخت است منت سپرم

آتش خانه سوز بهتر از آنک — نور در روزن افگند قمرم

گر فرو خفت مرغ بی مایه — جبرئیلست موذن سحرم

روح علوی و دیو نفسی را — مایهٔ عسر و سایهٔ حضرم

گر نه این خرقه از خدا باشد — بخدا تا بدامنش بدرم

پدرم آنکه زاده‌ایم ازو — وانکه از من بزاید او پسرم

حکم حق اعتبار کلی یافت — حکمت خلق نیست معتبرم

حکمتی کان ز ره چنان برگشت — من چنان راه کمترک سپرم

تا بدانی که هم بدین یک نفی — من ازین ثابتات بیخبرم

می رسد زین دوازده هر سال — هم چو یوسف ز یازده ضررم

هفت سیاره بر سر این چاه — یوسفی در میان نمی‌نگرم

هفت سیاره هفت دوزخ دان — کافتد از شر هر یکی شررم

هندوی چرخ زهر داد مرا — همه هندوستان پر از شکرم

مشتری هم بطالعم مقرست — بهبوط سقر کند مقرم

ترک گردم سوار بره شکار
گه زند شاخ و گاه نیشترم

آفتاب ارچه خور همی خوانند
نیست یکروز خور ز خواب و خورم

خاک در کاسه ام زند ناهید
چه نوازد بقول کاسه سرم

آنکه سوئے عطاردش پیوست
از دو رنگیش سخت پر حذرم

ار جنوبی نساخت جانب من
نه شمالی شمایل نظرم

از حکیم این عطیه حاصل بود
بر بروج و کواکب صورم

گفتمی بر فلک غبار انگیخت
هم فلک توتیا دهد گرم

خاک بر توتیائے او که نبود
سنگ بصره بگوهر بصرم

روز دولت بلند شد همه را
من همه شب ستاره می شمرم

تا بدیدم ز عقل کل آثار
عقل جزوے نمیدهد اثرم

سستی روزگار بین که فگند
بچنین عقدهائے سخت درم

طیرانم بر اوج معرفت است
زین همه بشکنند بال و پرم

من همی فرق دارم از دو دوام
خواه عیسیم خوان و خواه خرم

با همه راستی سیرت خود
در لگدکوب چرخ گرد سرم

خوار چون خاکم از پس دیوار
چه توان کرد آب پیش درم

تا مقرب شوم بقربانی
همه تن گه کمان و گه سپرم

راست در حق من بگو که کجم
پنبه از گوش من ببر که کرم

گه گهی خاص میهمان بهشت
گاه تنها مجاور سقرم

از حضیض و بال و اوج شرف
فرد از انجم که آفتاب فرم

از وجودم همه رگے در پوست / سر بپائے بشکل پا و سرم

آفتابے که خاور سخن است / ورق چند بیذق ظفرم

من گرفتم جهاں بصف سخن / "زائے ارض تموت" باخبرم

بحر را مایه از چو من ابریست / بهتریں دُرّ و کهتریں سطرم

از سخن آبم از تواضع خاک / لاجرم مهربان و مهرورم

شکم از غصه پاره کرد صدف / چوں شنید آبداری دُررم

منع بیجد چه میکنی خواجه / که من از حد منع راست ترم

باز بعضے خساں و بدذهناں / زیں دربشکرند وزیں عذرم

طعن ایں در سخن کنند و مباد / ضرب شاں چیست یکشبه سپرم

چار مادر کنند و هفت پدر / من زنیک مادر زنیک پدرم

دست در شاخ من زنند و مباد / که به بیخ کسے رسد بترم

در دنیا سرائے بولهبیست / من بغیرت ازیں سرا بدرم

خانۂ بولهب چه جائے قرار / چوں در مصطفاست مستقرم

قرشی الاصل و هاشمی نسبم / کز هوایش بر آمد ایں شجرم

شجر نثر و شاخ نظم امروز / بے ثنایش نمی دهد اثرم

نعت او بر دهد رضائے خدا / حسبی الله همه بس است برم

۱۳	نظم چوں مرمرا محرم شد چه غمست از گرانی صفرم	۱۰۸

سعادتے که جهاں زاستان کرم / کرامت قدم محرمان بیت حرم

نثار بارگهِ پادشاه عالم باد — که ختم گشت برو پادشاهی عالم
خدایگان سلاطین علائے دولت و دین — شه ستاره سپه قطب آفتاب عالم
مدار ملت و پشت ہدی محمد شاه — که ہست ہمچو محمد پناه اہل امم
شہے فرشته وشے کز میامن نامش — طراز یافت نسب نامهٔ بنی آدم
ز عدل او خلفائے عرب شده حیران — چو از کمال جہانگیریش ملوک عجم
زمین معدلتش تازه راه ہا ایمن — جہاں بدولت او چوں جہانیاں خرم
ز فر دولت او کار ہفت کشور راست — ز بار منت او پشت ہفت گردوں خم
چو صبح گشته بدوے طالعش صادق — نگر چگونه جہاں را گرفت در یک دم
صفات قدر شہنشه بروں از اندازه ست — ہمے قدر بود اندازه زبان قلم
ہمیشه تا که برسم قدیم در ہر سال — مسافراں سوے کعبه رواں کنند قدم
چو کعبه باد در شاه قبلهٔ حاجات — ضمیر او حرم ستر غیب را محرم

۱۰۹

چنانکه حاجت جمله جہاں برآورد ست
برآورد ز کرم حاجت حسن راہم

۱۶

خجسته باد و مبارک وجود رایت اعظم — ز دار و گیر ممالک بدست ملک معظم
رسد بنه کره اکنوں عنان شہرت شادی — چو در رسید بدولت رکاب خسرو اعظم
پناه جملهٔ اسلام و پشت زمرهٔ ایماں — مدار ملت احمد مراد خلقت آدم
خدایگان سلاطین علائے دین محمد — کشیده دائره عدل گرد مرکز عالم
ز ابر رحمت او گشت روئے ہفت زمیں تر — ز بار منت او یافت پشت ہفت فلک خم

محمدیست که دارد بفیض فضل الٰهی
بدان امید که بوسه زند بنقش نگینش
ازان رسد بقدومش نثار غیب پیاپے
رساند مژده فتحش صبا بملک ریاحین
بروز و شب مه و مهر سر نداکنند ز بالا
حدیث ملک جم اینجا چه نسبت است که آید
ازان طواف کند فتح گرد بارگه او
زہے بکعبه شاہی صفات ذات تو رہبر
بدولت تو نداند حسن که غم چه بود
زمانه یار تو بادا بهر مقام که باشی

کفے چو موسی عمران دمے چو عیسی مریم
خمیده اند همیشه فلک چو حلقه خاتم
که میکنند ملایک دعائے صبح دمادم
ازین نشاط نیاید دهان غنچه فراهم
که اے جهان بتو قایم جهان تراست مسلم
فدائے جرعه جامش تمام مملکت جم
که یافت از دل روشن نشان کعبه زمزم
خہے طراز الٰهی ضمیر پاک تو محرم
مگر برائے تو افے کیشش یاد دہد غم
سپاهیانت بفرماندهی گرفته زمین هم

(۱۱۰)

چو بخشش تو هزار است هم خدائے ببخشد
هزار سال بقایت هزار سال بر و ضم

(۱۷)

اے چرخ یار من شو کامروز یار یابم
زحمت بسے نمودی از روئے برف و باران
روئے مبارک شه دیدن ثواب باشد
سلطان علائے دنیا شاه جهان محمد
از اوج بخت شاهی گرگس کند سوالم
از فضل دستگیرش بیدار گشت بختم

بکشاد در سعادت خوش خوان بفتح بابم
امروز تربیت کن روئے چو آفتابم
یارب تو تا قیامت روزی کن این ثوابم
صد روح داده هر دم از فتح این کتابم
هم فر دولت او تلقین کند جوابم
وز عدل پایدارش آباد شد خرابم

چوگاں چو در کف آرد تا گرد گوئے گردد — خواہم کہ گوئے گردم پیشش بسر شتابم

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا — ہرگز شبے زمانہ ننمود جز بخوابم

نقل مراد گشتہ از دولتش نصیبم — وز ہر مراد دادہ اقبال او نصابم

تا خیمہ نصب کردم در عرصہ گاہ جشنش — خورشید سائبان شد حبل المتین طنابم

اوج سپہر مجلس فوج فلک حریفم — طاس قمر پیالۂ کاس فلک ربابم

یک شکر نعمت حق بہتر ز صد تنعم — یک بوئے جرعۂ شہ بہتر ز صد شرابم

چوں ہر طرف کشیدم رخش سخن بجولاں — اکنوں سوئے دعا ہم لختے عناں بتابم

بادا عزیمت شہ در ہر خطہ مسلم — اول ہمیں نماید از ہر دعا ثوابم

بادا ہمیشہ رویم بر خاک آستانش — تا چوں حسن بریں در ہم نان بود ہم آبم

بادا ہزار سالش ایں جاہ با جلالش — انعام عام روزی ہر روز زیں جنابم

۶	دوش ایں دعا کہ کردم برشد بآسمانہا از عرش برگذشتہ میگشت مستجابم	۱۱۱

ساقی بیار مے کہ دمے خوش برآوریم — جانے دگر ز جام تو در تن درآوریم

عرض استدیم یکدمہ را در صلاحیت — اکنوں علم ز عالم عشرت برآوریم

زاں مے کہ او بدور قدح قبہا کند — و دراں چو قبۂ فلک اخضر برآوریم

شادیٔ ما ہمہ قدم شہریار ماست — ما ہم نثار مقدم او گوہر آوریم

۱۲	سلطاں علاء دین کہ چو ساغر کند طلب اے بس مئے مراد کہ در ساغر آوریم	۱۱۲

دولتی از حق تعالی یافتم — دست بوس خان والا یافتم

خسرو اعظم معز دین حق — کش ز حد مدح بالا یافتم

قدر او را با فلک کردم قیاس — پایهٔ قدرش معلا یافتم

ذات او را در صفا و در صفت — راست چون خورشید یکتا یافتم

بزم او فرخنده تر از هشت باغ — جرعهٔ دانش جام مینا یافتم

شد کف دربخش او دریای جود — من دُر دولت ز دریا یافتم

چشم بد دور از چنان دریا کزو — چشمهٔ خاطر مصفا یافتم

از خیالات مدیحش در ضمیر — هر چه می جستم مهیا یافتم

در بهارستانِ مدّاحی او — بلبل هر طبع گویا یافتم

در سواد خط معانی ثناش — در شبه لولوی لالا یافتم

در تمنا داشتم دیدار او — شکر حق را کان تمنا یافتم

۱۱۳

خواستم صد سال عمرش بر مراد
این مراد از حق تعالی یافتم

۱۴

چون چشم نیم مست تو اندر جفا تمام — دست تو شد بریختن خون ما تمام

میخواست صبر در دل تنگم گذر کند — غم نیست زانکه عشق تو بگرفت جا تمام

ای لاف پسته با لب شیرینت نادرست — دعوی سرو با قد زیبات ناتمام

آوازه از قد تو شده نخل را بلند — اسباب از رخ تو شده ماه را تمام

چندان ز رشک رفتن تو خون گریست کبک — کاندر میان خونش فرو رفت پا تمام

حسن ترا حسن چہ روایت کند کہ ہست
سلطاں علائے دولت و دین خاصۂ خدا
نام محمدست و بنام ایزد آمد است
خصم تو خواست خرقہ بپوشید و ہم نیافت
شاہا قصیدۂ کہ مرا در ثنائے تست
من ہم تمام میکنم این نامہ را جواب
در آخر مدیح ثنائے بشنو زمن
اسکندر زمانہ توئی دور دور تست

چوں دولت شہنشہ فرمانروا تمام
ہر چہ از خدائے خواستہ دادہ خدا تمام
بر خلق و خلق بر صفت مصطفےٰ تمام
اندر تمام خانہ یکے بوریا تمام
نیمے ردیف کردہ ولے در ثنا تمام
کز فضل او مراست ہمہ نیمہا تمام
کاندر مدیح طاقم واندر ثنا تمام
مانند خضر در کشش جام بقا تمام

۱۱۴ — ردیف (ن) — ۴۹

اے بوصف صنع تو پویاں شدہ چرخ بریں
پایۂ قدرت منزہ از سما و از سمک
قدرت تو از بساتین نقشبندے در جناں
اے فلک چوں حلقۂ خاتم مدور ساختہ
حکم تو چوں ریخت در دریا نم صلب سحاب
کیست جز تو تا کشد در جلوہ گاہ گل بروں
روح حکم کاملت را ہم متابع ہم مطیع
شوق تو در سینہ سر فتران روح و عقل

ایں کرہ جز داغ تسلیمت ندارد بر سرین
دفتر فضلت مبرا از شہور و از سنین
حکمت تو از مشیمہ پردہ پوشے بر جنین
نیست بر نہ خاتمش جز نام تو نقش نگین
شد شکمہائے صدف آبستن در ثمین
از پس ہر پردہ چندیں لعبتان نازنین
عقل و فضل وافرت را ہم رہی و ہم رہین
طوق تو در گردن گردن کشان شرع و دیں

اے خوش آں دیوانگاں کز یاد نامت ماندہ اند
خارج از ناز و نعیم و فارغ از ماء معین

لشکر نمرود صف صف لشکر تو پشۂ
اے تو سلطان ازل با تو کہ یارد کرد کیں

با چو تو قہار مائی دم زنی محض خطاست
خاصہ از چوں ما ضعیفے چند از ماء مہیں

اے بفرق ہر سر از تاج تو دولتہا عیاں
وے بکنج ہر دل از تو گنج دانشہا دفیں

روز پرسش ہم بروں آور مرا از خوف و حزن
کز عقوبت خائفم وز عاقبت گشتم حزیں

بر درت آلودہ چوں آیم کہ نتواں آمدن
در بہشت پاک با داماں تر از پارگیں

با کہ آویزم مبادا گر نہ بخشی تو اماں
وہ کجا باشم مبادا گر نباشی تو معیں

غرق بحر غفلتم درماندۂ در دگناہ
از کرم درمان من فرما چو درماندم چنیں

جز شفیع آوردنی در من نہ بینی ہیچ کا
ایں چہ آوردم برحمت یکنظر در وے ببیں

اول آرم آخریں انبیا را عذر خواہ
نور خلقت را نخستیں و دعوت را پسیں

آنکہ می آویختے در ذیل او روح القدس
وانکہ می بگریختے از ظل او دیو لعیں

واں سر افشاندہ بہنگام سجود از آسماں
واں زر کوتہ افشاں بہنگام رکوع از آستیں

واں چو سبزہ سر بخاک از شربت زہر آزمائے
واں چو لالہ رخ بخوں از خنجر خوباں سمیں

واں بلالے کو چو بو ریخت اشک از دیدہ صاف
واں ہلالے کو شفق ساں داشت دل در خوں ہمیں

واں یمانی کو کبے با کوکب فقرش قرآں
مطلع زہدش ز اقراں در زہادت بہتریں

بو حنیفہ ہم شفاعت خواہ می آرم دگر
شافعی کو بود مرد دیں حنیفہ را امیں

پس شفیع آرم ربیع بن خشیم و ہم رابعہ
خلوت خدام ایشاں باغ خلد و حور عیں

آبروے خواجہ ثابت آنکہ ثابت داشت دل
حرمت داؤد طائی آنکہ طیب داشت دیں

آں حسن کو بود بصری دیدۂ دیں را بصر
واں حسن کو بود نوری نور طاعت را جبیں

آں حسینی کو بتعریف عجم بستے کمر
واں جنودی کز جنید صدق بکشادی کمین

پیر بسطام آنکہ بحر عشق بسطامیش بود
پور ادہم کادہم اخلاص بودش زیر زین

مالک دینار از صدیق بل گنج صفا
شبلی آں شیر صف عشاق بل شیر عرین

بوسلیمان آں شدہ آثار تسلیمش سمر
بوسعید آں بعدہ آیات سعادتش رزین

آں سعید رازی از راز دلش ناگشتہ تنگ
واں شقیق بلخی از تلخی زخش نگرفتہ چیں

سہل عبداللہ صیتش رفتہ در سہل و جبل
صالح مری صلاحش حاقی اہل یقیں

خیر نساج آنکہ با غیرے نشد در بافتہ
پور حلاج آنکہ خود را پنبہ کرد از

احمد خضرویہ آں آفاق را خضر دگر
احمد غزالی آں اسلام را حبل المتین

ذکر ذوالنون و حدیث صفوت سفیان ہم
باز عرفان دل معروف شمس العارفین

رافت رزاق و سر و سرور خواجہ اجل
خلوت خواص و قرب حاتم خلوت نشین

شیخ عبداللہ انصاری زیاران بزرگ
خواجہ عبداللہ مرد آں پیر مردان گزین

در دبستان سہر یعنی سہروردی کہ داشت
ہم جلالے در تصوف ہم نہانی نصرین

آں یگانہ در صف تجرید مولانا فرید
عین علمش آفریدہ فر عالم آفریں

پیر ابدال صفا یافتہ قاضی حمید
میر اوتاد مبارک روے سید نور دیں

حق دیں پنجہ کہ بخش از پنجہ نفسم خلاص
بوکہ یکبار از سر این سگ برآرم پوستیں

می طپد چوں ماہی اندر شست از سودائے چاہ
شست او آں سین بعد داشد بلے با شست ہیں

سین بعد دالیش بشین شکر خود گرداں بدل
حرمت سینی کہ بود ست آں نزدیک تو شین

اربعینے ساخت ہر کس او ہم ایں خمسین نوشت
چوں عدد تفصیل دہ خمسینش را اربعین

گر ز کلک لغزش حرفے بہ تحریر آمدست
ہم تو از غیث سماحت شوئے آں عیب ثمیں

اے ہمہ شاہان عصر از خوان فضلت زلہ خواہ
در قبائے اعتقادم نیست چینے از صفا

وائے ہمہ مستان عشق از جام جودت جرعہ چش
از تو ام تشریف آں یک چین از صد ملک چین

(۱۱۵)

دانمت یا حی یا قیوم تا جان در تن ست
ور تو رحم آری بگویم وقت جان دادن ہمیں

(۵)

زہے مبارک ساعت زہے خجستہ زماں
ظفر جنیبہ کش و فتح غاشیہ بر دوش
ابو المظفر سلطاں علاء دنیا و دیں
کشادہ قلعہ کفار کردہ قطع عدو

کہ می در آید در شہر شہریار جہاں
زمانہ خدمتے آرد فلک نثار افشاں
کہ باد تا باد بر ہمہ جہاں سلطاں
بہ تیغ ہندی گرفتہ ملک ہندستاں

(۱۱۶)

خداش در سفر و در حضر نگہبان باد
کہ عدل اوست نگہبان عرصہ گیہاں

(۱۴)

طلوع کوکب فتحست ز افسر سلطاں
تبارک اللہ دین ہدی چہ نور گرفت
سر سلاطین سلطان علاء دنیا و دیں
ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ
مقررست کہ در ملک مشرق و مغرب
بدفع تعبیہ گردنان ملک امروز
عدو ز خشم ہماں چشم بد نگاہ کند

سعادت ہمہ آفاق ز اختر سلطاں
ز روے انور و روے منور سلطاں
مدار کعبہ ملک و ملک در سلطاں
ظفر بیاقی فوج مظفر سلطاں
شہے نبود و نہ باشد برابر سلطاں
نگر چہ حجت قاطعیست خنجر سلطاں
ز دور چوں نگرد گرد لشکر سلطاں

همه ز زرگری آفتاب حیرانند — چو آفتاب زپاشیدن زر سلطان

سرشک باری ابر از کف شهنشه هست — چو شور کردن دریا ز گوهر سلطان

هزار شکر که می پروریم جان در ناز — بزیر رایت اسلام پرور سلطان

زبعد بندگی حق همین تفاخر بس — که امتثال رسولیم و چاکر سلطان

همیشه فضل الهی رفیق سلطان باد — حسن ز فکرت غیبی ثناگر سلطان

١١٧

رضای سلطان سایه فگند بر سر خلق
همای چتر جهانگیر بر سر سلطان

٤٠

موسم عید می نهد خوانچه عید در میان — غره ماه می دهد مژده عمر جاودان

عید چو نقش بندگی بسته نطاق بندگی — خوان و سرای شاه را حمد سرا و مدح خوان

منبر عید شد فلک خطبه نام شاه را — خنجر مهر تیغ زد طره صبح طیلسان

فر خطاب خسروی دش بتافت بر افق — از اثر علو او عین هلال شد عیان

شاه جهان علاء دین خاص خدا علی الیقین — حافظ نقد ملک دین واهب گنج بحر و کان

پشت مهی محمدان کوست زروی معدلت — همچو محمد امین کافه ملک را امان

تیغ جهان کشاش را صیت برون شش جهت — چتر جهان نماش را سایه ورای لامکان

چتر سیاه او چو شب رونق عید عید از او — یمن سواد او بس است از شب قدر شد نهان

خنجر تیر طبع او حرف بحرف داشته — سوره ملک در ضمیر آیت فتح بر زبان

شه چو کمان ملک را کرد بعدل چاشنی — چرخ که بد بریده زه گوشه گرفت چون کمان

جهد و جهاد کو نمود از پی سد رخنها — صد یک از آن صفت کنم گر بتوان نمی‌توان

انچه که کرد میکند بهر بقائے دین حق | هم بخدا اگر کند جز کرم خدایگان

حصن توئی که برکشید از پے حضرت انئے عجب | عاشق شکل اوست دل عاجز شرح او بیان

خلد ز منظرش خجل چرخ ز لنگرش زبون | از سر رفعت اینچنین از در صولت آنچنان

وہم بشر کجا رسد در حد ارتفاع او | ہست فرو خندقش هفت حصار آسمان

ذات جہان کشائے شه باد مسلم از فتن | زانکه بدور دولتش دار سلام شد جهان

شاه جهان که مثل او چشم جهان ندید هم | شاه جهان چنین سزد داده وجهان نشان

ہمچو سکندر آمده طالع شاهیش قوی | آئینه مقاصدش طلعت شاهزادگان

داعی شاهزاده ام خود بعنایت ازل | در نظر مبارکش خضر لقاست خضر خان

عهد شهان دیگرش باد ز قرنها فزون | در همه وصف بهترین در همه صاحب قران

اے فلک آنچه دیدهٔ از خلفائے ماضیه | بر در شاه ما گذر وصف گذشتها بهان

مجلس عیدگاه بین رونق بارگاه بین | فرش ز اطلس فلک پرده ز سندس جنان

خاتم جم در آستین باغ خلیل در نظر | شربت خضر در قدح خوان مسیح درمیان

صفهٔ بار چون فلک صف ملوک چون ملک | شاه دو چترش از دو سو ماه میان فرقدان

چتر سفید بر سرش باز چه زیب میدهد | راست چو صبح روئے شه آمده آفتاب آن

بر شه مصطفی سیر چتر سفید گوئیا | ز ابر سفید مصطفی ساخته اند سائبان

اے بزمان دولتت گرگ مربی رمه | وے بزمان رحمتت ماه رفوگر کتان

دست تو ابر مجلس است اینت عطای ایزدی | تیغ تو برق معرکه اینت بلائے ناگهان

شاه مبارک اخترے اختر اوج سلطنت | بحر بلند گوهرے گوهر کان کن فکان

عید ز عدل تست خوش نیز خوشی که میشود | عقل بخشت او گرو سر بجهان او گران

مے چہ بود چو مست شد خلق ز جام جود تو | دشمن تو خراب باد از مے محنت زماں

یاد تو بر لب آنکہ بادہ کشم خطا بود | خون عنب چرا خورم آب حیات در دہاں

جز بشارتت مباد از ہمہ آب کے خورم | کاب ہم از تو یافتم و ز در دولت تو ناں

گوہر شادیت کرم از پے آنکہ میرسد | از کرم تو بہ زمرۂ انس و ورائے انس و جاں

فکرت تو چو جام جم آئینہ جہاں نمائے | خلق تو چوں مے بہشت آب فزائے جوے جاں

اے شدہ بار جائے تو غیرت ہفت منظرہ | وے شدہ بزمگاہ تو حیرت ہفت بوستاں

خاست بعہد تو حسن از دو جہاں یگانہ | ہم بہ بدیہہ تر سخن حسن بمدح درفشاں

تا بہوائے مجلست از پے نقل روزہا | عید درآید و شود جشن زمانہ را زماں

جشن تو باد نو بنو عید فتوح دمبدم | شادی دل نفس نفس نصرت حق زماں زماں

(۱۱۸) تخت چو بخت دیرپا تاج چو عرش چتر سا | عیش چو عیش بے عدد عمر چو ملک بیکراں (۲۱)

مہد صبا بساحت گلزار شد رواں | عالم چو بخت خسرو عالم نگر جواں

بلبل بیاد غنچۂ نوخیز خوش نواست | سوسن بشکر فتح شہنشاہ تر زباں

اوراق غنچہ بیں کہ چساں نو بنو رسید | چوں عرضہ داشت فتح سپاہ خدائگاں

سلطاں علاء دنیی و دیں شاہ بحر کف | عالم فروز گوہرے از کان کن فکاں

سد ہدی محمد اسکندر دوم | عمرش چو عمر خواجہ خضر باد جاوداں

آثار فضل او شرف اول البشر | امداد عدل او مدد آخر الزماں

تیغ جہاں کشائے و کف گنج بخش اوست | چشمہ کہ در میانۂ دریا بود رواں

خصمش بجان رسید ز داغ غم فلک نهاد — از گرز شه بگردن او منتی گران

گفتم بعقل خویش رو آستان شاه — اول ببوس پس صفتی کن اگر توان

عقلم ز نردبان نهم چرخ بازگشت — گفتم چرا تو گفت بلند است آسمان

چرخ آخور مراکب خاص شهنشه است — ورنه دران محل چه کند راه کهکشان

نوروز می کنند جهانی ولیک کرد — نوروز فتح لشکر شاهنشه جهان

از تیغ بندگان شه و خوان اهل کفر — صحرای جنگ سوسن تر بود ارغوان

کفار کشته گشت که روز شمار هم — فهم فرشته باز نیارد شمار آن

آنکس که ز استخوان بزرگ آورید فخر — یارب چگونه خورد شکستند استخوان

این از کمال دولت سلطان عالم است — وزرای کامگار وی و بخت کامران

تا آسمان نشانه تقدیر ایزدی است — گیتی ز نقش بندی او یافته نشان

گیتیش بنده باد همه عمر بنده وار — سر بر زمین طاعتش آورده آسمان

تابنده همنشین وی و بخت هم نفس — اقبال همرکاب وی و بخت همعنان

تا روز هست نصرت غیبی ندیم او — چون شب رسید دولت بیدار پاسبان

(۱۱۹)

دم درکش ای حسن که نگهبان او بس است
ستار عیب پوش و جهاندار غیب دان

(۲۰)

زهی اسلام را حجت خهی آفاق را سلطان — جهان را آفتاب دین زمین را سایه یزدان

امور ملک را ضابط رموز غیب را واقف — عباد الله را راعی بلاد الله را سلطان

علاء الدین والدنیا محمد شاه دریاکف — کشاده کشور روم و گرفته ملک هندستان

بنام ایزد زهی چتر شه دین دار کز عظمت / پر جبریل را ماند سوادش چون خط فرمان

برخ نور سواد چتر و چتر شه دید دولت / تن پشت پناه ملک و ملکش داده سبحان

به برهان اطیعوا الله همه عالم مطیع او / بفرمان رسول الله همه گیتیش در فرمان

پناه شش جهات گیتی و مقصود نه گردون / خراج استان هفت اقلیم و نوبت بخش چار ارکان

مدار وار دنیا و مراد خلقت عالم / امین ملت احمد امان زمرهٔ ایمان

کمند قدرتش افگنده در حرم قمر عقده / سمند دولتش آورده در صحن فلک جولان

ملک با عزم او محرم فلک با حزم او همدم / وفا در طبع او ساکن ظفر در قلب او پنهان

کفش همچو کف موسی و حاسد گشت مشت گل / حیاتش چون حیات نوح و دشمن غرق در طوفان

جهان از عدل او بنعم چمن از خلق او خرم / مه از خاک درش روشن خور از فر رخش رخشان

حشم از جاهش افزوده خدم از جودش آسوده / ستم در عهد او آواره جهان از عدلش آبادان

جهان را فرش بزمش گیر با آن نزهت وافر / فلک را گشت سیرش تنگ با آن وسعت میدان

بساط جشن او را خلد از هر سو گل افگنده / نثار فتح او را ابر در از هر طرف باران

ز بس داوند صد جا کر چو افریدونش صد مولا / چو خاقانیش صد مادح هزارش بنده چون خاقان

ثنای بی بدل گفتم دعای بی ریا بشنو / بقایش باد بی حد و کمالش باد بی نقصان

همه اندیشه‌ها صائب همه تدبیرها فرخ / همه امیدها حاصل همه دشوارها آسان

سه جان در نفس سلطانی چو تخت و تاج و چتر شه / دو چشم اندر سر دولت خضر خان و مبارک خان

١٤٠	علی کردار دین گستر جهان در خدمتش قنبر محمد وار دین پرور حسن در خدمتش حسان	٦

ای درست [illegible] روح الامین | [illegible]

ذات پاکت آیتے از رحمتست　　من چہ گویم رحمتہ اللعالمیں
نام تو تعویذ اصحاب مرض　　یاد تو شادی لہائے غمیں
زمرۂ دیں را بجاہ تو یسار　　حضرت حق را بجان تو یمیں
دستگیر اول و آخر توئی　　اول و آخر ہمیں گویم ہمیں

(۱۲۱)
یک نظر گر در حسن داری شود
ایں ہمہ خرمہرہ اش دُرِّ ثمیں
(۷)

تو ہے محراب شرع و قبلۂ دیں　　نبوت را ز تو امکان و تمکیں
تو بر تخت نبوت شاہ بودی　　دریں عرصہ نہ شہ بودے نہ فرزیں
ترا آنروز شد بنیاد ایں کار　　کہ آدم بود بین الماء والطیں
ز درویشاں کہ سلطانان فقرند　　توئی امروز سلطان السلاطیں
خدایت لشکرے دادہ ز قرآں　　پس آنکہ قلب آں لشکر چہ یاسیں
الا اے مردم چشم دو عالم　　یکے در حال ما بیچارہ ہیں

(۱۲۲)
دعاہائے حسن در دین و دنیا
بآمین تو مقروں باد آمیں
(۹)

دل اسلام شد خرم دل اسلامیاں خنداں　　فتوحات فلک صد نوع و فتح شاہ صد چنداں
حصارے فتح شد اکنوں دہر دندانہ از وے　　بشارت میدہد فتحے دگر از ہر بن دنداں
نگر تا ظفر آورد بر قومے کہ بود آنجا　　بجائے گل ہمہ سنگ و بجائے دل ہمہ سنداں

بلے این معجزات فتح شاهنشاه دین پرور — نه در وهم خرد گنجد نه در فهم خردمندان

شه عالم علاء الدین محمد شاه دریا کف — که از باد سنان او چو گل شد عالمے خندان

فلک را گنبدے پندارد ار گرمابه خاصش — مه نو طاق و حوضش آئینه خورشید روشندان

جهان گر خورد سوگندے سر شاهان گیے اکنون — بود خاک کف پایت سر آن جمله سوگندان

درے کز سلک کلک امروز در ترتیب نظم آورد — حسن جائے نثار اندر رکاب خسرو افگندان

(۱۲۳)

جهان تا هست او باشد خداوند همه عالم
معین جاه و ملک او خداوند خداوندان

(۱۲)

روا بود که کنند اهل آسمان و زمین — دعائے دولت سلطان علاء دنیا و دین

سر همه خلفائے امم محمد شاه — گدایگان فلک چتر آفتاب نگیں

ز فرق تا بقدم تاج و تخت و دولت دید — جهان ندیده چو او تاج بخش تخت نشیں

همه به بندگی شاه راست رو شده اند — نماند کج روی امروز جز که در فرزیں

خدا سکندر ثانیش خواند هم ز اول — پس این خطاب نمایند تا بروز پسیں

چو او سکندر ثانیست سیں تحسیں حرف — بلے چگونه شود دور سیں ز صحبت شیں

مرا که طوطی باغ لطافت است لقب — شده زیاده شکر دوست شکرچیں

هزار فال حسن بر من اینچنان نبود — که بشنوم ز مشرق و غرب یک تحسیں

نفس که میزنم از فر دولت شاه است — و گرنه حد من مختصر بود چندیں

چو دین و دنیا در حفظ و در معونت اوست — خدائے عز و جل خواهش حفیظ و معیں

همیشه قاعده دین برد قوی بادا — بنور روح محمد بحق روح امیں

۹	زہفت چرخ ثنا و زستارگاں احسنت ز چار پیر دعا و ز فرشتہا آمیں	۱۲۴

اے خدایت برگزیدہ از سلاطین جہاں
جاوداں در ملک فرماں دہ کہ بہر دین حق
ہر نفس فرعون گرگی می نمود تا چہ باک
یا ہمی آید مرا از بیت استاد قدیم
آسماں با صد ہزاراں دیدہ آخر کور نیست
زہے مبارک ساعت زہے خجستہ مکاں
ابو المظفر سلطاں علائے دولت و دیں
کشاد قلعۂ آفاق و کرد قطع عدد

و لہ

تا جہاں باشد تو بر تخت جہانبانی بماں
مالک الملک بخشیدست ملک جاوداں
چوں موسیٰ خواست بر دیں دین و دولت را اماں
شاہ ہم بہ پسندش زیرا پسندیدہ است آں
تا ترا بیند بدست دیگرے ندہد عناں
کہ می در آید در شہر شہریار جہاں
کہ باد تا بابد بر ہمہ جہاں سلطاں
بہ تیغ ہندی بگرفت ملک ہندوستاں

۷	خدا اش در سفر و در حضر نگہباں باد کہ عدل اوست نگہبان عرصۂ گیہاں	۱۲۵

امروز وقت صبحدم آمد مہ من سوئے من
دوراز تو حالے داشتم تیرہ تر از گیسوئے تو
آہوئے صبح آراستہ مغرب ز مہ پیراستہ
با من اسد در آسماں گر پنجہ اندازد چہ غم
سلطاں علاء الدیں کہ باد از حق نظرہا سوئے او

زیبائی مہ از چہ بود از ماہ زیبا روئے من
حالا چو شمعے در رسید آں ماہ شب گیسوئے من
صبح ایں طرف ماہ آں طرف خورشید ہمزانوئے من
اکنوں کہ ہست از نام شہ تعویذ بر بازوئے من
الحق ز چشم رحمت دارد نظرہا سوئے من

چونکه من بندہ شدم درگاہ شاہنشاہ را | گیتی غلامم میشود ترک فلک ہندوئے من

(۱۲۶) از شب گذشته چار پاس از مه گذشته چار مه
مه در گذشتن یار شب شب با ہم پہلوئے من (۴)

شاہ عالم باد دایم این دعا بر کار کن
نظم پروین یار کن انگاه از بهر نثار
شه علاء الدین والدین که درنزد دیست

فاتحه برخوان و پس اخلاص با آن یار کن
نثر این شاه فلک قدر ملک مقدار کن
فتح موسی کار فرما فیض عیسی کار کن

(۱۲۷) اے حسن گر ہست چیزے از برائے تہنیت
نیم جانے ہست باصدق تمام ایثار کن (۷)

اے دولت تو مدار دوران
زر بخش معز دولت و دین
سہم سپر تو در عراقین
از روی تو چشم ملک را نور
تا خشک و تری ببر و بحر ست
با دوست بصد سرور بنشین

عدل تو پناہ اہل ایمان
جان عرب و عجم الغنان
صیت کرم تو در خراسان
وز رائے تو جسم عدل را جان
بادات ببر و بحر فرمان
وز دشمن خود غرور بنشان

(۱۲۸) جامے بکف نشاط می گیر
رخشی بعنف مراد میران (۲۴)

امروز چه خوش پرده کشیدند بر ایوان | ایوان که نهد پائے شرف بر سر کیوان

تا کنگرهٔ عرشش شد افراشته منظر — از جملهٔ فردوس شد آراسته ایوان

بر صحن و طبق میوه و مجلس فرح انگیز — از بام فلک اختر دولت گهر افشان

پیلان عماری کشش از این راه در آیند — تا شاه و نظاره کند آن کوه خرامان

هر هفت ستاره گهر افشاند بانواع — هر هفت فلک نیز تتق بسته بهر سان

بر بسته به پیلان جرسے از زر و یاقوت — بر گرد عماری کمرے از دُر و مرجان

بر صحن چو زهره است ازین تعبیهٔ رقاص — اقبال چو بخت است باین مائدهٔ مهمان

هم مجلس فرخنده یکے تازه بهارست — هم بادهٔ گلرنگ یکے تازه گلستان

باده چه توان گفت یکے شربت کوثر — مجلس چه توان گفت یکے روضهٔ رضوان

رضوان نگرید آمده در صورت خانان — از جوے بهشت آب نه ده بر در میدان

میدان شهنشه نه زمین ساحت گردون — خورشید شده گوے و مه نو شده چوگان

بر آتش خورشید سپند آمده کوکب — گردون شده چون کنگرهٔ گنبد دوران

مریخ بران شد که فرود آورد او را — پا کوفتن ترکی در مجلس این سلطان

زر بخش علاء الدین سلطان جهانگیر — سلطان جهانگیر و شهنشاه جهانبان

اے پشت و پناه امم و بازوے خلقت — اے دیدهٔ اسلام و پسندیدهٔ سبحان

خواهم همه سال همه اقلیم مطیعت — خواهم همه عمرت همه آفاق بفرمان

چشمت سوے شهزاده و دست سوے باده — هم خضر تو ارزانی و هم چشمهٔ حیوان

آن شاه مبارک که از و چشم بدان دور — خاک قدمش روشنی دیدهٔ دوران

یک شاه دگر نیز مبارک قدم آمد — هم بر تو و هم بر خود و هم بر همه ارکان

شاها تو نگه داشتهٔ قاعدهٔ دیں — دیں را تو نگهبان و نگهبان تو یزدان

اے کشتی عدل از قدمت مانده بیک حال ... چون نوح حیاتت طلبم بلکه دو چندان
با دات خدایا بهر کار که باشی ... دشوارترین کار باقبال تو آسان
هر روز شده کار باقبال تو روشن ... هر لحظه زده اشهب میدان تو جولان
دولت بدعا و به ثنایت شده حاضر ... من بنده حسن بر تو دعاگوی و ثنا خوان

(۱۲۹) ردیف (و) (۱۰)

فرخنده باد بر شه آفاق سال نو ... اسلام را ز رویش هر روز فال نو
سلطان علاء دولت و دین آنکه چون بها ... داد از کمال عدل جهان را جمال نو
روی عروس دین محمد جمال یافت ... از چتر شه فداش برافزود حال نو
بازیست تیر شه که هم از دست شه پرد ... بگشاده در هوای ظفر پر و بال نو
نیز از دبیر شاه خجل ماند چون بدید ... هر روز ضبط عرصه نور اشتغال نو
نقش نجوم راز پی فتح زاو نش ... اعداد و فق دان دم نو سفال نو
از ثور برکشد اسد ار حاجت او فتد ... بهر رکاب دولت اورا دوال نو
طبع حسن شد آینه چون هر نفس درو ... رو میدهد ز بکر معانی خیال نو
تا می شود پدید ز تقویم کن فکان ... حرفی بروزنامه ایام سال نو

(۱۳۰) شه سرو بوستان بقا باد آمده ... هر بار باغ دولت اوراتهال نو (۷)

گل خواهم از جهان سے چون گلاب تو ... در دُر ناب ریخته یاقوت ناب تو

روزے بہ بینیم این شب اندوہ خویش را
جائے دو کبک بر سر آتش بداشتہ
امشب بدیدہ دو ملم ارمیهماں شوی
گفتے حسن خوش ست کہ گویا ش کردہ اند
گفتی جواب خوش وہمت بے تو خود بیا

صبحے دمیدہ دمے چوں آفتاب تو
خرگہ تہی و یک بطلکے بر شراب تو
تا وقت صبح ما و شراب و کباب تو
در مدح و در غزل شہ مالک رقاب تو
دانی چہ فرق ہاست میان جواب تو

۱۳۱ — خواہم کہ در خرابۂ من سر درون کنی
من با شم و دلے کہ تو کردی خراب تو — ۷

اے سر ہر نامہ نقش نام تو
ما بسر در کنج محنت ماندہ ایم
عاجزے چندیم ولافے از فضول
آنکہ کرمنا بنی آدم شنود
اے خوش آں گوشہ نشیں کار است
ہست مالا مال جام رحمت

نام ما در دفتر انعام تو
اے کلید گنج دولت نام تو
دست در فتراک فضل عام تو
ملک عالم زادۂ اکرام تو
گوش او را حلقۂ پیغام تو
بندہ را یک جرعہ بخش از جام تو

۱۳۲ — سر نهد بر نقش نام تو حسن
اے سر ہر نامہ نقش نام تو — ۷

اے بسرا پردۂ جان راہ تو
روح قدس مژدہ دہ مقدمت

بام فلک پایۂ از جاہ تو
روح امیں پایۂ کش راہ تو

معنی واللیل شب گیسویت	واضح طاہا رخ چوں ماہ تو
زآمدہ ورفتہ رسانیدہ حق	آگہیٔ در دل آگاہ تو
پر سپہر آمدہ چوں کودکاں	در پئے دولت برناد تو
ذرہ از نور نگرد جدا	ہر کہ چو ذرہ است ہوا خواہ تو

(۱۲۳)

اے سگ درگاہ تو مسکیں حسن
سگ نہ کہ خاک سگ درگاہ تو

(۸)

شاہ رسید و میرسد کوکبہ شکار او	ماہ رکاب دولتش چرخ رکابدار او
رایت فتح رہبرش فوج فتوح کشورش	اختر سعد یاورش فضل خدائے یار او
خاتم ملک در بناں مہر دوام نقش او	ابلق چرخ زیر راں گنج ظفر نثار او
شاہ جہاں علائے دیں ملک ستان روم و چیں	بر ہمہ غالب آمد دولت کامگار او
شرع نبی و دین حق نشو و نما زکرّ و فر	یافت بعہد مصطفےٰ باز بروزگار او
از اثر سعادتش عمر ز حد زیادتش	عدل چو دعادتش بذل چو فضل کار او
باز چو در سفر رود نصرت غیب ہمرہش	باز چو در حضر بود حفظ خدائے یار او

(۱۲۴)

بندہ حسن بصد زباں داعی دولت تو شد
خسرو اختراں بود مادح روزگار او

(۵)

فرخندہ باد بر شہ آفاق ماہ نو	چوں ماہ نو ز فضل خدا یش جاہ نو
سلطاں علائے دنیا و دیں آفتاب ملک	عکس ہلال رایت اعلاش ماہ نو

تاج شہی تبارک او باد تابند
ہردم دریں سرادق اقبال نصب باد
ہر روز در رکاب سعادت رسیدہ باد

گل بر سر یر شاہ ز غنچہ کلاہ نو
از کارگاہ فتح و ظفر بارگاہ نو
از فوج فتح و لشکر نصرت سپاہ نو

۱۳۵ ردیف (ہ) ۷

کمال معرفت آرزوست مآل بدہ
عروس ہستی آساں جمال نمی نماید
منال دنیا چند یاد خواہی کرد
چو دیو با تو سگالد کہ جمع کن زر و سیم
جواب سخت مدہ سائلان مسکین را
نہ ہے خجالت وقت ابروے درویشے

شرف ہمی طلبی مایہ و بال بدہ
ہر آنچہ ہست فدائے چنان جمال بدہ
بریں منال ازیں بیشتر منال بدہ
بنام نیکو کوری بد سگال بدہ
حصول ہر دو جہاں ہم بیک سوال بدہ
یکے بگوید خواجہ زکوٰۃ مال بدہ

۱۳۶

نگار زر طلبد از تو اے حسن زر کو
سرے کہ داری در پائے او بمال بدہ[1]

۱۳

کے باشد آنکہ بوسہ زنم آستان شاہ
پیوند جان من نظر رحمت شہ است
سلطاں علاء دنیی و دیں شاہ بحر و بر
شاہ جہاں محمد شرع محمدیست

سجدہ برم بمجلس راحت رسان شاہ
اے ہر کجا کہ جانے پیوند جان شاہ
از شرق تا بہ غرب ہمہ ملک از آن شاہ
اندر پناہ مملکت جاودان شاہ

[1] بظاہر کسی قصیدہ کی تشبیب معلوم ہوتی ہے۔ مولف

بے ہیچ شبہ شہ بود اندر پناہ حق / زیرا کہ ہست دین حق اندر امان شاہ

ملک دوام را کرے ساخت است تخت / وان چیست نامدت مگر در میان شاہ

گرچہ کمان ماہ کشد چرخ بس بلند / ہم سر فگندہ گردد پیش کمان شاہ

از جام شاہ چشمہ ہر ہشت خلد را / یک جرعہ دان ز ہفت فلک جرعہ دان شاہ

دریا اگر بجیب عدم سر فرو برد / مائیم و دامن کف گوہر فشان شاہ

پر در شود چو کام صدف گوش من تمام / گر نیم آفرین شنوم از زبان شاہ

ہر روز از فلک ہمہ آفاق راست خور / قرصے کہ ہست رابطہ او ز خوان شاہ

در بزم شاہ خوان دعا ایں کہ چوں کشید / بندہ حسن کہ ہست یکے مدح خوان شاہ

۱۳۷

چوں خلق شاہ خلق خدا راست پاسبان / بادا خدائے عز و جل پاسبان شاہ

۹

دولت من ایں کہ بوسم پائے شاہ / عرضہ دارم حال خود برائے شاہ

دیدہ امید خود روشن کنم / از چہ از روئے جہان آرائے شاہ

شہ علاء الدین والدنیا کہ ہست / کآسمان سر می نہد بر پائے شاہ

آفتاب بے تافت بر گردون دگر / از شعاع تاج گردون سائے شاہ

تاج دولت بر سر شہ چست بیں / چوں قبائے ملک بر بالائے شاہ

قلعہا بکشاد و کشورہا گرفت / رائے فتح انگیز و نصرت زائے شاہ

بر درش نظم حسن بالا گرفت / راست چوں صیت فلک پیمائے شاہ

تا کہ تخت چرخ را شہ ہست مہر / باد بر تخت ممالک جائے شاہ

۱۳۸ — شاه قائم بر بساط مملکت / مات گشته همچو پیل اعدای شاه — ۸۶

عید است و بساط طرب یک یک مهیا داشته ‌ ‌ ‌ می از طراوت کرده گل مجلس مطرا داشته

ساقی در آن کشتی زر دریای می دارد بخور ‌ ‌ ‌ کشتی ماه نو نگر بر روی دریا داشته

در روی خور دیدی که چون شد همچو داغی زرد گون ‌ ‌ ‌ روی فلک را این کنون ابروی عذرا داشته

خورشید در کشت زمان چون خربزه بد بیگمان ‌ ‌ ‌ زان خربزه بین آسمان یک شاخ پیدا داشته

از سختی روزه مگر تا داشت از گرمی اثر ‌ ‌ ‌ چندانکه می لرزید خور با لرزه صفرا داشته

یکسو شد اینک ناگهان مهر از افق مهر از دهان ‌ ‌ ‌ می عقد بسته با جهان رو از تبرا داشته

عید آمد و زد بر زمین قندیل طاق چارمین ‌ ‌ ‌ بر جای آن قندیل بین جام آشکارا داشته

برداشت ماه روزه پی اکنون سه ساله خواه می ‌ ‌ ‌ سی روز شهری بهر وی دل را شکیبا داشته

جان را ز جام می نوی دل از نوای خوش قوی ‌ ‌ ‌ بستان بزم خسروی مرغان خوش آوا داشته

چنگ است شکل قالبش آداب مجلس حاصلش ‌ ‌ ‌ در خدمت اهل دلش مطرب بیکپا داشته

برده رباب اندر نغم از هر دل اندوه ستم ‌ ‌ ‌ از بهر دستاویز غم پنجه مهیا داشته

نی زن بتحریک بیان وارد ید بیضا عیان ‌ ‌ ‌ طرفه ید بیضاست آن ثعبان گویا داشته

دف از ورق کرده سلب حاشیه نقشی عجب ‌ ‌ ‌ چون نسخهٔ اهل ادب جلدی محشا داشته

ساقی همه جان چون پری شاه بتان آذری ‌ ‌ ‌ خطش مثال دلبری ابروش طغرا داشته

لعلش لبالب نوش بین ریحان و سنبل پوش بین ‌ ‌ ‌ صوت به از می نوش بین مغنئی مینا داشته

بر میست خوش خوش بین درو می آب آتش بین درو ‌ ‌ ‌ ساغر منقش بین درو میوه منقا داشته

فوج افاضل تاختہ اشعار نو پرداختہ — بعضے مروف ساختہ بعضے مقفا داشتہ

شہ در مقام بارخود با دولت بیدار خود — در دست لولو بارخود یاقوت حمرا داشتہ

سلطاں علاء الدین کہ او بادا ہمیشہ در علو — از حضرت اعلام او القاب علیا داشتہ

گردوں براں القاب بر الحمد میخواند زبر — تشریف ہر نامے نگر از صدر طہا داشتہ

عید از سحر تا چاشتگہ زلہ خورست از خوان شہ — در حرف اول کن نگہ اینک ہاں واوا داشتہ

شعر حسن شعر متیں خاص غزل سحر مبیں — ایں شرح و بسط عید میں ہم پے غزلہا داشتہ

ترک من ساقی نگر چوں سرو بالا داشتہ — اندر میان لعل تر لولوئے لالا داشتہ

ایں سرو نو پیراستہ نو فتنہ دان خاستہ — رویش چو عید آراستہ لب شیر خرما داشتہ

ایں ماہ پیش یک دگر آرند حلوا ما حضر — او در دو ماہ نو نگر صد گونہ حلوا داشتہ

سودائے مے چوں من بجاں گر جست حلوا آزاں — صد ماہ نورا در زماں زیر ثریا داشتہ

رویش بہا کے ہیچو دیں دین ہمہ لہا یقیں — بر گرد دین پاک بیں کفرست عمدا داشتہ

اے بردو زلف تافتہ در حسن موبشگافتہ — خوبی یوسف یافتہ نطق مسیحا داشتہ

زلف اژدہا وجبہ سرخ مہر و بو بہتر ز گل — خط شام و عارض صبحگہ ہر شش بیکجا داشتہ

من چوں تو کے یابم دگر طوطی لبے طاؤس فر — طاؤس کردہ جلوہ گر طوطی شکرخا داشتہ

در عاشق خود بیں بیا دلدادہ و دلبرستاں — گرچہ بتن گشتہ دوتا دل با تو یکتا داشتہ

تو آفتاب نیکواں دل با تو چوں سایہ رواں — اے از ہلال ابرواں یک شہر شیدا داشتہ

صبح از دلت نقش ستم اشکم نگر اے ماہ کم — شستہ کجا گرد و رقم بر سنگ خارا داشتہ

چشم تو در ہر چشم زد دستے کند بیروں ز حد — اے چشم تو مست ابد لب رنگ صہبا داشتہ

کز چشم شوخت دمبدم غوغا کند مارا چہ غم — تا عدل سلطان امم بر دفع غوغا داشتہ

سلطاں علاء الدین کو وے با ملک او شد ہمنشیں ملک سکندر وار بیں شرقا و غربا داشتہ

خورشید بہر جاہ را اخلاص آں درگاہ را نام محمد شاہ را بر چشم بینا داشتہ

پابوسیش تا نام زد از تاجداران بیعدد او پایہ کرسی خودش از تاج دارا داشتہ

(۱۳۹)

چترش ورائے فرقداں زو با دگر دہا فرق داں
بختش بسر چوں فرقداں عرش معلا داشتہ

(۴۶)

اے پائے ہمت از فلک صد پایہ بالا داشتہ افلاک انجم یک بیک بر تو تولا داشتہ

اے رائے تو خورشید را اندر علو خورشید سا خورشید آں خورشید را طاعت تو جوزا داشتہ

درگاہ تو چوں آسماں شد قبلہ اہل زماں من جاہہاں دارم کہ آں حاجب مسیحا داشتہ

آنجاست دولت تاختہ سجدہ گہے پرداختہ بختش امل جا ساختہ اقبال ملجا داشتہ

ذات جہانگیر تو شہ بخت ممالک را پنہ ماندہ عدو در مانگہ چوں رخ ہیجا داشتہ

اے بندہ خلقت سمن تازہ بعدل تو چمن گل در ثنائے تو چو من ترتیب اجزا داشتہ

شمشیر تو آتش نشاں چوں اژدہا آتش فشاں در جوئے جائے سرکشاں آب مجرا داشتہ

غنچہ بعہد خود نگر در ایمنی بستہ کمر حقہ پر از یاقوت و زر روے سحر وا داشتہ

علہ خنثے کراز وے لالہا بستد اگرچہ سالہا اصداف پر از ژالہا لولوے بیضا داشتہ

ہم ز آب حیوان کرم روے ہوا را دادہ نم ہم زیر چوگان حکم گوئے زمیں را داشتہ

اے دادہ ملکت بخیطا چوں دور گردوں زیر پا خاصہ معانی را خدا افضلیت برپا داشتہ

ارقام ایں لوح کہن دانستہ سر تا پا بہ بیں رائے تو در اسرار کن حل معما داشتہ

طفلیت بخت نام جو پیش فلک قدرت دو تو پیران چار ارکان از و خاطر مصفا داشتہ

علہ ہکذا فی الاصل

چو خلق باغ خوش لقا کوثر مے و رضواں صفا — هر سو بستان بقا در روے تماشا داشته

طفلیست کونینش بکف زو چار مادر را شرف — دست تفاخر این خلف بر هفت آبا داشته

بل دیده ام باغ جناں در بزم تو سجده کناں — همچو نماز مومناں سجده مثنا داشته

ادریس در بزم تو شد جوفن جناں را داده ره — جاروب صحن بارگه از زلف حورا داشته

میدان سلم هیبت گو از فلک نیم هیبت — از شام ادهم هیبت از صبح شهبا داشته

خنگست اگر بینی ز جا خیزد معلق زین فضا — عرشیست پنداری قضا بر فرق غبرا داشته

نعلش مه و میخ انجمش از گیسوے هر دمش — خورشید گردے از سمش بر آسمان سا داشته

دیدم نشانت دمبدم هم در عرب هم در عجم — در ملک گیری چوں علم بازو توانا داشته

ترکانت بینم بیگماں نصرت بقبضه چوں کماں — آهنگ یغما هر زماں بر چین و یغما داشته

پوید فلک شام و سحر خاک درت بوسد مگر — طمعے بدین حد نه مگر آں باد پیما داشته

خصم بد اختر را ببیں بر مهر تو بگزیده کیں — بگذاشته حبل المتیں زنار ترسا داشته

اے دوست بدخواهت قلم زمانه در دست الم — کشورکشا کردی علم پس عالم آرا داشته

بنده حسن بیں سال و مه در طاعت این بارگه — از همت والاے شه صد گونه آلا داشته

پرورده فضل ایزدش ارشاد غیبی مرشدش — بوده بدایون مولدش دهلیت منشا داشته

هست اندریں دولت سرا خدمتگر و مدحت سرا — شکرا یادی ترا دائم هویدا داشته

از دولت شاه جهاں آسوده پیدا و نهاں — نز خود شکایت نز جهاں نز جور خضرا داشته

چرخست اگرچه سرکشے عاقل ازو در سرکشی — در حق مصر یوسف و شے گیتی یهودا داشته

امّا بعهدت این زمن در بندگی در داد تن — از کل اوصاف فتن خود را مبرا داشته

من زانچه بربستم ز تو دل شاد بنشستم ز تو — اینک بهیں بستم ز تو عیشے مهیا داشته

دادن بدرویشان نعم اقبال شاہا زاچہ کم — بہرام ہم بود از کرم میلے بسقا داشتہ

اے ہر کہ دانستہ سپر بر خاک پایت سود سر — چشم رضائے تو نظر بر جانع انا داشتہ

چوں حرز بر خود بستہ اں مدح ترا ہفت آسماں — اہل زمیں تعویذ ساں بر ہفت اعضا داشتہ

اے با کفت دریا چو خس ہر در نظمت ہوس — عین عنایت ہر نفس بر اہل انشا داشتہ

نظم حسن بیں بر محل نظمے ببیں مثلے مثل — ہم وصف عید و ہم غزل ہم مدح غرا داشتہ

کردم بمدح خسروی بر حکم فرمان سروری — تا ہم ردیف و ہم روی خاقانی آسا داشتہ

از شعر ادبی مایگاں مایہ گرفتہ رایگاں — شعرش نہ داغ شایگاں نے عیب ایطا داشتہ

منصف شہے در بحر و بر انصاف بیندمی نگر — اینک سخن از خشک و تر پیش تو شاہا داشتہ

تا خود بریں چرخ بریں شاہے بود از راہ میں — ہم تاجور ہم تخت شیں ملکے بہ تنہا داشتہ

صد سال ذاتت پادشہ چوں تاج بر ہر تخت و گہ — بر تخت خود بر تاج سر از بخت برنا داشتہ

صد سال اگرچہ شد قسم صد سال برے باد ضم — صد سال دیگر آں قسم گیتی تمنا داشتہ

روحانیاں اندر نہاں ورد دعایت در دہاں — تیغ جہاں سوزت جہاں بر فرق اعدا داشتہ

کرد بیاں از جاہ تو راضی بر رسم راہ تو — تا حشر دولت خواہ تو سر بر مصلا داشتہ

۱۴۰ — بادا ورتو دیرماں از دور ہفت ایں آسماں
ذات تو در عین اماں ایزد تعالیٰ داشتہ — ۱۱

دوش از درم در آمد زیبا رخے یگانہ — بر ماہ بستہ زیور بر مشک رانده شانہ

در روشنان شادی در لب نشاط خندہ — در دل ہوائے عشرت در سر می شبانہ

روئے چگونہ روے زلفے چگونہ زلفے — ایں عمر را بشارت واں عشق را بہانہ

در جمع نازنیناں ہمچوں مہ منور
گفتم بگو چہ نامی وز نیکواں کدامی
خندید گفت کز من چوں باز پرس کردی
من بخت کامگارم کز عالم عنایت
سلطان علاء دنیا شاہ جہاں محمد
امسال چونکہ شہ را فتح ہزار سلیت
یارب بدار باقی سلطان عہد ما را

در صفت خوبرویاں ہمچوں علم نشانہ
کز فر طلعت تو فردوس گشتہ خانہ
از نام نسبت خود گویم تمام یا نہ
پیوستہ ہم عنانم با خسرو زمانہ
کو راست گنج نصرت بیحد و بیکرانہ
ہر روز واجب آمد طبل ہزار گانہ
با مملکت مخلد با عمر جاودانہ

۱۴۰

قصر جلالت او برتر ز ہفت کیواں
بندہ حسن بریں در مداح آستانہ

۱۱

اے قلم راندہ بر سفید و سیاہ
وز درون و برون ما آگاہ
دست لطف تو نقش بند امید
فیض فضل تو تختہ شوئے گناہ
نیست جز خدائے حکم اینست
شہد اللہ بریں حدیث گواہ
اے خجل ماندہ از تو حجت گوئے
وے غنی رفتہ از تو حاجت خواہ
بخت آیت خلافت آنک
یافت از سجدۂ ملایک جاہ
وآنکہ تکلیم یافت بر سر کوہ
وآنکہ تسلیم یافت در بن چاہ
سرو شندلے کہ چوں خورشید
برد بر طارم چہارم راہ
روز بازار شب روے کہ نکرد
بر نہ ایوان دہشت خلد نگاہ
کر حسن را از خاک درگہ خویش
سر بلندی تازہ دہ چو گیاہ

اولش چوں ز شهر بند عدم	رهنمائے تو کردہ ناگاہ

۱۴۱

آخرین روز هم ببدرقه بخش
شحنهٔ لا اله الا الله

۶

مطلع دیوان بنور غیب بین آراسته	یک بیک ابوانش از فتح مبین آراسته
نیست این دیوان که هست از فیض عقل عالمے	عالمے از نام رب العالمین آراسته
خالقے کو آسمان را و زمین را صانع است	صنع او هم آسمان و هم زمین آراسته
دست لطفش بسته اندر طرهٔ شمشاد چین	طره چوں زلف نکورویان چین آراسته
دیدهٔ مه را بکحل شب منور داشته	گوش ماهی را بدر هائے ثمین آراسته

۱۴۲

مرحسن را تا همه بارمتش افتاد کار
کار دنیا راست گشت و کار دین آراسته

۱۲

هزار شکر که ازین فیض فضل الله	جهاں جواں شد ز آثار فتح شاهنشاه
بدین جلالت و فتح آسمان مقر آمد	زهے مزید جلالت هزار موسی و جاه
سریر شه را زاں میبرد سپهر سجود	که شه سپهر سریرست و هم ستاره سپاه
ملوک ماضیه را پیش ازین ستاره فتح	بر آمدے بسعادت بر آسمان گه گاه
ولیکن اکنون هر دم صد آفتاب ظفر	طلوع میکند از سائبان ظل الله
خدایگان سلاطین علائے دولت و دین	که هست رائے وے از چرخ ناروا آگاه
سر همه خلفائے امم محمد آنک	که دین پاک محمد بدو گرفت پناه

همه سواحل بحر محیط دهلو شد
کشاده رو ز چه از رفع دشمنان تباه

ز فیل تو چه توان گفت در بسیط زمین
تو گوئی آن همه فیلیست رسته جای گیاه

عجب نباشد اگر فیل آسمان را نیز
به بندگی شه آرند با عماری گاه

همیشه تا که بملک بهار غنچهٔ نو
بفتح گل بود از ناز کج نهاده کلاه

(۴۳)

قبای فتح همه ساله در بر شه باد
ز دور دامن او دست فتنه ها کوتاه

(۱۱)

کلید فتح شه بنگر جهان را کار بگشاده
به تیغ همچو دریا کار دریا بار بگشاده

علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور
که هست از روی دانش عالمی را کار بگشاده

فلک در طاعت درگاه او احرام در بسته
زحل از هیبت شمشیر او زنار بگشاده

شهنشاهی که می بینم حواریان عیسی را
سراسر در قدمگاه فتوحش کار بگشاده

خدنگ او کلاه خسرو افلاک بر بوده
شان او کمر از گنبد دوار بگشاده

ز فیلان چوان زنجیر در زنجیر در بسته
[illegible] انبار بگشاده

بدست عدل جا نزاد در تن اسلامیان کرده
به تیغ [illegible] کفار بگشاده

یکی از بندگان حضرت اعلای شه بنگر
همه بحر محیط از تیغ گوهربار بگشاده

بیک حمله بفر شاه چندین قلعه بگرفته
که از خیره سران چرخ فرزین دار بگشاده

همیشه تا که بگشایند هر شب چشم اختر را
وزان هر چشم باشد چشمه انوار بگشاده

(۱۴۴)

سعادت پاسبان آستان شاه بادا این
در هر آرزو از دیده بیدار بگشاده

(۱۲)

ای برحمت گرد کفر از روی دین برداشته ... وی بطیه ملک را تو هم بحر و هم بر داشته

آیت نصر من الله ورد جانم یافته ... سوره انا فتحنا نقش افسر داشته

صبح سان در یک نفس شش جهت را کرده ضبط ... آفتاب آسا بیک تن هفت کشور داشته

شه علاء الدین والدین محمد کز ازل ... بر تو شد هم دین و هم دنیا مقرر داشته

در ثنا اسکندر ثانیت میگویند لیک ... سد اسلامی و لیکن کی سکندر داشته

عالمی گشته ز کافر عالمی کرده اسیر ... هر دو عالم زین ظفر عیش موفر داشته

چرخ گردان بهر گردانیدن بدخواه را ... تا قیامت بین دو شاخه از دو پیکر داشته

باز خواهم گفت مصراعی کز اول گفته ام ... ای برحمت گرد کفر از روی دین برداشته

هر کجا رو آوری یاری دهد فتح و ظفر ... از فتوحات خدا این یار و یاور داشته

از دعای او علو درگه شاهیت باد ... آنکه شهر علم بودست از علی در داشته

آسمان در صبحدم بهر نثار مقدمت ... این طبق پر گوهر آن طشت پر زر داشته

قصه ضربت به تیغ آسمان گون خضر را ... آب در چشمش فگنده برق در بر داشته

(۱۴۵)

بندگانت هر کجا ره برده بهر دین حق ... حق تعالی شان بفرموده مظفر داشته

(۱۰)

ای ز فیض فضل یزدان ملک عالم یافته ... ملک از آسیب هر فتنه مسلم یافته

هم ممالک را تا ابد مثل محمد داشته ... هم خلافت از ازل مانند آدم یافته

راست همچون نام خود هستی پناه هر جهت ... بل سکندروار هفت اقلیم عالم یافته

شه علای دین و دنیا شهسوار شرق و غرب ... از ازل ختم سلاطین مهر خاتم یافته

ای زمین صحت کامل بقای خویشتن خلق عالم را از شرق و غرب خرم یافته

نور صحت چون کف موسیٰ عمراں داشته نوش دارو چوں لب عیسیٰ مریم یافته

آب حیواں یافته از یمن عون کردگار عمر خضر و ملک ذوالقرنین را ضم یافته

طبل شادی بیں ورای گنبد گردان چرخ ایں بشارت هفت چرخ و عرش یاں هم یافته

هم بساط از موج دُر چوں بحر پر گوهر شده پایهٔ آں تخت جابر تارک جم یافته

خاطر بنده حسن افروخته از صحِ شاه صبح وار ایں روشنائیها دمادم یافته

١٤٦ ردیف (ی) ١٧

مبارک باد بر سلطان عالم جشن سلطانی جهانبانے که چست آمد بر و تاج جهانبانی

مدار عالم و دارای دور و داور دوران پناه ملک و پشت ملت و سنّد مسلمانی

علاء الدین و الدنیا محمد شاه دریا کف که دریا را دهن باز است پیش او بحیرانی

چو دریا بارش را دید از رنگی به تنگی شد چنانک از رشک جودش قطره قطره کرد بارانی

زرے کز کاں بروں آمد بدشواری خلایق را بنام ایزد چگویم تا چه می بخشد بآسانی

اگر فردا زمیں از نقره خواهد بود شاه ما زمین فرش زریں بست امروز از زرافشانی

زهے شاه جهان بخش و جهاندار و جهان داور که در رسم جهانداری ندارد در جهان ثانی

یگانه خسروے کز روی عدل و بذل و داد و دیں مدار هفت اقلیمی مُراد چار ارکانی

خدایت عمر تو بخشاد نو نو تا که پیوسته جهاں را داد بخشی و ز ستمگر داد بستانی

به زر دادن سیاسے بر سر هر کس نهادی تو جهاں بخشی ترا بر هر تیغے شد منت جانی

کسے را که گناه خویش پشیمان شد گنه بخشی وگر هر دم دهی صد گنج ازاں ناید پشیمانی

زخاک آستانت نقش شد پیشانی مرا — خود آن نقش سعادت در ازل بود شرح پیشانی
زحل چو ترازو راست شد با بندگان شه — نگر او را بحکم این شرف گویند میزانی
بعهد تو هر آن نعمت که میخواهیم ارزانست — زہے لطف الٰہی تا قیامت باد ارزانی
خدارا صد ہزاران شکر آمد اندرین حضرت — ترا صد بنده چون خاقان و بنده صد چو خاقانی
درین شش طاق شش روزه پس از مقصد بفضل حق — ترا خلق محمد شه حسن را شغل حسانی

(۱۴۷)

ہمیشه تا جہان را شش جہت باشد ترا خواہم
که در دولت بہفت اقلیم ملک جاودانی

(۶)

اے که لاف از عالم من میزنی — ترک عالم گو گر این فن میزنی
دین و دل دادی بدنیا آے دریغ — دوستان را کفش دشمن میزنی
عربده با چرخ داری اے عجب — کوه را سنگ فلاخن میزنی
ناکشیده بیژن خود را ز چاه — پس چرا لاف تہمتن میزنی
یک سر سوزن نداری شیر سیے — شیر بارو به چه سوزن میزنی

(۱۴۸)

اے بدعوی صد تن ہمچو حسن
چون بمعنی میرسی تن میزنی

(۱۳)

احسنت زہے ختم بتو آیت شاہی — مخصوص ز فر ازل و حکم الٰہی
گرد سپہت غالیهٔ گیسوئے نصرت — چتر سیہت مردمک دیدهٔ شاہی
جان بخش علاء الدین سلطان جہانگیر — الحق شه دین پرور و اسلام پناہی

سلطان جهانگیر جهان بخش محمد
گر زافسر واز گاه بدے رونق شاهان
زر بخشی تو ابر صفت نے ز تامل
تیغت ز پے ضبط جهان حجت قاطع
دریا بازل چوں صفت شست تو بستند
اے چتر سپید تو درایات سیاهت
بادا بجهان قاعدهٔ ملک تو محکم
چوں شد حسن اندر ره اخلاص تو یکتا
اندر کف فضل تو افلاک ستاره

اے دین محمد بوجود تو مباهی
تو زیب ده افسر و رونق ده گاهی
زر دادن تو صبح صفت هم زنگاهی
تیر تو بدیں حرف بهر راست گواهی
تا حشر زره دور نه کرد از تن ماهی
بگرفت جهاں جمله سپیدی سیاهی
حکم تو بر احوال جهاں آمر و ناهی
نار و فلک اندر تن او پیش دوتاهی
اندر پنه عدل تو شهری و سپاهی

(۱۴۹)

قدر تو معظم ترازانست که خواهند
عمر تو فراواں ترازاں باد که خواهی

(۱۴)

مرا تلقین دولت به که الهام سحرگاهی
شهنشاهے که اندر پنج وقت آوازهٔ فتحش
علاء الدین والدین محمد شاه کو دارد
ظفر را راهبر تیغش بهر راهے که شه خواهد
فلک گرچه هم از روز ازل پیشش دوتا آمد
همی خواهد که بوسد پایهٔ تختش آسماں اما
هلال از بخشش شاهست روشن ورنه از چرخش

صفائے غیب بخشد از ثنائے حضرت شاهی
همی خیزد ز نوبت خانهٔ نصر من اللهی
ز سر تیغش جهات و سیر هفت افلاک آگاهی
سعادت در رکاب او عنان داده بهمراهی
ولیکن تا ابد در طاعتش ورزید یکتاهی
نمی یارد بداں پایه رسید از دست کوتاهی
همان مهر شکسته میرسد هر ماه سر راهی

همی لرزد عدو وے چند از شاه رایاتش
چو بر آب روان ماه و چو بر روئے زمین ماهی

جهان پیر حیران در جوانیهائے تخت شه
جوانی بخت این است بل آثار برناهی

عیاذ الله از قهرش کشاید پنجه گردون
اسد با آن همه شیری مقر آید بر و باهی

حسن امید مال و جاه داری مدح سلطان گو
بحمد الله که آن امید هم مالیست هم جاهی

شهنشاها رعیت ایزدارزانیست میخواهم
بخواهشهائے صبحی و دعاهائے سحرگاهی

(۱۵۰)
طرب چندانکه میرانی ظفر چندانکه میدانی
جهان چندانکه میگیری بقا چندانکه میخواهی
(۱۲)

بیا ساقی دلم بکشا چو مهر از شیشه بکشادی
که از اقبال شه ما را همه شادیست بر شادی

وگر سرو نو اندر بوستان ملک پیدا شد
گزان سروست اهل شرق و مغرب با آزادی

بده جامے بنام شاه هفت اقلیم آنشاهے
که نارد گرد پیشش هفت دریا دعوی رادی

علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور
که از عدلش اساس شرع دارد سخت بنیادی

خدا هادی خلق و شاه مهدی خلق پیوسته
ظفر بنیاد فیروزی و فتح از مهدی هادی

جهاندارا برائے رزم و بزم تو همه ساله
کند خورشید گردون زرگری مریخ زرّادی

سر دین محمد شد ز هفتم آسمان برتر
چو تو پائے مبارک بر سریر ملک بنهادی

چگویم وصف زربخشیدن ذات کریم تو
که والله از تو انصافست انصاف کرم دادی

همیشه باد عمرت هر که در عالم فدائے تو
تو همچو خضر برخوردار عمر خویشتن بادی

ز هر میوه که اندر باغ دولت میرسد برخور
که دلها از نسیم مرحمت چون باغ بکشادی

حسن ار گشت شاگرد عطایت در ثنائے تو

(۱۵۱) باقبالت رسد روزی زشاگردی باستادی (۷)

فروغ روی گل بنگر چو شمع از باد نوروزی — چو رای خسرو عالم شده در عالم افروزی
گل سوری ز فتح نو خبر آورد بر سلطان — نبینیش پوشیده قبای لعل زر دوزی
دعای شه کند تلقین براهل بوستان بلبل — نگر چون خاست سوسن تر زبان هم در نوآموزی
علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور — که خلقش عین نوروزست و دستش ابر نوروزی
اگر در آب و در آتش نبودی لطف و قهر تو — نبودی آب را جان بخشی آتش را جهانسوزی
نگین خاتم ملکش نگر فیروزه دولت — برآن فیروزه نقشی کرده بخت از فتح فیروزی

(۱۵۲) حسن از صبح دولت راهمه روز این دعا گوید
که نوروزش مبارک باد و فتح نو نوش روزی (۷)

بیا ساقی که قوت جان تو داری — بالماس اندران مرجان تو داری
قدح میدان دمی رنگین کمیتی — بعیاری درآ میدان تو داری
سر از چوگان زلفت هر که برتافت — سرش را گوی کن چوگان تو داری
دلم جان نواز تو چشم دارد — ی چون چشمه حیوان تو داری
چو می دادی بگو نقل از که خواهم — شکر در پسته خندان تو داری
نمک را صوفیان آن نام کردند — بحمد الله که امروز آن تو داری

(۱۵۳) حسن در سخن بریاد شه نوش
که این معنی درین دوران تو داری (۷)

درستم راستم یک رائے ویک روئے
عروس دہر تا در جلوہ آمد
کہ خواہد این عروس بیوفا را
یکے چوں بگذرد دیگر در آید
ہمہ بر طبع خود کم می تواں یافت
نہ در ہر روے بینی رنگ یوسف

کژی در من نہ بینی یک سر موے
دلم ہر گز نظر نہ انداخت آں سوے
کہ ہر روزے چو نو شد نو کند شوے
بآمد شد عمارت یافت ایں کوے
طبائع را اتفاوتہا ست در خوے
نہ ہر پیراہنے را یابی آں بوے

۱۵۴

نباشد حاسداں را با حسن خوش
نباشد زنگیاں را از آئینہ روے

۱۱

سفیدہ دم چو زباد معطر سحری
مرا بمژدہ فتح اندرون گلے بشگفت
چہ مژدہ مژدہ فتح ممالک مشرق
بفر دولت سلطان علاء دولت و دیں
جہانکشائے بفتح ابد محمد شاہ
شکستہ تعبیۂ خصم فیل بردن او
نہ حد آدمیست از کمال فضل خداست
خدائے عزوجل ہر زمانش فتح دہاد
سپہر باد سیاقی درگہش تا حشر
ہمہ جہاں شدہ در دست او سلیماں وار

سمن بخندہ در آمد چمن بجلوہ گری
چو غنچہ گل سیراب از دم سحری
رسیدہ گشت چنیں دم بہ خشکی و بتری
کہ برترست خیالش ز فکرت بشری
عنایت ازلش راہ رو براہبری
چہ بر دہمت شہ خواست بر د چوں نگری
حدیث تیغ علائی و دولت سحری
خجستہ دست وے از فتنۂ زمانہ بری
ستارہ در سپہ بیکران او حشری
بحکم نقش نگینش رواں ز دیو پری

(۱۵۵)

حسن بحضرت او خدمتے کند جاں را
چہ باشد از چو منے آنچہ ہست ما حضری

(۱۴)

خجستہ باد بر آفاق فر یزدانی
بفر دولت سلطان مشرق و مغرب
ابو المظفر سلطان علائے دولت و دیں
جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ
بجان جملۂ اسلامیاں خورم سوگند
نزد ہی ہمہ روز آفتاب را ماندم
ہزار سال کہ ہم ملک گرد دولت شاہ
بکوہ بر شدہ خورشید از صلابت تو
چو ابر دیدہ بآں نوع تیر بارانست
ہمیشہ تا کہ کند ابر در ہمہ عالم
در سعادت و دولت نثار صدر تو باد

قوام مملکت و قوت مسلمانی
چہ پایہ از قدمش یافت تخت سلطانی
کہ ہست او بخلافت سکندر ثانی
کہ ختم گشت بر او آیت جہانبانی
کزوست بر ہمہ اسلام منت جانی
کہ گنج بخشد و باشد کشادہ پیشانی
ہزار سال و گر باد ملکش ارزانی
بزخم تیر بر آوردہ لعل پیکانی
ز اشک کردہ رواں قطرہ قطرہ بارانی
بشکل دست در افشانت گوہر افشانی
کہ صدر ملت و پشت و پناہ ایمانی

[illegible]

(۱۵۶)

کمینہ بندہ جاہ تو بہ کہ صد خاقان
حسن بفر ثنائے تو صد چو خاقانی

(۷)

مبارک باد فتح آسمانی
تو آں شاہی کہ ہستی چشم شاہاں

ثبات ملکت و عمر جوانی
بفر طالع صاحب قرانی

علاء الدین والدینا که دولت — کند بر آستانت پاسبانی
چو دستت همچو خورشیدست دریا — بزر پاشیدن صاحب قرانی
چنان قلعه که گوئی آسمان است — تو بگشادی بفتح آسمانی
همی خواهم که برخوردار باشی — ز تخت و بخت و اقبال و جوانی

(۱۵۷) بنام نیک کشور برکشائی — بکام خویش دولتها برانی (۱۴)

بیا که از لب جان بخش سر بسر جانی — مرا بفرقت خود بیش ازین چه رنجانی
مپرس تا بفراق تو حال من چونست — بیا کز آمدنت سفتی بود جانی
برونیان اگر از حال من نمیدانند — تو کز درونه برون نیستی نمیدانی
همه جهان را اگر در سر تو گردانم — اگر عنان وصال این طرف بگردانی
بخوانمت مه نو یا ستاره یا خورشید — که هرچه وصف کنم صد هزار چندانی
اگر نماند برگی ز شاخ گل مثلاً — تو دیر مان که بخوبی بهشت را مانی
گره که بر سر گیسو زدی نکو کردی — بعدل شه نتوان این قدر پریشانی
خدایگان سلاطین علاء دنیا و دین — مدار مملکت و بازوی مسلمانی
سر صحیفه ملک و ملل محمد شاه — نشان سبع مثانی سکندر ثانی
چو آفتاب درافشانی آنچنان فرمود — که ماند دیده بیچارگان بحیرانی
بخاک پای همایون تو که بنده حسن — بغیبت و بحضورست در ثنا خوانی
دعای دولت سلطان شرق و غرب کند — که باد دولت او تا بحشر ارزانی

(۱۵۸)

جهان چو در پنهش باهزار ایمنی ست
هزار سال بماناد در جهانبانی

(۱۴)

بیا ساقی مے درده که شب رفت از میان نیمے | حریفان شبانه هم نماند از میان نیمے

غلط گفتم طلوع روز نزدیکست نور خور | رخ مشرق همه بگرفت و روے آسمان نیمے

نظاره کن که اینک بعضے از خورشید شد طالع | تو گوئی بوالعجب مهره برآورد از میان نیمے

من از جام علیت سستم بده یکجرعه روشن | بجان تو که اندر تن نخواهد ماند جان نیمے

مرا یک بوسه گفتی چه خوابے بود آن عده | هم آخر راست کن آن خوابے نامهربان نیمے

ببین تا شب چه خوش بودیم باده خوار از حق شتر | سر شیشه همه بکشائے و در خانه نمان نیمے

اگر سروست بالائے تمام تست در عالم | ندارد شکل بالائے تو سرو بوستان نیمے

چه خونریزست اندر نیم غمزه چشم ترکانت | چو آن ترکے که او بیرون نهد تیر از کمان نیمے

دو نیمه کردم از عشق میانت چون حسن خود را | چه میری نماند اے دوست من زان میان نیمے

اگر گیرم یکے را از دو زلف تو فلک گوید | که بگرفتی تو از اقبال شه هندوستان نیمے

علاء الدین و الدنیا محمد شاه دریا کف | که چون جمله جهان بگرفت بخشید از جهان نیمے

زبام عرش برشد قدر او ناگه رسید انجا | که خورشید فلک را بگذرد بر نردبان نیمے

زباب خلق او در هر زبان صد داستان دارم | که در صد سال نتوان گفت ازان یک داستان نیمے

(۱۵۹)

خداوندا تو شاه کامران را عمر چندان ده
که باشد عمر نوح از عمر شاه کامران نیمے

(۷)

مکن نازار چه ترکے نازنینی | چرا با بندگان در بند کینی

زخاموشیت عیش بندہ تلخ است	دہن بکشا کہ جملہ انگبینی
ز رشک روی توای ماہ بت رو	شود روی بتان روم چینی
بہ پیش تو کمر بندد ستارہ	کلہ کج نہ کہ ماہ راستینی
مرنج ار خوانمت ماہ زمانہ	زمان داند کہ خورشید زمینی
ترا خوبی چو ملک کیقباد ست	بہ نزد ہر گدای کی نشینی
علاء الدین و الدنیا کہ ہست	سلیمان وار در خاتم نگینی

۱۶۰

حسن را در ہمہ حال آفرین گوی
کہ کرد ست در ثنا سحر آفرینی

۹

از تو کشاد جسم و جان خالق جسم و جان توئی	ای بتو انس جان ما رازق انس و جان توئی
نیست حد ضمیر ما کز تو نشانہ وہد	ہستی تست بی نشان ہست بدین نشان توئی
شیشۂ چرخ بر ہوا بیضہ خاک بی سپر	ہیچ خلل نمی رسد زانکہ نگاہبان توئی
این سخنم بفضل تو حجت قاطع آمدہ	تیغ زبان بندہ را آب دہ بیان توئی
ہر چہ زغم فرو برم ہر چہ بدل نہان کنم	منعم عیب پوش تو کرم غیب دان توئی
گرچہ نظر برحمتست از غضب تو خایفم	خستہ دلان خوف را جلوہ دہ امان توئی
روز بروز نفس را شربت وعظ میدہم	کار طبیب این بود جان دہ و جانستان توئی
چون حسن آنکہ از گنہ درنگذشت آن منم	آنکہ گناہ بندگان درگذراند آن توئی

۱۶۱

ہیچ وجود دگر ہم بر سرہ نمی رود
مرحلہ نجات را راہبر ما بان توئی

۸

چو از شبہائے من آگاہ بودی ‏ ‏ چرا روزم مرا بدخواہ بودی

نہ روزے در دل من مہر کردی ‏ ‏ نہ یک شب منزلم را ماہ بودی

من از تو چوں شفق در طشت خونم ‏ ‏ تو مہ بنشستہ در خرگاہ بودی

ز ملک حسن میشد دور از ذکر ‏ ‏ دران بیعت تو شاہنشاہ بودی

مرا گفتے سفر کن یا بدل کن ‏ ‏ مگر کز عشق من آگاہ بودی

بدل جستم کسے چوں تو ندیدم ‏ ‏ سفر کردم تو ام ہمراہ بودی

علاء الدین والدنیا کہ دایم ‏ ‏ تو حاجت بخش حاجت خواہ بودی

حسن ایں راہ صاحب ہمتاں بود

تو بارے فی امان اللہ بودی

فی المثنویات مدح سلطان اعظم و شہنشاہ معظم سلطان السلاطین علاء الدنیا والدین خلد اللہ ملکہ و سلطانہ انچہ دیوگیر فتح کردہ بدہلی آمد

بیا اے گہر جوے دریائے غیب ‏ ‏ ز دُرہا چہ داری بروں کن ز جیب

چو آئی دریں بندگی بندہ وش ‏ ‏ بہ از دُر چہ باشد ترا پیش کش

طبق از ورق کن ور از نظم خواہ ‏ ‏ درے در طبق نہ بیا پیش شاہ

شہنشاہ دریا دلے ابر دست ‏ ‏ فلک وار تاج سر ہر کہ ہست

خداوند عالم کہ عالم خدائے ‏ ‏ ہمایوں ترش دارد از صد ہمائے

علاء دین آں خسرو گنج بخش ‏ ‏ ز ہفتم کرہ بگذرانیدہ رخش

محمد شاه همه عالم است | بیک تن پناه همه عالم است
فلک گرچه دوراست از انصاف وداد | چو انصاف او دید انصاف داد
شهی کاسمانها زمین بوسدش | فرشته سر آستین بوسدش
مبارک جهان بخش آفاق گیر | سکندر سیر و سلیمان سریر
کمانش چنان سخت دیدم بلند | که وهم مرا در کشاکش فگند
کمندش که گیتی بدام ویست | سررشتهٔ فتح نام ویست
سمندش یکی برق در زیر زین | بجسته ز چرخ آمده بر زمین
زهی گلبن ملک را نونهال | برآوردهٔ حضرت ذوالجلال
روان کرده از بهر سیدان خویش | روان کرده از بهر احسان خویش
ز خورشید بر آسمان گوی زر | ز زر داد تا اندر زمین جوی زر
برای و برایت برافراشتن | ترا ختم شد مملکت داشتن
توئی در خلافت بحق دست یاب | یمین الخلافت ازین شد خطاب
ز هر پادشاهی تو والاتری | ز بالاتران نیز بالاتری
کیومرث اول جهان خورد سیر | پلنگینه پوشی نبد چون تو شیر
فریدون اگر کین کشید از دو مار | تو از صد فریدون برآری دمار
سکندر یکی آئینه کرد راست | صد آئینه در رای روشن تراست
چه پرسی که کیخسرو نام او | که هر جرعه است بهتر از جام او
ز رستم ظهور تو شد دیو بند | نمی شاید اینجا سخن در فگند
اگر رستم از بندگان تو شاه | بدیدی که چون میکشد این سپاه

نگردے دگر ز گردستان خویش
نشستے چو زالے در ایوان خویش

شنیدم ز ظهورش دیو بند
گرفتست دیوے نجم در کمند

دلیران خود بیں بہ تیغ و بہ تیر
گرفتہ ہمہ عرصہ دیو گیر

ازاں پیل زوراں حکایت مخواہ
کہ ہر یک از ارکان ایں بارگاہ

ہمہ پیل زورند در تاختن
ز خود پیل گیرند ہر تاختن

زہے آفتاب ستارہ سپاہ
فلک جستہ در سایہ تو پناہ

ازاں فتح ہرگز کہ یاد آیدم
ز ہر فتح بابے کشاد آیدم

بہ تیغ چو سیماب در روز جنگ
نمودہ ہمہ خاک شنگرف رنگ

ز تیغ تو خوں سیل زد بر زمیں
ازاں برق باراں چہ باشد ہمیں

سپاہ تو نگذاشت ازاں بوم و بر
ز شمشیر ہندی ز ہند و اثر

وزانجا بعز خند و تدبیریت
شدہ اتفاق جہانگیریت

رسیدی چو ابرے ز ہندوستاں
درافشاندہ بر تارک دوستاں

زدی خیمہ ملک چوں آفتاب
ز شرق بمغرب کشیدی طناب

دریں کارہاکت ہمیں کار باد
خدا یار بودت ہمو یار باد

زہے بخت ایں تخت گاہ قدیم
کہ از حضرتت یافت جاہی عظیم

رکاب تو او را گرانمایہ کرد
چو تو آفتابے برو سایہ کرد

مرا ایں زمانہ چو بر میدہد
بدریاے دولت گزر میدہد

کہ دریافتم عزت پاے بوس
ز شادی زدم بر نہم چرخ کوس

منم ایں کہ کردم بصد گونہ ناز
بروے ہمایوں تو دیدہ باز

همی هیبت یک جهانے ز نور — کزاں نور چشم بداں باد دور

نشسته به از صد سکندر بذات — خضر ساقی و باده آب حیات

فلک خوانچه کش دریں بزمگاه — ملک آفرین خوان ایں بزمگاه

چنیں مجلسے را که شد لانظیر — زمین چوں ندیدے بود ناگزیر

زمین باید ایں بزم را غلغلے — چنیں باغ را ایں چنیں بلبلے

جہاں بخت شاہا حسن خاک تست — چو اقبال دستش بفتراک تست

اگر غیبتش باشد و گر حضور — نباشد دمے از دعائے تو دور

دعاہائے روشن تر از آفتاب — به آمیں روشن دلاں مستجاب

سخن گرچه دارم چه نو چه کہن — دعائے تو دارم مراد از سخن

سخن گوہرست اے گہر بخش شاہ — گہر جز ز گوہر فروشاں مخواہ

گہرہا که سفتست نظم ترم — نثار تو زیبند ایں گوہرم

ترا خود چناں داد طالع شرف — که گوہر ہمی یابی از ہر طرف

اگر آں گہرہا ز کاں میکشند — به بیں کیں جواہر ز جاں میکشند

زہے جوہر جاں زیادت قوی — بہیں جانے آں قالب خسروی

تن ملک را تا ابد جاں تو باش — جہاں را ہمیشه جہانباں تو باش

ز ہفت اخترت باد آں یاوری — که ہر ہفت کشور بدست آوری

سکندر صفت ملک عالم براں — خضر وار تا دور عالم بماں

سعادت طراز قبائے تو باد — سر سروراں زیر پائے تو باد

تو شاہ جہان و جہاں یار تو — جہاندار مطلق نگہدار تو

این نیز در مدح دار السلام

چو پیدا شد کلید فتح از دور — فلک را فتح شد معمورهٔ نور
ز بانگ کوس نوبت خانهٔ شاه — برآمد آیت نصرٌ من الله
من از بالین غم سر بر گرفتم — سعادت را سپاس از بهر گرفتم
بحق حق روان کردم نفس را — که بی نامش روانی نیست کس را
کریمی کوست روزی بخش هر روز — شب امیدها را شعل افروز
کس او را شکر گفتن کی تواند — که پیش روز روزی می رساند
خدای غیب دان از عیب خالی — عمل فرمای ملک لایزالی
بقدرت گوشمال خودپرستان — برحمت دستگیر زیردستان
گزشوی ضعیفان فیض جودش — بساط عفو قائم از وجودش
سکون و جنبش این شیب و بالا — که یارد داشتن جز حق تعالیٰ
بساط چرخ و چندان مهرهٔ نور — همه صنعت ز صنع اوست معمور
چو خواهد تا جهان بر پای دارد — جهانداران عادل را سپارد
چنانک امروز ازین عنایت — بشه بخشید ملک بی نهایت
شه اسلام شاهنشاه آفاق — بدانائی و دانا پروری طاق
علاء الدین والدنیا که پیوست — خدایش داد بر دنیا و دین دست
محمد نام و آنگه صبح تا شام — بنام ایزد پناه دین ز هم نام
خهی سلطان جان بخش و جهانگیر — همایون باد چتر آسمان گیر

بجام زر طلب کردن چو جمشید — بزر مغربی دادن چو خورشید
جهان کردی بزر مغربی مست — بسنگ مغربی بدخواه را پست
مبارک باد بر تو فتح این دژ — که شکلش شرح نتوان داد هرگز
حصارے با فلک همراز گشته — فلک نیمے ره از وے باز گشته
گرفتی نے حصارے بل جہانے — به فتح آسمانی آسمانے
شہا شاہنشہا کشورکشایا — فریدوں رائیا فرخنده رایا
ترا طالع قوی و بخت فیروز — کرا سر گز تو تابد گردن امروز
خدا چوں با تو خواهد یار بودن — که یارد با خدا خصمی نمودن
غلوے بندگان دولت شاه — فروشاند ایں غبار وحشت از راه
بسال هفت صد فتح دل افروز — سه شنبه بد ز ذوالقعده سیوم روز
پس از اخلاص چندیں بنده خاص — فلک شد بر سماع کوس رقاص
عدوے بے سر و پا را دریں کار — به پائے پیل دیدیم و سر دار
برآمد از جہاں مقصود شاہی — جہاں از آں تو چنداں که خواہی
جہاں تا هست تو شاه جہاں باش — شه فرمان ده کشورستان باش
که یارد اینچنیں کشورکشادن — حسن حیران شده ست از شرح دادن
چگونه مختصر عقلی چو من چند — ثنائے همچو تو گیتی خداوند
ثنائے تو نه کار یک زبان است — که هر موجود را جود تو ضمان است
مگر خلق تو در گلزار ره کرد — که سوسن یک زبان خویش ده کرد
بنه پایه سپهر از منبری ساخت — بروج خطبه ملکت نه پرداخت

فلک چون پیش تخت تست کرسی / حدیث سعد و نحس او چه پرسی

اگر کوکب کند باهم قرانی / نه بیند طالع میمون زمانی

نباشد تا بباشد دور افلاک / چو تو صاحب قران از قران پاک

ترا از غیبهٔ غیب است جوشن / ازین آئینهٔ انجم را چه روشن

درین عالی حصار سخت بنیاد / که مثل او ندارد آدمی یاد

دوگونه قوم یکدل بوده بودند / بکفران و بکفر آلوده بودند

دورنگی می نمودند آن دو دونان / زحل پروردگان مریخ خونان

ز توست یک عطارد آتش افروخت / دل مریخ با جان زحل سوخت

ترا گردون گردان چون غلام است / ستاره کیست سیر او کدام است

چراغ تو چنان افروختند / که مهر و مه ز نورش سوختند

کلاهت را ره از حفظ الهی / زهی سرکین کلاهش پادشاهی

بود نامه کلاه چرخ گردان / سر موئی ازان سر کژ مگردان

سرت پاینده باد و ملک باقی / شرابت آب حیوان خضر ساقی

سعادت قرنها با تو قرین باد / ظفر همدست و نصرت همنشین باد

بزور بازوان عالم کشادی / ازین اقبال برخوردار بادی

مقرر بر تو هرچه از بازوت خاست / الغخان معظم بازوی راست

خضر خان و مبارک شمع گلشن / دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن

ترا عمری که میخواهد دل تو
مراد هر دو عالم حاصل تو

مدح شاهزاده

اینک در درج شهریاری	پیرایهٔ ملک تاجداری
روشن گهری چو چشمهٔ نور	ای چشم بدان ز روی او دور
هم روح فزای چشم بینش	هم چشم و چراغ آفرینش
سیارهٔ آسمان دولت	در جبهه او نشان دولت
دیباچهٔ رحمت الهی	گل دستهٔ باغ بادشاهی
شهزادهٔ از نژاد شاهان	در صدف جهان پناهان
آورده بصد سعادت و جاه	فتح ابدی بحضرت شاه
سلطان جهان علای دنیا	از دولت او بقای دنیا
تا باشد دین و دنیا آباد	بر دنیا و دینش دستگه باد
سرمایهٔ عیش خضرخانش	جان و گهر مزید جانش
شهزاده فریدخان همیشه	انصاف طراز عدل پیشه
هریک بهزار ناز و شادی	با کام و نشاط کیقبادی
در حضرت شاه پادشاهان	چون گل بهوای صبحگاهان
این جمله دعا که کرده شد یاد	از فضل خدای آنچنین باد

مدح الغ خان معظم رحمه الله بغفرانه در آنچه فتح سومنات کرد

چو خواهد جهان خالق بی‌نیاز	که خلق جهان را شود کارساز

ز عالم یکی را بر آرد علم | که بر لوح انصاف راند قلم
چنانک آن عراں بخت را برکشید | که بر کافر کفر خنجر کشید
سر خسروان خسرو پیل زور | به پنجه ز شیران برآورد شور
جهانگیر لشکرکش کامگار | خراسان و هندوستان را مدار
معز دول عز اسلام ازو | منور شده هفت اقلیم ازو
شده دیدهٔ دشمنان تنگ رنگ | ز الماس پیکان الماس سنگ
الغ خان اعظم ممالک پناه | قوی دولت از دولت پادشاه
جهان دیده این بخت فیروزه رنگ | نه دیده چنون خان فیروزه جنگ
بلند اختری خاست روشن ضمیر | چو خورشید زربخش آفاق گیر
فریدون فری بل تهمتن تنی | منات افگنی سومنات افکنی
صنم خانه ها بر زمین کرد پست | شکسته بت و سوخته بت پرست
خود اساس آن کرد بر اهل هند | که افتد پسندیدگان را پسند
چنان راند بر قلعهٔ بدخواه تند | که شد باد پا بادپیمایش کند
ز حضرت بران گونه لشکر کشید | که موج سپاهش بدریا رسید
بسر سبز انجا چو زد بارگاه | جهان دید یکسر ز هندو سیاه
به تیغ آن سیاهی چنان شست پاک | که نگذاشت یک خال بر روی خاک
قوی پایه تر معبد کفر گاه | که هر گبری را بدو بود راه
برافکند و برکند و بشکست و سوخت | چنین شاید از مشرکان کینه دوخت
همان بت که معبود شان بود خاص | بدر کرده ترصیع و زر خلاص

خداوند خان شهریار دلیر | چو خاکش بصد خواری افگند زیر
چو گردون برآورد شمشیر قهر | بگردون کشان می برد سوی شهر
که تا مسجد جمعه بر هر رهش | رود پای اسلامیان بر سرش
ز بی پاک دین خسرو نامجوی | بنام نکو از جهان برده گوی
ز گجرات تا عرصه سومنات | جهان ضبط کرد از چه از زور ذات
همی جست هندو ز هندو پناه | دلی خان اعظم ز اقبال شاه
چو اسپ اندران تعبیه در فگند | قره کرد و بشکست شان پیل بند
بیاورد چون بخت بوذش دلیل | بیک پیل مال از عدو مال پیل
چه پیلان جهان دیده در روز جنگ | جهان کرده در دیده خصم تنگ
قیامت نموده بشکل شکوه | قیامت نباشد روان گشته کوه
بدین فتح شد روح محمود شاد | همه عاقبتهاش محمود باد
زر پیل بالا که این خان کشید | بصد پیل محمود نتوان کشید
زر بی عدد گوهر بیکران | نه غشّی درین نی غباری دران
جواهر ز هر جنس چندان گرفت | که دُر چون صدف لب بدندان گرفت
چنان در کف آورد درها بزور | که در هفت دریا درافتاد شور
غنیمت چه پرسی چگویم که چند | نه اندازهٔ دانش هوشمند
همه از بابت عطر خروارها | شتر خود چه باشد شتر بارها
گله بر گله اسپ تازی نژاد | که جوش آتش که پویه باد
شنیده که خان شان کند نو بزین | بدین مژده بنهاده پا بر زمین

همه خیمه زربرزده خوب چهر | مزین چنانک از ستاره سپهر
بیک رشته یک رشته از غلام | بیک جام صد لعبت از سیم خام
منقش همه جامهای ثقال | نگنجیده در کارگاه خیال
سپاه از سروپای زیبا شده | پلاس اطلس وخیمه دیبا شده
پی یک گلیم آنکه میخورد سنگ | نخید مگر برسریره دو رنگ
بحق خدای که برحق خداست | که این فتح کز خان اسلام خاست
ندیدم نخوانده ام وگر خوانده ام | ز تحقیق آں بدگماں مانده ام
جوان دولتا کشورا سرورا | خردمند خانا هنر پرورا
چه دانم ثنا گفت زیں مایه بیش | بدیں مختصر عقل بشلنگ خویش
همان به که از بحر گفتار خود | بشرط دعا افگنم بار خود
دعا را بروں آورم سر ز جیب | دعا از من آید اجابت ز غیب
دعایت مرا فرض شد ماه وسال | که فیروزه بختی و فیروزه فال
حسن فال خود میزنی این سخن | بفال حسن بر دعا ختم کن
الهی پناه الغنی تو باش | بهر جا که باشد نگهبان تو باش
ازو یافت چوں چشم اسلام نور | ازاں نور چشم بدان باد دور
سرایتش برجهاں سایه وار | برو سایهٔ سایهٔ کردگار

حکایت

از غریبی شنیدم این غم دل | علمی برزده زعالم دل

وقت خوش داشت با خیال یکے ‌‌ زاں ہمی ریخت بر جگر نمکے

ایں معانی بدرد دل میگفت ‌‌ گوہرے از درون جاں میسفت

کاے چراغ شب سیہ روزاں ‌‌ مرہم سینۂ جگر سوزاں

حال من بیں نظام حالے بخش ‌‌ بر در خویشم اتصالے بخش

تو کجا من کجا چہ میگویم ‌‌ گنج نایاب را ہمی جویم

از دو چشمت یک التفات نظر ‌‌ کارہا خاکیاں کند چوں زر

پادشاہاں گدائے کوے تواند ‌‌ عرشیاں در دعائے روے تواند

من کہ باشم کہ لاف عشق زنم ‌‌ یا بکوے رخصت بود وطنم

با چنیں ہستی گسستۂ خویش ‌‌ بجنابت کجا رسد درویش

بارہا آرزو برد دل من ‌‌ کہ بجائے دو دیدۂ روشن

کاشکے حاجتم روا باشد ‌‌ چشم جملہ جہاں مرا باشد

ویں تمنا ہم اندرون ضمیر ‌‌ خاطر خستہ را سبب می گیر

کہ زبانہا کہ مردماں دارند ‌‌ ہر یکے از درے گرفتارند

ایں ہمہ گر مرا بود چہ کنم ‌‌ نبود جز بیاد تو سخنم

بلکہ جملہ زمان اہل نفس ‌‌ بگدائی تو کشایم و بس

در سرم نیز گہ گہ ایں سوداست ‌‌ کایں قدر جاں کہ جملہ عالم راست

گر مرا باشد از ہمہ جانہا ‌‌ بنمایم بعشق برہانہا

یک یک اندر رہ تو در بازم ‌‌ ہیچو سر زیر پایت اندازم

چکنم چوں کنم چہ تدبیر است ‌‌ دست از اندہ تو گلوگیر است

به نفس میتواں زون نه نفیر   هم تو ئی دستگیر دستم گیر
آنچناں دار گاه و بیگاهم   کز تو جز تو نخواهم ارخواهم
مونس شادی و غمم من باش   تا دمے ہست ہمدم من باش
جان بنده حسن که شد خاکت   خاص گرداں به بند فتراکت

درانچه رایات شاه عالم بیروں آمد

مبارک باد عزم شهریاری   بحق یار دولت سازداری
ظفر آویزش چتر سیاهت   فلک در سایه گرد سپاهت
مبارک طالع تو یاور تو   ہمایوں ہست تو رہبر تو
بحکم تو امور بادشاہی   بدست تو کلید ہرچه خواہی
زہے شاہی که ہستی ختم شاہاں   در تو قبلهٔ مقصود خواہاں
علاء الدین والدنیا که عالم   شدش از شرق تا مغرب مسلم
محمد شاه گیتی دار جان بخش   جہان جوئے و جہاں گیر جہاں بخش
شہا اقلیم گیرا تاج دارا   درت رکن قوی دین خدارا
خدایت یار بادا بخت ہمره   صدائے کوس تو نصر من الله
ازانجا کارتفاع طالع تست   کواکب پیش تو بسته کمر چیست
حسن را بر دعاگویانت تفضیل   دعا او گفته آمیں کرد جبرئیل

در تهنیت نوروز

مبارک باد بر سلطان اعظم   بہار فرخ و نوروز عالم

مبارک باد بر شه جشن شاهی | مبارک باد گفته مرغ و ماهی
مبارک باد بزمِ خسروانی | مروح از نشاطِ جاودانی
بحمدالله همایون مجلس شاه | یکے باغیست بشگفته من الله
شه آنجا دست چوں دریا کشاده | نهال ملکُ ملت بار داده
بر در کل موجودات امروز | نگر از تهنیت گویان نوروز
نخستیں صبح کز مشرق رسیده | دعائے خوانده و بر شه دمیده
فلک بیں دامن از خورشید پُر زر | رواں بهر نثار افشاں ایں در
صبائے از بوئے خوش در مشک بیزی | هوا از ابر در کافور ریزی
گل سوری طبق پر زر و یاقوت | که جاں را قوتست و دیده را قوت
سمن سیم خود و نرگس زر خویش | در آورده برسم خدمتے پیش
برسم مال و جان خاص بلبل | بر آورده بمدح شاه غلغل
شهے کو باغ و دولت را بهارست | سنانش بر دل بدخواه خارست
علاء الدین و الدنیا که عالم | ز فرِ اوست چوں فردوس خرم
محمد شاه جان بخش و جهاں گیر | که از بخشش جوانست عالم پیر
خدایش عمر بے اندازه بخشاد | چو گل نو نو فتوح تازه بخشاد
حسن هر دم چو مرغان خوش آواز | بر آهنگ دعاگوئی نوا ساز
سپهرش بر جهاں فیروزه کرده | جهاں هر روز از نوروز کرده

بر شمشیر شاهی نبشته اند

زهے تیغے که فتحش بر فرید ست | در هر هفت کشور را کلید ست

زمانه در دعاے دولت شاه — همیشه ورد او نصرٌ من الله

چو دریا موج گوهرزاے دارد — اگر در دست سلطان جاے دارد

علاء الدین و الدنیا که عالم — همه شمشیر او را شد مسلم

محمد شاه تاج تارک بخت — به تیغ تاجداران بندهٔ تخت

جهان مضبوط تیغش طول با عرض — هو السلطان ظل الله فی الارض

همے تا تیغ را فیض است بنیاد — جهان در قبضهٔ فرمان او باد

سر ریشش پا نهاده بر سر تیغ — بد اندیش ورا سر در سر تیغ

هم دران معنی

امروز که دل کشاده داریم — از دولت شاهزاده داریم

بنگر که چه خرمی است امروز — عیشے بہارکی دل افروز

سر یافتنی بصد سعادت — اسباب طرب شده زیادت

فتح آیت ناز خوانده از بر — تازه شده نو نشاطی از سر

سر یافتنی بصد ایادیست — بر هر موے هزار شادیست

والا سیر از بزرگواران — الحق ز نژاد تاجداران

فخر نسب جهان پناهان — روشن گهرے ز نسل شاهان

خورشید سپهر کامگاری — از آل و تبار شهریاری

ستارهٔ سعد بنده وارش — عز ابدی کند نثارش

ناهست سرے بر آدمی زاد — شه تاج سر همه جهان باد

هر شخص که سر کشد ز رایش — بادا همه ساله زیر پایش

در تهنیت تزویج

امروز درین سعادت آباد / از غیب سعادت دگر زاد

امروز درین سراچهٔ سور / نوبت ستارهٔ کلهٔ نور

امروز درین سرائے شادی / بگشاد فلک در ایادی

خیزید و تتق به تخت بندید / قبه بطناب بخت بندید

از نقره کشید فرش میدان / از زر خلاصه نقش ایوان

مهمان که همی رسد ز هر باب / در پیش برید نقل و جلاب

از لطف زبان شکر فشانید / وز سلک سخن گهر فشانید

چون ابر شوید گوهر افشان / چون گل بهمه طرف زرافشان

ترتیب کنید بزم جمشید / با مجمر صبح شمع خورشید

موجود کنید از پے شاه / طشت از فلک آفتابه از ماه

نزدیک شد آن که شه در آید / نظاره به بام و در بر آید

اینک علے بر آمد از نور / آواز رو ار رو آمد از دور

آن کوکب مشتریست یا ماه / یا کوکبهٔ سعادت شاه

شاه آمد و ماه زیر مفتول / چون سرو سهی قبول و مقبول

شاه آمد و ماه در بناگوش / شکر بدهان و گل در آغوش

شاه آمد و شاهیان برابر / گلرنگ شده جهان سراسر

شه را نگرید چشمهٔ نور / اے چشم بد از جمال او دور

یاراں ہمہ ہم رکاب باشاہ | چوں انجمن ستارہ باماہ

یارب بوفائے نیک مرداں | زیں خانہ بلائے بد بگرداں

با او دلِ دوستاں دریں کار | بشگفتہ چو گل میان گلزار

با خاطر جمع اہل ایں سُور | زیں جمع نشان فتنہ با دُور

اقبال چو بخت یارِ شاں باد | شادی و نشاط کار شاں باد

فالے کہ زنند باد مسعود | ختم ہمہ کار باد محمود

ایں فال نکو ہناں بادا | ویں عیش ہزار سال بادا

در تہنیت ولادت

بس خوش خبرے شنید امروز | کز اختر سعد و بخت پیروز

نوگشت سپہر کہنہ در سیر | نو زاد سعادتے دریں دیر

از زادن ایں خلاصۂ عہد | نوگشت نشاط ایں کہن مہد

امروز بوقت بامداداں | زیں مژدہ چہ شد زمانہ شاداں

برداشت زمانہ باصد امید | زریں دُہلے ز جرم خورشید

صبح آمد و کرد گوہر افشاں | از مہر بہر طرف زر افشاں

احسنت زہے لطیفۂ غیب | بخشیدۂ غیب دان بے عیب

خورشید وشے چو ماہ منظور | طفلے و چہ طفل آیتِ نور

اقبال چو بخت دادک او | تائید خدا اتابک او

از دایۂ زہرہ پیشکارہ | وز چنبر چرخ گاہوارہ

گہوارہ نگر چو کلبۂ نور
بند از سر زلف و طرۂ حور

روے بسعادتی حالت
افگندہ جلالے از جلالت

پرداختہ با ہزار اعزاز
بالذت نعیم و اشتک ناز

یارب تو بصد ہزار نازش
عمرے چو زمانہ دہ درازش

کار ہمہ جہانیاں طاق
فرخندہ قدم بر اہلِ آفاق

خود ہست بفضل حق تبارک
بر مادر و بر پدر مبارک

ہر روز دریں سرائے شادی
افزودہ نشاطِ کیقبادی

تا ہست زمین و آسماں ہم
ایں وقف دعاش باد و آل ہم

ہر روز دریں سراچۂ ناز
گردہ در دولت آسماں باز

ہر روز دریں مقام محمود
از کوکب سعد و فال مسعود

ارزانی باد تا بمحشر
ایں شادیٔ صد ہزار دیگر

در شہر شدن شاہزادہ

صبح دولت جمال داد امروز
در مقصود ہا کشاد امروز

مشتری کرد از یمین و یسار
گہر سعد بر زمانہ نثار

آسماں بر سبیل شادی عام
دہل آفتاب برد بہ بام

زہرہ اندر سرود شادی شد
ملک اندر حصار بادی شد

ہیچ دانی کہ ایں نشاط از چیست
ایں ہمہ عیش و عشرت از پے چیست

ہست از روے بہتریں میثاق
شہلی شاہزادۂ آفاق

این فلک قدر آفتاب لقا / خضر خاں ہمچو خضر دیر بقا

نور چشم شہ زمان و زمین / شاہ عالم علاء دنیا و دین

شاہ اقلیم گیر ملک پناہ / خسرو خسرواں محمد شاہ

کنم اکنوں دعائے شہ آغاز / شاہ کشور کشائے بندہ نواز

اے فلک آں چناں کہ میخواہی / بشنو از من حرارۂ شاہی

شد دریں عرصۂ بہشت نشاں / ابر زاب حیات قطرہ فشاں

بخت رامیں بوسے پیشانی / رفتہ کرد از بساز مہمانی

فتح بنگر کہ خادمان سرائے / دست بر دست ایستادہ بہ پائے

چرخ با ہفت قبہ گرداں / یکے از بندگان ایں دوراں

برکشیدہ[1] مغنیاں ہر دم / لحن داؤد در سراچہ جم

شاد باش اے مراتب شاہی / رونقے آں چناں کہ می خواہی

ہر طرف قبہ ہائے خوش منظر / یک جہاں پیل از عماری زر

مرکیانی ز چرخ بردہ گرو / ہر یکے با چہارگان مہ نو

تتق زرنگار ز اوج سپہر / نصب کردہ ورائے کلہ مہر

وقت آں شد ز شہ در آید شاد / تا چنانست شادی شہ باد

اینک اینک رسید موکب شاہ / ماہی از آفتاب کردہ کلاہ

نزل شاہانہ پیش شاہ برید / میوہ در طشت مہر ماہ برید

گوہر افشاں کنید چوں باراں / بر سر شاہ و بر ہمہ یاراں

تخت کسریٰ و کرسی جمشید / عود از صبح و مجمر از خورشید

[1] آواز یکے از چند ساز و چند حلق یکمرتبہ بر آید

تا در آید شہ مبارک فال — شاہ پاک اعتقاد خوب خصال
یارب ایں شادیٔ کہ ہست اکنوں — باد ہر روز ہر زماں افزوں
یارب ایں کام و ناز سلطانی — باد تا روز حشر ارزانی
شاہ در عیش و کامرانی باد — ملک بر شاہ جاودانی باد
جاوداں باد روز دولت شاہ — حسن از ماو حاں ایں درگاہ
ایں گہرہائے ترکہ او سفتہ است — ایں دعاہائے خوش کہ او گفتہ است
نسخہ بر روئے ماہ باید کرد — ختم بر نام شاہ باید کرد
شاہ شاہاں علاء دنیا و دین — خلد اللہ ملکہ آمین

ہم دران معنی

اے سعادت درائے خرم شاد — شاہ مارا بکن مبارک باد
کہ ز فضل خدائے بخشش غیب — وز فتوحات عالم لاریب
عیش آمادہ می شود امروز — عقد شہزادہ می شود امروز
شہ خضر خاں کہ ہست چشمۂ نور — ایں ازاں چشمہ چشم بد بیں دور
اے شہ شش جہات ہفت اقلام — شادیٔ تست شادی اسلام
بعد ازیں ہم بریں طریق نگر — شادیٔ شاہزادگاں دگر

حکایت

شیر مردے چہ خوب گفت امروز — بارے از سگ طریق فقر آموز

سگ کہ بر خاک خوار غلطیدست
پنج خصلت درو پسندیدست

اولیں آنکہ مسکنش نبود
خان و مانے معینش نبود

کنج ادبار باشد ایوانش
ہر کجا شب رود شبستانش

دومیں آنکہ آشکار و نہاں
نان شیرینش کم رسد بجہاں

عمر او چوں کسے نکو نگرد
بیش تو در گرسنگی گزرد

سومیں رسمش آں بود کاغلب
شب بہ بیداریش رود ہمہ شب

ہست گوئی محب زلف ظلام
"عجبًا للمحب کیف ینام"

چارمیں آنکہ وقت شیون و سور
از خداوند خود نباشد دور

خصم اگرچہ براندش از پیش
او بدم لابہ اندر آید پیش

پنجم آں دم کہ رخ بخاک آرد
چیزے از خود ز چیز نگزارد

پوستینی کہ دارد اندر پوست
ایں جہاں واں جہاں برابر اوست

اے حسن خفتہ ماندہ خطر است
سگ نفست ز نفس سگ بتر است

وہ اگر نیست در سرت سرئے
از سگ آموز آدمی گرئے

چوں سگ اندر رہ نیاز ہوئے
با خداوند بے نیاز بگوئے

کاے وظیفہ دہ گرسنہ و سیر
سگ کوئے تو پنجہ برد ز شیر

شیر را حملہ دادہ سگ را تگ
حرمت شیر و حرمت آں سگ

کز در فضل کم فضولم کن
بسگئ درت قبولم کن

گرچہ لایق نہ ام بہ طوق شکار
دولت داغ خود دریغ مدار

ولہ

دلے گم کردہ ام باز از کہ جویم؟ — چہ گویم حال خود پیش کہ گویم؟

نہ از دل آگہم نہ ز دلبر خویش — چہ روز آمد مرا امروز در پیش

رسیدہ سیل درہ کردہ بہ بنیاد — کسے فریاد خواہم نیست فریاد

زما سیمرغ رحمت کیمیا شد — مسلمانان مسلمانی کجا شد

دل من خستہ و از ہجراں بجانم — کہ رہ داد ایں بلاہا را ندانم

ندانم کیں خدنگ از ترکش کیست — تفے کاندر دلت از آتش کیست

چہ کردم تا بدیں روز افتادم — چہ افتاد اینک از خود نیست یادم

دل من کاختر بختش نگوں شد — بپاداش کدایں جرم خوں شد

نہ ہرگز من سوالے کردہ ام بد — نہ من باہیچ نیکے بودہ ام بد

نہ من پروانہ را راندم از نور — نہ من یاری زیارے داشتم دور

نہ من نقشے فرو شستم ز کاخے — نہ من برگے جدا کردم ز شاخے

نہ من آزاد نفسے بندہ کردم — نہ من بر گریۂ کس خندہ کردم

نہ بر بادی طمع کردم ببوئے — نہ بر مورے ستم کردم بموئے

نہ از جام جفا یک جرعہ خوردم — زہر افتادہ افسوس کردم

چہ گفتم ہرچہ گفتم از کم و بیش — ہمہ از خویش دیدم آفت خویش

ندانستم چو قدر وصلت یار — شدم لابد بدیں محنت گرفتار

کسے کش با فراخے اتصالست — بہ ناشکری ایام وصالست

الٰہی ہرچہ رفت از ناپسندم — مگیری کاں ہمہ از خوں فگندم

چو بر جانم در نعمت کشادی — مزیدی کن بدیں نعمت که دادی
می کان یافتم از دست مرداں — ز دُرد ناسپاسی صاف گرداں
حسن را راه بر از فضل گه گه — بخلوت گاه خاص لی مع الله

حکایت

شنیدم کشتئ در موج گاہے — ہمی شد غرقه نے رو و نه راہے
دراں کشتی در اغلب اہل ایماں — یکے گبرو نود نه تن مسلماں
مسلماناں بر آشفتند کایں کار — ہم از ہم صحبتاں آمد پدیدار
چو نور آشنائی ہست بر ما — بلا زیں مرد بیگانست بر ما
بدریا افگنیم ایں گبر را زود — خلاص ما نخواہد جز چنیں بود
چو بشنید ایں سخن آں مرد گمراه — بر آورد از دل نومید خود آه
پس آنگه با مسلماناں چنیں گفت — که خار از راه خود نے خود تواں رفت
گر از تاثیر شومئ یکے گبر — بلا خیزد چه تدبیراست جز صبر
چرا صدق نود نه مومن پاک — اثر نه دہد دریں حال خطرناک
دراںجا پیر دانا بود مردے — رسید اندر دلش زیں حرف دردے
بیاراں گفت بگذارید ایں رائے — بیفشارید در راه رضا پائے
مبیں در جود دست ناکس و کس — دریں جا دستگیرئ خدا بس
دریں بودند کا وازے بر آمد — که اینک روز محنت ہا سر آمد
زغرقاب آمد ایں کشتی بپایاب — علامت را مہیا گشت اسباب

حسن چوں ملک ملک بے نیاز ست | سرانداز ی دریں رہ سرفراز ست
صلاح خود مبین و فسق غیرے | بہر حال از خدا می خواہ خیرے
خداوندا بحال ما نظر کن | دریں ظلمت چراغ فضل بر کن
ز ما خود جز لیمی سے نزاید | تو خود کن کز کریمے تو آید

حکایت در علو ہمت و سخاوت

شنیدم بود گبرے از کریماں | درو نور سخا چوں نور ایماں
زر و سیم و متاع و اسپ و اشتر | جواہر سلک و سلک از لعل و از دُر
بر و خواہندگاں بشتافتندے | عرضہا خواستندے یافتندے
مگر مسکینے از افلاس در ماند | ز شہر خویش سوئے شہر او راند
نشاں پرسید آمد بر سر او | کہ تا وجہے برد از دفتر او
بدو گفتند کو در حرب گاہ ست | از اینجا تا بدو یک میل راہ ست
تو بنشیں کو چہ باز آید زپیکار | بزر دادن ترا چوں زر کند کار
توقف در توقف داد درویش | گرفت آں راہ جولاں گاہ او پیش
بمیداں آمد و ہر سو طلب کرد | جوانی گفت اینک آں جوانمرد
قفا داست آں طرف پہلو دریدہ | چو تو پہلوئے خود بارے ندیدہ
بسے آئین زر بخشش بود است | کنوں آہنگ جان بخشی نمود ست
بہر دنداں خرابش کردہ ساقی | ہنوزش نیم جانی ہست باقی
چو آمد بر سر او مرد محروم | دعائش کرد کردش قصد معلوم

که چندیں ده بامیدے دویدم — چو دیدم از خودت نومید دیدم

سوالے داشتم هنگام آں نیست — دریں هنگامه جز تاراج جاں نیست

چو آں نامه بگوش خسته افتاد — بجبله چشم خوں آلوده بکشاد

درو دید آہے از سینه برآورد — دم مہر از صف کینه برآورد

بگفته بس اشارت کردش از دست — که زیر سر مرا یک سنگکے ہست

بیار آں سنگ و دندانم بروں گیر — زهاب نوش را در موج خوں گیر

مسافر زیں سخن دنداں بلب ماند — وزاں دنداں شکستن در عجب ماند

بگفتش دل ترا بس نیست خسته — دگر دنداں چه میخواہی شکسته

دگر آں مرد دنیا بخش بے دیں — فغانے بر کشید از جاں مسکیں

بگفتا وقتے از جور جهانم — همی جنبید دنداں در دهانم

بدار و چوں نه پیوست ای برادر — مرا دنداں بزر بر بست مادر

در دنداں سر زر رشتهٔ چند — چو جاں کندیده شد دنداں تواں کند

تو زر بستاں گر نامے برآید — ز دنداں منت کامے برآید

دریغ آنگه کشادی لب دعا را — گزیں نه چرخ دنداں خاے مارا

بدرد مرگ دنداں برزمیں بود — چه شاید کرد دنداں قسمت ایں بود

ہزاراں آفریں بر جان پاکے — نیرزد نزد او ملکے بخاکے

سخن در همت است و زرفشانی — حساب کفر و ایماں را تو دانی

اگر فاسق سخاے ورزد اے دوست — حبیب الله طراز دولت اوست

وگر زاهد کند با بخل پیوند — خدایش دشمن و خلق صد چند

بده اے خواجہ ور ندہی باعزاز
بصد خواری جہاں بستانَدت باز

درم داده بدرویش و دعا کرد
خدایت در حریم قدس جا کرد

چو خواب آید عواقب باز دیدن
بمردادی بہشتے را خریدن

حسن جاں بر جوانمرداں فدا کرد
جوانمردی ہمین است اے جوانمرد

چو اہل ہمت مادرد خوانے
بجوبی خواند ازایشاں و استانے

حکایت مغ و مسلمان

بود مسلمانے از اقصائے رے
با مغے اندر رمضان خورد مے

محتسب آمد بصلابت بروں
گفت بریزند ازیں مرد خوں

مغ زمیاں گفت کہ ایں عدل نیست
جانب من روزہ و روزی یکیست

جزیہ وہم تلخ چہ رانی سخن
آنکہ بدین است برو حکم کن

حکم براں شد کہ ز مغ بگذرید
دست سیاست بہ مسلماں برید

دید مسلماں کہ چنیں بے ہُشند
مغ بگزارند و مسلماں کشند

گفت ظریفانہ کہ اے انجمن
علت من شد گر اسلام من

گر پئے اسلام بخواہید کشت
من مغم و مغ بچہ ہفتاد پشت

گرچہ کہ ایں بے ادبی ظرف نیست
بے ادب آنکس کہ دریں حرف نیست

حالی ازاں یک سخن خندہ ناک
گردن او جست ز تیغ ہلاک

محتسب آں جرأت از و عفو کرد
سر بہ چنیں جائے کشد عقل مرد

مرد ہماں بہ کہ در امید و بیم
برکشد از آب حوادث گلیم

رکن دولت گر بخداوند راست
اگر بنظوا ہر خلل افتد رواست

بار خدا یا بخدائی خویش
یک نظرے بر دل صد جائے ریش

عفوکن از بندہ حسن ہر چہ گفت
از ہمہ ہتواں ز تو نتواں نہفت

برمن و بر ہر کہ چو من زیست خام
فضل کن اے فضل تو دریائے عام

ایضاً

مبر ہر سخن تا سپہر بریں
بری پیش سحر آفریں آفریں

نہ سر یافتہ نام معنی نہ بن
لقب چوں نہی ہر سخن را سخن

گہر بایدت برحسن..... نیست
کہ چہ اگر لعل شد لعل نیست

بہ از خندہ روشن نماید ز دُر
چو دریا زند شب ہمہ موج نور

چہ باشد چو طالع شود آفتاب
صدف پارۂ خشک برروئے آب

بیک صنعت طرفہ چندیں مپیچ
کہ در جنب بہزاد ہیچست ہیچ

متضمن حساب میزان

بہ ترتیب ہر حرف سرتا بہ بن
یکے میگزار و دگر جمع کن

بہ میزاں بہ آید دریں شیوہ رفت
زدہ نہ ز نہ ہشت، از ہشت ہفت

بریں تا شود جمع ہر خانہ راست
زیادت چہ می بایدت آن تراست

میزان جہان

زیک سیر تا یک منش بے درنگ
بہ یک بار برکش دریں چارسنگ

بہ میزاں بہ آید دریں وزن رفت | یکے و سہ و نہ دگر نیست ہفت

بستہ حسابی است

از یکے تضعیف کن تا نہ رستم | واں دہ باقی نہ افزوں کن نہ کم
ثبت کن گر از حساب ای سسنہ | بعد نہ چار و چار صد ہشتاد و نہ

در استخراج جمیع حسبت

گر جمع شوند اہل حسبت | تا جمع کنند کل نسبت
آں خوب کہ ضرب ہفتہ فی الحال | در راہ کنند ماہ و سال
گویم بصریح ہفت در سی | سی را بہ دوازدہ چہ ترسی
ور ایں دو سہ بیت بایدت یاد | ایں بیت ہمیشہ بر دلت باد
گفتم کہ تمام نسبت از چیست | گفت از دو ہزار و پانصد بیست

لطیفہ در حساب جمل

دو بیتے از جمل چہ گفت بہ بیں | جفت طاقت طاق جفت بہ بیں
راست گفتم دریں مدارا ندہ | پنج در یازدہ چہ باشد سہ
خود مرا خاطرے ہنر سنج است | پنج در یازدہ ہماں پنج است

ایں چند مثنوی در صفت باب

ایں در کہ بنائے شاد مانیست | باب البرکات آسمانیست

این درہم ازاں صحیفہ باقی
ارباب صلاح را مآبی
این در درے از مزید لاریب
دارالکتب معانی غیب
این در بفتوح بخت مفتوح
سرمایۂ روح راحت روح
این در ہمہ عمر باد معمور
ہر کنج چو پنج گنج مشہور

این نیز دراں معنی

ز دولت ہا رسد گوئی بشارت
چو مردم را شود عزم عمارت
عمارت ہا کہ در آفاق باشد
چناں بہ کز لطافت طاق باشد
اگر خانہ بہ نزہت بوستانست
غرض در وے حضور دوستانست
دل یار از حضور یار جاں یافت
زہے دولت گر این دولت تواں یافت
دگر عزمے پے دولت ہمین است
دلے را شاد کن دولت ہمین است
نکوئی کن بہ ہر راہے کہ پوئی
نکوئی را چہ آید جز نکوئی
جہاں بیں گر جہانے یادگار است
ہنوزش بیقراری برقرار است
جہاں زا چوں وفائے نیست حاصل
مبند ید از جہانِ بے وفا دل
کریمانے کہ از ما پیش راندند
کرم را یادگار خویش ماندند
نگر خود تا چہ ماندست اندر ایام
ازاں نام آوراں رفتہ بجز نام
عزیزے کیں نصایح را کند گوش
مراد ہر دو کون آرد در آغوش
نکو روشن ضمیرے کز دل پاک
صفا ورزد دریں معمورۂ خاک
قوی مقبل کسے کز بُرد باری
ضعیفے را تواند کرد یاری

زجامِ جود آرد دہر را مست
بخلق نیک گیرد خلق را دست

چو در نیک و بد عالم بہ بیند
بدی بگزارد و نیکی گزیند

ز نیکی گل بر آید وز بدی گرد
ہر آنکو ایں بداند او بود مرد

ز آزار دل مردم بہ پرہیز
دلا بازار رعنائی مکن تیز

مگو بر روئے حاجت خواہ سردے
منہ بر جان حاجت مند دردے

بر آور حاجت محتاج پیوست
دراں درگہ ترا ہم حاجتے ہست

ترا گر صدق رغبت ہست دُر بند
تمامست ایں کہ خواندی نکتہ چند

ہمیشہ ایں بنا معمور بادا
درا و از شمع دولت نور بادا

برفعت راست چوں کاشانۂ ماہ
ہمیشہ راستاں را اندر او راہ

سعادت بخش یارب راستاں را
خصوصاً صاحب ایں آستاں را

ایں نیز در آں معنی

علم بیروں براز میدان ہستی
بروں آ از خودی و خود پرستی

طلب کن صحبت بیدار بختے
دل صاحب دلاں دریاب لختے

خدا را شو خلاف از ہر دو عالم
ازاں عالم بزن گر میزنی دم

بخدمت کوش گر ہستت میسر
بپا بوسی تواں شد بر سراں سر

تواضع کن براں رفعت تواں یافت
ہر آنکس ایں عمل ورزید آں یافت

اساس کار خود بر مردمی نہ
دریں دنیائے نامردم ہمیں بہ

طریق مردمی در مرد معنی است
کہ مردم نیست آں کش مردمی نیست

ترا خود آن نکوئی در جہاں بس — کہ یک نیکی تو یاد آورد کس
دلت آں بہ کہ در نیکی گراید — کہ از نیکیت ہرگز بد نیاید
خصوصاً آں کسے آید بر تو — کشادے چشم دارد از در تو
غنیمت دار دیدار قرینان — بطبع خوش نشیں باہم نشینان
چو نزدیک تو آید میہمانے — نخست از خوے خوش پیش آر خوانے
چہ بہ کاسباب مہماناں بسازی — کہ دولت ہاست در مہماں نوازی
کرم کردن زرافشانیست زہیچ — کرم کن کز تو آں آید دگر ہیچ
سخاوت ورز و از طبع گرامی — برآور نامے اندر نیک نامی
خدایت ایں مقام آباد داراد — دلت را در مقام شاد داراد

ایں نیز در آں معنی

زہے پرداختہ چوں کاردانان — چنیں راحت سرایے میہمانان
بدولت خوش نشیں اینجا و خوش باش — کہ دلداری خطاپوش و عطاپاش
نکو دانی کہ ایں گردندہ گردوں — چہ بازی ہا کشد از پردہ بیروں
ستارہ مہربانی چوں رہا کرد — جہاں ہم با جہانداراں جفا کرد
ہماں بہ کز بزرگی نام خواہی — بنام ہر بزرگی جام خواہی
بہ مجلس شاد بنشینی و پرنور — چو گردوں عیش را گرداں کنی دور
قدح کوری دشمن می ستانی — دہی مر دوستاں را دوستگانی
بماں پیوستہ خرم تا قیامت — تو و پیوستگان تو سلامت

در دولت کشادہ خصم در بند — بیابی ہرچہ خواہی از خداوند

دیگر

زہے خرم بنائے دولت آباد — کہ ہم برپائے دولت یافت بنیاد
فلک کردار عالی بارگاہے — ستارہ کیست اینجا بار خواہے
مروح منظرے فرخ مقامے — در استحکام و زیبائی تمامے
عطارد دید سقفے آسماں گیر — چہ گفتہ کاش اینجا بودمے تیر
بگونہ گونہ نقش روح پرورد — ہمیشہ با ارم قلب دژم کرد
سعادت ہاست روئے رخ نہاد — جہاں بروے در دولت کشادہ
چو ایوان قمر از روشنائی — چو دوران فلک در دیر پائی
ظرافت بخش اوقات قریباں — مقام ہمدمان و ہم نشیناں
ہمہ نورست از نزدیک و از دور — حضور دوستاں نور علیٰ نور
چہ خوشتر زانچہ اینجا خوش نشینیم — زمانے روئے یک دیگر بہ بینیم
حضور دوستاں فتح مبین است — سر جملہ غنیمت ہا ہمین است
خداوندا زمین ایں مکاں را — بدہ قدرے کہ دادی آسماں را
مبارک فال کن بر یار و بر دوست — خصوصاً بر کسے کو بانی اوست

ایں عشق نامہ است توحید باری عزوجل

دلا تا چند ایں آسایش خاک — بیا کی یاد کن از حضرت پاک
خدا را یاد کن تا شادمانی — درش را بندہ شوکا زادمانی

خدائے بے نیاز از رنگ و از بو ہمہ او را طلب گار اے ہمہ او

اگر خشم آورد کونین خاکست چو رحم آرد زنا پاکی چہ باکست

بلے خورشید فضلش چوں دہد تاب گناہ آنجا چہ گویم چیست سیماب

خداوندا کریما دستگیرا گنہ بخشا پشیمانی پذیرا

توئی روزی رساں از روز تا شب تو داری رایت ہر یک مرتب

تو اندازہ نہی ہر پایۂ را تو بخشی مایہ ہر بے مایۂ را

محمد را تو دادی تاج لولاک کہ شد کیخسرو تخت افلاک

شب افروزی کہ طاہا داشت از نور ز خوان والضحیٰ ہم چاشت از نور

بدو دادی کلید خانۂ دیں درود اندر ہما از سین یاسین

کہ آرد کو رساند جز تو داور بروح او سلام روح پرور

درود ما بہ زلف مشکبارش بہ یاراں ہم خصوصاً چار یارش

جز او اُتق کہ ایں حاجت برآری مرا در سلک ایں دولت درآری

دل از تو ہر چہ حاجت خواست آں یافت چو تو حاجت روائے کے تواں یافت

کیا ہے بردہ از تو بوے طیبے ہمہ کس را ز گنج تو نصیبے

ز دل بیدار سر گنجے کشادی بہر سر سرے از حکمت نہادی

حسن را طبع بخشیدی و تمیز سخن دادی و عشقے بر سخن نیز

سخن کز عشق خیزد مایہ دارست جہاں عشقست و دیگر خاک و خوارست

سبب نظم کردن قصہ

مرا ہم داستاں شد دوستے دوش سخن میغز باشش حلقہ در گوش

چو گل رو تازه چوں سوسن زباں تر   میان جمع چوں شمعے زبان ور

حکایت کرد از عشق جوانے   که در هر کالبد نور بخت جانے

حدیث عشق خود جاں می نوازد   نیازد عشق هر کو جاں نبازد

شراب عشق از هر نیشکر نیست   نه بینی درد او بے درد سر نیست

نهالے کاں ز جوئے عشق نم یافت   درخت سدره با هم خود قدم یافت

گلے کورا نسیم عشق وادند   بهار غیب در جنبش نهادند

عجب راهیست راه عشق بازی   چه بے سازی اگر با وے نسازی

غرض را باشم اکنوں زیں مثل چند   در مقصود باید زد جدل چند

مرا تقریر آں مرد خوش آزاد   به نظم ایں حکایت رغبتے داد

حدیث خوش مقام خوش گزیند   چو از دل خیزد اندر جاں نشیند

حسن گوش تو بر گفتار نغز بست   سماع نغز نیرو بخش مغز ست

چو بزم عشق را ترتیب دادی   ازیں ترتیب بر خوردار بادی

بیا مطرب سماع گرم در ده   ز صوت جاں فزا جاں را خبر ده

به رقص آرایں دل پر درد مارا   بجنباں طبع غم پرورد مارا

بیا اے شعر خواں شعرے فرو خواں   بساط عشق را بیذق فروزاں

چه داری از غزلهاے حسن یاد   همان خواں کت همان فرمود استاد

بیا ساقی بیار آں چشمهٔ نور   بدار ایں چشم را از چشم بد دور

که آں چشمه ز جوئے آشنائیست   صفایش چشم و جاں را روشنائیست

دعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

دو عالم رایکے حرزلیست اعظم / دعائے حضرت شاہ معظم

شہنشاہ جہاں گیر وجہاں بخش / یگانہ جاں ستان در مہر جاں بخش

علاء الدین والدنیا کہ افلاک / ہمی بوسند بر درگاہ او خاک

محمد نام اسکندر خطابے / درش اسلام را حسن المآبے

صلاح تخت دہلی بیں کہ بروے / چناں شاہ مبارک می نہد پے

بقائے تخت گیتی بیں کہ ناگاہ / جہاں بخشے چناں بروے بود شاہ

جہاں جان خود آں شب پیش کش کرد / کہ در وے جان سلطاں جائے خوش کرد

فلک روئے خود آندم بر زمیں یافت / کہ آں خورشید بر روئے زمیں تافت

بنام ایزد مبارک بادشاہے / جہاں را در جہاں گیری پناہے

چو روز رزم تیغ کیں برآرد / سر آں سیل کوہ افگن کہ دارد

زماہ نو کماں بیسنی بہ پشتش / عطارد کمتریں تیرے بشستش

ہراسے در دل زہرہ گزشتہ / زباں چوں زخمہ چوب خشک گشتہ

شہ چارم زرہ پوشید از میغ / شجاع تیغ زن لرزاں تر از تیغ

شہ برجیس برخود مدح خوانے / زحل ہم جان خود را پاسبانے

چو گفتم نکتۂ از رزم گاہش / کنوں بشنو صفاتِ بزم گاہش

خجستہ مجلس چوں باغ آدم / رواں خوں خضر در وے دمادم

درآں مجلس کف دریا عطا جوئے / زحل از لولیاں ہندوی گوئے

بخدمت مشتری از خانۂ خویش
گہے ماہی کشد خود گہ کماں پیش

ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام
نہادہ خنجر و برداشتہ جام

فلک کردہ دف خورشید را گرم
سرود زہرہ گاہے تیز و گہ نرم

عطارد تیرئے از مہر رزمش
کمینہ تیرے از ایوان بزمش

مہِ نو جرعہ دان مجلس اوست
نمی گنجد بدیں تشبیہ در پوست

حسن بنیاد صنعت نو نہادی
بہر صنعت سخن را داد دادی

چو جام عیش پیشت میکشد بخت
بعشرت خانۂ مقصود کش رخت

بیا مطرب طریق باز نو ساز
کہ ہم آوازہ داری و ہم آواز

بیاد خسرو کش نیست ثانی
نوائے کن نوائے خسروانی

بیا اے شعر خوان مدحت شاہ
کہ بنوشتش عطارد بر رخ ماہ

بخواں تا اہل مجلس شاد گردند
حریفان خراب آباد گردند

بیا ساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز
چو مے دادی بدہ نقل از لبم نیز

کمیں نوشے کہ من از جام بر جوش
کنم بر یاد شاہے نامور نوش

آغاز قصہ

شنیدم والئے در عہد شاہے
عمارت کرد در ناگور جاہے

فلک با سخت بنیادی او سست
تکلف ہا ہمہ موزون او جست

سوادش چوں خطِ معشوق دلکش
در و آبے چو اشک عاشقاں وش

زنان سیم سیمائے سمن ساق
نہ چوں مہ بل چو خورشید از بتاں طاق

همه ساله بران چاه آمدندے / خرد آشوب دلخواه آمدندے
چو آب از چاه بیروں برکشیدند / چو سروے سوے خانه می چمیدند
جوانے کاں گروه آنکش دید / دو چشم از آب رفتن چشمه وش دید
رسیدندے غریبان هوسناک / نهاده چشم بر سر چشمه خاک
بتاں یک یک چو یوسف بر سر چاه / زده چندیں دل یعقوب را راه
فلک آں چاه آں یوسف چو دیدے / بدلو خور رسن ها درکشیدے
گرفته دلو را سیاره در چنگ / به جست جوئے یوسف کرده آهنگ
حسن افسانه را باش این چه راز است / نه دانی قصه یوسف دراز است

عاشق شدن جوانے بر یکے از خوباں

همانا نوخطے بود از دبیران / جوانے زنده دل مقبول پیران
زحل در پیش او چوں پیشکارے / میان اهل هندش اعتبارے
ازاں سو طوف میکرد است یک روز / که دل بردش دلارام دل افروز
در آمد چوں بگرد چشمها حوت / بسوئے آں چه هاروت چه ماروت
ستاده دید جادو دخترے چست / که از وے خون از وے آب می جست
بت هندو نسب چوں ترک خوں ریز / بلب شکر به غمزه شورش انگیز
به یک رشته که اندر چه فرو کرد / طناب عاشقی در حلق او کرد
به یک دلوے که برد از چاه بیروں / کشید از جوئے چشمش دلو ها خوں
جواں آهے برآورد از دل تنگ / چناں کاتش بروں زد از دل سنگ

نگار سنگدل در تنگدل دید | یکے سرگشته را پا بگل دید

غریبے دید گشته شهربندے | ز زلف خود گرفتار کمندے

بجو د نزدیک شد هر سو نظر کرد | هراسے در دل پاکش گزر کرد

خطرهائے ملامت را خبر داشت | بزودی زاں خطرگه گام برداشت

بماند آں زخم خورده بر سر چاه | چو ماهی می طپید از رفتن ماه

همه روز از غم آں ماه تا شب | ز دیده بر زمیں می ریخت کوکب

چو شب شد با ستاره راز می گفت | غم مه با ستاره باز می گفت

چو رایات سحرگه سر بر آورد | جبش را شاه چیں از پا در آورد

رسید آں شمس خوبانِ ختن باز | جبش در چین زلف او فتن باز

جوانے بیدل از دیدار آں حور | دگر ره زنده شد چوں شمعے از نور

دراو دیده به سجده سر فرو کرد | نمازِ عاشقاں آں بود کو کرد

دراں سجده دعائے خواند بر دوست | دعا در سجده گه خواندن چه نیکوست

پس آنگه بر زد از سینه خروشے | که اے در جانِ من افگنده جوشے

مرا کشتی نگوئی مذهبت چیست | چنیں بیچاره کشتن مذهب کیست

مرا دیدی که بیخود چوں فتادم | ز دستِ دل بموج خوں فتادم

بجوں در آشنا کردی تو بارے | گذشتی از سرم بیگانه وارے

چه دلداری چه دلداری تو اے ماه | چه خون خلق می ریزی دریں چاه

چه ریزی خون مسکیناں بافسوں | ازیں چه آب خواهی خورد یا خوں

بدیں چه خوں چه می ریزی بریں سال | چو خونریزی دیگر در زنخداں

یکے چاہے بکن نامش بنہ کور — میرسی کاب وے شیر نیست یا شور

مرا آنجا بدست خود در افگن — چو از خاکم بمن خاکے در افگن

زیارت خانہ کن آں خوابگہ را — چو جوئے خضر آسازاں بپیرچہ را

چہ میگویم ترا با من چہ کارست — گہر با خاک نام ابزد کہ عارست

نخواہی برد نامم اے دلارام — مرا در زندگی و مردگی نام

گرفتم کز مزاج نازنینت — بداں ارزم کہ باشم ہم نشینت

نمی گوئی سخن جاناں نسب چیست — قدے چوں نخل بر نخل رطب چیست

زہر دم مردماں دم ساز گیرند — سخن از دیو مردم باز گیرند

نہ من دیوے نہ دیوے می پرستم — اگر دیوانہ ام خواہم کہ ہستم

سخن کوتہ کنم آخر سلامے — ازاں لعل شکر بیما پیامے

پیامے گر فرستی نام یابم — دریں آشفتگی آرام یابم

بجنباں طرۂ چوں زلف شمشاد — مگر بوئے بہ تحفہ آورد باد

برآور دستے از عاشق نوازی — بکن بیچارۂ را چارہ سازی

بسے زیں گونہ بروے داستاں خواند — برافسوں گر فسانہ کے تواں خواند

بتے عاشق فریبے رائگاں کش — کہ بر داز آدمی صبرے پری وش

زچنداں نقش کاں صاحب نظر بست — نظر نہ داخت کاں جانب کسے ہست

رواں شد چوں مہے در منزل خویش — جراحت تازہ کردہ بر دل ریش

جوان مست کار از دست رفتہ — دلش بر یار و یار از دست رفتہ

ہمانجا سر نہادہ زار بگریست — بجز گریہ سبیل عاشقاں چیست

بیا مطرب کہ گریاں شد صراحی
تو خنداں کن دراں صوت صباحی

سرم را از سرودے افسرے بخش
ز زنجیرے کہ داری گوہرے بخش

بیا اے شعر خواں آہنگ ہشدار
چو چنگی زخمہائے چنگ ہشدار

ہمانجا گر فرو آرد تو برگیر
سماع نغز دیدی نغز تر گیر

بیا ساقی مے جوشیدہ پیش آر
عروس تاک را پوشیدہ پیش آر

گر با او بر آرم خلوتے خوش
غمے بیروں کنم زیں جان غم کش

زاری کردن عاشق در نظرِ معشوق

چو دیگر روز ایں دولابۂ بید
کشید از چاہ مشرق دلوِ خورشید

چو خورشیدے کہ جوید در حمل راہ
ببرج دلو طالع گشت آں ماہ

رسیدہ گرد گردش دخترے چند
چو گرد ماہ روشن اخترے چند

نکو روئے میان نیک ناماں
ہمی آمد چو سروے نو خراماں

چو سروے از ہمہ آلائش آزاد
بروکس نازدہ آسیب جز باد

دو چشمش چوں دو ترک تیر در شست
دو طرہ چوں دو ہندو تیغ در دست

گرہ بستہ بر ابروئے کمانش
بنزع افگندہ عاشق را کماں وش

رخے چوں مہ نگویم کافتابے
ازو در ہر دلے تاریک تابے

لبے دادہ بہ صاحب دولتاں رنگ
دہن چوں روزیٔ محنت کشاں تنگ

چو آمد سوئے جان چشمۂ نور
بریں شکلے کہ گفتم چشم بد دور

جوانِ دل شدہ از جائے برجست
زد اندر دامنِ دلدار خود دست

بنالید از غمش نالیدن زار | چو از جان دست شسته شخص بیمار
پس از صد ناله گفت ای من غلامت | سر نام تو گردم چیست نامت
چه نامی از کدامی آسمانی | که آن شب گرد ناقص را نمانی
چه کبکی از کدامین کوهساری | که چون رفتار خوش گفتار داری
بهشتت یا همه حوران غلامست | اگر حوری بهشت تو کدامست
فدایت هستی من هر چه هستی | چه بود است آنکه دل بردی و بستی
نه صلحی عرض کردی و نه جنگم | نه نامم باز پرسیدی نه ننگم
سرت گشتم نپرسیدی غرض چیست | زدی سنگم نگفتی کین سگ کیست
نمی شاید در انصاف بستن | بدین بی التفاتی بر شکستن
رها کردی مرا در خون و در خاک | نه از من شرمت و نه از خدا باک
شکاری وار بر خونم زدی رای | بکشتی و رها کردیم بر جای
مرا بردار کافتادم بخواری | که بردارد اگر تو بر نداری
شبی طالع نگشتی بر من ای ماه | نه دانم بر چه طالع زاده ام آه
نه از خانه خبر دارم نه از خویش | ز محنت مایه دار از صبر درویش
رهی گم کرده در صحرای اندوه | نه در صحراست آرامم نه در کوه
قرار سینه ام صحرا گرفته | غمی چون کوه در دل جا گرفته
باندک جنبش زلفت چو زنجیر | بمجنونی سمر گشتم چه تدبیر
منم مجنون مطیع لیلی خویش | اگر لیلی توی مجنون مکن بیش
چه دل بستی درین جان دادن من | چه خواهد خواست از افتادن من

غریبی کشته گیر و خاک گشته ‏— خطے از روئے لوح پاک گشته

برافگن پردهٔ باز از رُخ خوب ‏— چه داری ماه را در میغ محجوب

خهے پوشیده ماه از ترس مادر ‏— یکے خوں ریز خالے زیر چادر

مرا خال تو میدارد دریں حال ‏— تو از مادر همی ترسی من از خال

اگر صد سال با تو راز گویم ‏— ملامت ها رسد از تو برویم

دلت زاں گفت و گو آزاد باشد ‏— مرا نیز آں ملامت یاد باشد

نه دریا را بود از هیچ سگ باک ‏— نه سگ از هیچ دریائے شود پاک

برآورند پیش از ما شمارے ‏— بقسمت در ازل رفتست کارے

بتو خرما سپردند و بمن خار ‏— ترا مهره بدست آمد مرا مار

کسے کاں روئے آتشناک افروخت ‏— تواند صد چو من خاشاک را سوخت

توانی از پس صد زخم کاری ‏— که کار ناتوانے را برآری

یکے رخش رعایت گرم گرداں ‏— دل سنگ سست بختے نرم گرداں

امیدم تازه کن مانند رویت ‏— دلم را چند پیچانی چو مویت

بپیچاں چوں دل نامهٔ دل ریش ‏— یکے از دفتر فردا بیندیش

عملها را جزائے هست آخر ‏— مکن چندیں خدائے هست آخر

بگفت اوفتاد پس از پائے چوں مست ‏— دل و دلدار هر دو رفت از دست

براں بے دستگه کز پا در افتاد ‏— همه نظارگی را گریه بگشاد

برآمد هائے هائے از چپ و راست ‏— ازیں سو ناله زاں سو نعره ها خاست

بتان آبکش را دیده پر آب ‏— جگر پر تاب و جاں را رشته بر تاب

همه جانسوز دل و ساز گشتند | بصد حسرت از آنجا باز گشتند
شکر لب آں سماع خوشتر از نوش | ازاں گوشه نشیں چوں کرد در گوش
زنازے کاں بود در نازنیناں | نه دروے دید نے در ہم نشیناں
رواں شد درج لولو مهره کرده | شکر در بند و مه در زهره کرده
دگر خوباں همه تا خانه با او | پری می شد دل دیوانه با او
فلک هر روز ایں صنعت ہمی ساخت | بد و نیک از پئے نظاره می باخت
شد ایں قصه میان شهر مشهور | که پروانه سرے در باخت با نور
بوقت صبح کیں دریائے اخضر | کشادے چشمه خورشید از سر
شدے طالع برسم خویش ناگاه | چو ماه نخشب آں مه بر سر چاه
غریب خانماں کرده فراموش | برآوردے دگر بار از جگر جوش
ہماں شور و شغف آغاز کردے | ہماں سوز گزشته ساز کردے
جگر می خوردے و می کوفتے دل | زمیں می کندے و می بیختے گل
ازیں دیوانه شکلے دیو دیده | نه شبها خفته نے روز آرمیده
دو چشمش باز مانده در رخ یار | زبانِ کامگارش بر سرِ کار
نظاره مرد ماں از ہر قبیله | چو راز از پرده پیدا شد چه حیله
بحیله عشق نتواں داشت مستور | میان سایه پنهاں کے بود نور
حسن را نیز عشقے بود در سر | که کرد ایں حرف را برروئے دفتر
بیا مطرب ز بربط حال برپرس | ز دفترها مرا آں یک ورق بس
ہماں بازو که دروے ہست کل خاست | بیک جنبش آں مفاصل میشود راست

بیا اے شعرخواں بکشا سفینه — دُرے درگوش ما کن زاں خزینه
فرو ریز انچه نزدت هست معلوم — در منثور یا لولوے منظوم
بیا ساقی بیار آں کان یاقوت — که جاں را قوتست و چشم را قوت
بمن ده تا بداں یاقوت حمرا — بگردانم وفائے درد و غم را

آمدن جماعتے از برهمنان و پند دادن مر عاشق را

کسے کز عاشقی بربست بارے — نصائح را ندارد اعتبارے
نه چندی فال نے تقویم خواند — بدو نیک از نگار خویش داند
بود فالش جمال فرخ یار — شب نیکش سر گیسوے دلدار
غریبے بے دل از جاں سیر گشته — ره غم را بصد محنت نوشته
نظر میکرد روزے از سر چاه — از اهل خویش قومے دید ناگاه
برهمن اصل افسوں خواں سے چند — کشاده از در هر دانشے پند
در ایشاں بود کار آگاه پیرے — رسانیده بهر پرخاش تیرے
وقوفش بر مزاج چرخ و اختر — در انگشتش حساب هفت دفتر
شد آهسته به پیش خسته بنشست — سخن را از عبارت کلها بست
نصیحت هائے پیرانه فرو ریخت — غبار غم ز صحن دل فرو ریخت
رطب را از شکر خائی خجل کرد — پس آنگه رخ بداں شوریده دل کرد
که اے غافل ز شمشیر زمانه — خبر داری ز خونریزش یا نه
جهاں تیغے بکف در ترک تازی — تو در بازی بهانه عشق بازی

مکن بازی بعقل خویش باز آئے
اگر کردی بران دیگر میفزائے

جوانی تیز طبعی ہوشداری
مدہ از کف زمام ہوشیاری

ورای عقل سررا افسرے نیست
سعادت بخش زو تر اخترے نیست

چرا باید کہ آں گنجینۂ پاک
شود از دست چوں تو گوہرے خاک

مزن در شیوۂ صفرائیاں دست
مشو از بادۂ سودائیاں مست

دریں میخانہ مستی نا صوابست
نہ آخر آخر مستی خرابست

مکن کیں کار تو روئے ندارد
گل پندار تو بوئے ندارد

ہماں یارے کہ او را دوست داری
نہ در روے دوستی بینیم نہ یاری

نہ فرمان تو وقتے کار بندد
نہ در روئے تو روزے باز خندد

دریں مدت کہ جانِ تو بسفتہ است
شنیدم یک سخن با تو نگفتہ است

چنیں بت را چرا تو می پرستی
ازیں صورت نظر بردار رستی

چو بشنید آں جواں ایں پند از پیر
نفیر انگیخت چوں مرغان شبگیر

بنالید از دلِ نالاں چوں چنگ
وراں نالش گری بر داشت آہنگ

کہ آہ اے ناصحاں اے پند گویاں
ز مجنون فساد اصلاح جویاں

چہ چندی سرزنش کردن ز مستی
نہ مستم از شراب خود پرستی

مرا میگوں لبے کر دست سرمست
ہمو بنیاد صبرم پست کردست

من ایں مستی نہ از ہر جام دارم
ز چشم آہوانش وام دارم

ازاں آہو کہ چشم شیر دارد
بہر یک غمزہ صد شمشیر دارد

چناں شمشیرہا دیدم بخوں تیز
چہ ترسانیدم از شمشیر خوں ریز

من وجانے بہ بند عشق بندی　　چہ خوانیدم بصد رہ ہوشمندی
شما دانید واوج عزت وجاه　　مرا با من گزارید اندریں چاه
مرا گر روز من مسعود بودے　　براں بندے کہ دارم عود بودے
تو اے فرزانہ پیر مصلحت بیں　　غم دنیا کہ خواہی خورد یا دیں
سرم را راست خواہی کرد یا پائے　　خرد را ہوش یا تدبیر یا رائے
من ایں آشفتگی تنہا ندارم　　نحوست ہاست اندر روزگارم
مرنج از گردن اشتر کہ کژ خاست　　کدامی جائے می بینی درو راست
مرا کاریست افتادہ خدائی　　تو بے حاجت مکن کار آزمائی
دگر بارہ حکیم خوب تشبیب　　سخن را نوع دیگر داد ترکیب
ملامت کرد لیکن راحت آمیز　　غمے آوردش اما شادی انگیز
بدو گفت اے جواں آہستہ تر باش　　ز دور آسماں صاحب خبر باش
ترا گرچہ موافق نیست پندم　　ولے بپذیر ہر نقشے کہ بندم
اگرچہ داروئے من تلخ ناکست　　بہ صحت چاشنی دادن چہ باکست ؟
حذر کن چند روزے از خطرہا　　کہ شاخ بخت خواہد داد برہا
سعادتہا برآرد آں بر تو　　شمارے کردہ ام در اختر تو
ازاں روزے کہ زادی تا بامروز　　بدیدم از ضمیر حکمت اندوز
بشد دور تعب زیں پس طربہاست　　غم و شادئ عالم را سبب ہاست
ہم اکنوں مشتری آید فلاں جائے　　ہم آنجا زہرہ باد عشرت افزائے
ورا خاطر ز طالع ہیں برآشفت　　درآں آشفتگی ایں حرف میگفت

که با من از ستاره کمترک جو
که آگاهیم از آگاهی تو

چه دانند اختران دورِ عالم
نگیں را هم چه علم از دور خاتم

بگویم سعد و نحس آسمان باز
بنقش کعبتیں می ماند ایں راز

نه شش داند که آمد نام من شش
تو خواهی خوش بیار و خواه ناخوش

نه خود را و پنج میداند که پنجم
بدیں منوال می دان نقش انجم

نه کیوان سر خود داند کم و بیش
نه برجیس آگه از خیریت خویش

ازیں ها باز برتر کار رانیست
که بر هر کارخانه کار رانیست

تو اے افسانه خوانِ داستان گوے
نداری از گل ایں باغ ها بوے

چه کردی گرد علمی کاں ندانی
حروف کاں نخواند ستی چه خوانی

چه حاجت بحث از خورشید و از ماه
بیا بختے فرو شو اندریں چاه

چو آب از روے ظاهر بے گناهست
همه ساله چرا موقوف چاهست

دگر آب از گناهے ماند در بند
رسن در گردن چنبر که افگند

گنه کار ایں و حلق او رسن یاب
بر و بستر چو شاگرد رسن تاب

ازیں دیوانگاں نکتهٔ چند
چو در جمع آں گوش اندر افگند

چو دیدند آں رسن بنداں آں حرف
ز دیگر روز نامه می شود صرف

همه یکباره راحت ساز گشتند
سرافگنده از آنجا باز گشتند

حسن عاشق ز انجم هر چه پرسد
زماهِ خویش پرسد هر چه پرسد

چو اهل عشق بر تقویم خندند
که در روے احسن تقویم بندند

بیا مطرب چو طبع زهره داری
مکن در دور مجلس هرزه کاری

ندیم است و توئی ساقیست مارا — سعادتہاست زین تنگیست مارا

بیا اے شعرخواں با شعر خورسند — تو طالع بیں نہ از شعریت پرسند

چو من حرفے بخواں زین تختہ خاک — کہ از غم تختۂ دل را کنی پاک

بیا مطرب طرب را وقت دریاب — منم خورشید کش ساقی سطرلاب

مرا با وقت و با ساعت چہ کار است — چو می آید ہمہ وقت اختیار است

خبر یافتن شحنہ از عشق و بند نہادن

چو عشق بیدلے با دلستانے — شد اندر شہر یارے داستانے

زن و مرد از حدیث آں زن و مرد — بہر جائے کہ بیشد قصہ میکرد

اگر مردے ز نزدیکان آں زن — شدہ تیرہ ز طعن دوست دشمن

بہ پیش شحنہ آمد خاک بر سر — کہ ریزم خون خود با خاک ایں در

بدہ دادے کہ بیدادی بسے رفت — ہمہ آب کساں از ناکسی رفت

جوانے نام ما را خاک کردست — دل از شرمے کہ باید پاک کردست

ز نخلستان ما گشتہ رطب جوئے — کز اں نے رنگ خواہد یافت نے بوئے

پس آنگہ کرد از آں سرگرہ باز — بہ پیش شحنہ از انجام و آغاز

بد و نیکے کہ پیش شحنہ بودند — بر آں دعویش اشہادی نمودند

بخواندش شحنہ زنجیرے در و بست — بدگیر بند پایش کرد و ہم دست

اسیرے بند محنت ہا کشیدہ — ہمہ زنجیر صبر از خود بریدہ

بہ بندش در کشید آں چرخ قتال — ہمی گفت از سر حالت در آں حال

کہ اے چرخ کماں پشت کمیں ساز — مبر انداز جوانمرداں سر انداز
گرت بد کردہ ام با من بدی کن — وگر کیں میکنی با خود خودی کن
پسندد ہیچکس با ذرہ زور — بزیر پائے پیل انداختن مور
مگس را سوختن ہر چار سو پر — ملخ را در سیاست خار در سر
چنیں عاجز کشی تا چند کردن — چو من ناچیز را در بند کردن
دو دستم بر فلک از شورش بخت — دو بند آہنی در پائے ہا سخت
کجا رفت آنکہ می دید اختر من — سعادت کردہ نقش دفتر من
نہ زہرہ دیدم و نے مشتری را — ببد روزاں چہ جا نیک اختری را
ہمیں با ایں دو عقدہ بایدم زیست — ندانم راس کہ یا خو ذنب کیست
ہمیں نالید روز و شب بریں حال — بماند آں بند بر وے تا بہ یک سال

خلاص یافتن عاشق از بند

چو نو شد سال سلطان السلاطین — مغیث الحق غیاث دنیا و دیں
بہ تخت ملک دہلی پادشا شد — بسے محتاج را حاجت روا شد
اشارت داد آں گیتی خداوند — کہ بردارید از ہر بندیے بند
چہ در شہر و چہ در اطراف آفاق — ہمہ محبوس را فرمودہ اطلاق
چو ایں حکم آمد از دہلی بنا گور — بحکم ایں اشارت شحنہ بر فور
بیامد بند از آں بیچارہ برداشت — زکاہ خشک کہ خارہ برداشت
چو دیوانہ بروں آمد ز زنجیر — رواں شد چو آں دامے جستہ نخچیر

چو تشنه کو سبوئے چه خرامد　　پس از سالے بچاه خود برآمد
همانجا دید سرو سیم تن را　　بت شکرلب و شیریں دهن را
همی گفت آب در دیده که ای ماه　　نبودم قانع از عشقت بدیں جاه
قضا بر جاه من بندے برافزود　　غم ایں جائے و ایں بندے کرا بود
دریں بندم نه پرسیدی تو یک روز　　غلط گردم ترا کے باشد ایں سوز
دریں بند ار گسستے بند بندم　　نبودے ایں تمنا سودمندم
ندانم گر چه سنگ آمد دل تو　　کدامیں آب تر کرد آں رگ گل تو
که نے زاں سنگ امید گوهرم شد　　نه زاں آب آتش دل کمترم شد
شبم تاریک و روز تیره چندیں　　چه جانے میکنم برخیره چندیں
چو هرگز دل نخواهی بست با من　　چه در خوں میکشم پیش تو دامن
برآنم کافگنم خود را دریں چاه　　تو از من وارهی من از خود ای ماه
چو ایں گفت و گرفتندش چپ و راست　　نمودندش که ایں ره راست سوداست
صبوری کن صبوری روز کے چند　　منال از بندها دل در خدا بند
گره از کار هر یک او کشاید　　کشاید از تو هم چوں وقت آید
غمت بسیار شد امید شادی ست　　چنیں امید ملک کیقبادی است
نظیرے چند ازیں ساں یاد کردند　　بدیں لابه دلش را شاد کردند
دل عاشق بلابه کے شود نرم　　تنور از برف و باراں کے شود گرم
حسن تا روئے یار خود نه بیند　　سر و سامان کار خود نه بیند
بیا مطرب ربابے را بکف کن　　طرب را حلقه در گوش دف کن

به نی زن گو که ای همرنگ همراز | بدسازی دمی با همدمان ساز
بیا ای شعر خوان شعری که خواندی | نگه بود آن که بر مستان فشاندی
گلستان دگر را باز کن در | دگر ره تازه گردان مجلس از سر
بیا ساقی به یاران جام جان بخش | بجان در مانده دلها را امان بخش
بمن ده تا غمی از دل برآرم | وزو جان نو اندر تن درآرم

نرم شدن دل معشوق و سخن گفتن با عاشق و وعده دادن بوصال

چنین گویند دانایان این دیر | که چون یکچند شد سیاره را سیر
بزرگ و خورد را روشن شد این حال | بدین حالت برآمد چارده سال
شبی افشانده ماه چارده نور | غبار ظلمت از آفاق شد دور
تو گفتی سر ز انجم مایه انگیخت | ز بهر چارده بازی درم ریخت
برآمد صبح ناگه وان درم خواند | مگر شش روز پروین کان درم ماند
بت هندو نژاد آن شب ببازی | چو ترکان غمزه ها در ترکتازی
همه شب با پری رویان شب یار | چو چشم یار خود بود دست بیدار
چو وقت صبحدم شد یاد کردش | که یاد آمد ازان دلهای سرکش
پشیمان گشت آن معشوق زیبا | که بود از عاشقی چندین شکیبا
شکیبائی برون آمد ز پرده | کلید رحمت اندر دست کرده
در دل برگشاد آن سنگدل را | بشست از سینه او غش و غل را
بیاران گفت ماه کبک رفتار | که فردا بار خواهم برد با یار

روم دستش بگیرم زاں اسیری — چه خوب آید ز خوباں دستگیری

سخن گویم وزو هم راز پرسم — فراق چند ساله باز پرسم

گہے مرہم نہم بر سینۂ ریش — گہش طوقے دہم از بازوئے خویش

زلب راحت ز رخ ریحانش بخشم — کشم وانگه بوسه جانش بخشم

دریں اندیشه بود آں ماه تا روز — که سر بر کرد صبح عالم افروز

چه زیں مینا بروں شد لعل گلرنگ — بر آورد آں فرو مانده سر از سنگ

سر از سودائے لعل دلستاں پُر — گہے لعل از مژه میریخت گه دُر

فسوسے بر وصال دوست میخورد — عتابے بر خیال بخت میکرد

که اے بخت ایں چه سختی می نمائی — دل تنگے بجاں آمد کجائی

نیامد وقت آں کز من کنی یاد — بر اندازی بنائے غم ز بنیاد

چه نازست آں ز من افزوں کنی ناز — چه خشمست ایں بیا با آشتی ساز

فن خود ساز آں یار فسونے — فنم بردم دل جادو فسونے ؟

سوارم راعناں دل بگرداں — مه خود کاسه را منزل بگرداں

یکے آں سخت دل را در دل افگن — که رحم آرد بدیں درد دل من

دریں بودست کز ره گرد برخاست — ز روئے دل غبار درد برخاست

بروں آمد از آں گرد آفتابے — چو گنجے رخ نهاده در خرابے

ہماں ہر روزه سرو گلشن افروز — شگفته چوں گل فیروز نو روز

در آمد شاد پیش یار بنشست — گرفتش دست و بوسے داد بر دست

بپرسیدش که چونی حال چونست — حساب یار رفت امسال چونست

دلت چوں بود چندیں سال در تاب ‌ ‌ ‌ جگر چوں خورد چندیں گاه خوں ناب

چه خوں ها خوردی اندر اشتیاقم ‌ ‌ ‌ چه محنت ها کشیدی در فراقم

چو خاکے خوار مانده بر سر راه ‌ ‌ ‌ چو سنگے سر نهاده بر سر چاه

چو عیش خود چشیده تلخی از بند ‌ ‌ ‌ کشیده چوں دل من سختی از بند

رهائی را ره و روئے نجسته ‌ ‌ ‌ بخون دیده از جاں دست شسته

خدا داناست اے دیرینه یارم ‌ ‌ ‌ که من از شوخئ خود شرمسارم

بتقصیرے که کردم عذر بپذیر ‌ ‌ ‌ گناه از من مگیر از بخت خود گیر

کنوں چون بخت عهد کهنه نو کرد ‌ ‌ ‌ فلک رخش وفا را گرم رو کرد

قوی دل شو کزیں پس حال نیکوست ‌ ‌ ‌ دلیل حال نیکو فال نیکوست

بفال نیک روز خویش خوش کن ‌ ‌ ‌ شب اندوه را داغ حبش کن

دریں یک هفته چوں ماه دو هفته ‌ ‌ ‌ فتور خویش خواهی دید رفته

من و تو جام خوش خواهیم خوردن ‌ ‌ ‌ بخلوت جائے خود خواهیم کردن

مرا جفتے است بازرگان که هر سال ‌ ‌ ‌ برو اشتر خریدن را بسے مال

رود در بادیه اشتر ستاند ‌ ‌ ‌ فروشد پیل وارے زر بماند

هم اکنوں با شریکان سفر ساز ‌ ‌ ‌ سفر را عزم مطلق میکند باز

چو او از خانه شد تو جا بیابی ‌ ‌ ‌ درون دل قدم در نه که جانی

همیں کو پائے بیروں آرد از کوئے ‌ ‌ ‌ شود خارے که در راه است یکسوئے

ترا در بزمگاه وصل خوانم ‌ ‌ ‌ نثار چوں تو جاناں جاں فشانم

چو آں زنجیر کعبه را ندیده ‌ ‌ ‌ ره غم را بپا یا نها بریده

شنید آں زمزمہ بر چاہ زمزم | حضور کعبہ برد از حاجیاں غم
بلا پرورد آں مہجور مسکیں | نہ دل با او دراں نظارہ نے دیں
بہر جانب نظر افگند لختے | نگوں بختے شدہ بیدار بختے
سرے در پائے او آوردہ میگفت | کہ اے کس با تو تر طاق ابرواں جفت ؟
تو ئی یا خواب دیدم یا خیالست | کہ صلح آب در آتش محالست
کدامیں آوریدت اے گل اینجا | گل اینجا بہ کہ باشد بلبل اینجا
چہ دولت بود کز من یاد کردی | خرابی را بہ لطف آباد کردی
چہ رحم آمد دل کافرشت را | کہ نرمی داد طبع سرگشت را
من اندر خورد چوں تو میہمانے | مہیا کے توانم کرد خوانے
چہ آرم پیش کش از ہر چہ خوشتر | چہ دارم جان خشک و دیدہ تر
زجاں بایستہ تر باشد نثارے | بمقدار قدوم چوں تو یارے
بوصلم وعدہ دادی راست یارا | زتو بخشش ز من درخواست یارا
سخن ہائے کہ گفتی اے پری رو | بیا لائے تو مانند یاسمیں بو
تو خود با بے بیاری می نہی پیش | و لے ترسم ز بخت بد کم و بیش
بوعدت روشنائی تمامست | ولیکن اختر من تیرہ فامست
چہ خوش باغیست روشن چشمہ سارے | اگر باد خزاں نارد غبارے
رسید ابرو بر آمد کشت محتاج | اگر فوج ملخ ناید بتاراج
شباں ہم از برہ گوید بشارت | اگر گرگش نخواہد کرد غارت
بخندید آں گل از گفتار یارش | گرفت از دلنوازی درکنارش

چو بزم وعده در طبعش بیاراست
بجام بوسه مستش کرد و برخاست

ازاں خلوت چو آمد سوے خانه
همی جست آں تمنا را بهانه

جهاں کو آرزو ها را کند خاک
زو اندر دامن مقصودشاں خاک

حدیث آں جگرهائے که خوں شد
بدیگر داستاں گویم که چوں شد

بیا مطرب بگو ما را سرودے
اگر گوئی دهم از دیده رودے

سرودت را بود از رود ما آب
تو قدر ایں سرود و رود دریاب

بیا ای شعر خواں تو کار خود کن
دل سرگشتهٔ ما را مدد کن

بخواں نقشے که ما را نور بخشد
شفائے در تن رنجور بخشد

بیا ساقی بیار آں میوه روح
پئے راحت ده دلهائے مجروح

بیا تا در صف مستاں نشینم
جدائیهائے عالم را نه بینم

وفا یافتن معشوق و سوختن او و خبر رسیدن بعاشق و سوختن او بر موافقت معشوق

چو ترک رومی از روز شب تار
برآورد آتشے روشن عجب دار

تو گفتی شب چو صبح آتش افروخت
برسم هندواں خود را دراں سوخت

بت هندو سرشت از خواب برخاست
نقاب ابر از مهتاب برخاست

بشوهر دید عزم راه کرده
بسیج کوچ منزل گاه کرده

بیامد برگ ره ترتیب کردش
براں زادے که بود از گرم و سردش

از آلاتے که اندر راه شاید
بدادش هر متاعے کاں بباید

چو هم خانه ز خانه سر بروں کرد
تو گوئی خانماں را سرنگوں کرد

بماندم تب گرفت آں دل ستاں را　نہ دل را بلکہ کار افتادگاں را

پئے سوزندہ تر از آتش تیز　گدازاں شد تن شمع شکر ریز

سہ روزاں نازنیں افتاد در تاب　بیکبارہ بماند از خورد و از خواب

چہارم روزش آں بت تیرہ تر شد　گل سیراب را گونہ دگر شد

چو جان او ز سینہ قصد لب کرد　بجاں درماندہ مادر را طلب کرد

بمادر گفت اے تاج سر من　صدف ساں بردہ مارا گوہر من

مرا دردہ کہ جانم بار بربست　گل من رخت ازایں دار بربست

بگو تا ز آتش و ہیزم در آرند　وگر زیں سوختہ دودے بر آرند

مرا خود آتش دل ہست بسیار　تنے چوں ہیزم خشک از غم یار

ہمیں اسباب بس با من پسند ست　کسے کو اینچنیں مردہ است زندہ ست

زبانم با کہ خواہد گفت ایں راز　براں پیرانہ ساز خانہ پرداز

کہ یارد دیدہ جانش را دراں سوز　کہ بیند طالع او را بداں سوز

منش وعدہ دہم بس رخت بندم　کند بر خویش یا بر بخت بندم

چہ گویم با کہ گویم چیست تدبیر　کہ در دل نشست ناوک در جگر تیر

جگر بشکافم و بیروں کشم دل　کنم ہر دو بیک جا در تہ گل

گر آید آں مخالف بخت بد روز　خبر پرسد ز دل بیند دل افروز

بگویندش کہ رفت او دل ہمیں جاست　مبیں رہ رفتن منزل ہمیں جاست

بگفت این و بہم پیوست دیدہ　قفس بر جا و مرغ از وے پریدہ

خروشے زار از اں خانہ بر آمد　بہر دل زاں خبر دودے بر آمد

هر آنکس کو شنید آن درد جانکاه   بر آورد از جگر جوش ز جان آه

بر آئینے کہ باشد ہندواں را   بروں بردند آں سرو جواں را

زنا خویشاں واز خویشاں گروہے   بر آوردند ہیزم ہا چو کوہے

نہال نوبراں خاشاک بردند   گلستانے بخارستاں سپردند

بر آتش در زدند آں خوابگہ را   بمریخے قراں دادند مہ را

یکے از دوستان آں سیہ روز   چو زاں آتش رسید اندر دلش سوز

در آمد نزد آں کار اوفتادہ   ہم از دل ہم ز دلبر اوفتادہ

بگفتش چند پرسی از سر چاہ   کہ دریا موج برزد آہ کن آہ

سفینہ غرق کن گوہر فرو ریخت   سعادت خشم کرد اقبال بگریخت

بمرد آں مہ کہ وصلت وعدہ میداد   کنوں شہریست از مرگش بفریاد

چو ایں شربت بدیں بیمار دادند   تو گفتی بند بندش بر کشادند

بر آورد از دل شوریدہ شورے   کہ بازاری چہ یابد ہیچ روزے

چو سگ جانم بچندیں داغ دیدن   زہے غم کش بچندیں غم کشیدن

کرا زہرہ کہ او برتابد ایں کار   کرا طاقت کہ او بر آرد ایں بار

بدیں غمہا کہ او را پائے و سر نے   ہمیں من نامزد باشم دگر نے

مژہ پر آبم و سینہ پر آذر   مرا از بہر ایں می زاد مادر

گرفتند از جہاں بہرہ ہمہ کس   مرا بہرہ ہمیں بود از جہاں بس

بدیں سیرت بسے فریاد ہا کرد   ازیں ساغر بسے خونابہا خورد

نشانے جست ازاں مہ چوں نشاں یافت   بصحرا راند و رو از شہر بر تافت

برون آمد چو افیون خورده مستے | صف امید را دیده شکستے
چو آں آتش برو پیدا شد از دور | فغانے بر کشید آں جان رنجور
که احسنت اے دلارام وفادار | چنیں میعاد سازد یار با یار
بگفتی با تو رو در رو نشینم | تو رو پنہاں کنی من در که بینم
منم وعده دہی خویشم کشائی | بہشتم گفته دوزخ می نمائی
تو حوری حور در آتش نباشد | ره اندر کام اژدر خوش نباشد
مرا گفتی چو خواہم ساخت بزمے | که دادم با حریفانِ تو عزمے
برائے دوستاں ایں بزم سازند | حریفاں را بدیں مجلس نوازند
ز تو یاری چنیں آمد زہے یار | چنیں باشد سرو کارت زہی کار
روا باشد اگر مقصودت اینست | دلم با جان پاکت ہمنشین است
من اینک ره تو خواہم کشادن | بہم خوابیت سر خواہم نہادن
دریں منزل نشد گر وصل را ساز | دراں عالم بہم خواہیم شد باز
بگفت ایں و بجائے خود رواں شد | چو بادے جانب آتش دواں شد
رسیدند اقربا و اولیایش | گرفتند از تلطف دست و پایش
بزد دست و بجست از پیش ایشاں | سرے چوں روزگار خود پریشاں
دروں آتش آمد یار خود دید | بکار عاشقی ہم کار خود دید
شرر زیں سو رسید و شعله زاں سو | ہماں جا تکیه زد پہلو به پہلو
ورا پوشش گرفت و زاری می سوخت | فلک بیں یار را با یاری سوخت
نظاره گر بگرد او زن و مرد | ہمه اسیمه شده زاں داغ و زاں درد

پس از بر خاک غلطیدن بخواری — پس از صد نوع نالیدن بزاری

روان گشتند آب از دیده ریزان — تف آتش ز صحن سینه خیزان

کدا این دیده کاینجا خون نگرید — چنیں خونابه بند چوں نگرید

جوانان هر یک از سودائی یار — همه انگشت در دندان دران کار

یکے درسوز مانده کیں چه سازیست — یکے درعین حیرت ایں چه بازیست

یکے در وجد پیراهن زده چاک — یکے در چرخ چوں دوران افلاک

یکے بریاد مجنوں مست میراند — یکے افسانهٔ فرهاد میخواند

همه جا منتشر گشت ایں حکایت — خبر شد شهره در شهر و ولایت

که بر روئے بتے چوں بت پرستے — ....

چو وقت آمد فلک فراز بشکست — نه آں می ماند در مجلس نه آں مست

علی رغم جهاں خوش بود جمعی — ....

جهاں آں باد قهر آتش افروخت — که هم پروانه را هم شمع را سوخت

جهاں ظالم ادا و ناپشیماں — بخوں ریز من و تو بسته پیماں

بیا تا دامن از وے باز چینیم — حساب کار خود را باز بینیم

دراں کوشیم ایں جان خطرناک — برآید زیں تن ناپاک یا پاک

برما آنچه دل را میکند خوش — همیں جان است آں هم درکشاکش

چو جاں رفت از تن نالاں چه خیزد — چو خر افتاد از پالاں چه خیزد

دریں ره خاک باید بودنے خار — که تا راحت رسد از تو نه آزار

بدنیا آنچه در روے دل چه بستی — در حق گیر از درها برستی

جوانمرد اوست کو مرد خدا شد | تو او را شو همه عالم ترا شد

حکایت

سوی نخچیر شد محمود غازی | که تا بازش کند با کبک بازی

لب جوی و مرغ چند را دید | دران صید افگنی خوش گشت خندید

چنین گویند کان جانب همای | همانان روی خود بنمود جائی

ملک پای طلب بر جا فشرده | سپاهش را طمع از جای برده

چو سر پس کرد ایاز خویش را یافت | که چون خورشید رو از سایه می تافت

ملک گفت از چه ایشان ره نوردی | تو هم همسایهٔ اقبال گردی

بگفت اقبال ازان سایه چه خواهم | من اندر سایهٔ اقبال شاهم

غرض چون بنده شد خاص خداوند | دو عالم پیش او بینی کمر بند

کسی کو کام دل را از خدا راند | مبادا گر از او ماند از خدا ماند

کجائی ای گرفتار مِل و مال | بدستِ خویش گوش خویش میمال

امین خویش دانستی جهان را | بدو دادی امانت نقد جان را

همه در بند غارت کردن تست | سر دستش طناب گردن تست

امین گر ره زند مشکل شمارے | شبان گرگی کند دشوار کارے

بر هی در پیش با چندین درازی | تو با عذر آوران شیشه بازی

قدم برگیر و رهی بین وی رو | بگیر از خرمن این کشت یک جو

بخوبی خوش ز عمر خویش برخور | که برخوبی ببد مهری گشتی سر

کمند مرگ ازیں کوتہ گلوگیر
چہ بندی مردمے را در بہ زنجیر

یکے در دوستاں بے چند رانند
ازایشاں سہل باشد چند مانند

چو ایشاں را طلب کردن شتابی
اگر آں گنج در خلوت بیابی

گلے راکز زمیں بر روید اسال
بگو پارینہ یارا نرا چہ شد حال

مرا لایق ترے پرسید امروز
کہ در دل داغہا دارم دریں سوز

حسن گر با تو دردے ہم نفس بود
ورق بشکن ہمیں یک حرف بس بود

اگر رفتند یارانت رہ خویش
ترا ہم ہست آں رہ رفتنی پیش

بیا مطرب تو راہ خویش را باش
علاج ایں درون ریش را باش

برار از چنگ نالاں نالہ زار
منم با نالہ و زاری و با یار

بیا اے شعر خواں بنشیں زمانے
ازیں مجموعہ بر خواں داستانے

بر آہنگے کہ مرغ صبح زارد
بہر لحن از ہوا مرغان در آرد

بیا ساقی بیاراں خون جوشاں
بداں خوں خویش خوانم را فروشاں

بدہ تا مست گردم بے خبر نیز
کہ مستاں فارغند از چیز و ناچیز

ذکر لطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید
مزید روزگار خویش جوید

عیاذاً باللہ ا..... بپیچید
زپیچاں کاری دوراں بپیچید

مرا ہم منعمے چوں نعمتے داد
بباید کرد شکر نعمتش یاد

بنام او کنم ایں نامہ را خاص
ازو نام آوری از بندہ اخلاص

یکے کز برج گردونش سزد قصر | سر جملہ ملوک سرور عصر
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں | کریم الخلق الحق عز و الدیں
محمد اسم و رسمش جملہ محمود | وجودش خاص بہر جود موجود
چراغ دودۂ اعظم نفاخناں ؟ | ملک خوانچہ کش زرمش فلک خوان
بدانش ہمنشین عقل والا | بہمت از مقام وہم بالا
کرم در عہد او نامے گرفتہ | جہاں از عدلش آرامے گرفتہ
گہ بخشش فقیر از کاں برآرد | ز کام ہر صدف دنداں برآرد
بدر دادن کم از دریا نکو شد | ولے خوش بخشد او دریا بجوشد
گرا زر تنگ بر تنگست در پیش | نشستہ تنگہا بخشد بہ درویش
بمرکب یافتن شہرے از و شاد | سخائے بادپایاں نزد او باد
اگر دستش رسد بر قرصۂ خور | رواں بخشد بجائے تنگۂ زر
ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے | ہمیں یک ذات او ماندست برجائے
خدایش بر صلاح کار دارد | ز شاخ عمر برخوردار دارد
بزرگا، کرما، عالی نژادا | سرت در سروری پایندہ بادا
چہ گویم مدحت چوں تو کریمے | صفائے غازی خلقے عظیمے
کرم فرمودن خود خود بیندیش | خصوصاً در حق بیچارۂ خویش
مرا ازاں ژرف دریائے خطرناک | تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
پس اندر صدر دولت راہ دادی | محل دست بوس شاہ دادی
ز سلطاں گنج آوردی و تشریف | عطائے خود درانجا کردہ تضعیف

سر بختم تو بگرفتی ز خفتن | من ایں راکے توانم شکر گفتن
چو بیمار او فتادم آنچناں سست | ازاں بیمار پرسی ہا کہ در تست
نوازش ہائے بے اندازہ کردی | بشربت ہائے خاصم تازہ کردی
ز زر بخشی و جاں بخشی نمودن | نکردی کم بدیں نتواں فزودن
حسن اینجا رسیدی در دعا ہیچ | بدست تو چہ باشد جز دعا ہیچ
الٰہی شاہ را بر تختگہ دار | ملک را از ہمہ آفت نگہدار
شہنشہ قرنہا با ملک مقروں | ملک را ہر دم از وے دولت افزوں
ملک را دہ ملک را نور دیدہ | بدیشاں چشم بدبیں نارسیدہ
بیا مطرب نوا را برکش آہنگ | بزن در کاسۂ طنبور خود چنگ
بیا اے شعر خواہنا در چہ کاری | نثار وقت ما کن ہرچہ داری
بخواں ہر گفتۂ خوش کایدت یاد | کہ بر خوش گوئی و خوش خواں آفریں باد
بیا ساقی بیاراں جام گلرنگ | مے رخشاں درو چوں لعل در سنگ
بمن دہ تا بنوشم مست گردم | خرد گو نیست شو من ہست گردم

تمت

الا اے قصہ پرداز سخن ساز | ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز
حکایت ختم شد دیگر چہ داری | بروں آر از خریطہ ہرچہ داری
ہنوزت ہست ازاں افسانہ ہا یاد | دل ویرانت از گنجینہ آباد
ہنوزت لب پر از نظم خوشابست | ہنوزت حقہ پر لولوئے ناسبت

سپهر سربلند و بخت فیروز — ترا دادست ملک معنی امروز

چو تو نامد دریں روز زمانه — دوگانے گوئے جادوئے یگانه

نیاید از خساں ایں بهره سفتن — نکوگویاں نکو دانند گفتن

بدیں طرز آنچه می ماند تمامی — بنام ایزد چه خوش گوید نظامی

زهے خوش گفتن آں پارسا پیر — لطافت در سخن چوں شهد در شیر

مرا بنگر ز بے انصافی خویش — گرفته از فضول ایں پیشه را پیش

چه بے شرمم که ایں دری کشایم — چناں گل دیده ایں گل مینمایم

ز من بے شرم تر هم مرد مانند — که ایں خوانده از آں خویش خوانند

چه گفتم کیں سخن ناگفتنی بود — ره از خار خصومت رفتنی بود

همی خواهم ز یزداں تو هردم — نه از ناگفتنی از گفتنی هم

چه کارست ایں هوس را کار بستن — ز تو نقشے بهر دیوار بستن

اگر خاطر نه عشق ایں در کشادے — کجا طبعم سخن را سر کشادے

حدیث عشق کز سر تازه شد باز — بعشق آرایم انجامش چو آغاز

بخواهم کرد ترتیب شگرفی — دریں نامه نبشتم چند حرفی

محبت لوح بود و عشق خانه — از اں نامش نهادم عشق نامه

نو دم اندریں چنداں تفکر — سواد یکشبه بود ایں همه در

بسال هفصد ایں در شد نموده — دوشنبه غرهٔ ذوالحجه بوده

چو در نظم آمد ایں ابیات دلکش — شمردم حاصل آمد شش صد و شش

نه از خود کردم ایں افسانه منظوم — که مشهورست ایں قصه دراں بوم

اگر گوئی کہ ایں گفتن چرا بود — بیان عشق بے دنیاں خطا بود

بیان عشق کار ہر زباں نیست — چو قائل زندہ دل باشد زیاں نیست

تواں کردن بصد چشمہ زباں تر — ولیکن عشق مدیائیست دیگر

کہ کار عاشقی کاریست جانی — زکفر و دیں برونست آں معانی

بیا مطرب مکن از خویش یادے — دریں آتش کدہ در کبر بادے

زخود تو لے کہ من گفتم بدل کن — بیک تولم ہمہ اشکال حل کن

بیا اے شعر خواں ایں نامہ برگیر — فسونے نو دریں ہنگامہ برگیر

تو برخواں ایں مثال مہربانے — بتوقیع قبول جاودانے

بیا ساقی سر قرابہ بکشائے — چو دیدی پیشۂ ما چیست پیش آئے

بدہ آں می کہ عشقش مہر کردست
کزاں مے جز حسن دیگر نخوردست

تمام شد کلیات حسن

اغلاط نامہ

کلیات امیر حسن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۹	از	ار	۶۲	۵	ر	تر
۱۸	۵	دل	دلے	۷۹	۷	ازاں	زاں
″	۷	جو	چو	۸۴	۷	تو	چو
۱۹	۶	از	ار	۸۵	۶	گو	کو
۲۱	۲	خواندم	خواہدم	۹۲	۱۰	گو	کو
۲۷	۷	تذکبر	تذکیر	″	۱۵	مایم	مائیم
۲۹	۶	پیراہن	پیرہن	۹۶	۱۱	زو	رُو
۳۲	۳	کامے	گامے	۹۷	۱۴	زارہا	تارہا
۳۴	۱۲	رسید	رسد	۱۰۳	۳	چوں	چو
″	۱۵	بیش	بیش	۱۰۴	۷	بیدل بیک	بیدل کہ بیک
۳۶	۱۵	پُرز	پُر	۱۰۶	۱۱	طبیباں	طبیبا
۴۰	۵	پر	چو	۱۰۷	۱۴	چوں	چو
۴۳	۱۵	چہ بخت	زبخت	۱۱۱	۹	ہچوں	ہچو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۵	۸	اختاد	او فتاد	۱۶۲	۱	کُشتہ	شَستہ
۱۱۹	۱۴	سجاد	سجادہ	〃	۵	پچیں	پخیں
۱۲۳	۱	توتے	توئی	۱۶۵	۶	سگے	سگ
۱۲۴	۱۴	توتے	توئی	〃	۱۰	با	یا
۱۲۵	۳	کہ در	کہ ز در	۱۶۷	۱۳	تو	نَو
۱۲۶	۱۵	کر	کز	۱۷۰	۵	دید	دیدہ
۱۳۱	۴	کہ چہ	چہ	۱۷۲	۷	گوش و	گوشو
۱۳۷	۹	مے جنبدہی	مے جنبیدوی	〃	۱۱	گورے	گور
۱۳۹	۱	نشانی	فشانی	۱۷۴	۱۰	بیا	بنیاد
۱۴۰	۵	و	وار	۱۷۵	۱۰	گو	کو
۱۴۳	۲	تو	نَو	〃	۱۳	سور	سوز
〃	۱۴	چول	چوں	〃	۱۵	دل بتاں	دل بہ بتاں
〃	〃	توشیں	نوشیں	۱۷۶	۵	بجمن	بچمن
۱۴۴	۹	گر	اگر	〃	۱۲	جنگ	چنگ
۱۴۶	۱۲	از	ار	۱۷۷	۱۱	ریز	زیر
۱۵۰	۱۱	اماالکاتبین	کراماًکاتبین	۱۸۰	۲	وشنام	دشنام
۱۵۴	۱۶	از	ار	۱۸۰	۳	ایہدہ	بیہدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۵	جنبدے	جنبیدے	۲۰۵	۴	پیش	بیش
"	۱۵	بعمرے	بعمر	"	۱۳	میہانم	میہانیم
۱۸۱	۳	جو	چو	۲۰۷	۶	داد	دادہ
۱۸۳	۲	ویدم	دیدیم	۲۰۸	۵	ملکِ و دل	ملکِ دل
"	۴	خوانی	خوانیم	۲۰۹	۳	کم	گم
۱۸۴	۲	زیر	ریز	۲۱۰	۹	رلف	زلف
۱۸۵	۶	جو	چو	۲۱۱	۹	کردمد	کردند
۱۸۷	۲	افتد	او فتد	"	۱۳	جست	چست
۱۹۰	۱	اے	اے کہ	۲۱۷	۵	نوارش	نوازش
"	"	چوں	خوں	"	۸	زنگ	رنگ
۱۹۱	۵	بز	بر	۲۲۰	۳	چو	چوں
۱۹۴	۱۲	بگنج	بکنج	۲۲۱	۱	حال	خال
۱۹۷	۱	یا	با	۲۲۲	۱۱	توکیے	توکہ یکے
۱۹۸	۸	از	ار	"	۱۳	حبّار	جبّار
۲۰۰	۸	اے	اے کہ	۲۲۵	۱	بناں	بنال
۲۰۴	۶	اے توز	اے ز تو	۲۳۳	۵	کند	کنند
۲۰۵	۳	ست	دست	"	۷	حق من	حق کہ من

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۵	۷	بیجبرش	بیخبرش	۲۹۵	۲	قبولے	قبول
۲۳۸	۱	مبکاشتم	میکاشتم	۳۰۹	۳	زیاں	ژیاں
۲۵۰	۳	کویت	کوبُت	۳۱۴	۳	کمنوں	اکنوں
۲۵۱	۳	زحمت	رحمت	۳۱۶	۹	نہد	نہم
۲۵۳	۱۱	بجانب	بجانبے	〃	۱۵	دار	وار
۲۵۵	۲	بہت	جہت	۳۱۷	۲	نیدیشی	نیندیشی
۲۵۸	۱۰	موے	مو	۳۱۸	۷	بند	مبند
〃	۱۴	فصل	فضل	۳۲۲	۱۰	حرقہ	خرقہ
۲۶۰	۱	ازو باراں	از باراں	۳۲۳	۶	ا	ماہ
〃	〃	مست	سست	۳۲۶	۶	حاناں	جاناں
۲۷۲	۵	نورصحر	نورسحر	۳۲۷	۶	ازاز	از
۲۷۳	۲	گوہر	گوہرم	〃	۱۰	قزعاں	قزغاں
۲۸۳	۱	ناں	ماں	۳۴۲	۳	ہر	بر
۲۸۷	۴	شاں	نشاں	۳۴۳	۷	از	ار
〃	۱۴	زواں	رواں	۳۵۳	۱۳	یا	با
۲۸۹	۹	نا	تا	۳۶۶	۱۴	ویے	ولے
۲۹۴	۱۱	تعویز	تعویذ	۳۷۴	۴	دروے	درد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۲	۱۴	زلفت از	ز زلفت ار	۴۴۷	۱۳	سرآمنا فقان صبراً	سرآمنا فغان ضراً
۳۸۴	۳	بغلاں	بفلاں	۴۴۸	۴	غیرتت	عزتت
۴۰۲	۵	چو	ز	"	۱۲	جہانیانت	جہانیات
۴۰۴	۱۳	گز	گر	"	۱۴	رمزا	زہرا
۴۰۷	۳	لعل در	لعل ودر	۴۴۹	۱۸	سی صدو	سی صد استؑ
۴۱۰	۱۴	تیرے	تیر	۴۵۴	۲	چواز قلعہ چہ اند	چہ از قلعہ کہ اند
۴۱۵	۱	نیکو	نکو	۴۶۵	۶	باکش	پاکش
۴۱۸	۳	النہا	النہار	۴۷۱	۲	کل	گل
۴۲۵	۸	نہ	نئی	"	۳	صد	خندہ
۴۲۷	۹	چوں	چو	۴۷۲	۱۲	خدایش	خداش
۴۳۵	۳	کشردے	کژدمے	۴۷۴	۱۵	کسے	کہ
۴۳۷	۳	قلعہ	قلع	۴۷۹	۱	چرخ	خرج
۴۳۸	۷	بر	بہ	"	۹	میادہ	مبادا
۴۳۹	۱۸	بارگئے	تازگی	"	۱۰	صدکاہش	صیدگاہش
۴۴۳	۱۵	عطا	غطا	"	۱۲	گہ	کہ
۴۴۴	۱۴	حماب	حجاب	"	۱۴	زہر	زہرہ
۴۴۶	۶	بدعا	بدغا	"	"	لعل	نعل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۳	جہاں ستاند	جہاں ستان باد	۵۲۵	۱۵	تیر	تیز
″	″	گل	کل	۵۳۱	۱۴	ہرار	ہزار
″	۱۲	نہاد	نہال	۵۳۷	۱۱	د	داب و
۴۹۰	۱۱	فیروز	افروز	۵۴۰	۱۶	صوب	صورت
۵۰۰	۳	رور	روز	۵۴۲	۹	تو	چو
۵۰۸	۲	گیرد	گیرند	۵۶۵	۱۵	برخودار	برخوردار
۵۱۱	۹	بخشائے	بہ بخشائے	۵۶۹	۹	زمیں	زیں
″	۱۵	سالہاں	شاہاں	۵۷۰	۲	ے سیفت	می سُفت
″	حاشیہ	گوسفند ذبوح	مسافرخانہ	۵۸۸	۹	پیوست	بپیوست
۵۱۴	۲	زشفق	چو شفق	″	۱۰	براستاں	راستاں
″	″	بفصل	بفضل	اشتباہاً شمارہ صفحہ ۵۹۸ غلط چاپ شدہ است تصحیح باید شود			
۵۱۹	۱۴	ودراں	دراں	۵۸۹	۱۱	ماش	باش
۵۲۱	۱۵	عقل وفضل	عقل فضل	۵۹۶	۱۸	ریاخوں	ویاخوں
۵۲۲	۱۷	وہم رابعہ	ورابعہ	۶۲۱	۳	تاضم	خاصم



کتابخانه
شمار
کتابخانه های عمومی شهر تهران
شماره ثبت دفتر ۳۵۹
تاریخ ۲۲ / ۱۱ / ۶۸
شماره قفسه
شماره ردیف

دام اقبالہٗ

سر مہاراجہ یمین السلطنۃ بہادر صدر اعظم باب حکومت

نے

از راہِ علم دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبۂ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے